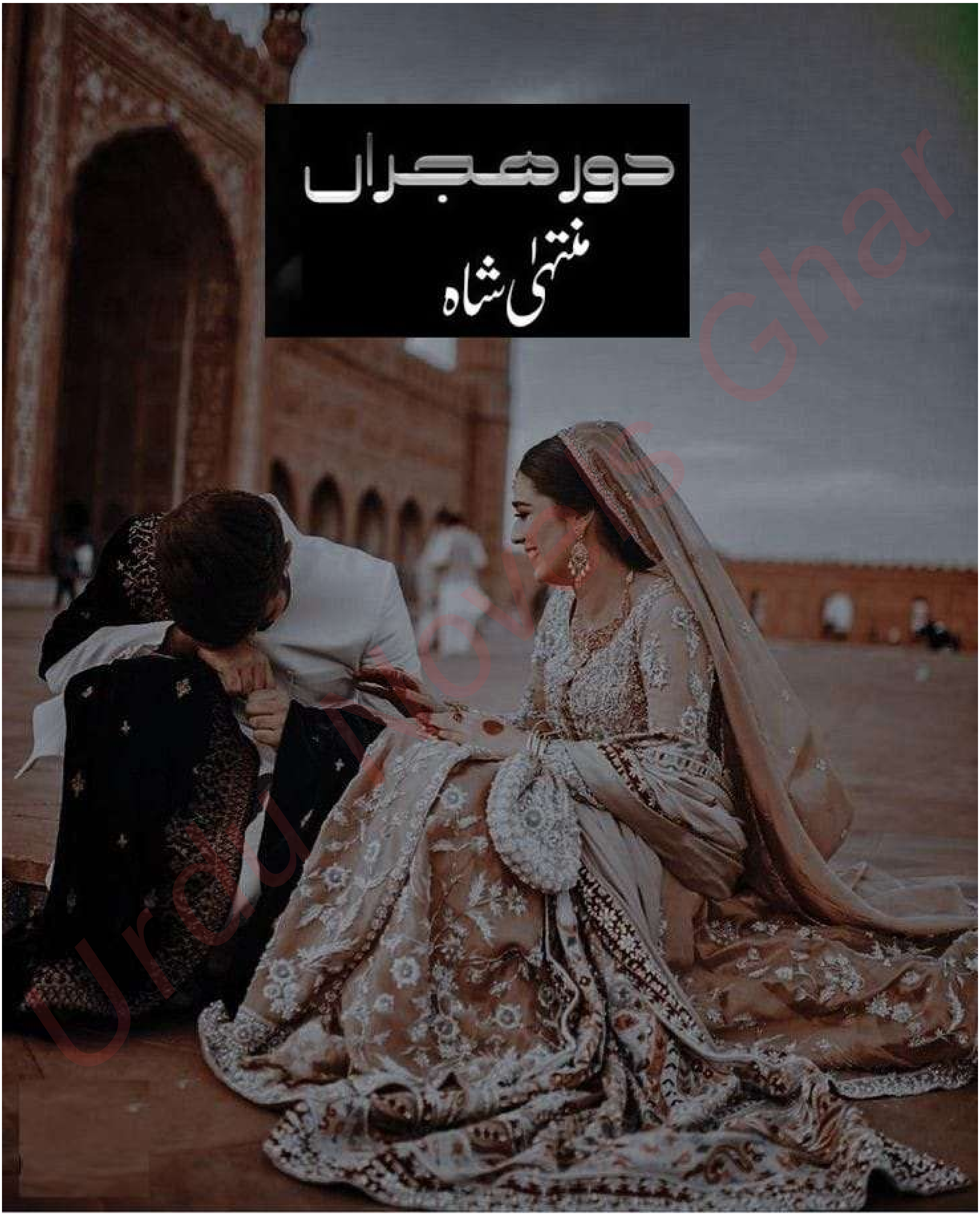
دورِ ھجراں
منتہیٰ شاہ
Urdu Novels Ghar

دور ہجراں

منتہٰی شاہ

گاڑی جانے پہچانے راستے پر گامزن تھی وہ بے فکری سے آنکھیں موندے بیک سیٹ پر ٹیک لگا کر ریلیکس سا بیٹھا تھا سفر کی تھکن اتنی شدید تھی کہ کچھ ہی پل میں وہ نیند کی وادی میں اتر گیا۔۔۔

گاڑی کے جھٹکے سے رکنے پر اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا تھا وہ ہڑبڑا کر رہ گیا۔۔۔

"ادا کیا ہوا ہے" وہ ڈرائیور سے پوچھنے لگا

وہ بے چین سا باہر دیکھنے لگا جہاں اسے اپنی گاڑی کے آگے دو تین گاڑیاں رکی ہوئی نظر آ رہی تھیں

"سائیں کوئی ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے گاڑی بری طرح کچل دی گئی ہے اور زخمی اب تک اندر ہی پھنسے ہوئے ہیں" وہ تاسف سے سر ہلاتا شیشے پر جھکتا بولا تھا

سائیں پریشان سا گاڑی سے نکل آیا تھا اور جائے وقوع کی طرف رواں دواں تھا پولیس ایمبولینس اب تک نہیں پہنچی شاید کسی نے مطلع نہ کیا تھا یہ روڈ زیادہ تر سنسان ہی رہا کرتا تھا

اس روڈ سے اس کی حویلی بیس منٹ کے فاصلے پر تھی شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔۔

گاڑی پر نظر پڑتے ہی سائیں نے تاسف سے سر ہلایا تھا نا جانے مسافر زندہ بھی تھے یا نہیں گاڑی کی حالت دیکھ کر ہی معلوم ہوتا تھا مسافر آخری سفر کو نکل چکے ہیں

Urdu Novels Ghar

پر نا جانے کونسی طاقت اسے اس گاڑی کی طرف کھینچ لائی تھی وہ آگے بڑھا سامنے کھڑے چند لوگوں نے فوراً ہی سائیں کو پہچان لیا تھا،،،، لوگوں نے اسے دیکھا تو سائیں سائیں کر کے ادب سے سر جھکا گئے

"گاڑی الٹی پڑی تھی

اور بری طرح دب چکی تھی۔۔۔ سائیں گاڑی کے دروازے کی طرف جھکا۔۔۔ پہلے تو سائیں نے فرنٹ سیٹ کا گیٹ کھولنا چاہا پر کافی دیر کوشش کے بعد بھی وہ نہ کھلا تو ان لوگوں نے مل کر گاڑی کو سیدھا کیا کافی کوششوں کے بعد وہ گاڑی کی ونڈ سکرین سے ایک شخص کو نکال پائے تھے جس کا جسم خون میں لتھڑا ہوا تھا سائیں نے اندر جھانکا پر وہاں صرف ایک ہی مسافر تھا

سائیں کی سفید ٹی شرٹ اس شخص کے خون سے اب سرخ ہو چکی تھی وہ شخص اوندھے منہ پڑا تھا سائیں نے اس کا ہاتھ تھام کر نبض چیک کی جو بہت مدھم دھڑک رہی تھی اچانک ہی سائیں کی نظر اس ہاتھ کی انگلی پر پڑی جس میں انگھوٹی تھی جس پر انگلش کا ایک لیٹر لکھا ہوا تھا جو اب انگلی کے اندر دھنسی ہوئی تھی پر ای حرف سے اس کا گوشت باہر کو آیا ہوا تھا۔۔۔۔ جو اب اس کی کھال میں پیوست ہو گئ تھی۔۔۔۔ اس انگھوٹی کو دیکھ کر سائیں کی آنکھوں میں ایک شناسہ چہرا ابھرا تھا اسی تیزی سے اس نے اس پژمردہ شخص کو پلٹا تھا

اور چہرا جو اس وقت خون میں لت پت تھا سائیں پھر بھی اسے پہچان گیا تھا اور شناسائی پاتے ہی اس کی اپنی ذات زلزلوں کی زد میں آ گئ تھی

یہ شخص یہاں،، اس سڑک پر کیا کر رہا ہے جو سائیں کی حویلی کو جاتی ہے کیا وہ یہاں اس کے لیے آیا تھا۔۔۔ کیا وہ جان گیا تھا سب کچھ۔۔۔۔ کئ سوال اس کے دماغ میں ابھرے تھے

سائیں نے پل کا توقف کیے بغیر اس شخص کے سینے پر جھک کر اپنا کان لگایا تھا اس کا دل ابھی دھڑک رہا تھا ناک کے آگے انگلی رکھی سانس آ رہی تھی

"ادا بخش اس کو اٹھائے گاڑی میں ڈالے جلدی کرے اس کا دل دھڑک رہا ہے ابھی" وہ ہذیانی کیفیت میں چیخا تھا اسے گاڑی میں ڈالتے ہی وہ لوگ ہاسپٹل کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔۔ سائیں کا چہرا خون سے بھر چکا تھا پر سائیں کو خود ہی کوئی ہوش نہ رہا تھا۔۔۔ بال پیشانی سے چپک گئے وہ اس شخص کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا ۔۔۔ کیوں وہ تو ہمیشہ سے اسے مارنا چاہتا تھا پھر کیوں اسے بچا رہا ہے۔۔۔۔ وہ کیوں چاہتا ہے کہ اسے کچھ نہ ہو وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔

اس کارواں رواں دعا گو تھا۔۔۔۔ ہاسپٹل پہنچتے ہی ڈاکٹر اسے ایمر جنسی میں لے گئے تھے کچھ دیر بعد ایک نرس سائیں کے پاس آئی تھی ایک ٹرے میں اس کی طرف زخمی کا والٹ اور موبائل اور وہی انگھوٹی جس کو دیکھتے ہی وہ شناسائی کے مرحلے سے گزر گیا تھا جسے اب ڈاکٹر نے کسی آلے کی مدد سے کاٹا تھا وہ بڑھائی تھی،،،، موبائل تو اب کسی کام کا نہیں تھا پر سائیں نے لپک کر والٹ اور انگھوٹی اٹھائی تھی ادا بخش نے موبائل بھی اٹھا لیا تو نرس چلی گئی

سائیں نے تیزی سے والٹ کھولا تھا اور کھولتے ہی اس میں اپنی رگ جان نظر آئی تھی اس نے وہ تصویر نکال کر اپنی جیب میں ٹھونسی۔۔۔ اس انگھوٹی کو وہ کچھ پل دیکھتا رہا جو اب ٹکڑوں میں سائیں کے ہاتھ کی ہتھیلی پر تھی چاندی کا چھلا سائیں نے وہ زخمی کے والٹ میں ٹھونس دی پھر اس کے والٹ کو چیک کرنے لگا پر اس میں

اسے کچھ ایسا نہ ملا جس کے ذریعے وہ اس کے کسی اپنے کو بلا سکتا وہ ابھی اسی تگ و دو میں تھا کہ اس کا موبائل بج اٹھا اس نے اپنے سامنے کھڑے ادا بخش کی طرف والٹ بڑھایا تھا اور اپنا موبائل نکالنے لگا

"یس مورا از ایوری تھنگ اوکے "اپنی ملازمہ کی آواز سن کر وہ تھوڑا پریشان ہوا تھا کیونکہ وہ کبھی اسے کال نہیں کرتی تھی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی یہ پہلی بار تھا جب اس نے کال کی تھی

"نو سر میڈم گوٹ فینٹ (نہیں سر میڈم بے ہوش ہو گئی ہیں" مورا پریشان سی بولی تھی

"کیا" وہ چیخا تھا

"یس سر وہ کچن میں مجھ سے پانی مانگنے آئی تھی اور بات کرتے کرتے ہی اس نے کہا میرا دل گھبرا رہا ہے بس اتنا ہی بولی تھی کہ نیچے گر گئی" مورا نے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا یہ سب وہ انگلش میں بول رہی تھی

"کال 999، آئی ایم کمنگ بٹ اٹ ول ٹیک ٹائم یو ٹیک ہر آئی ڈی این رش ٹو ایمرجنسی (999 پر فون کرو اس کا شناختی کارڈ لو اور اسے ایمرجنسی لے کے جاو میں آرہا ہوں پر وقت لگے گا)" ابھی تو اسے پاکستان میں لینڈ کیے کچھ گھنٹے ہی گزرے تھے ابھی تو وہ اپنے گھر بھی نہ پہنچ پایا تھا کہ آج کے دن کی یہ دوسری بری خبر اس تک پہنچ گئی تھی

"سر آئی ہیو آل ریڈی کالڈ دے مسٹ بی ریچڈ،، (سر میں فون کر چکی ہوں وہ لوگ پہنچ رہے ہیں بس)" مورا نے مودبانہ انداز میں کہہ کر فون رکھ دیا تھا اور اسے لگا تھا اس کی سکت ختم ہو گئی ہے۔۔۔وہ بے چین سا سامنے دیکھنے لگا

"کیا کوئی امید باقی ہے اس کے بچ جانے کی" سامنے سے گزرتی نرس کو وہ مخاطب کر بیٹھا تھا

"آپ کیا لگتے ہیں مریض کے" نرس نے اس سے پوچھا تھا

"کچھ بھی نہیں" وہ بہ دقت بولا تھا دل تو چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا اپنا رشتہ بتاو کہ تم، دشمن ہو اس کے

"بہت مشکل ہے پر ڈاکٹر کوشش کر رہے ہیں" نرس تاسف سے سر ہلاتی اندر چلی گئ تھی وہ بینچ پر گر سا گیا تھا

"سائیں سب خیریت ہے" اللہ بخش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا اس نے نفی میں سر ہلایا

اس نے موبائل نکالا اور اپنے ایک دوست کو فون لگایا اسے مورا کا نمبر دے کر صورتحال کا جائزہ لینے کو کہا ۔۔۔۔دوسری کال اس نے ٹریول ایجنٹ کو کی تھی پر دو دن سے پہلے کوئی سیٹ نہیں تھی اس نے فرسٹ اویلیبل سیٹ کنفرم کرنے کو کہا تھا

رات گزر رہی تھی اور اس کی خود غرضی کا گلیشیئر پگھل کر گر رہا تھا وہ ٹوٹ رہا تھا اس وقت وہ رونا چاہتا تھا پر کیوں رونا چاہتا تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا وہ تو تب بھی نہیں رویا تھا جب اپنی محبت کا کسی اور کے ہونے کا یقین ہو چلا تھا وہ تو تب بھی نہیں رویا تھا جب اپنی محبت پر فاتحہ پڑھ کر کسی اور کے عشق کو معتبر کر دیا تھا۔۔۔وہ تو تب بھی نہیں رویا تھا جب اپنی محبت کو بھیڑیوں کے بیچ دیکھا تھا۔۔۔۔پر آج اس کا دل دھاڑے مار رہا تھا اور آنکھیں بے یقین تھیں

دو سے تین گھنٹے گزرنے کے بعد ڈاکٹر اس کے پاس آیا تھا

"سائیں مریض کی حالت بہت تشویش ناک ہے سر پر گہری چوٹ لگی ہے، ناک کی ہڈی متاثر ہے ہاتھ کی کیا انگلی کی ہڈیاں تک چکنا چور ہو گئ ہیں،،، سر وقتی تور پر بلیڈنگ روک دی ہے ہم نے پر انٹرنل بلیڈنگ بھی ہے آپ انہیں کراچی شفٹ کر دے جتنی جلدی ہو سکے ہمارے پاس مشینری مہیا نہیں" ڈاکٹر سائیں سے نظریں چراتا اپنے ہسپتال کی کسمپرسی کے بارے میں مطلع کر رہا تھا سائیں نے ایک خونخوار نظر اس پر ڈالی ۔۔۔پھر ہسپتال کی انتظامیہ کے ذریعے اسی وقت اسے کراچی شفٹ کرنے کا انتظام کرنے لگا تھا اللہ بخش

الگ پریشان تھانا جانے یہ کون ہے جس کے لیے سائیں اتنا بے قرار ہو رہا ہے۔۔۔ جس کا خون اب تک اپنے چہرے پر سجا رکھا ہے جیسے اس کا کوئی بہت قریبی ہو۔۔۔۔۔

چار گھنٹے کا طویل سفر شروع ہو چکا تھا۔۔۔ وہ ایمبولنس میں اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا اس کا دل لرز رہا تھا ادا بخش ایمبولنس کے پیچھے آ رہا تھا وہ دعا گو تھا۔۔۔۔۔ یہ چار گھنٹے میرے مالک اس کی سانسیں چلتی رہے جب تک اسے ہر طرح کی امداد میسر نہ ہو میرے مالک اس کی زندگی بخش دے۔۔ میں نے اگر زندگی میں کوئی ایک نیکی کی ہے تو اس کے بدلے اس شخص کو زندگی دے دینا میری محبوب ترین چیز مجھ سے چھین لے میرے رب اس کے بدلے اسے زندگی دے دے یا رب "

وہ پھترائے تاثرات لیے دل میں اپنے رب سے مخاطب تھا رات کا ایک بج رہا تھا روڈ بلکل خالی تھے 120 کی سپیڈ پر ایمبولنس بھگائی جا رہی تھی

کاش پلک جھپکتے ہی وہ کراچی کے حدود میں پہنچ جائے گھر سے نا جانے کتنی کالز آ چکی تھیں پر اس نے ایک کال بھی نہیں اٹھائی۔۔۔ ادا بخش نے نا جانے کیا کہہ کر گھر والوں کو مطمئن کیا تھا مورا سے وہ مسلسل رابطے میں تھا

وہ اس شخص کی بند آنکھوں کے پیچھے ابھرے چہرے کو باخوبی جانتا تھا

مورا کو کال کی تو معلوم ہو گیا کہ اس کی بیوی ٹھیک ہے ڈاکٹر کا کہنا تھا "مس کافی دنوں سے شاید کسی اسٹریس میں رہی ہیں مسلسل اس لیے ایسا ہوا ہے کوشش کیجیے انہیں خوش رکھے، وہ بے ہوشی میں اپنے ہسبینڈ کا نام پکار رہی ہیں جلد از جلد ان کے ہسبینڈ کو بلا لے "مورا نے جو نام بتایا تھا وہ اس کو آئینہ دکھانے کو کافی تھا وہ خود کو مجرم تصور کرنے لگا وہ اپنی بیوی کی طرف سے پر سکون ہو گیا تھا کیونکہ اب وہ سٹیبل تھی ہوش میں آ چکی تھی اور اس کا دوست بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

ایسی محبت فلموں اور ڈراموں میں دیکھی تھی کہ اگر ایک تکلیف میں ہو تو دوسرے کو بھی ہوتی ہے،،،، حقیقی زندگی میں ایسی محبت کہاں پائی جاتی ہے یہ دنیا تو فریب ہے اور اس میں اتنی طاقت ور محبت بھی کبھی پائی ہے کسی نے۔۔۔ کبھی دیکھی ہے ایسی محبت کہ ایک کی سانس سے دوسرے کی سانس بندھی ہو،،،،، پر آج اس نے دیکھ لی تھی۔۔۔۔۔

"محبت ہو جائے تو زندگی محبوب کے قدموں میں رقص کرتی ہے،،،، محبت چھوڑ جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے، دل بند ہو جاتا ہے، آنکھیں پتھرا جاتی ہیں "

شدت لٹاتا لہجہ جذبات سے بھرپور آواز محبت کی صداقت سے بھرا جملہ۔۔۔۔ اس کے کانوں میں گونجا تھا وہ ماضی میں کھونے لگا تھا۔۔۔۔ اس نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کی تھی ایک بار پھر رب کی بارگاہ میں فریاد کی تھی

سائیں جو فیصلہ اتنے عرصے سے نہیں کر پا رہا تھا وہ آج خود با خود ہو گیا تھا بس عمل پیرا ہونا تھا اور اس عمل کے دوران سائیں کا دل زخم زخم ہو جانا تھا۔۔۔۔

******

حویلی میں ماتم چھایا ہوا تھا پرسہ دینے والے آ جا رہے تھے ارداشیر بھی کل ہی اس بری خبر کو سن کر واپس آ گیا تھا اس کا اکلوتا بھائی اس کا دوست،،، اس کے چچا کا بیٹا۔۔۔ اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا تھا۔۔۔۔ رو رو کر اس کی بیوی کی حالت خراب تھی۔۔۔۔ وہ اسے سنبھال رہا تھا اپنے چاچا سائیں کو دلاسے دے رہا تھا۔۔۔ کل سے اب تک کوئی ایک آنکھ بھی خشک نہ ہوئی تھی ایسی جوان موت پر سب اشکبار تھے۔۔۔۔ وہ مردان

خانے میں بیٹھا تھا۔۔۔ آنے جانے والے تعزیت سے اس کا غم ہلکا کرنا چاہ رہے تھے۔۔۔۔سب کے جاتے ہی چاچاسائیں کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔

"دلاور سے کہو۔۔۔جرگہ بلایا جائے۔۔۔ مجلس لگائی جائے فیصلے کا وقت آگیا ہے دو دن موت کا ماتم کافی ہے" لاشاری بلوچ اپنا جھکا سر بلند کر کے سرخ آنکھوں سے ملازم سے بولا تھا

"چاچاسائیں۔۔۔ابھی ذرا اس غم سے نکل تو لینے دے" ارداشیر غمزدہ سا بولا تھا

"یہ غم کسی صورت بھی ذرا نہ ہوا،،، دو دن گزر گئے اس دل میں بھانپڑ چل رہے ہیں۔۔۔ارداشیر اس غم کو غلط کرنے کو سالوں لگ جائے گے۔۔ہم یہاں ماتم مناتے رہے گے اور قاتل اور اس کے گھر والے سکون کی زندگی گزارے گے۔۔۔اب ماتم کا وقت ختم سزا کا وقت شروع ہو چکا" وہ خون رنگ آنکھوں سے بول رہے تھے

"کیا کیا سزا دینا چاہتے ہیں آپ" وہ گڑبڑا کر انہیں دیکھنے لگا

"خون کے بدلے خون" وہ نخوت سے لفظ چبا چبا کر بولے تھے ان کی بات سن کر وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا

"کیا مطلب۔۔۔۔۔۔آج بھی وہی جاہلانہ رسم۔۔۔۔میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا" وہ غصے سے چیختا بے خوفی سے بولا تھا

"تم سے کس نے اجازت مانگی ہے اپنی حد میں رہو،،، بھول گئے ہو کیا اس حویلی کا ہر فیصلہ کرنے کا اختیار صرف ہمیں ہے،،، تم مداخلت نہ کرو" وہ قہر آلود آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے اپنے تخت سے کھڑے ہو کر تکبر سے کپڑے جھاڑے اپنی مونچھوں کو بل دیا۔۔۔۔۔۔سر کی پگ کو ہاتھ سے سیدھا کیا تھا۔۔۔۔

"چاچاسائیں میں نے بات کی ہے اس سے وہ بے قصور ہے اس نے کچھ ایسا نہیں کیا۔۔۔ میں نے جاء وقوع پر بھی معلومات کی ہے لیکن کسی نے اس کے خلاف گواہی نہ دی سب نے کہا وہ بے قصور ہے،،،، جو گناہ اس

نے کیا نہیں اس کی کیسی سزا" ارداشیر دھیمے لہجے میں بولا تھا نیچے قید خانے میں مقیم وہ شخص بے قصور تھا

"ہم نہیں مانتے ہتھیار اس کے ہاتھ میں تھا جس سے گولی چلی اور ہمارا شیر چلا گیا۔۔۔ تم ہمارے دکھ کا اندازا نہیں لگا سکتے۔۔۔ ہم بدلہ لے گے اسے بھی ایسے ہی تڑپائے گے جیسے ہمارا بچہ تڑپا۔۔۔"وہ تنفر سے بولے تھے ارداشیر صدمے سے انہیں دیکھے گیا۔۔ مردان خانے میں گھٹن سی محسوس ہونے لگی ۔۔۔روشنی کی جگہ تاریکی سی چھانے لگی تھی۔۔۔ اس کا ذہن یہ کہاں برداشت کر پاتا تھا۔۔ صدیوں سے یہی رسم چلی آرہی تھی۔۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا سمجھے آپ،،وہ آپ کا شیر ضرور تھا لیکن وہ بھائی تھا میرا"وہ تند و تیز لہجے میں بولا تھا اس کی آنکھوں میں غصہ صاف جھلک رہا تھا۔۔۔ اسے اپنے چاچا کی سطحی سوچ سے ہمیشہ سے نفرت تھی آج بھی وہ ان کی سوچ پر افسردہ ہو رہا تھا

"تم داماد ہو ہمارے۔۔۔ تمہارے اختیارات صرف ہماری بیٹی تک ہیں۔۔۔اس حویلی کے سائیں بننے کی کوشش نہ کرو۔۔۔ جب تک ہم زندہ ہیں تب تک تمہارا سائیں بننے کا کوئی امکان نہیں،،اس لیے تم حکم نہ سناو،،،"وہ سرد مہری سے گویا ہوئے تھے ان کے سخت لہجے پر اس کے دماغ کی طنابیں تن گئیں

"لعنت بھیجتا ہوں میں اس حویلی اور اس کے اختیارات پر یہ سب آپ کو مبارک۔۔۔ بس اپنی حاکمیت کے غرور میں اتنے اندھے نا ہو جاییے گا کہ سہی غلط میں پہچان نہ کر سکے۔۔۔ قصوروار اور بے گناہ کو پرکھ نہ سکے۔۔۔۔ کسی بے قصور کی آہ لے کر اس بوسیدہ حویلی کی یہ کھوکھلی دیواریں ڈھے نہ جائے،،، پہلے ہی یہ حویلی ان بی بیوں کے درد سے کرلاتی ہے اب کی بار کسی سیدزادے کی بددعا سے زمیں بوس نہ ہو جائے"

وہ ہتھے سے اکھڑتا انہیں آئینہ دکھا گیا تھا جب بولنے پر آیا تو سب کو گھسیٹ گیا۔۔۔

"آج بھی نفرت ہے مجھے اس حویلی سے یہاں کی ہوا میں بسی اس مہک سے جس میں خون کی بو بھی شامل ہوتی ہے آج بھی نفرت ہے آپ کی بیٹی ہی وجہ ہے جو میں یہاں واپس آجاتا ہوں" وہ تنفر سے بولا تھا۔۔۔

"آج سہہ پہر جرگہ بلائے گے ہم تم آنا چاہو تو اس سید زادے کی حمایت اس حویلی کی دہلیز پر چھوڑ کر آنا ۔۔ نہیں تو آنے کی ضرورت نہیں...پہلے بھی ہم معززین میں شامل تھے اور اب بھی ہمارے فیصلے کو ترجیح دی جائے گی" وہ قطعی لہجے میں کہتے باہر نکل گئے اور ارداشیر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔۔۔وہ کب سے بے چین تھا۔۔۔اسی خوف سے وہ اسے آزاد کرنا چاہتا تھا لیکن قید خانے پر پہرا بہت سخت تھا۔۔۔۔وہ کسی نا کسی طرح اس تک پہنچ بھی گیا تھا اس سے بات بھی کر لی تھی لیکن اسے وہاں سے نکالنا ناممکن تھا۔۔وہ تو اسے اسی وقت مار دیتے لیکن ارداشیر نے انہیں جرگے میں فیصلہ کا کہا تھا۔۔۔

وہ سوچ سوچ کے تھک گیا کیا کرے پھر آخری حل جرگے میں شامل ہونے کو ترجیح دی اپنی بات وہاں رکھنے کا سوچا حالانکہ جانتا تھا اس کے چاچا کے آگے کسی کی بات کو اہمیت نہیں دی جائے گی پر پھر آخری امید کے تحت اس نے فیصلہ کیا تھا۔۔۔

****

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اس کا موبائل مسلسل وائبریٹ کر رہا تھا۔۔کلاس ختم ہوتے ہی اس نے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔۔

"ہیلو جی بھابھی کیا حال ہے" وہ کال اٹھاتے بولا تھا۔۔۔۔

"تم حال چھوڑو بابا کا حکم ملا ہے ابھی ازنا کو لے کر سیدھے گھر پہنچو" بھابھی نے بابا کا حکم اس کے گوش گزارا تھا

"ابھی کیوں بھابھی سب خیر ہے نا میں کلاس۔۔۔" وہ ابھی بول ہی رہا تھا جب وہ سسکتے ہوئے بولی تھیں

"تم نے سنا میں نے کہا تم اسے لے کر پہنچو خیریت نہیں ہے" اس نے کوئی سوال نہیں کیا تھا جانتا تھا حکم بس اتنا ہوا ہے کہ ازنا کو لے کر وہاں پہنچو اس لیے بھابھی ابھی کچھ نہ بتائے گی،،۔۔۔۔

"میں آرہا ہوں" وہ فون کاٹتا ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکلا۔۔۔ گاڑی کا رخ شہر کی طرف تھا جلدی سے بہن کو کال ملائی بہن کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔۔۔۔

اس نے اس شخص کو کال ملائی جو سائے کی طرح اس کی بہن کے ساتھ ہوتا ہے ہر پل ہر دم ہر پہر۔۔۔۔۔ اسے یقین تھا ابھی بھی وہ اس کے ساتھ ہو گا سلام دعا کر کے وہ مطلب کی بات پر آیا تھا۔۔۔۔۔

"وہ آپ کے ساتھ ہیں" وہ بے چینی سے بولا

"ہاں کیوں کیا ہوا" مقابل نے سوال کیا پر اسنے جواب گول مول کر دیا۔۔ اور فون بہن کو دینے کو کہا۔۔۔۔ بہن کی آواز سنتے ہی بولا تھا

"گھر چلنا ہے ابھی "

"ابھی "وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی اور زیان کے جی کے جواب میں وہ بولی۔۔۔

"میں۔۔۔ریسٹورنٹ،،ہوں،،شام تک چلتے ہیں جب وہ چلا جائے گا "وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی

"جی جانتا ہوں۔۔۔پر حکم ہوا ہے کہ ابھی پہنچو اب بابا کی حکم عدولی نہیں کر سکتا۔۔۔آپ کہاں ہیں بتائے میں بس پہنچا "وہ ریش ڈرائونگ کرتا ہوا بول رہا تھا

"حکم کیوں ہوا ہے زیان شاہ پتہ نہیں کیا تم نے۔۔۔حکم پریشانی کے وقت آتا ہے،،،،ورنہ ہمارے لیے درخواست،منت سمجات آتی ہے وہاں سے "وہ بے چین ہوئی،،زیان بھی سوچ میں پڑ گیا تھا پر وجہ نہ معلوم تھی اس لیے بہن کو کیا بتاتا

"معلوم نہیں "زیان کے جواب پر اس نے ریسٹورنٹ کا پتہ بتا کر فون رکھ دیا تھا موبائل سامنے بیٹھے شخص کی طرف بڑھایا جس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔۔۔

"چلو جی بلاوا آ گیا ہے گھر سے اس وقت۔۔۔اب دو ہفتے بعد ملاقات ہو گی،،،اپنا بہت خیال رکھنا،،،کھانا وقت پر کھانا۔۔۔اور مجھے یاد نہ کرنا "وہ مسکرا کر اسے تاکید کر رہی تھی

"میرا خیال تو تم رکھتی ہو۔۔۔ کھانا وقت پر ہی کھاوں گا۔۔۔ یہ گارنٹی ہے۔۔۔ پر تمہیں یاد نہ کروں ایسا نہیں ہو سکتا دل دھڑکنے کے ساتھ ہے تمہاری یاد۔۔۔" وہ جذبے لٹاتی آنکھوں سے اس کا نقش نقش اپنے اندر سمار رہا تھا ازنا کے ہاتھوں میں پسینہ آ گیا۔۔۔ کنفیوز ہوتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے بیٹھے شخص کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا

"بس کرو اب تو تم میرا سارا اعتماد ہوا کر دیتے ہو" وہ گھبرا کر بولی تھی پھر اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔۔۔ وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔۔ وہ نا جانے کب سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے کبھی ایسی گھبراہٹیں ازنا شاہ پر طاری نہ ہوئی تھیں پر جب سے جذبات بدلے تھے،،، آنکھوں کے رنگ بدلے تھے تب سے اس میں جھجھک کی ساری حس بیدار ہو گئی تھی۔۔۔

۔

"کب تک جانا ہے تم نے" ازنا نظریں شیشے سے بیرونی حصے پر ڈالے پوچھ رہی تھی

"پہلے سوچا تھا تم ساتھ ہو تو دیر سے نکلوں گا لیکن اب ایک گھنٹے تک نکل جاوں گا،،"وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تھا

"ہمم میرا ویزا آجاتا تو میں بھی تمہارے ساتھ جا رہی ہوتی،،،"وہ افسردہ سی بولی تھی

"میں نے تم سے کہا تھا میں رک جاتا ہوں یہ تم ہی مصر ہو گئی تھی،،، جانتی ہو ایک پل نہیں کٹنا وہاں میرا ۔۔۔۔"وہ خفگی سے بولا تھا

"اپنا بہت خیال رکھنا،،،، میں انتظار کروں گا،،، تم زندگی ہو میری، کاش تم بھی آج اظہار کے لفظ ادا کرو اور میرے دل میں خون کی طرح سرائیت کر دو "

وہ جذبے لٹاتا بولا تھا ازنا نے ذرا رخ موڑ کے اس کی طرف ترچھی نظر سے دیکھا تھا پھر جلدی سے نظر پھیر گئی اپنا بیگ اٹھاتی باہر کی طرف بڑھنے لگی جہاں گلاس ڈور کے پار بلیک ہونڈا سوک آ کھڑی ہوئی تھی پھر کچھ خیال کے تحت تھم گئی۔۔۔ پلٹ کر اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اللہ حافظ، میں جانتی ہوں میں زندگی ہوں تمہاری کیا تم جانتے ہو میری سانس کا ہر تسلسل ایک ہی شخص سے جڑا ہے،،، اور وہ شخص تم ہو۔۔۔" وہ بہت دھیمے لہجے میں بولی۔۔۔ الفاظ کپکپا رہے تھے۔۔۔ چہرا اگلنار ہو رہا تھا پلکیں لرزی تھیں۔۔۔۔

، محبت میں ہر بار اقرار کروں گی یہ ضروری نہیں،،، کبھی کبھی اقرار آنکھوں سے بھی آشکار ہو جاتا ہے ۔۔۔۔ اور تمہارے علاوہ میری آنکھیں کوئی نہیں پڑھ سکتا۔۔۔۔۔ یہ اعتراف بس اس لیے کہ تم دور جا رہے ہو اور میں چاہتی تھی ہماری آج کی ملاقات کا یہ پل تمہیں ہمیشہ یاد رہے۔۔۔ تمہارے لب مسکراتے رہے۔۔۔۔ آئندہ اظہار محبت کی امید نہ رکھنا" وہ مسکرا کے اس کے ہاتھوں پر نظریں جمائے کھڑی بولی تھی اور وہ آنکھیں پھاڑے اس دیکھ رہا تھا۔۔۔ از ناشاہ اعتراف محبت کر رہی ہے۔۔۔ وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکی تھی آج اس نے اقرار کر دیا تھا کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے بے انتہا پر بس جتاتی نہیں ۔۔۔ وہ اس کی طرف لپکا تھا مگر تب تک وہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔۔۔ وہ ان کی گاڑی کی طرف بڑھا زیان کو ڈرائیونگ آہستہ کرنے کی نصیحت دی پھر ایک نظر از ناپر ڈالی جو اسے دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔ پھر پیچھے ہٹ گیا زیان نے زن سے گاڑی آگے بڑھادی۔۔۔۔ اور وہ مسکراتا ہوا سرشار سا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

*****

ارداشیر شام تک یونہی بیٹھا رہا پریشان نا جانے کیا سزا دی جائے قاتل کو۔۔۔پھر کچھ فیصلہ کرتا جرگے میں پہنچا تھا قاتل کا باپ بھی آچکا تھا

ساری تفصیل سن کر جرگے میں بیٹھے وڈیروں نے ارداشیر اور لاشاری بلوچ کی طرف دیکھا پھر بولے

"خون تمہارے بیٹے سے ہوا ہے۔۔۔اور اس کا بدلہ تم ہی اتارو گے۔۔۔"وہ قاتل کے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تھے اسفند شاہ جھٹ سے راضی ہو گئے بیٹے کی جان بھی پیاری تھی جانتے نہ تھے کہ خون کا بدلہ کیسے دیا جائے گا کبھی اس طرح کی صورتحال سے سامنا نہ ہوا تھا وہ صبح ہی اپنے وکیل سے بات کر چکے تھے مگر یہاں فیصلے کوٹ میں نہیں کچہری میں ہوا کرتے تھے۔۔۔وہ انجان تھے۔۔۔وہ سمجھے پیسے کا مطالبہ کیا جائے گا اور وہ جتنا پیسہ بھی درکار ہو لٹا دے گے۔۔۔لیکن

سائیں کا مطالبہ سن کر اسفند کا چہرا زرد پڑ گیا۔۔۔تو سائیں کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔لاشاری بلوچ بے انتہا ظالم شخص تھا۔۔۔

"یہ کیا بول رہے ہیں آپ۔۔۔آپ اس کیس کو کورٹ لے جائے مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا بے قصور ہے" اسفند نے احتجاج کیا تھا۔۔۔

"کورٹ۔۔۔یہی ہمارا کورٹ ہے اور یہی ہماری جیل۔۔۔۔جو بہتر منصف ہیں اور انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ قصاص معاف نہ کیا جائے "لاشاری بلوچ استہزائیہ انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

"میں انہیں اپنے بھائی کا خون معاف کرتا ہوں" ارداشیر تیز لہجے میں بولا تھا سب بھونچکے رہ گئے سائیں کی عدالت میں کسی کو مخالفت میں بولنے کی جراءت نہ تھی

"اگر مقتول کے ولی وارث قصاص معاف کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا۔

اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہو جاتا ہے۔۔۔اور میں اس کا اصل وارث ہوں میں نے اپنے بھائی کا خون معاف کیا" وہ چٹانوں کی سختی لیے بولا تھا۔۔۔

"ہم نے تم سے کہا تھا ارداشیر جب جرگہ میں شرکت کرو تو اپنی زبان حویلی چھوڑ آنا،،،، مرنے والا میرا بیٹا تھا میرا اشیر۔۔۔یہ کون ہوتا ہے معاف کرنے والا" چاچا سائیں غرا کر بولے تھے

۔۔۔وہ بضد تھے انتقام کی آگ میں اندھے ہو چلے تھے۔۔۔۔

"سائیں خون کے بدلے خون کا بدلہ لے لینے سے بھی چھوٹا سائیں واپس نہیں آئے گا،، سب گواہوں کا کہنا ہے وہ بے قصور ہے یہ ایک حادثہ تھا،،" ایک آدمی دھیمے سے کسمسایا تھا ارداشیر کی آنکھوں میں امید جاگی کاش کے کوئی تو اس کا ساتھ دے۔۔۔کیونکہ آج تک اس جرگے میں کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہوئی تھی مگر آج ہاتھ لاشاری بلوچ کے جگر پر پڑا تھا۔۔۔۔

"اگر انہیں ساری زندگی تڑپانا چاہتے ہو تو خون کے بدلے خون بہا کا مطالبہ کرنا بہتر ہے" وہ آدمی مزید بولا تھا۔۔۔

"ہاں بالکل یا تو خون کے بدلے خون یا پھر خون بہا" چاچا سائیں مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ بولے تھے

اسفند شاہ آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگے خون بہا۔۔۔یہ لفظ ان کے دماغ پر ہتھوڑے کہ طرح لگا تھا

اسفند گڑگڑانے لگے ارداشیر کب سے تماشائی بنا ہوا تھا خون بہا کا سن کر مشتعل ہو گیا۔۔۔

"دیکھو یا تو تمہارے بیٹے کا خون ہم ویسے ہی بہائے جیسے تمہارے بیٹے نے ہمارے بچے کا بہایا یا پھر خون بہا میں قاتل کی بہن یا بیٹی ہمیں دے دو" وہ تکبر سے بول رہے تھے

"چاچا سائیں" ارداشیر دھاڑا تھا

"چپ رہو برخودار ہمارا یہی فیصلہ ہے۔۔ تمہارے پاس کل تک کا وقت ہے" وہ تحمل سے بولے تھے وہ جانتے تھے اس کا ردعمل یہی ہو گا اس لیے اطمینان سے بول رہے تھے

"ایسا کچھ نہیں ہو گا" وہ بول رہا تھا لیکن اسکے اعتراض کو خاطر خواہ میں نہ لاتے ہوئے۔۔۔۔۔ جرگہ کا فیصلہ ہو چکا تھا اسفند لٹے پٹے سے واپس اپنی گھر آ گئے تھے

****

وہ دونوں بہن بھائی شاہ پیلیس پہنچے تو لاونج میں سب ہی کے چہروں سے پریشانی جھلک رہی تھی لیکن جس چہرے پر زلزلے کے آثار تھے وہ تھے اس کے بابا جو ہاتھوں میں سر گرائے صوفے پر بیٹھے تھے لیکن اس کی

آہٹ سے انہوں نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔۔۔۔بھابھی دوپٹے میں منہ چھپائے روئی روئی سی کھڑی تھیں

۔۔۔۔

وہ دونوں اس منظر پر پریشان سے آگے لپکے تھے۔۔۔

اور بابا جو صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک دم دھاڑے تھے

"تم اسے لے کر یہاں کیوں آئے ہو" وہ زیان کے چہرے پر اپنی لہو رنگ آنکھیں گاڑے بولے تھے

"بھابھی نے کہا آپ کا حکم ہے" زیان ہکلا کر بولا تھا باپ کو اتنے غصے میں آج تک نہیں دیکھا تھا ازنا بھی گڑبڑا گئی،،،،ان کی دھاڑ پر زینب بھی بھاگی آئی تھی ان کا ستا ہوا چہرا ابھی ازنا شاہ سے نہ چھپا تھا۔۔۔اسفند شاہ نے مڑ کر بہو پر ایک تیز نظر ڈالی تھی۔۔۔۔

"اس نے کہا حکم ہوا ہے اور تم نے مجھ سے تصدیق کیے بغیر حکم کی تکمیل کر دی" وہ زور سے گرجے تھے صرف گرجے ہی نہیں تھے آگے بڑھ کر ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر لگایا تھا،،،،زینب تڑپ اٹھی تھیں باقی سب بھی دنگ تھے اسفند شاہ اپنی اولاد پر ہاتھ اٹھا رہے تھے۔۔۔۔۔زیان سفید پڑ گیا یہ کیا ماجرا تھا۔۔۔جو باپ اتنے طیش میں ہے۔۔۔۔۔

"آپ کی حکم عدولی کبھی کی نہیں۔۔۔۔" وہ شرمسار سا بولا تھا ان کا ہاتھ دوبارہ اٹھا تھا مگر تایا نے زیان کو کھینچ کر پیچھے کر دیا۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے بابا جانی سب خیریت ہے" ازنا تفخر سے بولی تھی

"تم ابھی اور اسی وقت جاو یہاں سے اور جب تک میرا حکم نہ ملے یہاں پر قدم نہیں دھرنا" وہ ہذیانی انداز میں اس کی طرف بڑھے تھے اس کی چادر جو سرک گئ تھی اس کے سر پر رکھتے اس کا ماتھا چوم رہے تھے پھر فوراہی زیان کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

"تم بہن کو کہی چھپادو محفوظ مقام پر ایسی جگہ جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑ سکے،،، اس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے" وہ زیان کا بازو تھام کر ازنا کا ہاتھ اسے تھمارہے تھے اور ان دونوں کو باہر گیٹ کی طرف گھسیٹنے لگے

۔۔۔۔۔

" بابا جانی کیا ہوا ہے" ازنا کی تو سانسیں رکنے لگی بابا اس طرح کیوں کر رہے ہیں آخر کیا ہو گیا ہے

"ابو جی آپ مجھے اس سے بات تو کرنے دیں" بھابھی روتی ہوئی ان کے راستے میں حائل ہو گئ

"چپ رہو تم لڑکی اتنی ہمت کیسے ہوئی تمہاری۔۔۔ہمارا نام لے کر جھوٹ بولا تم نے اتنی مجال تمہاری" وہ قہر آلود نظر اس پر ڈال کر بولے پھر بہو کا بازو پکڑ کر اسے سائیڈ کی طرف دھکیل دیا اور ازنا کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگے جب بھابھی کی آواز دوبارہ ابھری تھی لیکن اس بار نڈر، بے خوف سی

"ہمت آ گئی ہے اپنے شوہر، اپنی اولاد کی خاطر،،، آپ کیا چاہتے ہیں اپنی چار سالہ بچی حوالے کر دوں ان کے ،،، کیا یہ آپ کی اولاد نہیں ہے" بھابھی نے صوفے پر لیٹی عرج کو اٹھا کر ان کے قدموں میں لٹا دیا تھا۔۔۔

"بالکل ہے میری اولاد،،، میں نے کچھ اور سوچ لیا ہے" وہ حتمی انداز میں بولے تھے عرج کے چہرے پر نظر نہ ڈالی تھی ازنا اور زیان بے چینی سے ان کا مکالمہ سن رہے تھے

"نہیں ابو جی میرے بچوں پر سے باپ کا سایہ دار شجر نہ چھینے پلیز انہیں یتیم نہ کرے" وہ بلک اٹھی تھی جب ازنا نے اپنا ہاتھ باپ کی قید سے کھینچا تھا اور چیخ کر بولی تھی

"کوئی مجھے بتائے گا یہ سب کیا ہو رہا ہے،،، بھا کہاں ہیں" وہ ادھر ادھر اپنے بھائی کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔

"ششش تم منہ بند کرو اور نکلو یہاں سے،،، ایسا کرو اس کے پاس چلی جاو۔۔۔ اس سے بہتر محافظ کوئی نہیں تمہارا وہ پہاڑ ہے ازناشاہ وہ تمہیں اپنے اندر چھپالے گا" وہ ہذیانی انداز میں بول رہے تھے زینب زارو قطار رو رہی تھیں لیکن اس وقت ان کے پاس الفاظ نہیں تھے کسے بچاتی کسے قربان کرتیں ماں کے لیے سب اولاد ایک سی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔ زیان نا سمجھی سے سب سن اور دیکھ رہا تھا ازنا کی آنکھیں الجھن زدہ تھیں ۔۔۔۔

"ابو بات کرنے دے مجھے وہ مان جائے گی" بھابھی ہاتھ جوڑے ایک بار پھر سسر کے سامنے ڈٹ گئ تھیں ،،،، تایا نے آگے بڑھ کر زمین سے عرج کو اٹھا کر اپنی بانہوں میں چھپالیا ازنا کے بعد خاندان میں ایک بار پھر بیٹی آئی تھی وہ اسے کیسے خاک میں لیٹے رہنے دیتے۔۔۔۔

"جانتا ہوں مان جائے گی تبھی تو بات نہیں کرنے دے رہا، اپنی بچی دوزخ میں نہیں پھینک سکتا،" وہ گرج رہے تھے مگر سامنے کھڑی دریہ بھی چٹان بن گئ تھی وہ چیخ کر بولی تھی

"اور میری بچی پھینک سکتے ہیں" نظروں سے ہی انگارے برس رہے تھے

"نہیں پھینک سکتا میں انہیں نہ بیٹی دوں گا نہ پوتی،، کہہ جو دیا ہے تم سے،،، جس نے غلطی کی ہے وہ سزا بھگتے گا،،" وہ پاٹ دار آواز میں بولے

"محبت صرف بیٹی سے ہے،،، بھری جوانی میں بہو کو بیوہ کر دے گے اور پوتی کو یتیم،،، جس نے ابھی باپ کا ہاتھ تھام کر چلنا شروع کیا ہے بس" وہ روتے روتے تلخ لہجے میں بولی تھی پھر ایک دم ہی دریہ آگے بڑھی اور ازنا کے قدموں میں گر گئی

"ازنا اپنے بھائی کو بچاو تمہیں عرج کا واسطہ ہے صرف تم میرے شوہر کو واپس لا سکتی ہو،،، یہ وہی بھائی ہے جس نے اپنی اولاد سے زیادہ محبت کی ہے تم سے۔۔۔ تمہیں اپنے ہاتھ کا چھالا بنائے رکھا۔۔۔ جس نے اپنی بیوی کو اپنی بہن کے آگے کبھی اہمیت نہ دی۔۔ تمہارے انکار سے میں بیوہ ہو جاوں گی، میرے بچے یتیم ،،،وہ نکاح کر کے لے جائیں گے تمہیں ایک نا ایک دن شادی تو ہونی تھی نا۔۔ ازنا میں اپنی جھولی پھیلاتی ہوں تمہارے آگے میرے شوہر کی زندگی بچالو" وہ التجائے کر رہی تھی ازنا گڑبڑا کر پیچھے ہوئی تھی اور لڑکھڑا کر صوفے سے ٹکرائی،،، ان کی باتیں اس کے سر سے گزر رہی تھیں بس سمجھ آیا تو اتنا کہ اس کا بھائی مر جائے گا اس نے لرز کر باپ کو دیکھا تھا

"بابا جانی بھا کہاں ہیں ان پر میری جان قربان کیا ہوا ہے انہیں" وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی اور وہ سفید پڑتے صوفے پر ڈھے گئے وہی ہوا جس کا ڈر تھا انہیں۔۔۔ دریہ نے اپنے شوہر کی زندگی بچانے کو ایک معصوم زندگی کا بھیڑیوں کے ساتھ سودا کر دیا تھا

اب وہ جو بھی کر لیتے ازنا نے پیچھے نہیں ہٹنا تھا اس نے وہی کرنا تھا۔۔ جس سے اس کے بھائی کی جان بچ جاتی ۔۔۔۔

“ بابا بولے میرا دل گھبرا رہا ہے "ازنا روتے ہوئے بولی تھی اور وہ سب اسے بتاتے گئے۔۔۔زیان اور ازنا کے سر پر محل نما گھر آن گرا تھا۔۔۔۔دماخ ماوف ہو گیا زبان دنگ رہ گئی تھی

****

"بابا آپ انہیں کہہ دے آپ خون بہا دینے کو راضی ہیں،،، بھا کو لے آئے "وہ ان سے سارا قصہ سن کر بالکل خاموش ہو گئی تھی دس پندرہ منٹ زبان اور دماغ نے ساتھ نہ دیا اور پھر فیصلہ کن انداز میں آنسو پونچھتے بولی تھی،،، دریہ کو دھاڑس بندھی۔۔۔۔امید کی ایک کرن جاگی تھی۔۔۔زینب تڑپ گئی

"یہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم نہیں ازنا میری جان تم نازو پلی ہو میری تم خون بہا کا عذاب نہیں سہہ پاو گی" وہ کپکپا گئے تھے

"بابا جانی اپنے بھائی کی زندگی کے لیے میں کچھ بھی کر جاوں گی میرے بھائی کو بچانا ہے مجھے بس" وہ سیدھی ہوتی بولی تھی

"نہیں اپیا آپ ایسا کچھ نہیں کرے گی سن رہی ہیں آپ میں ابھی آپ کو ان کے پاس چھوڑ آوں گا۔۔ بابا صحیح کہتے ہیں ان سے بہتر محافظ کوئی نہیں آپ کا۔۔۔" زیان بہن کی طرف بڑھا تھا

"تم چپ رہو زیان تم کب سے میرے فیصلے کے آگے کھڑے ہونے لگے،،، مجھے بھا سہی سلامت چاہیے خبردار اگر اس سے کچھ بھی کہا۔۔" وہ غصے سے زیان کو باز کر گئ تھی۔۔۔ زیان بے بس ساماں کو دیکھنے لگا جو منہ پر ہاتھ رکھے اپنی بیٹی کا فیصلہ سن رہی تھیں۔۔۔۔

"اور وہ اس کا کیا ہو گا وہ مر جائے گا ازنا تمہارا ایک فیصلہ صرف ایک شخص کی جان بچائے گا،،، باقی کتنے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارے گا جانتی ہو تم" بابا لرزتے ہوئے بولے تھے

"وہ۔۔۔ہاں۔۔۔۔وہ محبت کرتا ہے ناوہ مر جائے گا شاید،،،"وہ بڑبڑائی اس کی آنکھیں ڈبڈبائی تھیں چہرے پر ایک سایہ لہرایا تھا

"پر مجھے اس وقت اس کا نہیں بھا کا سوچنا ہے، عرج کا سوچنا ہے بس"اس نے زور سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی تھیں دو گہری بھوری آنکھیں شرارت کر رہی تھیں اس نے سر زور سے جھٹکا تھا

"یااللہ"اس کی زبان سے آہ خارج ہوئی تھی

"ہاں ابو جی وہ مان گئی ہے تو اب آپ اسے کیوں روک رہے ہیں"دریہ ایک بار پھر بولی تھی

"تم باز رہو دریہ میر۔۔۔۔آج اگر یہ اس گھر سے رخصت ہوئی تو تم اور تمہارا شوہر یہاں نہیں رہے گے ،،،،زندہ ہو کے بھی میرے لیے مر جاوگے،،ہر رشتہ میں ازنا کے سامنے ہی تم سے توڑ دوں گا"وہ قہر آلود لہجہ لیے بولے تھے دریہ ایک دم ہی چپ ہو گئی امید پھر سے دم توڑ گئی۔۔۔۔پھر وہ ازنا کی طرف رخ کر کے بولے۔۔

"تمہیں حاکم ضرور بنایا گیا ہے ازنا اس گھر کے مکینوں نے لیکن اس فیصلے کی اجازت تمہیں نہیں،،تم جانتی ہو یہاں ہر فیصلے پر کس ہستی کی مہر ثبت ہوتی ہے"وہ آخری امید لیے بولے تھے

"انہوں نے کبھی میرا کہا نہیں ٹالا انہیں میں منالوں گی آپ تیاری کرے" وہ چٹانوں کی سی سختی سے بولی تھی

"تم پتھر ہو ازناشاہ پتھر لیکن تم ایسا پتھر ہو جس پر بائیس سالوں سے اس کی محبت کا جھرنا چھم چھم کر کے برس رہا ہے لیکن آج بھی آبشار اس پتھر میں شگاف نہیں کر پائی،،،، اتنی سختی کہاں سے لے آئی اپنے دل میں تم،،، اس کا جینا مشکل ہو جائے گا" وہ پیچھے سے بولے تھے وہ اس کے پیروں میں محبت کی زنجیر ڈالنا چاہتے تھے اس کے واسطے دے رہے تھے جس نے اس کے بغیر جینا نہیں سیکھا تھا جس کے بغیر روح خالی تھی بالکل۔۔۔ اس کے دل نے تڑپ کر کہا تھا جینا مشکل تو میرا بھی ہو جائے گا بابا اس کے بغیر۔۔۔ لیکن وہ سنی ان سنی کرتی اس گھر کی سربراہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئ تھی

وہ دروازے پر نظریں ٹکائے اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔ ہمیشہ کی طرح جہاں اس نے گھر کی چھوکٹ پر قدم رکھا وہاں انہیں علم ہو جاتا تھا کہ وہ آ گئ ہے۔۔۔ لیکن آج وہ رو رہی تھیں آج وہ اسے دیکھ کر مسکرائی نہیں تھیں نہ بانہیں کھولی تھیں وہ آکر ان کے قدموں میں بیٹھ گئ

"تم فیصلہ کر آئی ہو ازناشاہ،،،، جو مانگنے آئی ہو وہ ہم تمہیں نہیں دے سکتے جاو یہاں سے" وہ اسے جھٹکتے ہوئے بولی تھیں

"کیا آپ کو الہام ہوتے ہیں" وہ آنکھیں میچ کر بولی تھی

"ہمارا دل دھڑکتا ہے تم سے ازناشاہ،،، ہماری سانس چلتی ہے تم سے،، تمہاری آنکھوں میں چٹانوں سی سختی دیکھ لی ہے ہم نے،،، ارادوں کی پختگی بھانپ لی ہم نے،،،، تم جاو یہاں سے،،،،" استعجاب ان کے لہجے سے جھلک رہا تھا

"آپ ازناشاہ کو دھتکار رہی ہیں،،، جب ارادوں کی پختگی بھانپ لی ہے تو جان گئ ہو نگی اپنے ارادے میں اٹل ہوں میں" وہ بھی انہی کی طرح سخت لہجے میں بولی تھی

"ہم نے کہا جاو یہاں سے" وہ رخ پھیرتے ہوئے بولی ازنا ان کی پشت دیکھنے لگی یہ لہجہ اس کے لیے نہیں تھا مگر آج جو فیصلہ وہ کر آئی تھی اس کی بدولت وہ اس سے غصہ سے گویا ہو رہی تھیں

"میں اپنی پوتی کسی پر قربان نہیں کر سکتی۔۔۔ میرا ہر پوتا میری اس پوتی پر قربان" رخ پھیرے پھیرے چہرا صاف کرتی بولی تھیں

"آپ کے درجنوں کی تعداد میں پوتے سہی مگر میرے صرف دو بھائی ہیں جن میں سے ایک کی زندگی کی ڈور میرے دو بول سے بندھی ہے" وہ انہیں دیکھ رہی تھی وہ رخ پھیرے بیٹھی رہی۔۔۔ تو وہ آہستہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

"میں نے ایک فلم دیکھی تھی اسی کے ساتھ جس کے ساتھ جینا سیکھا ہے میں نے،،،، جانتی ہے کیا تھا اس فلم میں اس میں بہن بھائی ہوتے ہیں وہ کہی جا رہے ہوتے ہیں تو پیچھے سے ایک ٹرک ان کی گاڑی کو مارتا ہے اور آگے نکل جاتا ہے بھائی کو بہت غصہ آتا ہے وہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور وہاں ایک تہہ خانے میں جاتا ہے وہ ٹرک والا انسان نہیں درندہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ وہ درندہ بھائی کی خوشبو سونگھ لیتا ہے تو بس اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔۔۔ وہ لوگ بھاگتے ہیں بہت چھپتے ہیں لیکن وہ ان کا پیچھا کرتا رہتا۔۔۔ بہن روتی, چیختی ہے درندے سے کہتی ہے کہ تم مجھے لے جاو میرے بھائی کو چھوڑ دو میری خوشبو بھی وہی ہے،،، میرا خون بھی وہی ہے جس کی تمہیں پیاس ہے،،، لیکن وہ درندہ اس کے بھائی کو لے جاتا ہے۔۔۔۔ اور بہن تنہا روتی رہ جاتی ہے وہ بہن ساری زندگی اپنے بھائی کو تڑپتی ہے کہ وہ اسے بچا نہیں پائی" وہ ان کے قدموں میں بیٹھی دھیمے دھیمے بول رہی تھی اس کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔ اور وہ اس کے گھنے بالوں والے سر کو گھور رہی تھیں تب اس نے سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔۔

"جانتی ہیں تب اس نے پوچھا تھا کیا بہنیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی جان دے سکے اپنے بھائی کے لیے تو میں نے کہا تھا۔۔۔ ہاں! بہنیں ایسی ہی ہوتی ہیں بھائیوں پر قربان ہونے والی۔۔۔ وہ بولا تھا میں نہیں مانتا،،،، پر اب وہ مان جائے گا کہ بہنیں ایسی ہی ہوتی ہیں،،، دیکھے نا۔۔۔ وہی خوشبو ہے میری بھا جیسی،،، وہی خون ہے میرا۔۔۔ اور میرے پاس موقع بھی ہے کہ میں اپنے بھائی کو بچا سکتی ہوں اور خود درندے کے آگے نڈر پن سے کھڑی ہو سکتی ہوں۔۔۔۔۔،، آپ دیکھے ناقدرت نے موقع دیا ہے مجھے،،، آپ ہی تو کہتی ہیں موقع خدا کسی کسی کو دیتا ہے" اس کے آنسوں اس کے چہرے کو بھگو رہے تھے۔۔۔ وہ سرخ چہرا لیے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔ وہ رو رہی تھیں ان کے آنسو اس کے سر میں جذب ہو رہے تھے

"آپ اجازت دے دے میں اپنے بھائی کو بچالوں بس "

"تمہیں اجازت نہیں دے سکتے ہم۔۔۔یادرکھو ازناشاہ ہماری نافرمانی کررہی ہو تم "وہ کمزور سے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔

۔۔۔۔آپ اجازت نہیں دے گی تب بھی اب وہی ہو گا جو میں چاہتی ہوں۔۔۔۔مجھے بھا زندہ سلامت چاہیے اس گھر میں۔۔۔۔"وہ فیصلہ کن انداز میں بولی تھی۔۔۔۔لیکن انہوں نے اجازت نہیں دی ۔مسلسل سر نفی میں ہلا رہی تھیں۔۔

۔وہ ضبط کھوتے ہوئے رونے لگی تھیں۔۔۔کیونکہ اب وہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اسے بھائی کو واپس لانا ہے تو کیسے کوئی اسے روک سکتا تھا۔۔۔۔

****

****

آج پھر سے وہ اسی جرگے میں مجرم بنے کھڑے تھے۔۔۔وہ مجرم نہ تھے مگر سزا کے حقدار ٹھہرے تھے۔ ۔۔۔وہ تمام واقعہ معلوم کر چکے تھے۔۔۔ جس میں میر کی کوئی غلطی نہ تھی۔۔۔۔وہ بے قصور تھا لیکن یہ ظالم وڈیرا ان کی بات ماننے کو تیار نہ تھا۔۔۔۔انہوں نے بیٹے کو دیکھا نہیں تھا نا جانے اس کا کیا حال تھا زندہ رہنے کے قابل چھوڑا بھی تھا اسے یا نہیں۔انہوں نے پولیس سے مدد چاہی لیکن پولیس والوں نے بلوچ لاشاری کے خلاف جانے سے انکار کر دیا۔۔۔

"ہاں سائیں کیا فیصلہ کیا ہے تم نے" ایک شخص مغرورانہ انداز میں بولا تھا ان لوگوں نے کہاں ایسے حالات کا سامنا کیا تھا کبھی۔۔۔۔ساری جائیداد پیسہ اپروچ، فورس کچھ بھی کام نہ آیا تھا یہاں اس گاوں کی اپنی

عدالت اپنے جج اور اپنے وکیل تھے جو ہر صورتحال میں اپنے سرداروں کے حق میں فیصلہ دیتے وہ تو مجرم تھے ان کا ساتھ کس نے دینا تھا آج تو انہیں وہ نڈر لڑکا بھی نظر نہیں آرہا تھا اس عدالت میں۔۔۔ جو اس دن ان سب سے الجھ رہا تھا۔۔ کاش کوئی اس کی ہی مان جائے اسفند دل میں ہی دعا گو تھے۔۔۔ ان کے دل نے شدت سے کسی غیبی مدد کی درخواست کی اپنے رب سے۔۔۔ سائیں نے دوبارہ سوال دہرایا وہ یہاں موجود ہوتے تو جواب دیتے نا روحیل انہیں دیکھتے رہ گئے پھر اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے بولے

"ہم مقتول کے نام کی ونی دے گے" یہ الفاظ انہوں نے ناجانے کیسے ادا کیے تھے بوجھل لب ولہجہ تھا ۔۔۔ اسفند کا دل تڑپ تڑپ گیا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے کل ہم آئے گے اور تمہاری بیٹی سے نکاح کرے گے،،، اگر ہمارا ایک اور بیٹا ہوتا تو یقیناً وہ تمہاری بیٹی سے نکاح کرتا مگر اب ہمیں ہی کرنا پڑے گا" لاشاری بلوچ شیطانی مسکراہٹ لیے بولا تھا۔۔۔ وہ انتقام کی آگ میں جل رہا تھا اس کا من شانت ہونے لگا۔۔۔ اسفند اور روحیل پر تو آسمان ٹوٹ پڑا۔۔۔ اسفند تو سفید پڑ گئے مانو کاٹوں تو بدن میں خون نہیں۔۔۔ ناجانے کہاں سے ایک آواز ابھری تھی ۔۔۔۔

"ایک منٹ چاچا سائیں" ارداشیر ناجانے کہاں سے آیا تھا کالے شلوار قمیض میں اجرک کندھوں پر پھیلائے سر پر پگ جمائے آنکھوں میں سرد مہری اور چہرے پر چٹانوں سی سختی لیے۔۔۔

"مرنے والا میرا بھائی تھا۔۔۔ نکاح آپ نہیں کرے گے۔۔۔ نکاح میں کروں گا" وہ قطعی انداز میں چاچا کی آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھتے ہوئے بولا تھا

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ تم ہماری بیٹی کے شوہر ہو" وہ گرج کر بولے تھے

"یہ بکواس نہیں ہے۔۔۔ اگر خون بہا میں کوئی ونی ہو گی تو اس سے نکاح میں کروں گا۔۔۔ آخر کو مرنے والا میرا سگا بھائی تھا۔۔۔ جبکہ آپ کا لے پالک" وہ جتاتے ہوئے انداز میں ہر لفظ چبا چبا کر بولا تھا

"تم جرگے کے فیصلوں میں مداخلت نہ کرو" وہ تنقیدی نظر اس پر ڈال کر کف اڑاتا لہجہ اپنائے ہوئے تھے ان کی آنکھیں انگارہ ہو چکی تھی ناک غصے کی شدت سے پھول رہی تھی، وہ رخ پھیر کے آگے بڑھنے لگے ---

"جرگے کا فیصلہ ---- کونسا فیصلہ --- یہاں کوئی فیصلہ نہیں ہوا یہاں بس آپ کی بدلے کی خواہش پوری کی گئی ہے ---- آپ نے خون بہا کا مطالبہ کیا ---- تو اب وہ کسی کے بھی نکاح میں آئے کیا فرق پڑتا ہے ----" وہ سخت تاثرات لیے بولا تھا ---

وہ میرا بھائی تھا جسے میرے باپ نے آپ کی گود میں ڈالا تھا --- لیکن وہ خون میرا تھا اس لیے نکاح میرا ہو گا --- چاچا سائیں اگر آپ نے اس لڑکی سے نکاح کیا تو میں آپ کی بیٹی کو طلاق دے دوں گا" وہ بھی انہی کی طرح سفاکی سے بولا تھا --- سارے لوگ اسے بے یقینی سے دیکھنے لگے ---

اردشیر نے طلاق کی دھمکی دی تھی اور کر گزرنے کی ہمت بھی رکھتا تھا یہ لاشاری بلوچ کو باور کرا دیا تھا

Urdu Novels Ghar

" ارداشیر "وہ گرج کر پلٹے تھے اس کی شکل دیکھنے لگے یہ لڑکا انہیں شکست دینے پر اتر آیا تھا۔۔۔۔اور بات جب اپنی اولاد پر آجائے تو گھوڑے کی چال چل کر بھی شکست مقدر ٹھہرتی ہے۔۔۔۔۔

"ونی کا نکاح مجھ سے ہو گا" وہ حتمی انداز میں فیصلہ سنا چکا تھا۔۔۔اسفند اور روحیل کے دل ڈوب کے ابھرے تھے ان دونوں کو کچھ تسلی ہوئی تھی جو شخص کل ہمیں معاف کر رہا تھا یقینا ظلم نہیں ہونے دے گا ۔۔۔ان کی ڈھارس بندھی تھی

"ارداشیر ہم فیصلہ کر چکے ہیں اس کا نکاح ہم سے ہو گا" سائیں تنفر سے چلایا تھا۔۔۔۔۔۔

"مقتول کے نام کی ونی میرے نکاح میں آئے گی۔۔۔۔اگر وہ آپ کے نکاح میں آئی تو اپنی بیٹی کو اپنے پاس رکھیے گا۔۔۔"اس کے چہرے کی سختی سے ان کا دل لرزا تھا"لاشاری بلوچ کو چپ لگ گئی۔۔۔۔

ایک انتقام کی آگ میں بیٹی کو اجاڑ دینا کہاں کی عقل مندی تھی۔۔۔ قہر آلود نظر ارداشیر پر ڈالی۔۔

کچھ دیر بعد قاتل کو لایا گیا۔۔ جس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے جہاں سے خون رس رہا تھا ۔۔۔اسفند نے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا تھا۔۔۔وہ آج یہاں صرف ازناشاہ کی ضد کی وجہ سے آئے تھے ۔۔۔انہیں اپنے بیٹے سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔ آج بیٹے کو بچانے کی چاہ ختم ہو گئ تھی۔۔۔ لیکن ازنا کی ضد نے انہیں مجبور کر دیا تھا۔۔۔وہ جو باپ کو دیکھ کر خدا کا شکر کر رہا تھا جرگہ میں ہونے والے فیصلے کا سن کر پتھر کا ہو گیا۔۔۔اور پھر احتجاج پر اتر آیا لاشاری بلوچ کے آگے گڑ گڑانے لگا۔۔۔سائیں نے نفرت سے اپنے قدموں میں گڑ گڑاتے لڑکے کو دیکھا تھا پھر ایک زوردار ٹھوکر اس کے چہرے پر ماری تھی ۔۔۔جہاں سے خون رسنے لگا اور مٹی میں جذب ہونے لگا۔۔۔۔سائیں کروفر سے چلتا اپنی گدی پر بیٹھا تھا۔۔۔ارداشیر نے اس شخص کو اٹھایا اور اسفند کے پاس لے آیا۔۔۔لیکن وہ جانے کو راضی نہ تھا ۔۔۔روحیل نے اسے گھسیٹ کر گاڑی میں ڈالا تھا۔۔

اور یہ تین نفوس پر مشتمل لٹا پٹا سا قافلہ واپسی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔۔۔

لڑکیوں کا ایک گروپ گلے پھاڑ پھاڑ کے قہقہے لگا رہا تھا اس نے اکتائی ہوئی نظر ان پر ڈالی اور دوبارہ نظر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی کچھ گرمی کی شدت اور کچھ غصے کی وجہ سے سفید رنگت سرخ ہو رہی تھی آئینے جیسی شفاف غزالی آنکھوں میں غصے کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی۔۔۔۔

وہ کب سے اپنی دوستوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔اب سورج سوا نیزے پر پہنچا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اس کا پارہ بھی غصے سے ہائی تھا اس نے قدم ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھا دیے ابھی وہ چند قدم ہی چلی تھی کہ پیچھے سے کسی نے اسے آواز دی

"ذی رکو "یمنہ اور امبر اس کے پیچھے لپکی تھیں جو اسے پانچ منٹ کا کہہ کر پورے بیس منٹ بعد آئی تھیں وہ رکی نہیں تھی بلکہ رفتار اور تیز کر دی تھی

"ذی سوری یار پلیز رکو نا" یمنہ اس کے پیچھے بھاگتی آ رہی تھی ہاتھ میں پکڑی کاغذ کی پلیٹ میں جھولتے سموسے کو سنبھالتی اس نے پلیٹ امبر کے ہاتھ میں تھمائی اور لپک کے اس کے راستے میں حائل ہوئی تھی پھر سانسوں کو ہموار کرتی بولی تھی

"سوری نا" ذیشا نے ایک غصہ بھری نگاہ اس پر ڈالی

"پورے آدھے گھنٹے سے میں تم لوگوں کا انتظار کر رہی ہوں اتنی گرمی میں،،،، اور تم سموسے سے لدی پھدی اب پہنچی ہو احساس ہے کہ نیو سیمسٹر کا پہلا دن ہے آج نیو ٹیچرز ہونگے نیو سبجیکٹس ہیں علی نے کہا بھی تھا میرے ساتھ چلو پر میں ہی پاگل تھی جو تم دونوں کے انتظار میں یہاں کوئلہ بننے کو رک گئ،،،،،" تیز تیز زبان کو چلاتی وہ اسی تیزی سے اپنے پاوں بھی چلا رہی تھی

"تم دونوں کے ساتھ آئندہ میں کوئی ایسی نیکی نہیں کروں گی احساس نام کو نہیں ہے تم دونوں میں سموسے چاٹ سے انصاف کرنے کے لیے رکی تھی تم دونوں میں سمجھی تم کتاب بھول آئی ہو۔۔۔ جانتی ہو نا میں

نے کبھی کلاس بنک نہیں کی میرا آدھا لیکچر نکل گیا ہے۔۔۔۔" اس نے مڑ کر ایک غصیلی نظر امبر پر ڈالی جو دو پلیٹ لیے آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ ایک پل کو رک کر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگی

"یقین جانو میں بک ہی بھولی تھی پر یہ ہے نا اس کے پیٹ کی آگ کبھی نہیں بجھتی واپسی پر کہنے لگی جب اوپر آ ہی گئے ہیں تو کیوں نہ سموسہ ہی کھا لیا جائے ویسے بھی دو مہینے سے کیمپس کے سموسے نہیں کھائے" یمنہ نے امبر کے بازو پر ایک دھپ لگائی تھی اب پیپر پلیٹ میں پہلے سے جھولتا ہوا سموسہ کہاں برداشت کر پایا تھا یہ دھپ لڑھکتا ہوا پلیٹ سے نیچے آ گرا پر فوراً ہی ذیشان نے جھک کر اسے کیچ کر لیا تھا،،،اور یمنہ کا دل ہائے میرا سموسہ کر ہی رہا تھا کہ ایک دم الحمد اللہ کیا۔۔۔

"ہاں اتنی تم معصوم میں نے کہا اور تم چل دی۔۔۔۔اور یہ جو تمہاری زبان اتنی پٹر پٹر چل رہی ہے چاٹ کے مزے لیتے ہوئے کیسے چٹخارے بھر رہی تھیں تم۔۔۔اب سارا ملبہ مجھ پر ڈال رہی ہو" امبر تپ کے بولی تھی

"چپ ہو جاو اب تم دونوں۔۔۔یقینن اب کلاس لینے کا تو ارادہ نہیں ہو گا تم دونوں کا ان سموسوں کو ٹھونسنا بھی تو ہو گا" اس نے ابرو اچکا کر یمنہ کی طرف دیکھا تھا اور سموسہ پلیٹ میں واپس رکھا

وہ معصوم سی شکل بنا کر رہ گئ اب سموسے پھینک تو نہیں سکتی تھی نا

"پر میں تمہارے اس کام میں تمہارا ساتھ نہیں دینے والی" وہ ڈیپارٹ کے اندر داخل ہوتی تیزی سے بولی تھی

ذیشا تیزی سے کلاس کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ان دونوں نے بھی اسے نہیں روکا تھا جانتی جو تھیں وہ نہیں رکے گی۔۔۔یونی کا تیسرا سال تھا اور ان تین سالوں میں اس نے کوئی کلاس مس نہیں کی تھی۔۔۔اور اس کی پڑھائی میں قابلیت دیکھ کر ہی تو یمنہ نے اس سے دوستی بڑھائی تھی ورنہ تو علی ہر وقت اس کا سایہ بنا رہتا تھا

****

وہ کل سے صدمے میں تھی اپنی محبت کے کھو جانے پر،،،نہ ملنے پر،، قسمت کے ایسا پلٹا کھانے پر۔۔۔، کتنے سہل راستے تھے محبت کو پانے کے مگر اب قسمت سامنے کھڑی منہ چڑا رہی تھی۔۔۔۔باپ اور تایا دونوں جرگہ میں گئے تھے جہاں اس کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا۔۔۔۔شام کو تھکے ہارے لٹے پٹے سے وہ لوگ واپس آئے تھے ساتھ میں اس کا بھائی بھی تھا جس کا سر جھکا ہوا تھا وہ اتنا نڈھال سا لگ رہا تھا ان لوگوں نے اس کے بھائی کو خون بہا کے عوض چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔بھائی نے سر نہ اٹھایا تھا شاہ پیلیس کے صحن میں کھڑے رہے۔۔۔ازنا بھاگی ہوئی بھائی سے لپٹ گئی تھی۔۔۔بھائی کا ہاتھ لبوں سے لگا لیا۔۔۔بھائی نے ازنا کو نظر اٹھا کر نہ دیکھا اور بہن کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ دیے کچھ موتی آنکھ سے ٹوٹ کر بہہ نکلے ۔۔۔۔ازنا ان جڑے ہاتھوں کو تھام کر اپنے ماتھے سے لگا لیا یہ عقیدت ہی تو تھی۔۔۔۔

کیوں کیا ایسا" وہ تڑپ کر بولا ازنا نے کوئی جواب نہ دیا کیا

اس نے شدت سے وقت تھم جانے کی خواہش کی تھی۔۔۔۔۔

اب فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی اس نے ہمت و حوصلے سے کام لینا تھا۔۔۔

******

"ازنا"

وہ گھبرا کر نیند سے اٹھا تھا اس کا جسم پسینے میں شرابور تھا۔۔۔ آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھیں ۔۔۔اس نے اپنے ہاتھوں سے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے۔۔۔پانی کی بوتل منہ سے لگا گیا مگر دل کی دھڑکن تھی کے سنبھلنے میں نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔۔وہ آج صبح ہی تو یہاں پہنچا تھا سب کچھ تو صحیح سلامت

چھوڑ کر آیا تھا پھر اس طرح کا خواب۔۔۔اس نے موبائل نکالا اور ایک نمبر پش کرنے لگا مگر نمبر بند تھا پھر اس نے اپنی ماں کو کال ملائی تھی۔۔۔

“ہیلو ممی وہ ٹھیک ہے نا" بے چینی سے سوال کیا گیا۔۔۔

“کون کس کی بات کر رہے ہو نہ سلام نہ دعا کس کے احوال پوچھ رہے ہو،" وہ کچھ خفا خفا سی بولی تھی

“ارے وہی جسے ابھی خواب میں دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہوں میں" وہ بہت مضطرب لگ رہا تھا۔۔۔

پہلیاں بجھانے لگا تو انہیں غصہ آ گیا۔۔۔

“اب تم بچے نہیں ہو جو خواب دیکھ ڈر جاوگے مرد ہو شرم کرو" انہوں نے سختی سے اسے لتاڑ دیا تھا۔۔۔یہ کیا طریقہ ہوا کال کی نہ سلام کیا نہ ماں کا حال پوچھا اپنی ہی بولے جا رہا ہے۔۔۔

"مما اگر آپ کو خواب بتاوں گا تو آپ بھی ڈر جائیں گی "اس کی آواز میں لرزش صاف محسوس کی جا رہی تھی ۔۔۔ان کا دل بیٹے کی آواز پر پریشان ہوا تھا۔۔۔

"میں نے اسے خواب میں دلہن بنے دیکھا ہے پر وہ بے تحاشہ رو رہی تھی اور اس کے ساتھ ایک بہت بڑا دیو بیٹھا تھا،،،" وہ اپنی گرد آلود پیشانی کو ہاتھ کی پشت سے صاف کر رہا تھا۔۔۔۔اس کی سانس اب بھی پھول رہی تھی۔۔۔۔وہ جو کان لگائے اس کی بدحواسی محسوس کر رہی تھی۔۔۔وہ بھی پریشانی سے گویا ہوئی ۔۔۔کیونکہ وہ تو خواب میں بھی اسے روتا نہیں دیکھ سکتی تھیں ازناشاہ ان کے دل کا ایک حصہ تھا ان کے بیٹے کی محبت اس کی زندگی۔۔۔۔

"یہ تو واقع ڈرنے والا خواب ہے "

"دیکھا ڈر گئی نا میرا دل سہم گیا ہے مما کال کرے ادھر اور پتہ کرے وہ ٹھیک ہے کہ نہیں "اس کے لہجے میں خوف نمایا تھا۔۔۔فون کٹ ہوتے ہی انہوں نے شاہ پیلیس کال کی تھی۔۔۔لیکن کسی نے کال نہ

Urdu Novels Ghar

اٹھائی پھر انہوں نے ایک ایک کر کے سب کو کال کی تھی مگر نا جانے کیوں کسی نے بھی فون نہ اٹھایا تھا ۔۔۔ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ ان کا موبائل پھر سے بج اٹھا۔۔۔

"جی مما بات ہوئی" وہی بے چین لہجہ۔۔۔

"نہیں وہاں کوئی اٹھا نہیں رہا" وہ پریشانی کے عالم میں بولی تھی۔۔

کیوں" وہ بے چین ہو رہا تھا۔۔۔

"اب مجھے کیا پتہ کیا ماجرا ہے شام تک پتہ کرتی ہوں تمہارے بابا کو روانہ کر کے" کبھی کبھی وہ اس کے عشق سے چڑ جاتی تھیں۔۔۔اس کا دیوانہ پن کبھی کبھی انہیں ہولائے دیتا تھا

"شام تک تو دیر ہو جائے گی مما میرا دل وسوسوں میں گھرا ہے" وہ اپنے سینے کو مسلتا ہوا بولا تھا۔۔۔وہ اس کے تاثرات نہ دیکھ سکتی تھیں مگر جانتی تھیں اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی۔۔۔

"ایسے کیوں سوچ رہے ہو۔۔۔کچھ نہیں ہونے والا اصل میں پہلی بار دور گئے ہونا اس سے اس لیے۔۔۔ یاد ہے جب ہم اس گھر آئے تھے تب بھی تو ڈر کر اٹھ جاتے تھے،،،اس لیے چادر لو اور لمبی تان کر سو جاو میرے چاند "وہ پر شفقت انداز میں بولی

" یہاں میری نیند اڑ گئ ہے اور آپ کہہ رہی ہیں لمبی تان کے سو جاوں۔۔۔کل ہی واپس لوٹ رہا ہوں میں۔۔"وہ فیصلہ کن انداز میں بولا تو ان کے اوسان خطا کر گیا تھا۔۔۔ابھی تو وہ پہنچا تھا دو دن کا سفر تہہ کر کے دیوانگی کی بھی کوئی حد ہوتی یہ سمجھتا ہی نہیں۔۔۔

"یہ خوب کہی لڑکے تم نے۔۔۔ایک وہم پر تم سارے فیصلے کرو گے "وہ غصے سے بولی تھیں

"مما میں محبت کرتا ہوں اس سے اور محبت میں جو خواب آجائے وہ سچ ہوتا ہے بس میں آرہا ہوں۔۔۔"وہ حتمی انداز میں کہتا فون کاٹ گیا تھا۔۔۔

"ارے ارے ارے سنو تو" وہ بولتی رہ گئ مگر لائن بے جان ہو گئ تھیں

"یہ لڑکا بھی نہ بالکل پاگل ہے ذرہ سے خواب سے ڈر گیا ہے اب تو میرا جی بھی گھبرا رہا ہے سلیمان اٹھے ہم ابھی وہاں جائے گے مجھے بھی عجیب سے وسوسے آرہے ہیں" ان کا دل بھی بے چین ہو رہا تھا۔۔۔نا جانے کیوں کل سے وہ انہیں بھی بہت یاد آرہی تھی

"لو ہو گیا کام آ گئ تم بھی اس کی باتوں میں" وہ تاسف سے سر ہلاتے بولے تھے۔۔۔

"نہیں سلیمان میرا اپنا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔میرا بچہ سچی محبت کرتا ہے اور سچی محبت میں الہام ہو جاتے ہیں آپ جلدی اٹھیں کہیں دیر نہ ہو جائے" وہ اپنی چائے کا کپ پیچھے کرتی بولی تھیں۔۔۔ان کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔۔

"غضب خدا کا پہلے بیٹا اور اب ماں بھی" وہ افسوس سے سر ہلاتے بولے تھے۔۔۔۔ سلمان شاہ نے چائے کا کپ خالی کیا اور اٹھ گئے۔۔۔

****

"ایکس کیوز می سر کین آئی کم ان" وہ کلاس کے دروازے کی دراز سے جھانکی تھی

Urdu Novels Ghar

"نو" سر نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی تھی پھر مصروف سے انداز میں جواب دیا وہ حیران رہ گئ ۔۔کیونکہ کبھی ایسا ہوا نہیں تھا یہ کونسا اسکول تھا جہاں لیٹ ہو جانے پر اندر آنے نہ دیا جائے۔۔۔۔

"جی سر۔۔۔"وہ ایکسکیوز کرنے والی تھی۔۔۔ آج پہلی کلاس تھی اور آج ہی وہ لیٹ تھی۔۔۔۔ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ ٹیچر بول پڑا۔۔۔

"باہر ہی رہے نو نیڈ ٹو کم ان سائیڈ" وہ بورڈ پر کچھ لکھتے ہوئے بولا تھا اس کا چہرا اتر گیا تھا پوری کلاس کبھی اسے تو کبھی سر کو دیکھ رہی تھی،،،،مارے اہانت کے اس کا چہرا سرخ ہو گیا تھا اس نے نظر اٹھا کر علی کی طرف دیکھا تھا

"سر شی از اے پوزیشن ہولڈر،،، آج کچھ دیر ہو گئ ہے" ایک لڑکی بولی تھی

"پوزیشن ہولڈر رہے تو استاد کے بعد کلاس میں آنے کا پرمٹ ہے ان کے پاس،،،،اگر لیکچر میں لیٹ آئے گے تو کلاس میں اینٹری نہیں ملے گی اس لیے محترمہ باہر ہی رہے آپ۔۔۔یہ میرے لیکچر کے اصول ہیں آئندہ یاد رہے،پوزیشن لے کر کیا سمجھتے ہیں آپ لوگ۔۔۔"سر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا اور پھر بورڈ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا ابھی وہ بورڈ کی طرف پلٹا ہی تھا جب پیچھے سے آواز آئی تھی

"سر آپ اس طرح ان سے بات نہیں کرسکتے" علی غصے سے بولا تھا اس کے اندر تو آگ لگ گئ تھی اتنی بے عزتی اس کی ذیشا کی وہ کیسے برداشت کرتا

"لیو دا کلاس"اس نے ایک نگاہ اس پر ڈال کر تیز آواز میں کہا تھا

"پوری کلاس حیران تھی۔۔۔سامنے کھڑا شخص لگ رہا تھا گھر سے لڑ کر آیا ہے پہلا لیکچر ہوتا ہے تو سب ٹیچرز اور اسٹوڈنٹ ریلیکس ہوتے ہیں لیکن تین سالوں میں ایسا الٹی کھوپڑی والا ٹیچر پہلی بار دیکھا تھا

"آئی سیڈ لیو دا کلاس" علی کو اپنی جگہ پر جما پا کر وہ پھر سے بولا تھا

"سوری سر میری غلطی تھی جو میں کلاس میں لیٹ ہوئی اس کا کوئی قصور نہیں انہیں کلاس اٹینڈ کرنے دیں پلیز آئی ایم لیونگ دا کلاس" ذیشا نے جلدی سے بولا تھا اور دروازے کی چوکھٹ سے پیچھے ہو گئ تھی۔۔کچھ دیر وہی کھڑی رہی

اتنے میں ہی اس کے پیچھے ڈیپارٹمنٹ کے چیئر مین نمودار ہوئے تھے کلاس کے باہر کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی۔۔۔،چیئرمین نے اسے دیکھا اور کلاس میں چلے گئے۔۔

"کیسی چل رہی ہے کلاس" وہ سر سے دریافت کرنے لگے

"جی سر بہت اچھی" وہ مودب انداز میں مسکرا کر بولا تھا

"یار آتے ہی ہماری ہونہار اسٹوڈنٹ کو باہر کھڑا کر دیا ہے تم نے،،،" انہوں نے مسکراتے ہوئے سر سے کہا تھا اور ساتھ ہی ذیشا حسن کو آواز دے دی تھی وہ اندر آکر چیئر مین کے پاس کھڑی ہو گئ۔۔۔

"لڑکے یہ فیکلٹی ہولڈر بچی ہے ہماری آج غلطی سے لیٹ ہو گئ ہے پہلا دن ہے معاف کر دو" انہوں نے سر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا وہ مسکرا کر سر ہلا گیا تھا

وہ ایک توصیفی نظر اس پر ڈال کر بولے تھے پھر ذیشا کو بینچ کی طرف اشارہ کرتے باہر چلے گئے۔۔۔ ذیشا گردن اکڑا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئ۔۔۔۔

"محترمہ بیٹھنے کو نہیں کہا گیا ہے یہاں کھڑی ہو جائیں آپ" سر نے اسے گھور کر دیکھا تھا اور ایک کونے کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا

ذیشا کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے نا جانے خود کو کیا توپ سمجھ رہا ہے استاد کی جگہ فائز ہو کر،،،وہ تپتی ہوئی کھڑی ہو گئی پھر پورے لیکچر میں وہ کھڑی رہی کئی بار اس نے سر کو کن انکھیوں سے اپنی طرف دیکھتا پایا تھا اس کی نظروں سے اسے الجھن ہونے لگی کئی بار اس نے نوٹ کیا کے سر کے ہونٹ مسکرا رہے ہیں پر پل میں ہی وہ اس مسکراہٹ پر قابو پا لیتا تھا ذیشا سہی سے دیکھ نہ پائی

بڑی بڑی داڑھی مونچھیں کندھے تک آتے بال جن کو بیچ میں سے سمیٹ کر آدھے پونی میں قید کیے ہوئے تھے اور آدھے کندھے سے اوپر کھلے تھے گہری بھوری آنکھیں وہ بالی وڈ کا شیدائی زیادہ معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس کا پورا حلیہ منگل پانڈے کی عکاسی کر رہا تھا

"غنڈہ کہیں کا" ذیشا نے دل میں کہا تھا وہ اس کی نظروں سے زچ ہو گئ تھی اس نے ہمیشہ اپنے استاد کی عزت کی تھی لیکن اس شخص سے نا جانے کیوں اسے چڑ سی محسوس ہو رہی تھی

****

ذیشا کلاس لے کے باہر نکلی تو امبر کا بھوک کا راگ شروع ہو گیا۔۔ علی اپنے اسائنمنٹ سمبٹ کروانے چلا گیا امبر آہل کینٹین یمنہ اور ذیشا لیب کے باہر آ کر بیٹھ گئ اکتوبر کا مہینہ تھا گرمی کا زور اب ٹوٹ چکا تھا وہ دونوں سر جھکائے کام میں مصروف ہو گئ... پانچ لوگوں کا گروپ تھا ان کا جس میں ذیشا حسن، علی، آہل، یمنہ اور امبر تھے ان کی دوستی بہت گہری تھی۔۔۔ ذیشا اور علی بچپن کے دوست تھے جبکہ علی اور آہل کزنز تھے۔۔۔ یمنہ اور امبر سے ان کی دوستی یونی میں ہوئی تھی۔۔۔

وہ دونوں اسائمنٹ بنانے میں مصروف تھیں جب دوہرے جاگرز والے پاوں ذیشا کے سامنے آر کے اس نے سر اٹھا کر دیکھا اجنبی شکل اس نے ابرو اچکائے۔۔۔۔۔

"ادی یہ پئون نے بھجوایا ہے" وہ کاغذ کا لفافہ اس کی طرف بڑھا رہا تھا جس پر اس کا رول نمبر جگمگا رہا تھا اوپر چاکلیٹ کا پیکٹ اور ایک خوبصورت سفید رنگ کا گلاب۔۔۔۔

وہ جھنجلائی وہ جب اکیلی ہوتی تھی تب ہی خطوط آتے تھے بھیجنے والا گھات لگائے بیٹھا ہوتا تھا اس نے ایک سخت نگاہ اس لڑکے پر ڈالی جو سامان اس کی طرف بڑھائے کھڑا تھا ذیشا نے ہاتھ بڑھا کر تھام لیا وہ لڑکا واپس چلا گیا

اس نے زور سے ان چیزوں کو پٹخا تھا کیا مصیبت ہے بڑبڑانے لگی یمنہ نے ایک نظر غصہ جھلکاتے اس کے چہرے پر ڈالی پھر دوبارہ سر جھکا گئ جانتی تھی علی کے بغیر وہ پڑھے گی نہیں۔۔۔۔

"یمنہ ایک بات نوٹ کی ہے تم نے جب بھی میں اکیلی ہوتی ہوں یہ کاروائی کی جاتی ہے کسی کے سامنے کبھی اس شخص کی جراءت نہیں ہوتی کہ بھیج دے اپنے پکڑے جانے کا ڈر ہوتا ہو گا ہے نا" اس کے چلتے ہاتھ تھم گئے تھے پھر اپنا خیال یمنہ کو بتانے لگی

"کہہ تو ٹھیک رہی ہو تم" یمنہ نے بھی اس کی تائید کی۔۔۔سامنے سے علی کو آتے دیکھا تو خاموش ہو گئ علی نے لفافہ دیکھا تو چہرے کے زاویے بگڑ گئے علی کے پیچھے آہل بھی چلا آیا تھا۔۔۔

"ارے واہ پھر سے پیغام آیا ہے ادھر دو نا ذرا

آہل نے لفافہ چاک کیا گلاب اٹھا کر سائیڈ کیا اور پڑھنا شروع کیا۔۔۔۔

علی کے ماتھے پر کئی بل پڑے تھے۔۔۔۔ آج سے دو سال پہلے پہلی بار کسی لڑکی نے ذیشا کو ایک پھول اور کاغذ دیا تو ان لوگوں نے مذاق مستی میں وہ پکڑ لیا اور اسے پڑھ کر ہنسی میں اڑا دیا مگر یہ سلسلہ تو چل نکلا کبھی ہفتے میں دو بار کبھی ایک بار کبھی دو ہفتے بعد خط ضرور آتے تھے۔۔۔ اب وہ لوگ زچ ہونے لگے تھے۔۔۔ یہ خطوط کوئی بہت محبت سے ذیشا حسن کے لیے لکھتا تھا جسے بے دردی سے مسل کر وہ کچرے میں پھینک دیتی تھی۔۔۔

اور آج بھی آہل کے پڑھنے سے پہلے ہی اس نے اس کاغذ کے چار ٹکڑے کر دیے اور آہل اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔۔

*****

"ارداشیر "

وہ ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا تھا جب وہ غصے سے بپھرتی ہوئی آئی ارداشیر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

جو میں نے سنا ہے کیا وہ سچ ہے" وہ سراپا سوال بنی تھی

"کیا سن لیا ہے تم نے ایسا جو میرے سامنے کھڑی ہو گئی ہو

وہ اسی سختی سے بولا تھا جو تین چار دن سے اس پر چھائی تھی۔۔۔

تم مجھے طلاق دے رہے ہو،،، جسے تم جانتے نہیں اس کے لیے مجھے طلاق دے رہے ہو" وہ بری طرح چیخ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"بالکل ٹھیک سنا ہے تم نے "

وہ سرخ آنکھیں اس پر گاڑے بولا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"میرا کیا قصور ہے ارداشیر مجھے یہ بتاو۔۔ تم کیوں مجھ پر سوتن لانا چاہتے ہو" وہ صدمے کی کیفیت سے گزر رہی تھی۔۔۔ جب کئی سال پہلے ارداشیر اپنا آپ اس کے حوالے کیا تھا تو یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ اب زندگی میں تمہارے علاوہ کوئی نہیں آئے گا۔۔۔۔۔

وہ اس کی تیز آواز پر جھٹکے سے کھڑا ہوتا اس کا منہ دبوچ کر بولا تھا۔۔۔

۔۔"تمہارا کیا قصور ہے" وہ انگارے چبا رہا تھا

"۔۔۔ تم مجھے بتاو اس لڑکی کا کیا قصور ہے جس کو سزا کے طور یہاں لانا چاہتا ہے تمہارا باپ،،، تمہارا قصور بس اتنا ہے کہ تم لاشاری بلوچ کی بیٹی ہو،، جو ظلم کی انتہا کر رہے تھے چار سالہ بچی سے نکاح کرنے کو تیار ہو گئے۔۔۔۔ انہیں کیا لگا اس حویلی میں صرف ایک وہی ظالم ہیں،، مجھ میں بھی وہی خون دوڑ تا ہے جو ان میں دوڑ تا ہے میں بھی اس جہالت کا حصہ ہوں۔۔ بھول گئے تھے وہ لیکن اب یقینا یاد آ گیا ہو گا۔۔۔" وہ اس کا چہرا سختی سے جھٹکتا ہوا غرایا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"کیوں ارداشیر تم تو ان جیسے نہ تھے تم تو ان سب سے الگ تھے پھر کیوں۔۔ مجھ پر یہ ظلم کیوں۔۔۔۔"

وہ بے بسی سے رو پڑی۔۔۔ اس کے باپ کی ضد۔۔۔ ارداشیر کو اس سے متنفر کر رہی تھی۔۔۔۔

۔۔"کیونکہ جب تک اپنے دل پر ہاتھ نہ پڑے تب تک درد اور تکلیف کی شدت سمجھ نہیں آتی۔۔۔"وہ استہزائیہ بولا تھا۔۔۔۔

۔۔"لڑائی تمہاری ان سے ہے،،، سزا مجھے کیوں مل رہی ہے،،میری محبت کا یہ صلہ دے رہے ہو،،، تم انہیں نکاح کرنے دو وہ جانے اور ان کے رسم ورواج،، میں اور تم یہاں نہیں رہے گے "وہ آنسو پونچتی اس کا بازو تھام کر بولی تھی۔۔۔۔

۔۔"نکلی نا تم بھی ان ہی کی طرح خود غرض،بے درد، ظالم،، تمہیں صرف اپنی پڑی ہے۔۔۔ لیکن میں کیسے کسی بے قصور کو اس جہنم میں جلنے کو چھوڑ دوں،، "

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتا بولا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"ارداشیر محبت میں خود غرض ہو جاناہی بہتر ہو تا ہے،،اگر کوئی اپنے شوہر کے لیے خود غرضی نہ دکھائے تو خود پر ظلم ہے۔۔۔۔تم میرے شوہر ہو میں کیسے تمہیں کسی اور کا ہونے دوں" وہ روتی اس کے قدموں میں گر گئ تو ارداشیر کا دل بے چین ہو اٹھا،،وہ کسی اور کا غصہ اپنی بیوی پر کیوں نکال رہا تھا۔۔۔

اس کی آواز کپکپا رہی تھی ارداشیر "تم یہ نکاح نہ کرو نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا۔۔اس کے آنسو صاف کیے،،،ارداشیر ظالم نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔۔وہ تو ہمیشہ چاچا سائیں کے فیصلوں سے نفرت کرتا تھا ہمیشہ ان کو تنقیدی نظر سے دیکھتا تھا،،،پھر آج وہ اپنی شریک حیات پر کیسے ظلم کر دیتا۔۔۔

۔۔"میرا دل اس کے بعد کسی کا نہیں ہوا،،،سوائے تمہارے" اس کی آنکھوں میں آج بھی اپنی محبت کے ذکر پر دیے جل اٹھے تھے اور وہ چونک گئ

۔۔۔"وہ آج بھی تمہارے دل میں اسی مقام پر ہے،،کیا میری محبت نے تمہارے دل تک رسائی حاصل نہیں کی اب تک "اس کی آنکھوں میں ایک درد تھا۔۔دوسری شادی کا خوف تو کہیں دور جا سویا تھا۔۔۔کسی ان دیکھی ہستی کا خوف پھر سے چھا گیا تھا وہ سر جھٹک کر بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"میں تمہارا ہوں اور تم جانتی ہو میرے دل میں کسی کے لیے گنجائش نہیں،، یہ صرف کاغذی رشتہ ہے اس لڑکی کو بچانے کو۔۔۔ نہیں تو اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے جائیگے۔۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ اس کی بد دعا مجھے یا تمہیں لگے۔۔۔یا اس کی ایک آہ میرے شیر کو قبر میں سکون نہ لینے دے۔۔۔ علی شر میرا خون میرا بھائی تھا،، اس کی روح کو تکلیف ہو گی،،، اس کے نام پر یہ سارا تماشہ لگایا جا رہا ہے تو قیامت میں حساب بھی اسی سے لیا جائے گا۔۔۔،، اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ یہ نکاح ہو جانے دو،، تم۔بس میرا اعتبار کرو" وہ محبت سے اس کا ماتھا چومتا بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"اعتبار "

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔وہ زبان کا پکا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں سچائی تھی۔۔۔ لیکن اس کے دل تک رسائی وہ آج تک نہ پا سکی تھی یہ عہد تو بہت عرصے پہلے ہی کیا گیا تھا۔۔۔میرے ہوتے ہوئے بھی وہ دل میں بس اسے بسائے گا۔۔۔اس کی آنکھیں بہنے لگی محبت میں ملے اس درد کو ساری زندگی سہنا ہے میں نے۔۔۔

****

گھڑی کی سوئی نے ایک کا ہندسہ دیا جب کئی ساری گاڑیوں کے ٹائر شاہ پیلیس کے باہر چرچرائے تھے

۔۔۔۔۔

موت کا فرشتہ آ پہنچا تھا بس روح نکالنا باقی تھا۔۔۔اس کے آنسو اب تھم چکے تھے۔۔۔۔۔وہ پتھر بن گئی تھی ۔۔۔۔اپنے فیصلے سے پیچھے کیسے ہٹتی بھتیجی کا مسکراتا چہرا آنکھوں میں لہرایا۔۔۔۔وہ دل کڑا کرتی اٹھی دو دن سے وہی کپڑے پہنے تھے جا کے کپڑے تبدیل کر کے وضو کیا باہر آئی تو ماں کو اپنے سامنے پایا جو زارو قطار رو رہی تھی۔۔۔۔وہ ان کے قریب آئی ان کے آنسو پونچھے۔۔۔۔

"ششش۔۔۔بس" ان کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کے نفی میں سر ہلانے لگی

"تم یہ بدترین فیصلہ کیسے کر سکتی ہو۔۔۔ابھی بھی وقت ہے تم اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹ جاو" وہ گڑگڑاتے بولی تھیں

"ممی فیصلہ ہو چکا اب وقت گزر گیا۔۔اگر میں خود کو قربان نہ کرتی تو وہ لوگ بھا کو مار دیتے" وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔۔۔

"تو اب تمہیں کیا لگتا ہے وہ تمہیں زندہ چھوڑے گے،،،وہ تمہیں مار دے گے میری جان" وہ خوفزدہ نظروں سے بولی تھیں

ازنا خود لرز کر رہ گئ۔خون بہا کیا ہوتا ہے آج سے پہلے معلوم نہ تھا اب اس کی سفاکی کا ادراک ہو رہا تھا پر مجبوری۔۔۔اب کیا کہتی انہیں جواب تھا ہی نہیں کوئی۔۔۔رخ پھیر کے بیڈ پر بیٹھ گئ آنکھیں بند کر رشوان شاہ کا نقش یاد کرنے لگی اس شخص کی خوشبو ہواسوں پر چھانے لگی۔۔۔

۔۔۔۔وہ اٹھی دل کے سکون کے لیے اپنے رب کے آگے سجدہ زیر ہو گئ۔۔۔۔ جتنی دیر وہ نماز پڑھتی رہی زینب مسلسل اس کی الماری میں گھسی رہی۔۔۔۔۔زینب نے ایک بیگ میں اس کے کچھ جوڑے رکھ دیے ۔۔۔۔بیگ کے نیچے والے حصے میں سارے کاغذات رکھ دیے اس طرح چھپائے کہ کوئی ڈھونڈ نہ سکے کچھ پیسے رکھ دیے۔۔۔۔ایک قمیض کے اندر ایک کاغذ سی دیا جس میں ایک تحریر رقم تھی اور اچھے سے لپیٹ کر نیچے دبا دیا۔۔۔۔اب زینب کو کون سمجھاتا کہ خون بہا میں جانے والیوں کو کپڑے نہیں دیے جاتے پیسہ نہیں دیا جاتا وہ تو ملازم ہوتی ہیں ظلم سہنے جاتی ہیں۔۔۔۔۔

دروازے پر کھٹکا ہوا تو زینب اچھل پڑی اور از نا لرز گئ۔۔۔۔۔

وہ دعا مانگ کر بیڈ پر آ بیٹھی بابا اندر داخل ہوئے اس کے پاس آ بیٹھے زینب سامنے کھڑی رہی بے بس سی ۔۔۔۔باپ بیٹی کو دیکھنے لگی اسفند شاہ نے اس

کے سر سے چادر اوپر کی تو اس کی ڈب ڈبائی آنکھیں دیکھ کر دل پر گھونسا پڑا تھا۔۔۔۔اس گھر میں صرف اس کی کھکھلاہٹ سنائی دیتی تھی۔۔۔۔

وہ سر جھکا کر چہرا صاف کرنے لگی پھر مسکرا کر باپ کو دیکھا

"بابا کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ ہے نا،،، آپ نے مجھے اس کے سپرد کر دیا ہے تو ساری پریشانیاں بھلا دے وہ حفاظت کرے گا میری۔۔۔" وہ مسکرا کر انہیں دلاسہ دینے لگی مگر وہ بری طرح رونے لگے تو بول پڑی ۔۔۔۔

"یہ کیسی شادی ہے بابا ایسا لگ رہا ہے ماتم ہے میرا" وہ باپ کے رونے پر تڑپ رہی تھی۔۔۔

"یہ ماتم ہی تو ہے میری شہزادی۔۔۔بس صفیں نہیں بچھائی گئ ہیں۔۔۔کوئی بین نہیں ہو رہا۔۔۔دیکھو مولوی صاحب بھی موجود ہیں۔۔۔جنازے کی جگہ نکاح پڑھائے گے۔۔۔۔اور اس لاش کو۔۔۔۔" وہ ازنا کی طرف اشارہ کر کے بولے تھے جس کے سر پر سفید دوپٹہ بندھا تھا

"سفید جوڑا پہنا ہے تم نے،،،، ان کے سپرد کر دیا جائے گا۔۔۔۔جیسے میت کو خاک کے سپرد کر کے مڑ کر دیکھا نہیں جاتا دوبارہ ملنے کی آس نہیں ہوتی۔۔۔بس اسی طرح تمہیں بھی ان کے سپرد کر کے ملنے کی آس

بھی باقی نہ رہے گی۔۔۔۔اور تم کہتی ہو یہ شادی ہے باپ کی نظر سے دیکھو گی تو لگ پتہ جائے کہ ماتم ہو رہا ہے جوان جہان بیٹی کا۔۔۔۔" وہ بلکتے ہوئے بول رہے تھے یہ کیسی بے بسی تھی آج ایک طرف بیٹے کی جان تھی اور ایک طرف بیٹی کی زندگی۔۔۔انہوں نے بیٹی کو چنا پر اس نے بھائی کو چن لیا اس کی زندگی کے لیے خود کو خاک کر دیا۔۔۔۔

"ابھی بھی وقت ہے از نامر جانے دو اسے میں ہوں نا سب کو سنبھال لوں گا تم انکار کر دو،، کیا باپ کی خواہش پر ضد سے دستبردار نہیں ہو سکتی "

"آپ کیسے باپ ہیں بابا،،، آپ کا حوصلہ بڑا لیکن مجھ میں ہمت نہیں کہ جوان جہاں بھائی کی لاش دیکھوں اپنی پیاری بھتیجی کو باپ سے محروم دیکھوں،، باپ کی خاطر ہر ضد سے دستبردار ہونے کو راضی ہوں مگر بھائی سے کیسے دستبردار ہو جاؤں بابا۔۔۔" اس کی آنکھ سے آنسو پھر سے بہہ نکلے۔۔۔۔

"تم بس اپنا درد بیان کر رہی ہو ہمیں کیسے صبر آئے گا" اس کے بابا کے کندھے آج جھکے ہوئے تھے وہ بوڑھے لگ رہے تھے۔۔۔۔

"آپ مشیت ایزدی کو سمجھے جلد صبر آجائے گا آپ کو" وہ مضبوط اعصابوں والی لڑکی تھی لیکن اس کڑے وقت میں بھی وہ اتنی ہمت و حوصلے سے کام لے رہی تھی وہ تڑپ گئے۔۔اتنا حوصلہ اتنی ہمت۔۔۔اس میں اس کی تربیت ان کی ماں نے کی تھی اور کیسی کی تھی آج وہ جان گئے تھے۔۔۔۔

ان کی سوچوں کی ڈور دروازے پر ہوئی دستک سے ٹوٹی انہوں نے سامنے دیکھا روحیل بھائی قاضی کے ساتھ کھڑے تھے کچھ اور لوگ بھی موجود تھے ان کا اشارہ ملتے ہی وہ

کمرے میں آئے اور نکاح شروع ہوا۔۔۔اس کا دل مچل مچل کر ایک شخص کے نام کا ورد کر رہا تھا ۔۔۔ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔۔۔کمرے میں گھٹن کا احساس بڑھ گیا تھا اس کا سانس تھمنے لگا وہ تیزی سے سانس لینے لگی آس پاس گرد چھانے لگی کسی نے اس کے سر پر چادر ڈال دی۔۔۔۔یہ کیسا نکاح تھا جہاں دل کسی اور کے لیے بلک رہا تھا۔۔۔۔

اسے کچھ سنائی نہ دیا تھا کہ اسے کس کے نکاح میں دیا جا رہا ہے دل میں بس ایک نام تھا،، آنکھوں میں ایک شخص کا چہرا اتھار شوان شاہ۔۔۔۔باپ نے پین پکڑایا اور اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سائن کر دیے۔۔۔۔

وہ لوگ کمرے سے جانا شروع ہوئے۔۔۔اور اس کا سانس بحال ہوا سب چلے گئے سوائے اسفند شاہ کے

۔۔۔۔۔

وہ اس کے پاس بیٹھے رہے۔۔۔۔سائیں کا حکم ہوا تھا کہ ونی کو بھیج دیا جائے۔۔۔۔۔۔وہ حوصلہ کرتی قدم آگے بڑھا رہی تھی،،،سب کی آہیں سسکیاں اس کے کانوں میں گونج رہی تھی جس پر ایک آواز نے سب آوازوں کو دبا دیا

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"تم زندگی ہو میری،،یہ صرف الفاظ نہیں،،،، حقیقت ہے،، تم چھوڑ جاو تو مر جاوں گا جانتی ہو نا" ازنا نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیا

۔۔"تمہارے دل سے دل دھڑکتا ہے میرا ازنا شاہ میرے دل کو کبھی مردہ نہ ہونے دینا" ایک بار پھر سرگوشی ہوئی تھی۔۔۔۔یہ آوازیں اب اس کے ساتھ ہمیشہ رہنی تھیں۔۔۔۔

وہ نیچے کی طرف بڑھ رہی تھی ان کے کمرے میں پہنچی جو نڈھال سی اپنے بستر میں پڑی تھی کل سے انہیں تیز بخار تھا۔۔۔۔صرف ایک دن میں وہ اتنی ضعیف لگنے لگی تھیں۔۔۔وہ ان کے پاس آئی۔۔۔

"

آپ رشوان شاہ کو سمیٹ لیجیے گا آج جب میں یہاں سے جا رہی ہوں مجھے کسی کی فکر نہیں سوائے اس کے ۔۔۔وہ مجھ میں دل بن کے دھڑکتا ہے،، ہمیشہ دھڑکے گا مگر اب۔۔۔۔

"

وہ ابھی بول ہی رہی تھی۔۔۔

کہ ایک دھاڑ سے دروازہ کھلا تھا اور وہ جھٹکے سے پلٹی تھی

****

آج ذیشا کے ممی اور بابا کی شادی کی سالگرہ تھی،،وہ کافی دنوں سے تیاری کر رہی تھی ہر چیز اسے پرفیکٹ چاہیے تھی۔۔۔اس نے علی کے ساتھ مل کر سارا پروگرام سیٹ کیا تھا۔۔۔شام تک سب ریڈی تھا سوائے اس کے۔۔۔۔

۔۔۔"ذیشا سنو "

وہ لان میں کھڑی ٹیبل پر پھول سجا رہی تھی جب علی نے اسے "

آواز دی تھی

"ہمم"

وہ مصروف سے انداز میں بولی تھی۔۔۔۔

۔۔۔" تمہیں نہیں لگتا کہ ہر چیز پرفیکٹ ہو بھی جائے مگر میزبان مٹی میں اٹا،، سر پر چڑیاں کا گھونسلا سجائے ،، مہمانوں کا ویلکم کرے تو سب پرفیکٹ ہو کے بھی زیرو ہو جاتا ہے" وہ سنجیدہ چہرا بنائے اس سے پوچھ رہا تھا ذیشا نے اسے دیکھا اور پھر اس کی شرارت کو سمجھ کر اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

۔۔۔" جارہی ہوں بس یہ ٹیبل کورا چھا نہیں لگ رہا" وہ ٹھوڑی پر انگلی رکھتی بولی تھی

۔۔۔سب پرفیکٹ ہے ذیشا۔۔۔بس تم اب پرفیکٹ چاہیے ہو مجھے۔۔۔میں یہ کر دیتا ہوں تم تیار ہو آو" وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑتا بولا تھا ذیشا ہنس دی۔۔

۔۔۔"مجھے لگتا ہے آپ بھی میز بانوں میں شامل ہوتے ہیں مسٹر "وہ اس کا حلیہ دیکھ کر بولی تھی جو کالے کرتے شلوار میں خود بھی گرد گرد ہو رہا تھا ذیشا آگے بڑھی اور اس کے بالوں کو بگاڑ دیا۔۔۔اس منظر کو کسی نے بہت چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

علی کے چہرے کی خوبصورت مسکراہٹ کسی کا دل جلا کر راکھ کر گئی تھی۔۔۔۔۔

ذیشا تیار ہو کر آئی۔۔۔تو اس کی مما ابھی تک پارلر سے نہیں آئی تھیں سب مہمان آ چکے تھے۔۔۔۔اور وہ ہاتھ میں اپنا بریسلیٹ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔

۔۔۔ماہا یہ بند کر دو پلیز "وہ نوکرانی سے بولی تھی ماہا اس کی پکار پر فوراً آئی مگر اس سے لاک کا ایک حصہ کھل نہیں رہا تھا بند کیا خاک کرتی ذیشا اسے جتن کرتے دیکھتی رہی پھر شکریہ کہتی باہر آ گئی جہاں سب سے پہلا ٹکراؤ اس کا شاہ ذین سے ہوا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"کیسی ہو بیوٹی"وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

۔۔"کیسی لگ رہی ہوں بیسٹ"وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تو شاہ ذین کا چہرا کچھ بجھ سا گیا۔۔۔۔مگر پھر ڈھیٹ بنا بولا تھا

۔۔۔۔"بہت خوبصورت ہمیشہ کی طرح" وہ مسکرایا تو ذیشانے بھی مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر علی کو ڈھونڈنے لگی۔۔ علی پر نظر پڑتے ہی وہ اس کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔

۔۔"یہ دیکھو یہ بند نہیں ہو رہا پلیز ہیلپ" وہ اس کے آگے ہتھیلی کر کے بولی تھی۔۔۔ علی نک سک سے تیار اسی کا انتظار کر رہا تھا اس کے ہاتھ آگے کرنے پر اس کی ہتھیلی سے بریسلیٹ اٹھالیا۔۔۔

اس کی کلائی پر بریسلیٹ ٹکا کر لاک لگایا لیکن لاک کچھ ڈھیلا تھا وہ نیچے جھکا اور دانتوں سے لاک ٹائٹ کر دیا ۔۔۔۔شاہذین گلاس ڈور سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کے اندر آگ لگ گئ۔۔۔۔وہ بیسٹ نہیں تھا لیکن آج اس نے سوچا تھا کیوں نہ بیسٹ بن کر ذیشا حسن کو علی نامی شخص سے چھین لے اور اسے ایسے سحر میں جکڑ لے جس کا طلسم کسی کے بھی چھونے سے ختم نہ ہو پائے۔۔۔۔

۔۔۔"ہو گیا بند۔۔" علی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ دروازے کو ٹھوکر مارتا واپس اندر چلا گیا تھا ۔۔۔۔اندر سے آتی شاہ ذین کی نانی نے یہ منظر بہت غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔شاہ ذین کی نانی جہاں علی اور ذیشا کی دل ہی دل میں نظر اتار رہی تھیں وہی شاہ ذین کی آنکھوں کی نفرت ان سے چھپی نہیں تھی۔۔۔

تھینک یو مائی فرینڈ" ذیشا مسکرا کر بولی تھی آج ان دونوں نے شاہ ذین کی نانی کا دیا ڈریس پہنا تھا۔۔۔۔کیا میچنگ کی تھی انہوں نے پوری پارٹی میں دونوں سب سے منفرد لگ رہے تھے۔۔۔۔

شاہ ذین وہاں رکا نہیں تھا ایک فیصلہ کرتا جلتا کھڑتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

******

لاشاری بلوچ کرخت چہرا لیے اکڑ کر کھڑا تھا۔۔ ارداشیر کے چہرے پر آج چٹانوں کی سختی تھی،،، آج اس نکاح کے لیے وہ اپنی بیوی کو دھکیل کر آیا تھا۔۔ جو اس کے قدموں میں گڑگڑا رہی تھی اسے اس شادی سے روک رہی تھی۔۔۔ مگر آج وہ پتھر بن گیا تھا اگر وہ آج نرم پڑ جاتا تو لاشاری بلوچ ونی کو اپنے نکاح میں لیتا اور نا جانے کیسا سلوک کرتا اس کے ساتھ۔۔۔ نکاح ہوتے ہی وہ اپنی جیپ میں بیٹھ کر حویلی کے لیے نکل گیا تھا۔۔

“

لاشاری بلوچ کا حکم ملتے ہی بابا نے اسے تھاما اور نیچے لے آئے۔۔۔یہ سب سے مشکل مرحلہ تھا زنا کے لیے آج اس نے انہیں ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہنا تھا۔۔۔ان کے کمرے میں پہنچی جو نڈھال سی اپنے بستر میں پڑی تھی کل سے انہیں تیز بخار تھا۔۔۔۔صرف ایک دن میں وہ اتنی ضعیف لگنے لگی تھیں۔۔وہ ان کے پاس آئی۔۔۔ان کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا۔۔۔ان کے سینے پر سر رکھ کر کچھ آنسو ان کے دامن میں بہا دیے۔۔۔۔پھر چہرا صاف کرتی اٹھی اور بولی۔۔۔۔

“

آپ رشوان شاہ کو سمیٹ لیجیے گا...وہ آپ کا اصل ہے میں تو کچھ بھی نہیں اسے زندگی سے دور نہ ہونے دیجیے گا۔۔۔۔آج جب میں یہاں سے جا رہی ہوں مجھے کسی کی فکر نہیں سوائے اس کے۔۔۔وہ مجھ میں دل بن کے دھڑکتا ہے،،ہمیشہ دھڑکے گا مگر اب "

وہ ابھی بول ہی رہی تھی۔۔۔

کہ ایک دھاڑ سے دروازہ کھلا تھا اور وہ جھٹکے سے پلٹی تھی اور چکرا کر رہ گئی۔۔۔۔

قیامت در قیامت یہ ہوئی کہ سلمان شاہ بمعہ اپنی اہلیہ کے اس کے سامنے شکوہ کناہ نگاہیں لیے کھڑے تھے

"ازناشاہ" فریال شاہ کے لب ہلے۔۔۔۔ درد، مایوسی، شکوہ، بے بسی، ناامیدی، کیا کچھ نہیں تھا ان کی اس پکار میں ازنا تو گویا پتھر کی ہو گئ انہیں دیکھے گئ پلکیں جھپکنا یاد نہ رہا زبان تالو سے چپک گئ۔۔۔ وہ مجرم ناہو کے بھی مجرم ٹھہری تھی۔۔۔ سلمان شاہ کی ماں تڑپ کر اٹھی تھیں جو کل سے بخار سے نڈھال تھیں سلمان کو دیکھا تو ایک دم جان پڑ گئ "ہائے میرے سلمان کی اولاد اس کو کس بات کی سزا ملی"۔۔۔۔ وہ دہائی دینے لگی

فریال شاہ آگے بڑھی تھی

"ازنا یہ سب کیا ہے۔۔۔ یہ سب جھوٹ ہے نا میری شہزادی۔۔۔ تم تو اس سے۔۔۔ وہ کہاں سہہ پائے گا مر جائے گا وہ" فریال شاہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے چیخی تھیں اور اس کا سکتہ ٹوٹ گیا۔۔۔

"آپ کو کس نے خبر دی ہے" ازنا صدمے کی کیفیت مین تھی آنکھوں میں خوف نمایا تھا۔۔۔اسفند شرمسار تھے شاہ میر ناجانے کہاں تھا زینب کا سر جھکا تھا کون نہیں جانتا تھا اس کی دیوانگی تو سب کے علم میں تھی۔۔۔

"مجھے اسی نے خبر دی ہے جس کے دل کی میت پر سے گزر کر تم نئے دل آباد کرو گی۔۔۔اس کی محبت میں اتنی طاقت ہے کہ اسے الہام ہوتے ہیں۔۔۔اسی نے مجھے بھیجا ہے یہاں وہ کہتا رہا ممی میں نے اسے دیکھا ہے ایک دیو اس پر قابض آجائے گا آپ بچالے اسے۔۔۔اور میں بے وقوف اسے ٹالتی رہی۔۔" وہ اسے کندھوں سے جھنجھوڑ کر بول رہی تھیں صدمے کی کیفیت ان پر طاری تھی

"میں ازنا شاہ۔۔۔رشوان شاہ کو اپنی محبت سے آزاد کر چکی ہوں۔۔۔اور خود بھی اس کی محبت کے پنجرے میں قید نہیں رہنا چاہتی اب۔۔۔۔" وہ سخت لہجے میں ان کے ہاتھ جھٹکتے بولی تھی

"وہ سنے گا تو مر جائے گا۔۔۔ہم کچھ اور حل ڈھونڈ لے گے" سلمان شاہ آگے بڑھ کر ازنا کو اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا

"ہک آہ" ایک ہوک اٹھی تھی اس کے دل سے

"کوئی اور حل ہوتا۔۔۔تو کیا آپ کی ازنا یہ فیصلہ کرتی کبھی نہیں۔۔۔کوئی حل نہیں تھا اس کے سوا "

وہ تکلیف کی شدت سے بلبلا اٹھی تھی

"ہم اسے کیا جواب دے گے" فریال ہاری ہوئی سی پوچھ رہی تھیں

"اسے کوئی کچھ نہیں بتائے گا۔۔۔بس آج آخری خواہش یہی ہو گی میری کہ اسے کبھی کچھ نہ پتہ چلے ۔۔۔اس کو کسی بات کا علم نہیں ہونا چاہیے۔۔۔آپ اسے سچ نہیں جھوٹ بتائے گی مجھ سے متنفر کردے اس کو۔۔۔۔۔۔۔میں اس سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔بہت محبت کرتی ہوں لیکن بھائی کی محبت محبوب کی محبت پر قابض آگئی ہے۔۔۔۔اس لیے آج بھائی کی زندگی کے لئے محبوب کو قربان کیا میں نے" وہ ضبط کھوتی چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپاتی ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی تھی فریال شاہ بت بنی اسے دیکھ رہی تھیں ۔۔۔سلمان شاہ کے پاس کوئی التجانہ بچی تھی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کررہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اسفند شاہ بے بس تھے۔۔۔اور اماں افسردہ صدمے کی کیفیت میں جس لڑکی کے لیے بہت اونچے خواب دیکھے تھے وہ کیسے دلدل میں گر گئ الہی۔۔۔وہ زاروقطار رو رہی تھیں سب رو رہے تھے ہر آنکھ نم تھی کون تھا جو نہ رو رہا ہو۔۔۔۔

اسفند شاہ نے اسے کندھوں سے تھام کے اٹھایا تو فریال نے اس کا بازو پکڑ لیا۔۔۔لیکن رخصتی کا وقت آچکا تھا ازنا نے اپنا ہاتھ ان سے چھڑایا اور بابا کے ساتھ چل دی اسفند نے اسے لے جا کے ایک گاڑی میں بٹھا دیا ۔۔

وہ رخصت ہو گئ۔۔۔فریال شاہ غش کھا کے زمین پر آگری تھیں۔۔۔سلمان شاہ کے وجود میں ہلچل ہوئی بیوی کو جیسے تیسے اٹھایا اور بنا کچھ کہے شاہ پیلیس کی دہلیز پار کر گئے۔۔۔سوچا یہی تھا کہ اب یہاں کبھی قدم نہ رکھے گے پیچھے سے آتی ماں کی پکار پر کان نہ دھرے۔۔۔۔

غم ایسا تھا کہ کم۔نہ ہوناتھا وقت کے ساتھ بڑھتا جاناتھا سب نڈھال تھے ماتم کناہ فضہ تھی۔۔۔کوئی مر جائے تو صبر آجاتا ہے لیکن کسی کو زندہ دفن کرنا پڑے تو صبر نہیں آتا اور آج اسفند شاہ نے اپنی بیٹی زندہ دفن کی تھی اپنے ہاتھوں سے۔۔۔انہیں شاہ میر سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔وہ نڈھال بے جان سے صوفے پر بیٹھے تھے کہ ایک دم شور اٹھا تھا اور وہ اس شور کی سمت بڑھے تھے ماں کے کمرے سے اٹھتا یہ شور ان کا دل دہلا گیا۔۔۔یہاں سلمان شاہ نے شاہ پیلیس سے قدم باہر رکھا وہاں ہی ماں کے دل نے جواب دے دیا تھا۔۔۔

*****

جنت بی بی وانیہ کی خواہش سن کر حیرت زدہ سی رہ گئی۔۔۔ان کی لاڈلی بیٹی ماں کے دل سے اتنی بے خبر کیسے ۔۔۔ان کی بات کے اختتام میں وہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔لیکن یہ مسکراہٹ کسی اور خیال سے تھی وانیہ ایک پل میں جان گئی۔۔۔اب انکار کے علاوہ کچھ اس در سے نہ ملے گا۔۔۔

"کیا کچھ غلط مانگ لیا ہے میں نے" وہ الجھی سی بولی تھی۔۔۔۔

"ارے نہیں میری جان،،، پر تم ماں کے دل سے یوں بے خبر رہی اگر جان جاتی تو مانگ نہ پاتی۔۔۔" وہ آنکھیں سکوڑ کر بیٹی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"لیکن کیوں" وہ کب سے مچلتے دل کے سوال کو زبان پر لے آئی انکار کیوں۔۔۔۔

"اے لو یہ بھی کوئی سوال ہوا کیوں۔۔۔۔ کہاں میری شہزادی یہ کھڑے کھڑے نقوش گہری آنکھیں۔۔۔۔ رنگت سفید اتنی کہ ہاتھ لگاؤ تو میلی ہو جائے، بالوں کی لمبائی گھٹنے چومتی ہے اس کے یہ بھورے لمبے بال جیسے کوئی آبشار بہہ رہا ہو،، گلابی ہونٹ،،، موتی کی طرح پروئے ہوئے دانت۔۔۔ اور

ذہانت ایسی کہ کھڑے کھڑے کروڑوں کا سوال حل کر دے اس کا جوڑ کا تو کوئی شہزادہ ہی ہو گا" وہ بہت ناز سے بولی تھیں۔۔۔۔وانیہ کا چہرا ایک پل میں اتر گیا ان کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی کیا ان کا بیٹا کسی شہزادے سے کم ہے بھلا۔۔۔۔

"کیا آسمان سے اترے گا" منہ بنا کر کہا گیا۔۔۔۔

"آئے ہائے نہیں وہ تو اتر گیا ہے آسمان سے اس سے پہلے ہی" ان کی آنکھیں جگمگانے لگی وانیہ یہ جگنو پچھلے بیس سالوں سے دیکھ رہی تھیں کیا سمجھ نہ پاتی کسے دیکھ یہ آنکھیں جگمگا اٹھتی ہیں۔۔۔۔وہ کچھ خفا ہو گئ دل میں شکایت ہوئی۔۔۔۔

"مطلب شہزادہ ڈھونڈ رکھا ہے آپ نے بتا بھی دے اب "

Urdu Novels Ghar

"وہی جو بات کرتا ہے تو بساط الٹ دیتا ہے،، جس کا وجیہہ روپ لوگوں کو ماند کرتا ہے،، تھیکے نقوش، بھوری گہری آنکھیں سلیقے سے سجے بال، کپڑے پہننے کا سلیقہ ایسا کہ کیا نوابی لباس ہو،،، قدم جما جما کے چلتا ہے جو ذیشا کی آنکھ کا ہر اشارہ سمجھتا ہے،،، اس سے قدم آگے نہیں بڑھاتا،،، ذہانت میں اس کا ثانی نہیں۔۔۔" ان کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی

"کس کی بات کر رہی ہیں" وانیہ جل کر بولی تھیں،، سمجھ تو وہ کب کی گئ تھیں لیکن اس وقت دل جل کر رہ گیا تھا۔۔۔

"کیا تم اب تک نہیں سمجھی" وہ حیرت سے بیٹی کو دیکھنے لگی۔۔۔

وانیہ نے ایک نام لبوں سے آزاد کیا۔۔۔ تو جنت بی بی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

"اماں جان کیا شاہ ذین کسی سے کم ہے بھلا،، ذہانت میں خوبصورتی میں،، وجاہت میں وہ آپ کا اپنا نواسہ ہے ۔۔ بالکل ابا جیسا ہے وہ شکل وصورت میں۔۔۔۔ آپ کو پہلے اس کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا" ان کا دل برا ہو رہا تھا۔۔۔

"میرے شاہ ذین کا کوئی مقابلہ ہے بھلا کسی سے۔۔۔ کیسی باتیں کرتی ہو،،، مگر ذیشا کے لیے وہی ہے جو اس کے قدموں کے نشان پر چلتا ہے جس کی آمد ذیشا کی خوبصورتی بڑھا دیتی ہے،،، آنکھوں کے دیے روشن کر دیتی ہے" ان کی اس بات پر وانیہ چپ کی چپ رہ گئ بالکل سچ کہہ رہی تھیں وہ۔۔

خیر آپ کے حکم کے آگے ہم نے ہمیشہ سر جھکایا ہے آج بھی ایسا ہی کرے گے" وہ دکھی دل کے ساتھ بولی تھیں۔۔ وہ چپ چاپ اٹھی اور اپنے گھر کی طرف بڑھ گئ۔۔۔ شاہ ذین پچھلے ایک ہفتے سے ان کے پیچھے پڑا تھا کہ نانو سے میرے اور ذیشا کے رشتے کی بات کرے اور آج وانیہ نے جب ماں کے آگے خواہش رکھی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔۔۔

****

کل ایک قیامت ان پر گزر چکی تھی آج وہ دونوں ہی لٹے پٹے سے بیٹھے تھے فریال شاہ کا رو رو کر برا حال تھا کل سے ایک نوالہ نہیں گیا تھا منہ میں اور سلمان شاہ کی حالت بھی ان سے کچھ الگ نہ تھی ان کے آفس سے لاتعداد کالز آچکی تھیں جن میں سے ایک بھی ریسیو نہیں کی گئ تھی موبائل بج بج کر چپ ہو گیا اور آخر میں بیٹری لو ہو جانے کی وجہ سے اسکرین تاریک ہو گئ تھی دونوں ہی آنے والے وقت کی بے آواز دھمک کو سوچ رہے تھے،،،، مغرب کی آذان نے اس جمود کو توڑا وہ اٹھ کر مسجد روانہ ہو گئے تو فریال کے آنسو بھی ٹھٹھر گئے وہ بھی وضو کے لیے اٹھی اور اپنے رب سے آنے والے کڑے وقت کے لیے حوصلہ مانگتی رہی اس آزمائش میں کامیاب ہو جانے کی دعا جو کڑا امتحان ان کی اولاد نے جھیلنا تھا۔۔۔۔

سلمان شاہ نماز پڑھ کر آئے تو دوبارہ اسی پوزیشن میں بیٹھ گئے اور فریال بھی جہاں تھی وہی جمی رہی بھوک پیاس کل سے کوئی احساس ان دونوں کو چھو کر نہ گزرا تھا اس وقت گھر میں گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی اس جمود خاموشی کو فریال شاہ کے موبائل کی آواز نے توڑا تھا موبائل کی اسکرین پر ابھرنے والے نام کو دیکھ کر ان کا دل ڈوبا تھا پر حوصلہ کرتی لہجے کو بشاش بناتی کال ریسیو کی تھی

"ہیلو وعلیکم سلام میری جان" انہوں نے محبت سے اس کے سلام کا جواب دیا تھا

"مماسب ٹھیک ہے نا" تشویش زدہ لہجے میں دریافت کیا جارہا تھا

" ہاں،، کب تک آؤ گے تم" وہ شوہر پر مایوس سی نظریں گاڑی بول رہی تھیں

" بس سمجھے ابھی پہنچا" وہ جوش سے بولا تھا کھنکتا ہوا لہجہ

"ارے کراچی پہنچ چکے ہو کیا تم" وہ نارمل انداز میں بولی تھی پر دل کی دھڑکن پستی میں جا رہی تھی

"میں کراچی نہیں جامشورو کی حدود میں داخل ہونے لگا ہوں بس"

"اچھا چلو خیر سے پہنچو "

"سلمان وہ آگیا ہے اب کیا ہو گا" وہ فون سائیڈ پر رکھتی ہاتھ رگڑتی بولی تھیں

"معلوم نہیں کیا ہو گا،،، قیامت تو گزر چکی ہے اب کیوں ڈر رہی ہو تم" وہ سرد آہ بھر کر بولے تھے لہجے میں شکستگی صاف جھلک رہی تھی

Urdu Novels Ghar

"قیامت صرف اس گھر گزری ہے، یہاں ابھی گزرنا باقی ہے آپ سمجھتے ہیں قیامت گزر چکی اور ایک میں ہوں جو قیامت کے انتظار میں دل پر دھڑکا لگائے بیٹھی ہوں نہ جانے کیا کیا حساب ہو گا کیا کیا نہ سوال کیے جائے گے میری تو اس قیامت کی کوئی تیاری نہیں سلمان میں تو عشق کے جلتے دہکتے جہنم میں ڈال دی جاوں گی جس بھٹی میں وہ خود جلے گا اور ساتھ مجھے بھی جلنا ہو گا" وہ غم واندہ سے چور لہجے میں بولیں سلمان شاہ دم سادھے ان کی بات سن رہے تھے بے چین تو وہ بھی تھے پر مرد وہی ہوتا ہے جو ضبط کر جائے

"آپ حوصلہ کرے اپنی جان آدھی نہ کرے ابھی تو آپ نے اس کو دلاسے دینے ہیں اس کے ٹوٹتے وجود کو بکھرنے نہیں دینا ہے اگر بکھر گیا تو کرچی کرچی ہو جائے گا جسے سمیٹنا مشکل ہے حوصلہ کرے" وہ آزردگی سے گویا ہوئے اور اٹھ کر ان کے پاس آگئے اور ان کو اپنے ساتھ لگا کر کندھا سہلانے لگے وہ کل سے مسلسل

رو رہی تھیں اب شوہر کے کندھے سے لگی تو ایک آنسو نہ بہایا انہیں تو آنے والے وقت کی چھاپ تھرائے دے رہی تھی وہ وقت آئے گا تو چپ چاپ سے۔۔۔پر جاتے ہوئے ایک وحشت چھوڑ جائے گا،،،،

"قیامت کا صور پھونکا جانے والا ہے سلمان صاحب حشر کا دن میرے سر پر آپہنچا ہے اور میں بے خبری میں ماری گئی تیاری ہی نہیں آپ کہتے ہیں حوصلہ کرو۔۔۔۔جب حساب کا وقت آتا ہے تب سزا دی جاتی ہے۔۔۔۔ سزا دی جائے گی مجھے۔۔۔۔یہ لو آگئی قیامت "

ان کا موبائل پھر سے بجنے لگا۔۔۔ جلدی سے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا ان کے ہیلو بولنے سے پہلے ہی وہ بولا تھا

"ہیلو مام میں ادھر جا رہا ہوں ہو" وہی ہوا جس کا ڈر تھا انہیں

"کیوں" وہ استفسار سی بولیں

"وہ یاد آ رہی ہے نا جانے کیوں عجیب عجیب سے وہم آ رہے ہیں اتنے دن سے بات نہیں ہوئی" وہ تو کسی اور ہی جہاں میں تھا اس پل اس کے ذکر پر محبت لٹاتا مان سے بھرا لہجہ انہوں نے جھر جھری لی تھی

"اتنے دن ؟؟ صرف دو دن رشوان شاہ صرف دو دن سے بات نہیں ہوئی ہے تمہاری وہاں کل چلے جانا ابھی گھر پہنچو سیدھے" وہ تحکمانہ انداز میں بولی

"پہلے اس سے مل آؤں پتہ نہیں ایسا لگ رہا ہے کہیں دیر نہ ہو جائے،، میں جا رہا ہوں" وہ بے تابی سے بولا تھا ان کی بات کو اگنور کرتا اپنی ہی بول رہا تھا

" میں کیا کہہ رہی ہوں ابھی گھر پہنچو ماں باپ انتظار میں ہیں تمہارے" وہ سختی سے بولی

"میں جا رہا ہوں دیر نہیں کر سکتا دو گھنٹے میں آپ کے پاس ہونگا" وہ اپنی بات مکمل کر کے لائن بے جان کر گیا تھا وہ ہیلو ہیلو ہی کہتی رہ گئی

"تم دیر کر چکے میرے لخت جگر" ٹھرائی آنکھوں سے وہ بولی تھیں پھر شوہر کی طرف دیکھا

"وہ ادھر چلا گیا ہے" آنکھوں میں پھر سے آنسو بھرنے شروع ہو گئے تھے

" چلو اٹھو ہم بھی چلتے ہیں" وہ بے چین سے کھڑے ہو گئے تھے

Urdu Novels Ghar

"نہیں میں اپنے بیٹے کو ٹوٹتا بکھرتا نہیں دیکھ سکتی" وہ نفی میں سر ہلاتی بولی تھی

" وہ مرد ہے مرد دھوکہ بھی کھالے تو ٹوٹتا نہیں صبر کر جاتا ہے اور یہ تو پھر حادثہ ہے" وہ مضبوط لہجے میں ان کا حوصلہ باندھ رہے تھے یا شاید خود کو تسلی دے رہے تھے

"مرد محبت کرے تو ٹوٹ کر کرتا ہے سلمان اور اس کی دیوانگی مجھ سے چھپی نہیں ہے وہ تو عشق کرتا ہے وہ مر جائے گا" وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بولی تھیں

"توبہ استغفار،، کیا کیا بولے جارہی ہو تم" وہ تڑپ کر بولے تھے انہوں نے بیوی کے جھکے سر کو دیکھا تھا بیٹے کے لیے موت کا ذکر کرنا ماں کے لیے آسان تو نہیں ہوتا نا جانے کونسے پتھر رکھ کر بولی تھیں دل پر

Urdu Novels Ghar

"سچ کہہ رہی ہوں روک لیں اسے وہ حقیقت نہیں سہہ پائے گا" وہ سر اٹھا کر شوہر کی سرخ آنکھیں دیکھنے لگی

"وہ مرد ہے وہ سب سہہ جائے گا حقیقت ایک نہ ایک دن تو آشکار ہونی ہے جتنا جلدی ہو جائے اتنا بہتر ہے آج طوفان اٹھے گا تو کل تک طوفان کی شدت میں کمی آ جائے گی لیکن آج طوفان نہ آیا، تو کل تک ڈرے سہمے بیٹھے رہیں گے ہم، اس لئے جسے ہم روک نہیں سکتے اس کا ہو جانا بہتر ہے،،، آپ چل رہی ہیں یا میں جاوں "

وہ رسان سے بولے تھے سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھاتے وہ پوچھ رہے تھے انہوں نے ہلکے سے سر کو جنبش دی اور پاوں میں چپل اڑ ھستی کھڑی ہو گئ تھیں شوہر کے پیچھے چلتے چلتے وہ دعا گو تھی,, اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے اور اس وقت ہائی وے پر ڈرائیو کرنا سلمان شاہ کے لیے مشکل تھا پر اس پل بات جوان اولاد کی تھی کسی بھی طرح اس کی زندگی بچانی تھی اس لیے جلدی جلدی گاڑی سٹارٹ کی اور شہر سے باہر جانے والے راستے پر گاڑی ڈال دی،

******

"آجائے" وہ شیشے میں نک سک سے تیار کھڑا اپنے سراپے پر نظر ڈال رہا تھا دروازے کی دستک پر اس نے شیشے سے دروازے کی طرف دیکھا اور بالوں میں برش کرنے لگا

شیشے میں ابھرنے والے عکس پر عجلت میں نظر ڈالی گئی تھی لیکن پھر نظر ہٹانا بھول گیا تھا جھٹکے سے مڑا

"ارے میں بس نکل ہی رہا تھا تم کیوں آ گئی" وہ اس کے سراپے سے نظریں چراتا بولا تھا وہ قیمتی نفیس سے سوٹ میں دمک رہی تھی۔۔۔لمبے گھنے بال آج جوڑے میں قید تھے آج وہ حجاب سے بے نیاز تھی۔۔۔ ۔۔۔صراحی دار گردن اکڑائے آنکھوں پر عینک ٹکائے بھرپور مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہی تھی

"جانتی ہوں۔۔۔بوا کو کام تھا ممانی سے اس لیے آنا پڑا" وہ وجہ بیان کرتے اس کے قریب آئی اور اس کے سلیقے سے سجے بال بگاڑ دیے

"یہ کیا" وہ منہ کھولے اسے دیکھے گیا

"اونہوں اچھے نہیں لگ رہے یہ کیا پہنا میں خود نکال دیتی ہوں" وہ ناک سکیڑتے اسے دیکھتی اپنی انگلی سے عینک کو پیچھے کرتی اس کی وارڈروب میں گھسی تھی

علی اپنے سراپے پر نظر ڈالنے لگا ڈی کٹ جینز کی پینٹ پر نئی نکور بلیک ٹی شرٹ ڈالے جیل لگا کر بالوں کے سپائکس بنائے نیچے نیلے جاگرز ڈالے فل ریڈی تھا

Urdu Novels Ghar

پھر نظر گھما کر اسے دیکھا جو اس کی وارڈروب میں گھسی تھی

فینسی پارٹی وئیر میں بڑا سا دوپٹہ لیے۔۔۔اس کے جوڑے پر ایک بنچ لگا تھا جس میں پانچ ملٹی رنگ تتلیاں چین کے ساتھ لٹک رہی تھیں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگھوٹی ایک انگلی میں چھوٹی سی تتلی والی انگھوٹی اور کلائی بریسلیٹ سے سجائے چہرے کو مہارت سے میک اپ میں چھپائے گلے میں گولڈ چین جس میں ہارٹ شیپ لاکٹ لٹک رہا تھا جس میں اس کی اور علی کی تصویر لگی تھی ہائی ہیل سینڈل جس کی ایڑھی والے حصے پر گولڈن رنگ کی چڑیا بنی تھی جو چمک رہی تھی۔۔۔کسی طور بھی تو کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی ایسے میں علی کی کیشوئل ڈریسنگ اس کے ساتھ کہیں بچ نہیں رہی تھی بڑی جدوجہد کے بعد اس نے علی کے کپڑے نکالے اور پلٹی

"میں یہ نہیں پہننے والا پارٹی میں جارہے ہیں ہم میرے ولیمے پر نہیں" وہ نفی میں سر ہلاتا بولا تھا جو ابا اس کی تنگڑی گھوری سے منمنا کر رہ گیا

Urdu Novels Ghar

"اچھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اپنے ولیمے میں اتنی سادی ڈریسنگ کرنے والے ہو" وہ وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک جینس کے ساتھ ڈارک بلو بلیزر پکڑے کھڑی تھی

"ذیشا یار میں یہ اپر نہیں پہننے والا پلیز عجیب لگے گا" وہ منہ لٹکا کر بولا تھا

"چلو ٹھیک ہے پھر میں تمہارے ساتھ نہیں جانے والی" ذیشا بیڈ پر پاوں جما کر بیٹھتے بولی تھی وہ بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا شرٹ پینٹ اٹھا کر باتھروم میں گھس گیا ذیشا اس کے شوریک کی طرف بڑھ گئ وائٹ فارمل شوز نکالے سامنے رکھے۔۔۔پھر وارڈروب میں گھس کر اس کی وائٹ بیلٹ نکالنے لگی وہ چینج کر کے آیا اسے مالکانہ انداز میں دیکھ دل شاد ہو جاتا تھا ہمیشہ

"ہاں اب سہی ہے یہ پھٹی ہوئی جینز کسی بھی طور فنکشن اٹینڈ کرنے کے قابل نہ تھی سمجھے اچھا ہی ہوا میں آ گئ میں نے لینس بھی نہیں لگائے کوئی لگانے والا تھا ہی نہیں اب تصویروں میں یہ چشمہ اچھا نہیں لگتا میں

نے سوچا تم سے لگوالوں ممانی سے کہا تھا انہوں نے منع کر دیا اب بچے تم" وہ بہت تیز تیز بولتی اس تک آئی ہاتھ اوپر کرنے کا اشارہ کیا اور اسے بلیزر پہنانے لگی ہاتھ اور زبان تیزی سے چل رہے تھے آگے آکر بلیزر کا واحد بٹن بند کرنے لگی بیلٹ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔اور جا کر ڈریسنگ کے آگے کھڑی ہو گئ علی کے دل پر چھریاں چل رہی تھیں محبت کی حدت سے دل مچل رہا تھا اور وہ انجان تھی بلکل۔۔۔علی بیلٹ لگاتا جوتے پاوں میں ڈالنے لگا پھر بال سیٹ کیے

"اب ٹھیک ہوں "بڑی چاہ سے پوچھا گیا

"پرفیکٹ "ستائشی نظر اس پر ڈال کر جواب دیا گیا علی ہاتھ دھو کر آیا تو ذیشانے بیگ سے لینس کی ڈبی نکال کر اس کی طرف بڑھادی

"پورا گھنٹہ جنگ لڑ آئی ہوں ان سے پر ناکام رہی ہوں" وہ تاسف سے سر ہلاتی بولی تھی

"گھنٹہ جنگ لڑنے کی ضرورت نہیں تھی نا جب میں موجود ہوں جب تک میں ہوں تم کبھی ناکام ہو ہی نہیں سکتی ذیشا" وہ لگاوٹ سے بولا تھا لینس انگلی پر رکھتا اس کی آنکھ میں جما گیا تھا

" بلکل تم ہو تو کیا میں کبھی ناکام ہو سکتی ہوں زندگی کے کسی بھی حصے میں تم میری ہر ناکامی کو کامیابی کا ستارہ بنا دیتے ہو "بڑے مان سے جواب دیا گیا تھا لینس لگتے ہی اس نے خود کو شیشے میں دیکھا تھا پیچھے علی کا عکس نمایا تھا

"ناو دس از پرفیکٹ مائی فرینڈ" علی نے آئینے میں ابھرتے دونوں کے عکس کی طرف انگلی سے اشارہ کرتا مسکرا کر بولا تھا وہ اثبات میں سر ہلانے لگی بھنویں اچکا کر ہنس دی

Urdu Novels Ghar

"سنو ایک بات میری مانوں گی" وہ اثبات میں سر ہلا گئی وہ پلٹا اور اپنی وارڈروب میں سے ایک مخملی ڈبی نکال لایا

"یہ تمہارے لیے لیا تھا تمہارے آج کے سوٹ کی میچنگ کا ہے یہ پہن لو" وہ اس کی طرف ڈبہ بڑھاتے ہوئے بولا تھا

اس نے بڑے اشتیاق سے ڈبہ کھولا اور پھر دیکھتی ہی رہ گئی طائرانہ نظر اپنے بیسٹ فرینڈ پر ڈالی

جس میں بہت ہی حسین جھمکے تھے

"یہ کہاں سے ملے تمہیں۔۔۔ تم تم جانتے ہو نا آئی ایم ان لوود دس" وہ تتلی بنے کانوں کے آویزے دیکھ کر حیران رہ گئی اسے تتلیوں کے رنگ خوبصورت لگتے تھے دیوانگی کی حد تک اس کی ہر جویلری،، ہر کلپ پر

Urdu Novels Ghar

تتلی بنی ہوتی تھی اور آج اس کے لائے ائیر رنگ دیکھ کر تو اس کی خوشی دیدنی ہو گئی اس میں ایک تتلی بڑی جو نگوں سے جڑی تھی اور دو چھوٹی بنی تھیں ایک گولڈن ایک پنک نیچے تین چین لٹک رہی تھی جن میں سلور کلر کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی تتلیاں لٹک رہی تھی اس نے جھٹ سے اپنے ٹاپس اتارے اور آویزے کانوں میں ڈالے۔۔۔اور ابرو اچکا کر اس کی طرف دیکھا تھا

علی نے معمولی آویزے دیکھے جسے اس نے خاص کر دیا جنہوں نے اس کے چہرے کو ایک پل میں دمکا دیا تھا

علی نے موبائل نکالا اور اس کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنی اور اس کی تصویر لی۔۔۔اور سر جھکا کر باہر نکل گیا

وہ دونوں ساتھ ساتھ نیچے اترے تھے ممانی کی نظر دونوں پر پڑی تو دل میں خواہش نے سر اٹھایا تھا دوسرے ہی پل وہ خواہش دعا کی صورت عرش تک پہنچا دی تھی

****

وہ یونی پہنچے تو آج یونی کے نظارے ہی کچھ اور تھے ہر طرف شوخی بکھری تھی۔۔۔

وہ اپنا دوپٹہ سنبھالتی اتری تھی

وہ پر جوش سی اپنے گروپ کی طرف بڑھ گئ وہ بھی پیچھے ہو لیا

جب دو آنکھوں نے اسے دیکھا تھا پھر پلٹنا بھول گئ بے اختیاری میں کیفے سے نکلتا اس کی طرف بڑھ گیا

Urdu Novels Ghar

دھیمے دھیمے چلتا اس کے گروپ کے قریب جا کے کھڑا ہو گیا۔۔۔ آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتا اس کا روپ دیکھتا اپنے دل کی خشک زمین کو سیر اب کرنے لگا نا جانے وہ اس کے عقب میں رہتا تھا یا وہ اس کے سامنے سمجھنے سے قاصر تھا

علی قہقہ لگا کر کسی بات پر ہنس رہا تھا آہل اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار رہا تھا جب ذیشا نے علی کی تھوڑی اپنے انگلی اور انگھوٹے سے پکڑ کر اس کا سر ہلایا تھا اس کی محویت توڑنے کے لیے یہ منظر کافی تھا وہ تیزی سے پلٹ کر ہجوم میں غائب ہو گیا تھا

فنکشن اختتام پر پہنچنے کو تھا آج اس نے جلوہ افروز ہونے کا عہد کیا تھا مگر اس منظر نے اس کے دل پر شدید ضرب لگا ڈالی تھی اس لیے ارادہ ملتوی کرتا دوبارہ کیفے کی طرف بڑھ گیا

****

وہ جو زور و شور سے تالیاں بجاتی خوب انجوائے کر رہی تھی یمنہ کی آواز پر پلٹی تھی۔

"تمہارا جھمکا کہاں گیا" وہ اس سے پوچھ رہی تھی ذیشا کا ہاتھ بے اختیار اپنے کان کی طرف گیا تھا

"ہائے گر گیا ابھی تو اس نے مجھے دیا تھا" وہ پریشان ہوتی زمین پر کھوجنے لگی پھر بے قرار سی دوسری طرف چل دی جھمکے کی تلاش میں یمنہ اور امبر بھی پیچھے پیچھے تھے کیفے کے قریب بنے فٹ پاتھ پر کھوجنے لگی ریت میں بھی دیکھا پھر جھک کر پتھر ہٹانے لگی پر جھمکا وہاں ہوتا تو ملتا گھنی مونچھوں والا شخص کب کا وہ جھمکا اٹھا کر اب کیفے میں بیٹھا اس کی بے چینی نوٹ کر رہا تھا ایک بار دل میں آیا جا کے تھما دے لیکن پھر گہری مسکراہٹ کے ساتھ جیب میں رکھ لیا۔۔۔اور آنکھیں اس پر جمائے رکھی۔۔۔

"کیا ہوا ہے" علی اس کے سر پر کھڑا پوچھ رہا تھا

"میرا جھمکا گر گیا" ڈب ڈبائی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"اوہ کوئی بات نہیں تم کیوں پریشان ہو رہی ہو معمولی سی چیز ہے" علی نے اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا لیکن وہ اب بھی ادھر ادھر جھمکے کی تلاش میں تھی۔۔۔

"پر وہ تم نے دیا تھا تمہاری دی ہر چیز میں اپنے ساتھ رکھتی ہوں۔۔ تم میرا منہ مت دیکھو ڈھونڈو جا کر"

"ذیشا کوئی بات نہیں میں اور لا دوں گا دیکھو تمہارے ہاتھ گندے ہو رہے ہیں تمہاری ذات گرد آلود ہو یہ مجھے نہیں پسند" وہ جیب سے رومال نکالتا اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا کر گیا تھا پھر اس کے ہاتھ صاف کرنے لگا نیچے قدموں پر نظر پڑی تو بنا سوچے سمجھے نیچے بیٹھ کر پاوں کی گرد صاف کرنے لگا ذیشا پیچھے ہوئی تھی لیکن اسی تیزی سے اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔۔ گھنی مونچھوں والے شخص کی آنکھوں میں سرد تاثرات ابھرے تھے ہاتھ کی ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی۔۔۔اس کا دل کیا سامنے جھکے شخص کو آگ لگا دے کہیں دفن کر آئے پر یہ ممکنات میں سے نہ تھا تیزی سے رخ پلٹ کر ضبط کی منزلوں کو چھونے لگا۔۔۔۔۔۔

مٹی چھٹ گئی لیکن نشان چھوڑ گئی بے چین سا کھڑا ہوا اور کینٹین کی طرف بڑھا تھا جہاں وہ شخص موجود تھا ۔۔۔جس کی آنکھیں چنگاریوں سے بھری تھیں۔۔۔۔

"کہاں جا رہے ہو سنو۔۔۔۔" وہ اسے آواز دیتی رہ گئی لیکن وہ ان سنی کرتا یہ جا وہ جا ہو گیا وہ یمنہ کی معنی خیز نظروں سے جھنجھلاتی ہوئی۔۔۔ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئی یمنہ بھی مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی علی بھاگا بھاگا آیا اور پانی سے رومال بھگو کر اس کے ہاتھوں پر ملنے لگا

"خدا گواہ ہے۔۔۔میں تمہاری اس نفاست پسندی سے خاصی پریشان نہیں اکتا گئی ہوں یہ داغ دھبے گرد دیکھ کر تم پر جو نفسیاتی کیفیت طاری ہوتی ہے نا اس سے میری جان سڑتی ہے ہٹو پیچھے میں خود صاف کرلوں گی"

وہ کڑے تیوروں سے اسے دیکھتی سخت لہجے میں بولی تھی وہ جب اس کے پاوں پر جھکنے لگا تو ذیشا نے اسے روکنا چاہا تھا لیکن وہ اس کے قدم صاف کر کے ہی اٹھا تھا

"مجھے گرد داغ دھبو سے کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے اپنے سے منسلک لوگ اور چیزوں پر نشانات اچھے نہیں لگتے اور تم سے زیادہ کون ہے اس دنیا میں جو مجھ سے منسلک ہو" وہ پانی کی بوتل لبوں سے لگاتا اسے بولا تھا یمنہ نے گلا کھنکارا جو یقیناً ذیشا کو چڑانے کے لیے تھا ذیشا نے ایک گھوری سے اسے نوازا تو وہ کھکھلا کر ہنس دی

"سوری ذیشا کے سخت تاثرات دیکھ کر علی نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا تھا وہ تاسف سے سر ہلاتی ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئ

"داغ دھبے نشانات ہماری ذات کا حصہ ہوتے ہیں۔۔۔کئ نشان ہمیں بچپن میں گر کر آنے والی چوٹ کے ذریعے ملتے ہیں تو کئ داغ انسانی جسم پر پیدائشی ہوتے ہیں،،، انہیں کیسے صاف کروگے خدا نے مہتاب بنایا جو زمین کے گرد ہی رہتا کیا دنیا میں کسی چیز کی خوبصورتی اس چاند سے زیادہ ہے نہیں نہ دیکھو وہ بھی داغدار ہے ،،، اپنی اس عادت کو بدلو "

"وہ غصے سے بول رہی تھی اور وہ سر جھکائے سن رہا تھا

"چاند،،،،اس چاند کی خوبصورتی وہی داغ تو ہے جو سفید چاند پر الگ سا نظر آتا ہے۔۔۔لیکن میرے چاند پر کوئی داغ نہیں۔۔۔پھر بھی وہ اتنا خوبصورت ہے کہ میں نظر اٹھا کر دیکھنے سے پہلے دس بار خدا کا شکر کرتا ہوں ذیشا" وہ جذب سے بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا اور آخر کے دو جملے سرگوشی تھی جو یمنہ نے با آسانی سنی تھی لیکن ذیشا سن نہ پائی۔۔۔

"تم سے بات کرنا فضول ہے اس بارے میں تم بس اتنا ہی سمجھ پاتے ہو جتنا سمجھنا چاہو،،،" وہ اپنا جھمکا بھلائے اس کو لتاڑ رہی تھی پھر تن فن کرتی ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلی گئ گھنی مونچھوں والے شخص نے بغور اس کے چہرے کی سرخی دیکھی تھی اور اسی تیزی سے جھٹ سے اس کی کئ تصویریں اپنے موبائل میں لے ڈالی تھیں یہ اخلاق سے گری ہوئی حرکت وہ کر گیا تھا بس اس کو ہر پل دیکھنے کے لیے

اسے آج بھی یاد تھا جب اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا اور اس کے اعتماد کا اسیر ہو گیا تھا

وہ سب کلاس فیلو نئے آنے والے بیچ کی ریگنگ کر رہے تھے جب ذیشا جوالہ بنی وہاں آئی۔۔۔اور اپنے کاس فیلو کا دفاع کرنے لگی۔۔۔۔جس پر لڑکیاں ہتھے سے اکھڑ گئ تھیں سب ہی اس پر چڑھ دوڑی تھیں لیکن ذیشا پر اعتماد رہی۔۔۔

اور وہی سارے لڑکے اس جوالہ بنی لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس نے سینئر کے چھکے چھڑا دیے تھے وہی یہ بھوری آنکھوں اور گھنی مونچھوں والا شخص بھی موجود تھا وہ اسے دیکھے گیا اور دل کا سودا کر بیٹھا حالانکہ یہ سودا بالکل گھاٹے کا تھا مگر پھر بھی وہ یہ سودا بڑی ہی ایمان داری سے کر گیا تھا پھر خطوط کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا جس میں سراسر ایک پارٹی ملوث تھی وہ سوچتا رہا اس کے عنابی ہونٹ مسکرانے لگے بے اختیار اس کے جھمکے کو اپنے ہونٹوں سے لگا گیا

*****

وہ اس کے سامنے ماں کے الفاظ دہرا رہی تھیں اس کے چہرے کے اتار چڑھاو دیکھ رہی تھیں کچھ لفظوں پر اس کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے اور کچھ پر اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے وہ اپنے لخت جگر کو دیکھ رہی تھیں بات کے اختتام پر اس نے ماں کو بے یقینی سے دیکھا تھا

۔۔۔ماں کے رویے پر ان کا دل بھی پسیج رہا تھا پر ماں کے آگے ضد کرنا ان لوگوں کی جراءت ہی نہ تھی

"آپ میرے ساتھ چلے، میں خود بات کروں گا نانو سے وہ مجھے کبھی انکار نہیں کرے گی جانتی ہیں نا آپ" شاہ ذین پر یقین لہجے میں بولا تھا وہ ان کی بات سن کر پریشان ضرور ہوا تھا اسے اسی جواب کی امید تھی نانی سے لیکن اس طرح نہیں۔۔۔

"

میں تمھارے ساتھ جاوں گی ضرور پر اپنا مقدمہ خود لڑو گے تم میں تمھاری وکالت نہیں کروں گی ادھر" وہ اسے سفید جھنڈی دکھاتے بولی تھیں ابھی تو وہ ماں کو ہر طرح منانے کی کوشش کر آئی تھیں پر وہ اپنے فیصلے

سے انچ بھی نہ ہلی تو انہوں نے ماں کے فیصلے کو سر آنکھوں پر رکھ کر گھر کی راہ لی تھی،،وہ جو صوفے پر بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا اٹھ کر ان کے قدموں میں آ بیٹھا تھا

"کیوں امی آپ تنہا کر رہی ہیں مجھے" وہ اچھنبے سے انہیں دیکھتے بولا تھا

"نہیں برخودار تم یہ نہ سوچو کہ میں تنہا کر رہی ہوں تمہیں،، تم بس یہ سوچو کہ تم نے نانی کے آگے کیا دلائل دینی ہیں" وہ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر محبت سے چہرا ہلاتے ہوئے بولی تھیں

"امی وکیل بن جائیں نہ میری آپ" اس نے ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر التجائی انداز میں بولا تھا

"لو بھئی میں کہاں وکالت میں اچھی ہوں اگر ہوتی تو خود ہی نہ جیت آتی" وہ استہزائیہ ہنسی تھیں

"لگتا ہے دل سے نہیں لڑی آپ اپنے لخت جگر کے لیے مقدمہ تبھی تو ہاری ہوئی آئی ہیں" وہ ناراض لہجے میں بولا تھا

"میاں محبت کا مقدمہ خود لڑا جاتا ہے ہر ایرے غیرے کو اس میں شریک نہیں کیا جاتا" وانیہ جتاتی نظروں سے بولی تھیں

"آپ میری ماں ہیں ایری غیری نہیں"

وہ تنک کر بولا تھا

"میرے شہزادے محبت کے مقدمے میں اپنا صرف محبوب ہوتا ہے یا پھر ایک دل اپنا ہوتا ہے باقی سب تو ایرے غیرے ہی ہوتے ہیں" وہ اس کا چہرا ہاتھوں میں لے کر مسکراتے ہوئے بولی تھیں

"میں نے سوچ لیا ہے کہ نانو کو منا کے دم لوں گا" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولا تھا اور کھڑا ہو گیا تھا

"ایسے دعوے نہ کرو میرے لال انہوں نے بھی ٹھان لی ہے کہ اپنے فیصلے سے نہ پھرے گی اور آج تک کبھی انہیں ڈگمگاتے نہیں دیکھا اپنے فیصلے پر تم بس۔۔۔" وہ پختگی سے بولی تھیں ابھی ان کے لفظ منہ میں ہی تھے جب وہ بول پڑا تھا

"میں نواسہ ہونے کی دھونس جما کر مانگوں گا اسے" وہ بڑے مان سے گردن اکڑا کر بولا تھا ماں نے اسے دیکھا اور تاسف سے گردن ہلاتے بولی تھیں

"میں بیٹی ہو کر نہ مانگ سکی تم تو پھر نواسے ہو لڑکے" تھوڑا افسوس تو انہیں بھی تھا پر ان کی ماں کے فیصلے بہتر نہیں بہترین ہوا کرتے ہیں جانتی تھیں وہ اس لیے دل کو ان کی خوشی میں راضی کر آئی تھیں اور مطمئن ہو گئ تھیں

"اصل سے زیادہ سوت پیارا ہوتا ہے سنا ہے نا آپ نے" شاہ ذین کی آواز پر انہوں نے سر جھٹک کر اسے دیکھا تھا

"توبہ کرو امی جان کے سامنے نہ بول دینا مسلمانوں کے زمرے سے ہی خارج کر بیٹھے گی تمہیں۔۔۔تم بس اپنا دل کھول کے رکھ دو پر پھر بھی وہ نہ مانے گی،،اپنی سی کوشش کر دیکھو تم" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے کندھے اچکاتے ہوئے یقین سے بولی تھیں اس نے جھنجلا کر ماں کو دیکھا تھا وہ پھیکی سی مسکرا دی اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے تو وہ بھی کھڑی ہو گئیں اور اس کے پیچھے چل پڑی جانتی تو تھیں انکار ہی ہونا ہے پر بیٹے کا مان بھی رکھنا تھا اس لیے اس کا ساتھ بھی دینا ضروری تھا

Urdu Novels Ghar

****

طویل سفر کرکے وہ اسے اس سبز حویلی میں لائے تھے۔۔ جہاں بڑے سے گیٹ پر بڑے ہی خونخوار شکل والے دو پہرے دار کھڑے تھے جنہوں نے دیکھتے ہی بڑا اسلیٹی گیٹ کھول دیا تھا۔۔۔ شہر کی بھاگتی دوڑتی زندگی سے وہ ایک دم ہی اس خوفناک سی حویلی میں آ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ ایسا خوفزدہ سناٹا فزا میں چھایا ہوا تھا کہ ازناشاہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر سرایت کر گئی۔۔۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار اپنی قسمت پر روتی ہوئی نیچے اتری۔۔۔ ابھی وہ سیدھی کھڑی بھی نہ ہو پائی تھی کہ۔۔۔ ناجانے کہاں سے تیر کی طرح ایک لڑکی اس پر جھپٹ پڑی اس کے بال نوچ گھسوٹ گئی اس کے چہرے پر طمانچے مارنے لگی۔۔۔۔ ازناشاہ تو پہلے ہی زلزلوں کی زد میں تھی اس پر یہ آفت وہ ایک دم ہی ڈھے گئی اس کے نیچے گرنے سے بھی وہ لڑکی رکی نہیں تھی اسے لاتے مارنے لگی۔۔۔ کبھی اس کے چہرے پر تو کبھی پیٹ اور کمر میں۔۔۔ اس کے چہرے سے خون رسنے لگا۔۔۔ ایک زوردار بوٹ اس کی ناک پر پڑا تھا اور اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے ۔۔۔ آنکھوں کے آگے ناچتے ستاروں کے بیچ ایک چہرا نمودار ہوا تھا۔۔ جسے دیکھنے کی چاہ ہر پل رہا خرتی تھی رشوان شاہ کا چہرا ہر پل آنکھوں کے پردے پر تھا۔۔۔۔۔ اور وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو گئی تھی

****

"نانو آپ نے انکار کیا ہے میرے مطالبے کو" وہ دندناتا ہوا ان کے کمرے میں پہنچا تھا جنت بی بی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں ابھی تسبیح اٹھائی ہی تھی کہ وہ آگیا

انہوں نے مسکرا کر تسبیح واپس رکھ دی جانتی تھیں وہ ٹلنے والا نہیں تو بات لمبی ہی جائے گی وہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں سائیڈ پر رکھا پانی کا گلاس اٹھایا آرام سے پانی پیا

ان کے کمرے کا دروازہ پھر سے کھلا تھا اور وانیہ بھی کمرے میں داخل ہوئی تھیں انہوں نے بیٹی کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ چپ چاپ صوفے پر دھنس گئیں اور شاہ زین کمرے کے وسط میں کھڑا رہا پانی ختم کر کے انہوں نے اسے دیکھا۔۔۔۔جو منہ سجائے کھڑا تھا

"ہمم ایسا کہہ سکتے ہو۔۔۔وہ تمہارے نصیب میں نہیں" تحمل سے جواب دیا گیا

" آپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں نانو آپ خدا ہیں کیا" وہ ان کے اتنے تحمل سے بولنے پر تلملا گیا تھا

"نعوذ باللہ کیا بکے جا رہا ہے لگتا ہے رشتے سے انکار دماغ پر اثر کر گیا ہے" انہوں نے کانوں پر ہاتھ لگاتے رکھائی سے بولا تھا

"ہاں کر گیا اثر یہی سمجھیں آپ دماغ پر ہی نہیں دل پر بھی اثر کر گیا ہے آپ سے بد دل ہو رہا ہے دل میرا" وہ اکھڑا اکھڑا سا بولا تھا

"ارے میری جان مجھ سے بددل ہو کر کیا ملنا ہے تمہیں" وہ محبت بھرے لہجے میں بولیں تھیں

"ابھی کونسا کچھ دے رہی ہیں آپ مجھے" وہ نروٹھے پن سے بولا تھا

"ارے وہ ستارا واقع تمہارے بخت میں نہیں اس کا بخت بہت بلند ہے" وہ مسکرا کر متانت بھرے لہجے میں بولی تھیں

" یہ بھی آپ نے ہی طے کر لیا تو میر انصیب کیا بلند نہیں" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا تھا

"ایسا کب کہا تمہارا نصیب بھی بہت بلند ہے پر اس کے جتنے نہیں" وہ صاف گوئی سے بولی تھیں شاہ زین کے چہرے کے زاویے مزید بگڑ گئے تھے

"بس کر دیں نانو اپنی منطق آپ۔۔۔ آپ ولی ہیں جو نصیبوں کا الہام ہوا ہے اپ کو۔۔۔ انکار آپ کر رہی ہیں اور موردالزام نصیبوں کو ٹھہرا رہی ہیں" وہ بدتمیزی سے بولا تھا جنت بیگم اسے دیکھتے ہوئے ٹیک چھوڑ کے سیدھی ہو بیٹھی تھیں

" آپ کیسے اس کو کسی اور کو دے سکتی ہیں جب کہ آپ جانتی ہیں میں اس سے محبت کرتا ہوں" شاہ زین کی آنکھوں میں گلہ ابھرا تھا لپک کر ان کے گھٹنے کے ساتھ لگ گیا

"صاف بات ہے میں چاہتی ہوں جس کی بھی اس سے شادی ہو وہ دب کر رہے اس سے اور تمہاری شخصیت دبنے والی نہیں" وہ اس کو بہلا وادے رہی تھیں

"محبت غلامی ہے کیانانو جو میں دب جاوں اس سے غلامی کروں اس کی یہ چاہتی ہیں آپ۔۔۔۔ دبنے والا غلام اور دبانے والا حکمران یہ محبت ہے سیاست نہیں نانو" وہ چیخ کر بولا تھااور ان کی نظریں نواسے کے چہرے کا احاطہ کرتی اس کی ناگواری نوٹ کر گئیں تھیں

" ارے کہاں محبت تو غلامی کی ساری زنجیریں توڑ دیتی ہے پر دل تو غلامی کرتا ہے ناازل سے ایک شخص کی ،،،،اپنے محبوب کی غلامی کرتا ہے،،،اور یہ تم سے نہ ہو پائے گا" وہ مسکراتی ہوئی محبت کا فلسفہ بیان کر رہی تھیں وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا،،،نانو کی اپنی عجیب منطقیں ہیں اب انہیں کون سمجھائے،،، محبت بھی ہو جائے تو مرد دب کر نہیں رہتا اور جو دب جائے وہ مرد نہیں ہوتا،،، محبت کو جیتنا ہوتا ہے اور راج کرنا ہوتا ہے ،،غلامی تو غلام کرتے ہیں جیسے وہ شخص۔۔۔۔ علی کا چہرا اس کی نظر میں ابھرا تھا۔۔۔۔شاہ زین کے چہرے پر ایک دم سخت تاثرات نمایا ہوئے تھے

"محبت دبنے والوں میں سے نہیں اسے دبایا جائے تو بغاوت پر اتر آتی ہے آپ نا جانے کیوں محبت میں سیاست کھیل رہی ہیں مجھ سے "وہ ان کے ضعیف چہرے پر چھائے نرم تاثر اور آنکھوں میں نمایا اٹل فیصلے کو دیکھ رہا تھا

"سیاست کو شامل تم نے کیا ہے،،،، غلامی اور حکمرانی کو سیاست کے دائرے میں رکھ کر محبت کے پلڑے میں ڈال دیا "

انہوں نے خاموش بیٹھی بیٹی پر ایک نظر ڈالی پھر شاہ ذین کو دیکھ کر ہاتھ ہلا کر رکھائی سے بولی تھیں

"نانو آپ قسم لے لیں میں دب کر رہوں گا اس سے،،، ابھی بھی تو دیکھے کیسے بھیگی بلی بنا رہتا ہوں اس کے آگے "وہ التجا کرنے لگا منتوں پر اتر آیا ان کا ہاتھ تھام کر بولا

"ابھی تم اس سے نہیں اس کے گریڈز سے دبتے ہو جب بیوی بن جائے گی اسے دبانے لگو گے" شاہ زین کے ہاتھوں کی گرفت سے اپنے ہاتھ نکالتے ہوئے بولی تھیں

"اور وہ دبنے والوں میں سے نہیں میرا روشن چمکدار ستارہ ہے وہ کبھی دب نہیں سکتا اس کی چمک لوگوں کو ماند کر جاتی ہے اس سے دب کے صرف وہی رہ سکتا ہے جو بچپن سے اس کی آنکھ کا اشارہ سمجھتا ہے وہ جب نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے نا تو دم نکل جاتا ہے اس کا،،، اپنی پلکیں جھکا دیتا ہے۔۔۔ اس کی آنکھیں پل کو خدا کے آگے تشکر بھرا سجدہ کرتی ہیں پھر اسے نگاہ اٹھا کے دیکھتا ہے وہ" وہ بہت گہری مسکراہٹ لیے توصیفی انداز میں بولی تھیں ان کی آنکھوں میں وہی چمک ابھری تھی جو اس شخص کو دیکھ کر ابھرتی تھی بس یہ چمک ہی شاہ زین کے اندر کی آگ بڑھکانے کو کافی تھی وہ لحظ بھر کو خاموش ہوئی پھر جتاتے انداز میں بولیں تھیں

ا"ور تم کہتے ہو کہ تم دب کہ رہو گے "

Urdu Novels Ghar

" آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں آپ نے فیصلہ کرلیا ہے کیا آپ اس کو دے دیں گی اسے "وہ بے چینی سے بولا تھا

"ارے میری کیا اوقات میں اس کو اُسے دے سکوں وہ تو ہے ہی اُسکی اور اس کی ہی رہے گی،،، اپنی چیز بھی کسی اور سے لی جاتی ہے کیا بھلا" وہ تیقن سے بولی تھیں تو وہ ہک دھک انہیں دیکھے گیا پیچھے مڑ کر ماں کو دیکھا تو انہوں نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ بولتے رہو

" آپ اس سے پوچھ لیں وہ محبت نہیں کرتی اُس سے "اس نے ایک نیا مگر بھودا سا جواز پیش کیا تھا

" میں جانتی ہوں،،، جب محبت کرے گی بس اس سے کرے گی تو اس سے کیوں پوچھوں۔۔۔۔" پر یقین لہجے میں بولی تھیں ان کا اتنا یقین دیکھ کر اسے اپنا نواسہ ہونے کا جو مان تھا چکنا چور ہوتا نظر آیا تھا

"یاد ہے بچپن میں ایک بار کہا تھا میں نے اگر کبھی انکار کروں میں کسی چیز کو تو ضد نہ کرنا میرے شہزادے تم نے وعدہ بھی کیا تھا" وہ محبت سے اس کا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیتی اسے یاد دلا رہی تھی

"ہاں پر یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ اپنی محبت سے دستبردار ہو جاوں گا،،، اپنی سب سے بڑی چاہت چھوڑ دوں گا آپ کے کہنے پر۔۔۔" وہ ان کے ہاتھ جھٹکتا رخ موڑ تا بولا تھا

" تمہیں محبت نہیں ہے اس سے اُنسیت ہے تھوڑی..... بدل جائے گی وقت کے ساتھ ساتھ" انہوں نے بھی رخ پھیرتے اپنی تسبیح اٹھائی تھی

"یہ بھی آپ نے ہی طے کر لیا میں سب چھوڑ کر چلا جاوں گا یہاں سے نانو ہمیشہ کے لیے سُن لے آپ۔۔۔۔"وہ دھمکی دیتا بولا تھا

۔۔۔"میں اپنی بیٹی کے لیے بہترین چاہتی ہوں شاہ،،، تم۔اس کے لیے بہترین نہیں تم۔کسی اور کے لیے بہترین ثابت ہو گے" وہ بولی پھر ایک خیال کے تہت ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

ارے تم کہاں جاوگے کوئی جگہ ڈھونڈ رکھی ہے کیا تم نے" وہ استہزائیہ انداز میں بولی تھی۔۔۔۔"....

"مطلب کہہ رہی ہیں کہ تو چلا جا مجھے فرق نہیں پڑتا.....وہ بہترین ہے اور میں بدتر ہوں وہ آپ کو مجھ سے زیادہ پیارا ہے"وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا بلبلا کر رہ گیا تھا

اس کے لہجے میں علی کے لیے نفرت تھی۔۔۔

"تمہیں تو خدا واسطے کا بیر ہے اس سے کوئی ایک دن نہیں جب تم نے مسکرا کر بات ہی کی ہو جب دیکھو نفرت سے پھنکارتے رہتے ہو اس کے خلاف،،،وہ نیک بچہ ہے میرا تمہاری نفرت کو نہیں سمجھتا"وہ منہ بنا کر اسے گھورتے ہوئے بولی تھیں

"آپ میری محبت اُس کی جُھولی میں ڈال رہی ہیں اور کہتی ہیں پھنکاروں بھی نہیں،،،وہ نیک شریف ہے اور میں غنڈہ اور بدمعاش ہوں آپ کی نظر میں،،،، سن رہی ہیں مما آپ" وہ بپھرا تھا

"تم اس سے بھی زیادہ شریف ہو" وہ ہونٹوں پر در آنے والی مسکراہٹ دباتے بولی تھیں پر شاہ زین دیکھ چکا تھا

"کیا مطلب سمجھوں میں آپ کی مسکراہٹ کا،،،" بدلحاظی سے پوچھ رہا تھا

" بات صاف ہے،،،،بچہ اگر کھیلنے کو چاند مانگ لے تو اسے چاند نہیں دیا جاسکتا" وہ قطعی انداز میں بولیں تھیں

"آپ اسے چاند کہہ رہی ہیں" وہ بدمزہ سا بولا تھا

"نہیں میں تمہیں ضدی بچہ کہہ رہی ہوں "

"امی آجکل کے دور میں بچوں کو چاند لا دینا مشکل نہیں ہزاروں ڈمی ملتی ہے اب مارکیٹ میں چاند کی" کب کی خاموش بیٹھی رانیہ دلچسپ مسکراہٹ لیے بولی تھیں وہ تحمل سے بیٹھی نواسے اور نانی کی بحث سن رہی تھیں۔۔۔شاہ ذین کی ہر بات کا جواب تھا ان کے پاس۔۔۔

"وہی تو میں کہہ رہی ہوں چاند کی ڈمی تو مل جائے گی مگر چاند تو ایک ہی ہے جو آسمان کی زینت بنا ہوا ہے بس "

Urdu Novels Ghar

"مطلب وہ لوفر آسمان ہے اور آپ کی ذیشا چاند اور میں کیا ہوں دھول" پیچ و تاب کھاتا بولا تھا وہ تڑپ ہی تو گیا تھا۔۔۔ علی کو آسمان کہتے نانی کی زبان نہ لڑکھڑائی۔۔۔

" میں اس سے محبت کرتا ہوں میں کسی کے لیے اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہونے والا۔۔۔ سمجھ لے آپ یہ بات دماغ میں بٹھالے" وہ ادب کی حدود پار کرتا بد لحاظی سے بولا تھا

"آواز اونچی کرنے سے میں دب نہیں جاؤں گی،،،، ادب کی حد کہاں ختم ہوتی ہے یہ یاد رہے،،،،، میرا کہا اس متعلق پتھر پر لکیر ہے فیصلہ بدل نہیں سکتا اُس کے بخت کا ستارہ میں چھین کر تمہارے بخت میں نہیں جوڑ سکتی اور اگر جوڑ بھی دو تو بے جوڑ لگے گا" انہوں نے گرج کر اسے حد ادب رہنے کو کہا تھا دوٹوک انداز،، واضح جواب دے دیا گیا تھا

"جب سے تمہاری ماں نے بات ڈالی ہے تب سے اب تک بارہا سوچا ہے تمہیں اس کے ساتھ کیا کروں بچتے ہی نہیں ہو" وہ ہتک آمیز لہجے میں منہ بگاڑ کر بولی تھیں

"یہ تو کھلی بے عزتی ہے میری نانو آپ میری خواہش بھی رد کر رہی ہیں اور عزت بھی اُتار رہی ہیں" مارے اہانت کے اس کا رواں رواں جل اٹھا تھا پر سامنے اس کی نانی تھیں

"اپنے بے عزت نہیں کرتے پگلے،،، میرے لال تم تو آج لال پیلے ہو رہے ہو میں واللہ بے عزت نہیں کر رہی بس تم زیادہ محسوس کر رہے ہو آج۔۔۔ دل کو بہلا وادے دو کہ یہ تمہاری نانی کی آرضو ہے" وہ اسے پچکارتے بولیں تھیں

"آپ ایسے کہہ رہی ہیں کہیں آپ نے زبان تو نہیں دے دی ہے اُسے" وہ مشکوک انداز میں بولا تھا اسے دھڑکا لگا تھا

"ارے نہیں بھئ زبان تک کی نوبت نہیں آئی اُس نے آنکھوں سے التجا کی اور میں نے آنکھوں سے ہامی بھر لی ہے وہ کہتے ہیں نا محبت میں زبان کا کام نہیں ہوتا آنکھیں خود ہی باتیں کر لیتی ہیں" وہ سرشاری کی کیفیت میں بولیں تھیں

"وہ محبت کرتا ہے اس سے اور وہ بھی بس اس کے لیے بنی ہے تم نا جانے کیوں بیچ میں گھس رہے ہو تم اپنی نانو کی خواہش مانو اور دستبردار ہو جاو اس ضد سے" وہ اسے پچکارنے لگی

"یہ قربانی آپ اس سے کیوں نہیں مانگتی،،، جس کی محبت میں سگے نواسے کو انکار کر رہی ہیں،، بڑا فرمابردار ہے وہ آپکا تو وہ دستبردار ہو جائے اس سے وہ یہ قربانی دے دے اور آپ مجھے ذیشا" وہ خود غرضی کی انتہا کو چھو تا بولا علی کے لیے نفرت کی انتہا یہ تھی کہ سامنے بیٹھی ہستی کی محبت،، عزت سب دور کہیں جا سوئی تھی۔۔۔۔

"مطلب ہر طرف سے مٹھی بھرنا چاہتے ہو تم۔۔۔ کہیں سے بھی تم خالی ہاتھ نہ رہو قربانی وہ دے دے اور محبت کا قتل میں کر دوں واہ بھئی وہ اپنی چیز کیونکر تمہیں دے گا۔۔۔۔" وہ تھیکے لہجے میں ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھیں

"وہ اس کی نہیں ہے" وہ مصر تھا۔۔۔نانو نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔پارٹی میں اس کے چہرے کے تاثرات جو علی اور ذیشا کو ساتھ دیکھ کر بدل گئے تھے۔۔۔اس وقت بھی علی کے ذکر پر ویسی ہی نفرت تھی ۔۔۔۔اس لیے جانچتی نگاہ لیے بولی۔۔۔۔

"وہ اسی کی ہے تم نے شاید غور نہیں کیا۔۔۔یا زیادہ غور کر آئے ہو کل تک تو کسی روبینہ نامی لڑکی کے لیے دیوانے ہوئے پھرتے تھے اور آج ہاتھ ڈال رہے ہو میری پوتی پر کیوں اور کیسے،،،، کیا میرے بچے کو نیچا دکھانا چاہتے ہو" وہ اس کے چہرے کی ناگواریت جانچتے ہوئے واضح طور پر اس سے سوال کر رہی تھیں شاہ زین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا وہ ذیشا حسن کو پسند ضرور کرتا تھا پر واقع وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا یہ تو بس علی نامی شخص کو نیچا دکھانے کے لیے،، اسے ہرانے کے لیے ضد لگا بیٹھا تھا

ذیشا خوبصورت تھی پڑھی لکھی تھی کہیں نہ کہیں تو شادی کرنی ہے کیوں نہ وہی سہی شاہ زین خجل سا ہوا تھا پھر ایک دم اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو پانے لگا پر تب تک دیر ہو چکی تھی سامنے بیٹھی شخصیت کوئی معمولی نہ تھی ان کی زیرک نگاہ سے اس کے تاثرات چھپے نہ رہ سکے تھے

"کیا مطلب "وہ انجان بنا ان سے پوچھ رہا تھا وانیہ بھی حیران تھیں یہ کیا ماجرا ہے

"میری جان تم اپنے چہرے کے رنگ سنبھالو یہ اڑے جا رہے ہیں "انہوں نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا

"آپ پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہی ہیں "وہ گڑبڑاتا ہوا بولا تھا

"کیا تم مجھ سے چھپنا چاہ رہے ہو جانتے بھی ہو میں کون ہوں تمہاری۔۔۔۔ ہر رنگ پہچانتی ہوں تمہارا" جتاتا ہوا انداز

"آپ شک کر رہی ہیں میری محبت پر" وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا

"نہیں یقین کی مہر لگا رہی ہوں تمہاری علی سے نفرت پر" وہ کاٹ دار لہجے میں بولی تھیں

"اماں ایسا تو نہ کہے میرا بیٹا اب ایسا بھی نہیں" وانیہ تڑپ کر بولی تھیں بات اب لخت جگر کے کردار پر آگئی تھی چپ نہ رہ سکی

" صحیح کہہ رہی ہوں میں،،، میں اپنے ناتن پوتوں کی ہر ایک دلفریبی سے آشنا ہوں مجھے کسی کی چال پہچاننے کے لیے عینک کو صاف نہیں کرنا پڑتا سمجھی تم "وہ ڈپٹ کر سرد مہری سے بولی تھیں

"دیکھا یہ لیول ہے ان کی اپنے نواسے سے محبت کا ان کے دل کے کسی حصے میں میری جگہ نہیں بس وہ بستا ہے "وہ ان کے بیڈ سے کھڑا ہوتا ماں کی طرف دیکھتا بھینچے بھینچے لہجے میں بولا تھا

" جانتی ہوں اس وقت میری محبت دکھاوا لگے گی تمہیں میں لاکھ محبت کروں اس سے پر میرا اصل تم ہو جس سے میں نظریں چرا نہیں سکتی دل کو موڑ نہیں سکتی اب تم نہ مانو تو بھلا میرا کیا قصور "وہ رسان سے بولیں تھیں

Urdu Novels Ghar

"میری پوتی تم سے محبت نہ کر پائے گی وہ اس کی ہے جتنی جلدی یہ بات دماغ میں بٹھالو گے آسانی ہو گی تمھیں۔۔۔" قطعی انداز میں جتا دیا گیا ایک نگاہ غلط اس کے چہرے پر ڈالی پھر یکسر نظر انداز کرتی تسبیح کے دانے گھمانے لگی ٹیک بیڈ سے لگاتی آنکھیں موند گئی۔۔۔وہ آتش فشاں بنا ان کا چہرا دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ تن فن کرتا باہر نکلا تھا سارے زعم سارے دعوے خاک ہوئے تھے اب ذیشا حسن اس کی ضد بن گئی تھی ۔۔۔جسے وہ حاصل کرے یا نہ کرے۔ گر علی نامی شخص کو وہ بلکل نہ ملے۔۔۔

شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی اس نے ڈرائیور کو شاہ پیلس کا راستہ سمجھایا تھا۔۔ کل جب ماں کی کال رکھی تو فرسٹ ایویلیبل فلائٹ بک کی اور قسمت کی ستم ظریفی ہی تھی کہ رات کی فلائٹ اسے مل گئ اس نے اپنا سامان اٹھایا اور واپس ائیر پورٹ آ گیا اور آج یہاں پہنچ گیا تھا۔۔۔

وہ بے چین سا کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا سردیوں کی رات تھی نو بجے ہی آدھی رات کا گماں ہو رہا تھا چھوٹا سا شہر ٹھنڈ کی لپیٹ میں سیاہ کالی رات اور بھی خوفناک لگ رہی تھی نا جانے کیوں اسے اس سناٹے سے خوف آنے لگا حالانکہ وہ جانتا تھا سردیوں کی رات ہے اس لیے لوگ جلدی جلدی کام نپٹا کر گھروں کی راہ لے چکے ہیں سوائے اندرون شہر میں کہیں کہیں روشنیاں اب بھی جگمگا رہی ہو نگی وہ اپنی سوچوں میں غلطاں دل میں عجیب وسوسے آ رہے تھے۔۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی

سامنے سفید اور سرخ رنگ کی اینٹوں سے بنا یہ محل اپنی پوری شان سے کھڑا تھا اندھیرے کی وجہ سے گھر واضح نہ تھا پر لائٹ جلی ہونے پر معلوم ہو تا تھا گھر والے ابھی جاگ رہے ہیں وہ ڈرائیور کو ٹھہرنے کا کہہ کر نیچے اترنے لگا ڈرائیور نے گاڑی کا انجن بند کیا تھا اور ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا۔

دروازہ بجایا تو بڑے سے لوہے کے گیٹ میں سے چھوٹی سی کھڑکی کھول کر گارڈ نے اسے دیکھا تھا

"جی فرمایئے" گارڈ نے سوالیہ نظریں اس پر گاڑھ دی

"دروازہ کھولو مجھے جانتے نہیں ہو کیا" وہ غیر متوقع سوال پر پیشانی پر بل ڈالتا غصہ سے بولا تھا

"بالکل جانتا ہوں پر ہمیں حکم ملا ہے گیٹ نہ کھولنے کا" وہ سرد انداز میں بولا تھا وہ متحیر سا اسے دیکھے گیا اب تک کی زندگی میں اسے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی کسی کے لیے گیٹ نہ کھولا گیا ہو اللہ جانے سب ٹھیک بھی ہے یا نہیں

Urdu Novels Ghar

"کیوں سب خیریت ہے نا" وہ پریشانی سے گویا ہوا

"جی سب ٹھیک ہے پر گیٹ کھولنے سے منع کیا گیا ہے" گارڈ کے جواب پر غصے کی ایک شدید لہر اس کے اندر اٹھی تھی لب بھینچتے ایک خونخوار نظر اس پر ڈال کر بولا تھا

"باولے ہو گئے ہو نوکری سے ہاتھ دھونا چاہتے ہو مجھے جانتے ہو پھر بھی دروازہ وا نہیں کر رہے ہو دادو، یا اسفند بھا کو تمہاری اس حرکت کا معلوم ہوا تو جانتے ہو کیا سلوک کیا جائے گا تمہارے ساتھ" وہ تند و تیز لہجے میں بولا تھا سردی کی شدت سے اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں موٹی جینز بھی تیز سر سراتی ہوا کو روکنے میں ناکام تھی ایک تو بیرون ملک سفر کی تھکاوٹ، سردی، ذہنی پریشانی اور اوپر سے یہ گارڈ جو دروازے پر اسے روکے ہوا تھا اس کا دل چاہا کہ گارڈ کا منہ توڑ دے

"یہ صاحب کا ہی حکم ہے کہ آپ کو اندر گھسنے نہ دیا جائے،،،ورنہ میری کیا مجال کہ میں آپ کو روکو" وہ مدبرانہ انداز میں بولا تو اسے لگا تھا اس کی سماعت نے کچھ غلط سنا ہے شاید اس لیے پوچھ گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو "

"جی سر کا حکم یہی ہے کہ رشوان شاہ کو پیلیس میں داخل نہ ہونے دیا جائے" اسے لگا کسی نے بم اس کے سر پر پھوڑا ہو اس کی بات پر وہ ساکت کھڑا رہ گیا کچھ پل یونہی گزر گئے پھر سنبھلتا ہوا بولا

"کیا بکواس کر رہے ہو،، ازنا شاہ کہاں ہے" اپنی متاع جان کے بارے میں پوچھنے لگا

Urdu Novels Ghar

"وہ۔۔۔وہ ہم کو نہیں معلوم "گارڈ کی سمجھ میں نہیں آیا کیا جواب دے گڑبڑاتے ہوئے بولا تھا

"مجھے لگتا ہے تم نے چڑھائی ہوئی ہے شاید مجھے اندر گھسنے نہیں دے رہے ہو کسی بات کا جواب نہیں دے رہے ہو،،بھا کے بارے میں الٹا سیدھا بول رہے ہو،،دادو کو انٹر کام پر لو پھر دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے" وہ جلال سے بولا تھا۔ایک بار اندر چلا جائے پھر اس کی تو ہمیشہ کے لیے چھٹی کروا دے گا

"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ کراچی کے ہسپتال میں ہیں،،"گارڈ نے جواب دیا تو وہ بھونچکا کھڑا اسے دیکھے گیا

"کیا۔۔کیا ہوا ہے انہیں "زبان لڑکھڑا گئ

اسی پل گاڑی کی لائٹس اس پر پڑی تھیں جو کہ سڑک پر داخل ہو رہی تھی وہ پلٹ کر گاڑی کو دیکھنے لگا اتنے میں گارڈ نے وہ چھوٹی سی کھڑکی بھی بند کر دی

گاڑی میں سے نکلنے والے نفوس کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت ابھری وہ دونوں تیزی سے اس کی طرف بڑھے تھے

"یہ۔۔۔ماما۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے،،، آپ لوگ یہاں،،، مجھے اندر نہیں جانے دیا جا رہا ہے اور دادو ان کی طبیعت خراب ہے آپ نے مجھے بتایا نہیں" وہ کئی سوال ایک ہی سانس میں کر گیا تھا آخر میں شکایتی انداز میں ماں باپ کو دیکھ رہا تھا

"گھر چلو میری جان گھر چل کر بات کرتے ہیں" فریال دھیمے لہجے میں بولی تھیں

"کیوں "اس نے سوالیہ نظریں ماں کے چہرے پر اٹھائی تھی رات کے اندھیرے کی وجہ سے ان کے چہرے کے نقش نہیں دیکھ پایا تھا

وہ دوبارہ گیٹ کی طرف پلٹا تھا اور اب کی بار اپنے ہاتھ سے ہی دھڑ ادھڑ پیٹ ڈالا تھا اب کی بار غیر شناسہ چہرا کھڑکی میں نمودار ہوا تھا

"دروازہ کھولو بے وقوف انسان نہیں تو تمہارا قتل ہو جائے گا میرے ہاتھوں "وہ پیچ و تاب کھاتا بولا تھا

"دیکھیے صاحب ہم تو حکم کے غلام ہیں مجھے آج ہی رکھا گیا ہے نوکری پر اور آپ کی تصویر دکھا کر کہا گیا ہے کہ آپ کو اندر نہ گھسنے دیا جائے کسی بھی صورت "

Urdu Novels Ghar

وہ ساکت کھڑا رہ گیا آنکھیں پتھرا گئی پھر ایک دم طیش میں آگے بڑھا اور کھڑکی میں سے ہی اس کا گریبان پکڑ کر اسے جھنجھوڑ ڈالا،

"بکواس پر بکواس کیے جا رہے ہو شاہ میر کو بلاو" وہ آپے سے باہر ہوتا چیخا تھا

سلمان شاہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے گارڈ کا گریبان آزاد کروانے لگے

"چھوڑو اسے پاگل ہو گئے ہو تم" اسے جھٹکے سے الگ کر گئے

"چپ چاپ جا کر گاڑی میں بیٹھو" وہ اسے گھور کر بولے تھے

"بابا آپ دیکھ رہے ہیں نا کہ یہ کیا بول رہا ہے، "

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"سہی بول رہا ہے یہ تم جا کے بیٹھو گاڑی میں گھر پہنچ کر سکون سے بات کرے گے" وہ درشتگی سے اس کی بات کاٹ گئے تھے

"سکون ؟؟؟ بابا اپنے ہی گھر کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں مجھ پر،، جہاں میری زندگی بستی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں سکون،،، "اس کی آنکھوں میں عجیب سی دیوانگی نظر آ رہی تھی ان کے دل پر ہاتھ پڑا تھا اس کے چہرے سے نظریں چرا گئے

"آپ دونوں کی یہاں موجودگی مجھے شک میں مبتلا کر رہی ہے،، میری جان ہوا ہو رہی ہے بابا" وہ بے چین ساماں کی طرف دیکھتے ہوئے باپ کی طرف مڑا تھا

اندھیرا ہونے کی وجہ سے ان کے چہرے کے تاثرات وہ جانچ نہیں پایا تھا

"مما کچھ برا ہو گیا ہے کیا بتا دے مجھے پلیز از نا ٹھیک ہے نا" وہ بے چین سا ماں کی طرف بڑھا انہوں نے سر کو ہلکی سی جنبش دی پھر بولی

"ہاں سب ٹھیک ہے،،، دادو کی طبیعت تھوڑی بگڑ گئ ہے نا شاید اسی لیے پیلیس کے گیٹ بند ہے سب کراچی گئے ہوئے ہیں نا" ان کے علم میں سلمان شاہ کی اماں کی بیماری نہیں تھی انہیں تو خود ابھی معلوم ہوا تھا ر شوان کی زبانی۔۔۔۔

وہ اس کا بازو تھام کر گاڑی کی طرف بڑھنے لگی

"ممی میں کراچی جا رہا ہوں،، وہ ان سے بازو چھڑا کر گارڈ کی طرف بڑھا تھا گارڈ سے ہاسپٹل کا پوچھنے لگا

وہ ایسا ہی تو تھا منٹوں میں فیصلے کرنے والا کھرا اور اٹل۔۔۔۔

وہ کرائے کی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا تو فریال اور سلمان ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

"رشوان شاہ ابھی اسی وقت چل کر گاڑی میں بیٹھو نہیں تو اپنے باپ کی شکل نہ دیکھنا دوبارہ" ایک سرد آواز اس کے قدموں سے لپٹی تھی اس کے قدم جو زمین پر پڑ رہے تھے باپ کی آواز پر لڑ کھڑائے تھے وہ پلٹا تھا

وہ دنگ سا انہیں دیکھے گیا فریال نے دل پر ہاتھ رکھا تھا،، آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹنے لگی تھی وہ بے جان ہوتے وجود سے جا کے گاڑی میں سر تھام کر بیٹھ گیا فریال بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی فریال کے جسم کا پور پور دعا گو تھا اپنے رب کے آگے۔۔۔

سلمان شاہ نے ڈرائیور کا حساب کر کے فارغ کیا اس کا سامان گاڑی میں لادا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی گاڑی سٹارٹ کی اور پیلیس کی مخالف سمت بھگانا شروع کر دی،،

****

وہ آرڈر دے کر فارغ ہوا ذیشا اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ دونوں ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔۔۔

"ایک بات کرنی ہے تم سے" وہ ہمت جمع کرتا بولا تھا

"ہمم بولو" وہ جواب موبائل میں سر گھسائے بیٹھی تھی بنا دھیان دیے عام سے لہجے میں بولی تھی علی نے شکر کیا وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہی اس لیے جلدی سے بول گیا

"مجھے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہے" ذیشا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر پیشانی پر بل ڈال کر اسے دیکھا

وہ زور سے چیخی تھی۔۔۔۔پھر جوش سے بولی "کیا

"ارے یہ تو خوشی کی بات ہے" وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے بول رہی تھی علی اسے نہیں دیکھ رہا تھا ٹیبل کی سطح پر نظریں جمائی تھیں اس کے چہرے پر ذیشا کو پریشانی نظر آئی تو پھر سے پوچھنے لگی

"اچھا بتاو لڑکی بھی تم سے محبت کرتی ہے نا" وہ دونوں ہاتھ ٹھوڑی پر جما کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

"معلوم نہیں" دھیمے لہجے میں کہا گیا نظریں اب بھی ٹیبل پر دھرے اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں

"اوہ مطلب اظہار محبت نہیں کیا اب تک" وہ بھنویں اچکا کر پوچھ رہی تھی

"کیا تم سے پہلے کبھی کوئی خبر کسی کو دی ہے تم ہی تو دنیا ہو میری" وہ جتاتے ہوئے بولا ایک نظر اس کے چہرے کو جانچا جہاں خوشی جھلک رہی تھی نظر پھر جھکالی

"کون ہے چلو چل کر خبر دیتے ہیں اسے" ذیشانے خوشی سے ہاتھ مسلے تھے

Urdu Novels Ghar

"یہی بتانے تولایا ہوں تمہیں" اب وہ اپنا اعتماد بحال کرتا اس کے چہرے پر دیکھ رہا تھا

"اوہ اسی لیے آج تو بڑے بن ٹھن کر آئے ہو" وہ خوشی سے چہکی پھر بولی

"تو بتاو ویسے میں بھی سوچ رہی تھی پچھلے کچھ دنوں سے نظریں چرا کر کیوں بات کر رہے ہو۔۔۔ کیا تم نہیں جانتے تمہاری آنکھوں کا ہر راز جان جاتی ہوں میں" وہ پر جوش ہو رہی تھی

"نظریں چرانے کی وجہ کچھ اور تھی" علی نے نظریں چراتے ہوئے کہا تھا

"کیا "

"کہ کہیں تم میری آنکھوں میں اس کا نام نہ پڑھ لو" بہت دھیمے سے ٹھہرے لہجے میں جواب دیا گیا تھا ذیشا کا منہ حیرت سے کھل گیا

"واہ عاشق بن گئے ہو پورے جی چاہتا ہے پیسے وار دوں تم پر" وہ مذاق اڑاتے بولی تھی

"بس بھی کرو نام سن کر دو صورت حال کا سامنا ہو گا یا تو تم خوف زدہ ہو جاو گی یا میری پٹائی ہو جائے گی" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولا تھا

"ارے اتنی خوفناک ہے کیا جو میں ڈر جاوں اور پٹائی تو ویسے بھی ہونی ہی ہے" اس کے چہرے پر حیران کن تاثرات تھے پھر مسکرا کر بولی

"تم بس نام بولو۔۔۔ تمھاری دوست کا جگرا بہت بڑا ہے کوئی بھی ہوئی لولی، لنگڑی سہہ جائیں گے تم بس نام بولو پھر میری پھرتی دیکھو" وہ خوش دلی سے بول رہی تھی پرجوش بھی بہت تھی

"کیا نقشہ کھینچ رہی ہو توبہ کرو بہت خوبصورت ہے وہ" علی کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے چڑ کر بولا تھا

"خوبصورت ہے تو میں کیوں ڈروں گی، خوبصورت نہیں بھی ہوتی تب بھی کیوں خوف کھانا تھا میں نے،" ذیشا کندھے اچکا کر بولی تھی نظریں علی کے چہرے کو جانچ رہی تھیں۔۔۔ویٹر کھانا ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔۔۔

"ابھی تمہیں نام نہیں معلوم نا اس لیے نہیں ڈر رہی جب نام سنوں گی تو ڈر جاو گی" ذو معنی مسکراہٹ اس کے چہرے پر رکساں تھی

"تم بس نام بولو میری ہمت نہ آزماو" وہ چڑتی ہوئی بولتی اس کی ہمت باندھنے لگی

"نام سن کر منہ تو نہ توڑ دو گی میرا" علی تھوڑا خوفزدہ نظر آیا

"نہیں، وہ توڑے گی نا منہ جس کا نام لے کر آوارگی کر رہے ہو، بدنامی پھیلا رہے ہو بیچاری کی" ذیشا مکمل طور پر اب زچ ہو گئ تھی علی کے نام نہ بتانے پر

"میں نے کوئی بدنام نہیں کیا، یہ بات تو کسی کے علم میں نہیں، سب سے پہلے تمہیں بتانے لگا ہوں اور تم کیا بدنام کرو گی۔۔۔۔ نہیں نا" وہ بڑے مان سے پوچھ رہا تھا

"ذرہ تھم کے دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں خیر تم نام بولو کون ہے" وہ اپنا غصہ ضبط کرتی اسے ڈراوا دیتی بولی تھی۔۔۔ کھانا سامنے رکھا تھا لیکن دونوں نے ہاتھ نہ لگایا تھا۔۔۔۔

"تو ہمت سے سننا ذرہ دل تھام کے، سو مس ذیشا حسن آئی ایم پروپوزنگ یو" وہ محبت اور معصومیت کا امتزاج بنا بولا تھا

****

سلمان شاہ نے گاڑی حیدر آباد کے راستے پر ڈال دی گاڑی میں ماتم کناں سی خاموشی پھیلی تھی

آدھا راستہ گزر گیا پر وہ تو جیسے کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہا تھا سر سراتی خاموشی نے گاڑی کو اپنے حصار میں لیا ہوا تھا

تینوں نفوس کے دل کی دھڑکنیں اس وقت مدھم تھی تینوں ہی رب کے حضور دعا گو تھے رشوان جو صرف اپنی محبت کی خیر مانگ رہا تھا، فریال جو اپنی اولاد کے لیے صبر اور حوصلہ مانگ رہی تھیں اور سلمان شاہ جو اولاد کے ساتھ ساتھ ماں کی لمبی زندگی کی دعا کر رہے تھے

وہ گھر پہنچے لاونج میں داخل ہوئے تو وہ لاونج کے وسط میں کھڑا رہا ماں باپ نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔۔۔ سلمان نے گاڑی کی چابی ٹیبل پر رکھی۔۔۔ فریال نے تاسف سے بیٹے کو دیکھا اور اس کے قریب ہوئی

"رشوان بیٹھ جاو" وہ جانتی تھیں وہ کراچی جانے کے لیے پر تول رہا ہے

وہ آکر صوفے پر ہلکا سا ٹک گیا پر منہ نہیں کھولا تھا چپ چاپ بیٹھا نظریں اپنے ہاتھوں پر گاڑے تھا،، فریال پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھا دیا اس نے گلاس تھام کر ایک ہی سانس میں پی لیا تھا شدید سردی کے باوجود اس کے ماتھے پر پسینہ چمک گیا تھا ایک ہاتھ سے جیکٹ کی زپ کھول دی تھی

"کیا کھاو گے، آج سوچا تھا تم آ رہے ہو تو ڈنر کہیں باہر کرے گے،، چلو کوئی نہیں آرڈر کر لیتے ہیں فٹ سے بولو" وہ نارمل انداز میں مسکرا کر بولی تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا

اس کی نظر ماں کے ستے ہوئے چہرے پر پڑی تو دھک سے رہ گیا

"ممی کیا ہوا ہے آپ کا چہرہ۔۔۔" وہ ان کی طرف بڑھا تو ایک زخمی سی مسکراہٹ نے ان کے چہرے کا احاطہ کیا آخر بیٹے کو ماں کا خیال آ ہی گیا وہ اس کے ساتھ لگی صوفے پر بیٹھ گئ وہ ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر سہلانے لگا سلمان شاہ بھی صوفے پر ٹک گئے بیوی کو آنکھ سے اشارہ کیا

"رشوان میری جان،،، ہمیشہ وہ ہی نہیں ہوتا جو ہم چاہتے ہیں کبھی کبھی قدرت کچھ ایسے فیصلے کروا دیتی ہے کہ اس کے آگے انسان کی ایک نہیں چلتی۔۔۔" فریال نے تمہید باندھنا شروع کی حقیقت سے نظریں ملانا اس کے لیے ضروری تھا

Urdu Novels Ghar

وہ ان کے بجھے بجھے چہرے کو تکنے لگا دل میں کئی سوالوں نے سر اٹھایا تھا

" کبھی کبھی انسان کو اپنے قد سے زیادہ حوصلہ دکھانا پڑتا ہے سب اللہ کی مصلحت سے ہوتا ہے جسکے آگے کوئی پر بھی نہیں مار سکتا بس اپنا ایمان کمزور نہیں کرنا ثابت قدم رہنا ہوتا ہے آزمائش آتی ہے تو ان کے پیچھے پیچھے خوشیاں بھی ہماری طرف بڑھ رہی ہوتی ہے بس یہ انسان کی کم عقلی ہوتی ہے کی اسے حال کی آزمائش نظر آتی ہے اور رب سے شکوہ کناں رہتا ہے پر گزرے ہوئے دنوں کی موج پر شکر اور آنے والے مستقبل کی بہتری کی دعا نہیں کرتا،،،" وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بوجھل لہجے میں گویا تھیں وہ ناسمجھی کی کیفیت میں تھا کیوں اور کیا جیسے الفاظ زبان کی نوک پر رکھے تھے پر ادا نہیں کیے گئے

"اب دیکھو کیا تم نے کبھی سوچا تھا کہ شاہ پیلیس کے دروازے تم پر بند کر دیے جائیں گے نہیں نا،، پر واہ رے قسمت کے اس نے یہ دن بھی دکھانا تھا تم کو،، اور تم بھی تو دیکھو،،،" انہوں نے ایک زخمی سی مسکراہٹ سجا کر اس کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھا تھا پھر بولی تھیں

"ایک خواب بس ایک خواب کے پیچھے سب چھوڑ کر لپک پڑے پاکستان،،، تمہاری محبت تو احترام کے قابل ہے رشوان شاہ۔۔۔ ایسی محبت جس میں آنے والے وقت کی دھمک سنی جا سکے،،، تم کہاں ازنا سے ایسی نفیس محبت کر بیٹھے،،، تمہاری بھی کیا غلطی ہے اس میں،،،، کہا نا میں نے ابھی۔۔۔ واہ رے قسمت تو اور تیرے سفاک فیصلے "وہ غم و رنج میں مبتلا تھیں اذیت سے بول رہی تھیں

"ک۔۔ک۔۔۔ کیا ہوا ہے "اس کے ہاتھوں میں دبے ماں کے ہاتھ پر گرفت ڈھیلی پڑ گئ... وہ بس اتنا ہی بول پایا،، فریال نے اس کی بھوری آنکھوں کو ڈب ڈباتے دیکھا اس کے ہاتھوں کی لرزش خوب محسوس کی تھی

""کیا تمہارے خواب نے حقیقت تم پر آشکار نہیں کر دی اب کسی سوال کی گنجائش رہتی ہے "وہ

سرد لہجے میں بولی تھیں

"کیا مطلب ک۔۔ک "زبان لڑکھڑا گئ دل پسیجنے لگا تھا وہ جھٹکے سے کھڑا ہو گیا تھا

"مطلب وہی جو تم نے دیکھا وہ سچ ہو گیا تمہاری ازنا کی شادی ہو گئ ہے،وہ بھی اس کی اپنی مرضی سے" انہوں نے سفاکی سے کہا تھا

رشوان شاہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے دل مٹھی میں لے لیا گیا اور سماعت اس بات سے انکاری تھی وہ اپنے ماں باپ کو دیکھتا گیا اور پھر قہقہہ لگا کے ہنس دیا

"کیا خوب مذاق ہے مما،،ازنا شاہ کی ہر مرضی،ہر خواہش یہاں تک آتی ہے "اس نے مسکراتے ہوئے جذب سے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا

" "بلکل سہی اس کی ہر مرضی تم تک سہی،،پر قدرت کی مرضی تمہارے حکم پر نہیں چلتی ناافسوس،،"

انہوں نے تاسف سے سر ہلایا تھا

"اگر تو تم حاکم ہوتے قسمت اور قدرت کے تو بھلا کس میں طاقت تھی کہ کچھ بھی تمہاری خواہش کے برعکس ہوتا پر تم تو ایک مٹی کا پتلا ہو تمہیں تو اگلی سانس کا اختیار نہیں اور دعوے دیکھو اونہہ "وہ سوگواری سے کہتی اس کے آگے حقیقت کی ساری گھڑی کھول گئ تھیں وہ بھی اتنے سفاکانہ انداز میں تاکہ اسے کوئی گمان نہ رہے

دوسری طرف وہ تھا جس کا پور پور ایک ہستی کے نام پر دھڑکتا تھا اسے لگا تھا اسے اگلی سانس نہیں آئے گی،،اس کے ہونٹ سمٹ گئے،،پل میں سفئد پڑ گئے۔۔۔۔،،، قوت گویائی سلب ہو جانا کسے کہتے ہیں آج صحیح معنوں میں معلوم ہوا تھا اسے،،پتھرائی نظریں تیز دھڑکتا دل تھر تھر کانپتے ہاتھ اگلے پل وہ چکرا گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتا کب سے خاموش تماشائی بنے سلمان شاہ نے لپک کر اسے تھام کر صوفے پر بٹھایا تھا

ایک تاسف بھری نظر بیوی کے چہرے پر ڈالی تھی

وہ چپ کا چپ رہ گیا۔۔۔ایک لفظ نہ نکا منہ سے آنکھیں وہران سی ہو گئ۔۔۔یہ خاموشی کسی اور ہی طوفان کا پتہ دے رہی تھیں۔۔۔فریال کا دل دہل گیا۔۔۔۔اب اور کونسا طوفان زندگی کو دھول میں ملائے گا

وہ مضبوط مرد تھا پر آج وہ آسمان سے منہ کے بل زمین پر گرا تھا تو اعصابوں نے ساتھ چھوڑ دیا زبان ہلنے سے اختلافی تھی کوئی سوال کوئی شکوہ نہ کر پائی زلزلوں کی زد میں بیٹھا زرد چہرہ لیے ماں کا دل پسیج گیا پر اپنا جگر کڑا کرتے بولی تھیں

"میں نا کہتی تھی سلمان کہ اس میں ہمت نہیں ہے اسے کھونے کی۔۔۔۔صبر اور حوصلے کا دامن تھام لو رشوان شاہ اب تمہیں صبر کے علاوہ کسی نعمت سے نوازا نہیں جا سکتا۔۔۔"بے لچک انداز میں کہہ رہی

Urdu Novels Ghar

تھیں اس وقت وہ خود بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں پر بیٹے کے ساتھ اس وقت نرمی نہیں برتنا چاہتی تھیں نہ جانے کیا کر گزرے

اس کے کانوں کے پردے پر ماں کی آواز ضرور گر رہی تھی پر اس کے دماغ نے اس وقت پر اسیس کرنا بند کر دیا تھا اس نے ماں کی طرف دیکھا باپ اس کا کندھا تھپتھپا رہا تھا ٹپ ٹپ آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔وہ کھڑا ہوا اور متوحش سا دروازے کے ساتھ لٹکی اپنی بائیک کی چابی اٹھا کے باہر بھاگا۔۔۔سلمان اس کے پیچھے بھاگے تھے لیکن وہ یہ جا وہ جا ہو گیا۔۔۔۔

******

"سوری کیا کہا ہے" ذیشا کو لگا اس کی سماعت کو دھوکا ہوا ہو

"میں محبت کرتا ہوں تم سے" وہ اس کی ہونقوں جیسی شکل دیکھتا مسکراہٹ دباتے جذبات سے بولا تھا ذیشا کو ریسٹورنٹ گھومتا لگا ٹیبل پر سجی ساری پلیٹیں اس کی آنکھوں کے آگے ناچنے لگی تھیں کافی دیر وہ کچھ بول ہی نہ پائی اس کے چہرے کو دیکھتی رہی یہ اس کا عزیز از جان دوست کیا کہہ رہا ہے شاید مذاق کر رہا ہے ۔۔۔علی نے ٹیبل کی سطح انگلیوں سے بجائی تو وہ جھٹکے سے اکڑ کر بیٹھ گئ

"دماغ ٹھکانے پر ہے تمہارا یا گھر چھوڑ آئے تھے چوٹ تو نہیں آئی ہے کہیں،، ایسی بہکی بہکی باتیں اکثر لوگ چوٹ لگنے کے بعد کرتے ہیں" انتہائی کڑے لہجے میں وہ چیخی تھی،، ریسٹورنٹ میں موجود لوگ انہیں دیکھنے لگے۔۔۔

"اب تو دماغ ٹھکانے پر آیا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں پہلے سوچتا تھا چھپا لوں اور چپکے سے ممی کو بھیج دوں تمہارے گھر لیکن پھر سوچا نہیں نہیں جب محبت ڈنکے کی چوٹ پر کی ہے تو اظہار محبت بھی ڈنکے کی چوٹ پر ہونا چاہیے آج ڈر گیا تو آگے کسی اور کو کنسیڈر نہ کر لو تم" وہ ڈھٹائی سے مسکراتا بولا تھا

"ڈراتو تم نے دیا ہے مجھے دوستی کی آڑ میں یہ کھیل کھیل رہے تھے تم" وہ بھڑک گئ تھی اپنا موبائل اٹھا کر کھڑی ہو گئ علی اس سے تیزی سے اس کے سامنے جا کھڑا ہوا ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا ذیشا نے ایک خفا نظر اس پر ڈالی اور دوبارہ بیٹھ گئ

"میں تم سے محبت کرتا ہوں بس میں یہ جانتا ہوں۔۔۔۔ کھیل تماشا تو تم میرا لگاو گی اب" وہ محبت پر زور دیتا بولا تھا

" اچھا اب مجھ سے کیا چاہتے ہیں یہ بتائیں" استہزائیہ انداز میں پوچھا گیا تھا

Urdu Novels Ghar

"محبت کا جواب "گھمبیر لہجہ

"اگر میں نہ کر دوں تو" ابرو اچکا کر پوچھا گیا

"تم انکار نہیں کرو گی یہ تو جانتا ہوں میں کیوں کہ تم بھی کرتی ہو" وہ ٹیبل پر تھوڑا آگے کو ہو کر اس کی طرف جھک کر بولا تھا

"کیا" ذیشا کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئ

"محبت اور کیا" ڈھٹائی کی حد کرتے ہوئے علی نے مسکرا کر کہا تھا

Urdu Novels Ghar

"خود ہی فیصلے کیے جا رہے ہو سارے۔۔۔۔۔میں تو سمجھی تھی تم اس لیے ڈر رہے ہو کہ لڑکی کا باپ بھائی ڈاؤن ہے کہیں کے۔۔۔۔پر تم نے تو نام لے کر مجھے ہی خوفزدہ کر دیا" اس کا سر چکرا گیا دھیمے لہجے میں بولی تھی

تم خوف نہ کھاؤ جنت بی بی راضی ہیں تم جواب دو بس" وہ ایک اور بم اس کے سر پر پھوڑ رہا تھا اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی میری مرضی میرے مشورے کے بغیر جنت بی بی نے میری زندگی کا فیصلہ کر دیا۔۔۔۔علی نے اس کی تحیر سے بھری آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی

۔۔۔"جواب دو مس ذیشا حسن "

"ارے صدمے سے نکل تو لینے دو مجھے ابھی تو پہاڑ ٹوٹا ہے مجھ پر ذرہ سنبھل تو لینے دو ایک کے بعد ایک حیرت کے جھٹکے لگا رہے ہو۔۔۔ان کو کب بتایا تم نے" وہ دہائی دیتے ہوئے بولی پھر جنت بی بی کے متعلق پوچھنے لگی

"ارے میں نے انہیں نہیں بتایا انہوں نے مجھے بتایا کہ جب محبت کرتے ہو تو اظہار اب کر دو" آج اس کی یہ مسکراہٹ زہر لگ رہی تھی ذیشا کو۔۔۔

"اوہ مطلب یہ تمہاری اور ان کی ملی بھگت ہے" ذیشا نے ایک پل میں گھتی سلجھالی تھی کہ علی کی کایا کیسے پلٹ گئ ہے وہ دوست تھے بچپن کے کے۔جی کلاس سے ایک ساتھ تھے جوان ساتھ ہوئے کبھی ایسی بات نہ ہوئی اور آج اچانک ہی وہ اعتراف کر رہا ہے کبھی تو اس کے کسی رویے سے اسے ایسا محسوس ہو تا لیکن ایسا کچھ نہ ہوا۔۔۔مطلب یہ سب جنت بی بی نے اس کے دماغ میں ڈالا تھا وہ پل میں ریلیکس ہو گئ

"تم بس جواب دو شادی کرو گی مجھ سے" وہ زور دیتے ہوئے پوچھ رہا تھا

"اونہوں ابھی اس بارے میں سوچا نہیں ہے جب سوچوں گی تب بات کرے گے" بڑے تحمل سے جواب دیا گیا اور اپنے ہینڈ بیگ پر جھک گئ۔۔۔

"تو میں انکار سمجھوں" اس کے چہرے پر جلتے دیپ بجھ گئے تھے مایوس سا بولا تھا

"نہیں پر اقرار بھی نہ سمجھنا،،،" ٹھوس لہجے میں کہا گیا

"میرے علاوہ کوئی اور زندگی میں ہے نہیں تمہاری،،، نہ ہی کسی سے دوستی کرتی ہو تو پھر۔۔۔ محبت نہیں کرتی مجھ سے" وہ پر امید سا بولا تھا بالکل سچ کہہ رہا تھا ذیشا سوچ میں پڑ گئ واقع زندگی تو کورے کاغذ جیسی ہے جب کوئی ہے ہی نہیں تو اپنے دوست کو کیوں مایوس کروں جو جان سے زیادہ عزیز تھا جس کی خوشی میں اپنی خوشی پا لیتی تھی اس کا بجھا بجھا چہرا اچھا نہ لگا ایک دم ہی دل پر مایوسی چھا گئ اور اس نے گول مول سا جواب امید کے ساتھ علی کے ہاتھ میں تھما دیا

"ایسا نہیں ہے اچھا چلو آج ایک وعدہ کرتی ہوں تم سے۔۔۔جب محبت کروں گی تم سے کروں گی۔۔۔جس دن محبت کا خیال آیا تمہیں کنسیڈر کروں گی میں "بڑے شاہانہ انداز میں جواب دیا گیا تھا وہ تعجب سے اس کی شکل دیکھنے لگا

"ارے ایسے وعدوں پر تھوڑی ہوتی ہے محبت یہ احساس تو خود ہی جاگ جاتا ہے ویسے بھی تمہیں ہے پر تم جانتی نہیں ہو کہیں سمجھتے سمجھتے دیر نہ ہو جائے "وہ تیقن سے بولا تھا

"نہیں ہوتی دیر تین چار سال تک جواب دے دوں گی "وہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی تھی۔۔علی نے اس کی پلیٹ میں کھانا نکالا پر اب اس کا دل بالکل بھی کھانے کو نہ کر رہا تھا۔۔۔

"ویری گڈ مذاق اڑالو تم۔۔۔ چلو میرے دل کا بوجھ تو اترا اب میں برملا تم سے اقرار محبت کر سکتا ہوں" وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا

"ہاں بلکل تم نے اپنے دل کا بوجھ میرے دل پر جو ڈال دیا ہے" وہ چڑ کر بولی تھی بھوک تو اڑ چکی تھی بالکل اب اس کا دل چاہ رہا تھا اڑ کر گھر پہنچ جائے اور سوال کرے جنت بی بی سے کیا سکھا دیا ہے میرے دوست کو ۔۔۔ علی اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجا کر دھیان کھانے کی طرف کروا رہا تھا وہ سر ہلا کر کھانے پر جھک گئ

"زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں نے اپنے دل کا حال کہا ہے تم سے بس،، جو تمہارے دل میں آئے وہ جواب دینا تم پر زبردستی نہیں۔۔۔ تم ملکہ ہو اور ملکہ دباو میں فیصلے نہیں کرتی۔۔۔" وہ محبت سے بول رہا تھا وہ پھیکی سی مسکراہٹ ہنس دی کبھی خواب میں بھی اسے پریشان نہیں کر سکتی تھی اس لیے اپنے آپ کو نارمل کرنے لگی۔

****

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

شاہ پیلس میں ماتم کا سماں تھا یہاں سلمان شاہ نے بے رخی سے حویلی سے قدم باہر رکھا وہاں ماں کا سانس اکھڑنا شروع ہو گیا۔۔۔شاہ میر کی عقل نے کام کیا اور انہیں ہسپتال لے پہنچا۔۔۔بروقت امداد مل جانے پر ان کی جان بچ گئی تھی لیکن خطرہ ٹلا نہیں تھا

۔۔۔ڈاکٹر نے انہیں کراچی شفٹ کروادیا۔۔۔وہ لوگ اسی رات کراچی پہنچ گئے ہسپتال میں آئی سی یو میں انہیں شفٹ کردیا گیا ان کو دل کا دورہ آیا تھا۔۔۔ان کا نروس بریک ڈاون ہو گیا تھا دل تو امداد ملنے پر دوبارہ سے چل پڑا تھا مگر دماغ ریسپانس کرنا چھوڑ گیا۔۔۔ڈاکٹر ٹریٹ کرتے رہے لیکن پھر بہت افسوس کے ساتھ ڈاکٹر نے انہیں یہ خبر دی کہ وہ کومہ میں جاچکی ہیں۔۔۔۔

شاہ پیلس کے مکینوں کے قدموں سے زمین تو پہلے ہی نکل چکی تھی اب آسمان بھی ان پر ٹوٹ پڑا تھا

شاہ میر کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔ ہسپتال کے اصولوں کے مطابق کوئی بھی وہاں رک نہیں سکتا تھا ۔۔۔رات گہری ہو رہی تھی جب شدید دھند کے باوجود درشوان شاہ اپنی بائیک پر دو گھنٹے کا سفر طے کر کے یہاں پہنچ گیا تھا، شدید ٹھنڈ تھی لیکن اس نے ایک شرٹ کے علاوہ کچھ نہ پہنا تھا اس کے احساسات منجمند ہو گئے تھے۔۔۔۔اس نے ریسیپشن سے معلومات لی اور آئی سی یو میں پہنچ گیا۔۔۔

"دادو" وہ ان کا نحیف سا ہاتھ لبوں سے لگائے زارو قطار رونے لگا

"دادو یہ سب کیسے بس دو دن کے لیے میں گیا اور یہاں میری دنیا ہی لٹ گئ دادو" وہ ہچکیوں کے ساتھ بول رہا تھا لیکن دوسری طرف گہری خاموشی تھی۔۔۔ان کے ہاتھ چومتا رہا۔۔۔ان کے ماتھے پر بوسہ لیا ۔۔۔لیکن انہوں نے آنکھ نہ کھولی ان کی آنکھ صرف ازناشاہ کی خوشبو سے کھلتی تھی لیکن وہ خوشبو کہیں نہیں تھی۔۔۔وہ کافی دیر روتا رہا پھر نرس سے ان کی طبیعت کا پوچھنے لگا اور جو اسے سننے کو ملا وہ اس کے اعصاب ہلا گیا تھا۔۔۔لٹ تو وہ پہلے ہی چکا تھا۔۔۔اب کیا باقی رہا تھا۔۔۔۔وہ آنکھیں مسلتا باہر آ گیا۔۔۔

رات کے تین بج رہے تھے وہ آنکھیں صاف کرتا واپس ہو لیا اب اس کا رخ اپنے گھر کی طرف تھا جس تیزی سے وہ یہاں پہنچا تھا اسی تیزی سے اپنی ہیوی بائیک چلا کر واپسی کی طرف گامزن تھا اب ماں باپ سے سوال کرنے تھے اسے۔۔۔۔ آنکھیں بار بار دھندلا جاتیں۔۔۔ وہ بائیک روکتا ہیلمٹ اتار کر آنسو صاف کرتا پھر اسی اسپیڈ پر چل پڑتا۔۔۔۔۔

******

طویل سفر کر کے وہ اسے اس سبز حویلی میں لائے تھے۔۔ جہاں بڑے سے گیٹ پر بڑے ہی خونخوار شکل والے دو پہرے دار کھڑے تھے جنہوں نے دیکھتے ہی بڑا اسلیٹی گیٹ کھول دیا تھا۔۔۔۔ شہر کی بھاگتی دوڑتی زندگی سے وہ ایک دم ہی اس خوفناک سی حویلی میں آ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ ایسا خوفزدہ سناٹا فضا میں چھایا ہوا تھا کہ ازناشاہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر سرایت کر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار اپنی قسمت پر روتی ہوئی نیچے اتری۔۔۔ ابھی وہ سیدھی کھڑی بھی نہ ہو پائی تھی کہ۔۔۔۔ ناجانے کہاں سے تیر کی طرح ایک لڑکی اس پر جھپٹ پڑی اس کے بال نوچ گھسوٹ گئی اس کے چہرے پر طمانچے مارنے لگی۔۔۔۔ ازناشاہ تو پہلے ہی زلزلوں کی زد میں تھی اس پر یہ آفت وہ ایک دم ہی ڈھے گئی اس کے نیچے گرنے سے بھی وہ لڑکی رکی نہیں تھی اسے لاتے مارنے لگی۔۔۔۔ کبھی اس کے چہرے پر تو کبھی پیٹ اور کمر میں۔۔۔۔ اس کے چہرے سے خون رسنے لگا۔۔۔۔ ایک زوردار لات اس کی ناک پر پڑی اور اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے

۔۔۔آنکھوں کے آگے ناچتے ستاروں کے بیچ ایک چہرا نمودار ہوا تھا بس ایک شخص کا چہرا رشوان شاہ اور وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

ارداشیر جو نکاح ہوتے ہی اپنی گاڑی میں بیٹھ کے زن سے گاوں کے لیے نکل گیا تھا۔۔اپنے کمرے میں مضطرب سا ٹہل رہا تھا اس کی بیوی رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی۔۔۔اسے دلاسے دے کر ابھی نیند کی گولی دے کر سلایا ہی تھا۔۔۔اب ایک دم شور سے وہ نیچے بھاگ آیا۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے طوبہ" وہ دھاڑا تھا چاچا سائیں تو اتر کے کب کے اندر جا چکے تھے انہیں تو اس سے فرق نہیں پڑتا تھا ونی کے ساتھ جو مرضی سلوک کیا جائے۔۔۔۔وہ تو یہاں لائی ہی بدلے کی نیت سے گئی تھی۔۔۔

"یہ لڑکی اس کا بھائی قاتل ہے میرے علی شر کا،،، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی" وہ نفرت سے پھنکار رہی تھی وہ آگے بڑھا اور طوبہ کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور اسے گھسیٹتا ہوا اس سے دور کیا

"تمہارا دماغ صدمے میں ہے طوبہ۔۔۔۔وہ بے قصور تھا۔۔۔جو ہوا وہ سب ایک حادثہ تھا،،،مجھے کم سے کم تم جیسی پڑھی لکھی لڑکی سے ایسے جاہلانہ رویے کی امید نہیں تھی" وہ طوبہ کو سخت نظروں سے دیکھتا بولا تھا طوبہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔سگے بھائی کے قاتل سے کیسی ہمدردی کونسا رحم۔۔۔

"رقیہ اسے آخری کمرے میں لے جاو۔۔۔اور اس کی مرہم پٹی کرو۔۔۔۔کھانے کا انتظام کرو،،،میرے علاوہ اس کے کمرے میں کوئی نہیں جائے گا،،،، سمجھ رہی ہو کوئی نہیں کا مطلب کوئی نہیں۔۔۔۔۔ قاسم اگر مجھے علم ہوا کہ کوئی اس کے کمرے میں گیا ہے تو تمہاری قبر میں یہی کھودوں گا" وہ رقیہ کو حکم دیتا اپنے ملازم قاسم سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔ایک نگاہ نیچے گرے وجود پر ڈالی جس کی چادر اس کا منہ ڈھانپ گئی تھی اور سفید چادر اب خون سے سرخ ہو چکی تھی

"جی اداسائیں جو حکم" وہ سر ہلا کر اس لڑکی پر جھک گئ

طوبی تو صدمے سے ارداشیر کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

وہ اسے گھسیٹتا اندر لے آیا۔۔۔طوبی کے اندر کی آگ کہاں بجھی تھی ابھی۔۔۔ارداشیر اس کو سمجھانے لگا مگر وہ شکایتی نظروں سے اسے دیکھتی رہی

۔۔۔"اداسائیں معاف کرنا لیکن آپ اس حویلی کے سائیں بننے کے لائق نہیں ہیں۔۔۔وہ تو بس ایک ہی تھا علی شر بابا کے بعد وہی قابل تھا اس حویلی کا سائیں بننے کا۔۔۔آپ نے اس لڑکی سے اس لیے نکاح کیا تھا کہ اس سے ہمدردیاں نبھائے۔۔۔۔آج مجھے آپ سے بے حد نفرت محسوس ہو رہی ہے نا جانے ادی نے کیا دیکھا آپ میں جو آپ سے شادی رچالی۔۔۔آپ اس حویلی کو اندھیروں میں دھکیل دے گے ارداشیر لاشاری بلوچ" وہ پھنکاری تھی۔۔۔۔

۔۔۔"تمہیں اس حویلی کے کس حصے میں روشنی نظر آتی ہے۔۔۔مجھے یہاں گھنگھور اندھیرا نظر آتا ہے۔۔۔ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا طوبی یہاں۔۔۔آنکھیں کھول کر دیکھو گی تو اندھیرے میں کئی لاشے نظر آئے گے۔۔۔کان کھول کر سنوں گی تو کئی آہیں سنائی دے گی۔۔۔لیکن تم لاشاری بلوچ کی بیٹی ہو بالکل ان ہی کی طرح اندھی اور بہری۔۔۔"وہ کسی کرب سے بولا تھا۔۔اس نے سب دیکھا تھا اس حویلی کا ہر راز دفن تھا اس کے دل میں۔۔۔طوبی اس کے نفرت سے دیکھتی

اپنے کمرے میں چلی گئ۔۔۔۔۔یہ خبر اڑتی اڑتی چاچا سائیں کے پاس پہنچ گئ کہ اردا شیر کا رویہ بہت رحمانہ ہے اس لڑکی کے ساتھ ان کے تو تن بدن میں آگ لگ گئ۔۔۔۔

رات کے گیارہ بجے حاضری چاہی اور اس کی خبر لے ڈالی

اردا شیر نے ان کی کسی بھی بات پر کان نہیں دھرے چپ چاپ کھڑا ان کے لفظوں کے تیر اپنے سینے پر لیتا رہا۔۔۔جب وہ بہت بول چکے تو حکم دینے لگے کہ لڑکی ان کے سامنے لائی جائے

"وہ لڑکی میری ملکیت ہے چاچاسائیں اس پر ہر طرح کا جارحانہ رویہ میں ہی کروں گا۔۔۔سب بدلے میں لوں گا اس سے آپ بے فکر رہے دھان پان سی لڑکی ہے کہی مر ور جاتی اس لیے طوبی کو روکا تھا میں نے ۔۔۔ابھی تو بہت کچھ سہنا ہے اس نے،،ابھی تو کئی بدلے لینے ہیں ہم نے "وہ ان کو ٹالنے کو بولا تھا جانتا تھا اگر لڑکی کو ان کے حوالے کر دیا گیا تو وہ اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ دے گے یہی تو دیکھتا آ رہا تھا وہ بچپن سے ۔۔۔اسے نفرت تھی اس ماحول سے اس حویلی کی گھٹیا رسومات سے۔۔۔اس حویلی کی نہ ختم ہونے والی جاہلانہ رواج سے۔۔۔اس کا بس جلتا تو وہ آگ لگا دیتا اس حویلی کو اور اس کے جاہل لوگوں کو جو کسی کی زندگی تباہ کر کے پر سکون ہوتے تھے....

چاچاسائیں اس کے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا۔۔۔لاشاری بلوچ جانتا تھا اردا شیر بس اسے بہلا رہا ہے انہوں نے اپنے شیطانی دماغ میں ایک منصوبہ تیار کر لیا لیکن اس پر عمل کچھ دن بعد کرنا تھا۔۔۔۔۔

******

وہ ہائی اسپیڈ میں بائیک بھگا رہا تھا۔۔۔۔تنے ہوئے اعصاب سرخ آنکھیں لیے وہ اس دنیا میں تھا ہی نہیں بس خالی ہائی وے پر اکیلا تنہا چلا جا رہا تھا کہ دور کہیں فجر کی آذان اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے بائیک کی اسپیڈ کم ہوتے ہوتے رک گئی تھی۔۔۔ا۔۔۔۔آذان کے الفاظ غور سے سن رہا تھا۔۔۔۔

"حی اعلی ال فلاح "

"آؤ کامیابی کی طرف "

سن کر اس پر رونگھٹے طاری ہو گئے تھے جھٹکے سے جھکا سر اٹھا کر تاروں بھرے آسمان کو دیکھنے لگا

"یا اللہ میں نے آج تک جب سے ہوش سنبھالا تب سے ایک نماز نہیں چھوڑی میرے رب ایک روزہ نہیں چھوڑا،، کبھی اپنی نمازوں کو قضا نہ کیا۔۔۔ کبھی کوئی ایسا عمل نہ کیا جس سے تو ناراض ہو یا کسی کی دل آزاری

ہو۔۔۔اپنے ماں باپ کی فرمابرداری کی۔۔۔ کبھی کسی کی بددعا نہ لی پھر یہ بددعا کہاں سے لگ گئی مجھے رب ۔۔۔تو نے وہ کیوں چھین لیا مجھ سے جس کے بغیر میری زندگی سفر (زیرو) ہے میں نا اہل۔۔۔ناکارہ ہو" وہ روتے ہوئے رب سے شکوہ کررہا تھا۔۔۔۔۔ کہ اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا وہ ایک دم پلٹا تھا ایک بزرگ سفید داڑھی نورانی چہرا سرمئی شلوار قمیض میں ملبوس کھڑے مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔

"آو بچے ناکامی سے کامیابی کا سفر طے کرتے ہیں" وہ اس کا کندھا تھپتھپا کے بولے تھے وہ ان کے پیچھے چل دیا۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر مسجد کی طرف رخ کیا اور اندر چلا گیا..... جا کے وضو کیا اور صف اول میں کھڑا ہوا ابھی نمازی آنا شروع ہوئے تھے اور وہ نہ جانے کونسی نمازیں ادا کررہا تھا بلکتا ہوا۔۔۔ پھر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے لگا نماز پڑھ کے جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اپنے خالی ہاتھ اور خالی دل سے وہ ہاتھوں کو دیکھتا رہ گیا اور پھر بلک بلک کر رو دیا وہ بارگاہ الہی میں نا جانے کب تک روتا رہا۔۔۔۔ مسجد خالی ہونا شروع ہو گئی تھی نمازی واپسی اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے۔۔۔ کچھ نے اس ٹوٹے ہوئے شخص کو رک کر دیکھا ضرور تھا جو شاید اپنی قیمتی چیز گنوا آیا تھا

۔۔۔۔اب مسجد میں ایک دو لوگ ہی تھے پر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس کے پاس آ کر اسے دلاسہ دیتا۔۔۔۔

وہ روتا رہا کرلاتا رہا اس کی ہچکیاں بندھ گئ ہلکی ہلکی روشنی ہونے لگی مسجد کی کھلی چھت سے ہلکی سی روشنی جھلکنے لگی تب ہی وہی بزرگ سرمئ رنگ کے کپڑوں میں سر پر ٹوپی جمائے ہاتھوں میں تسبیح لیے اس کی طرف آ گئے۔۔۔۔۔نورانی چہرا۔۔۔۔سفید داڑھی سرخ ہونٹ۔۔اور ان ہونٹوں پر پھیلا سکون بخش تبسم ۔۔۔۔پر سکون چہرا۔۔۔۔۔

"صبر کرو میرے بچے صبر کرو وہ رب بہت رحمان ہے۔۔۔اس سے صبر مانگو وہ عطا کرنے والا ہے۔۔۔ "بزرگ اس کے کندھے پر ہاتھ سے دباو ڈال کر اس سے بولے تھے پھر اس کے برابر ہی بیٹھ گئے۔۔۔۔وہ انہیں دیکھنے لگا

"صبر کیسے آئے گا۔۔۔بابا جی۔۔۔"وہ انہیں اپنی لہو رنگ آنکھوں سے دیکھتا بولا تھا

"کیا لٹا آئے ہو بچے"بزرگ اس کی پشت سہلاتے شفقت سے پوچھ رہے تھے

"اپنی متاع حیات۔۔۔"وہ دھیمے سے بولا آنسو اب بھی جاری تھے

"تم اللہ سے سکون مانگو وہ دے گا،،،اپنے گناہوں کی توبہ کرو اپنے رب سے۔۔۔۔جو چلا گیا اس پر صبر کرو اللہ کی چیز تھی اللہ نے تم سے لے لی۔۔"بزرگ اس کی پشت مسلسل تھپک رہے تھے پر شفقت انداز ہونٹ ہلکے سے مسکراتے ہوئے ہمت بندھاتا ہوا لہجہ۔۔۔۔

"کوئی مر جائے تو شاید صبر آجائے لیکن کوئی زندہ ہو اور جانتا ہو آپ زندگی ہو کسی کی پھر بھی چھوڑ جائے تو صبر کرنے کا حوصلہ کہاں سے لاوں" وہ آزردگی سے بول رہا تھا رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھی آواز بھاری ہو رہی تھی۔۔۔

"اس سے مانگو وہی تو ہے جو عطا کرنے پر آئے تو تخت و تاج سے نواز دیتا ہے جو اس نے لے لیا۔۔۔وہ تمہارا تھا ہی نہیں۔۔۔اس پر رونے سے کیا فائدہ۔۔۔مگر رب کے آگے جھکنے سے وہ تمہیں اس سے بہتر سے نوازے گا" وہ اس کا بازو سہلا رہے تھے۔۔۔۔

"اس سے بہتر کچھ نہیں مولوی صاحب وہ بہترین تھی وہ متاع تھی میری مجھے وہ ہی چاہیے" وہ بچوں کی طرح ضد کرتا رونے لگا مولوی صاحب اس کی پشت تھپکتے اس سنبھالنے لگے پھر اس کا ضدی پن دیکھ کر مسکرا دیے

"جو چلا گیا ہے اللہ اسے ہی بہترین بنا کر تمہیں دے دے گا بس تم اس کے آگے جھک جاو" نا جانے کیوں وہ اسے ایک عجیب سی دعا دے گئے تھے۔۔۔وہ لڑکا ان کو بہت معصوم، سادہ اور پاک سا لگا تھا اس لیے وہ دل سے اس کے لیے دعا گو تھے۔۔۔۔

"آپ کو اتنا کامل یقین کیسے ہے رب پر،، کہ وہ لوٹا دے گا۔۔۔" اس نے سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا وہ تو خود ڈگمگا رہا تھا ان کی دعا سن کر انہیں دیکھنے لگا

"یقین کے قابل صرف رب کی ذات ہے بیٹا۔۔۔ جب میرا آسرا،، سہارا وہ رب ہے اور یقین امید کی دوڑ اس سے جڑی ہے تو یقین کامل ہو ہی جاتا ہے۔۔۔ جب خالی ہاتھ اس کی بارگاہ میں اٹھاتا ہوں تو اس یقین کے ساتھ کہ جس میں میری بہتری ہے وہ ضرور عطا کرے گا۔۔۔۔۔ وہ نہ بھی ملے جس کی خواہش آج تمہارے دل میں پنپ رہی ہے تو یہ بھی ممکن ہے میرا رب تمہارا دل موڑ دے،،،، اس سے بہترین عطا کیا جائے گا۔۔۔ اکثر ہمارا دل جس چیز کے لیے ہمکتا ہے۔۔۔ وہ ہمارے لیے بہتر نہیں ہوتی۔۔۔ ہمارے حق میں نہیں ہوتی۔۔۔ رب کی آزمائش لازم ہے مسکرا کر حوصلے سے سامنا کرو،،، وہ اپنے پیاروں کو کبھی دے کر آزماتا ہے اور کبھی لے کر" وہ اسے سمجھا رہے تھے ان کے ہونٹوں پر پر سکون سی مسکراہٹ تھی ۔۔۔

"،،، اس سے بہتر آہ" اس نے ایک سسکی بھری تھی" اس سے بہتر کچھ نہیں وہ بہترین ہمسفر تھی۔۔۔ اس سے بہتر کی تلاش نہیں۔۔۔" وہ ٹوٹے لہجے میں بول رہا تھا مولوی صاحب اسے دیکھ کر تاسف سے سر ہلانے لگے

"سنا ہے دعا نصیب بدل دیتی ہے کیا یہ سچ ہے یا وہی ہوتا ہے جو نصیبوں میں لکھ دیا جاتا ہے ایک بار" وہ آس سے پوچھ رہا تھا اپنے اللہ پر ہر حال میں یقین تھا اسے لیکن اس پل وہ اتنا بکھرا ہوا تھا کہ عجیب عجیب سے سوال کر رہا تھا۔۔۔۔

"بالکل سہی سنا ہے دعا مقدر کو بہتر بناتی ہے" بزرگ سر ہلاتے بولے تھے۔

"مگر وہ تو اب میری دعا کے بعد بھی مجھے نہیں ملے گی وہ کسی اور کی زوجیت میں چلی گئی ہے" وہ بے قراری سے ان کے ہاتھ تھامتا اس پر اپنا ماتھا ٹکا کر رو پڑا۔۔۔۔ بزرگ حیران رہ گئے تو محبت کا زخم کھا کر آیا ہے۔۔۔۔ وہ اس پاگل کو دیکھنے لگے جو کسی اور کی بیوی کو اپنی دعاوں میں مانگنے آیا تھا۔۔۔۔

"تم لاحاصل کے پیچھے بھاگ رہے ہو بیٹا،،، تم اس ذات سے لو لگاو اور دیکھو وہ کیسے نوازتا ہے تمہیں ۔۔۔۔ لاحاصل کے پیچھے لپکنے والے اکثر خالی ہاتھ رہتے ہیں اور تمہارا حاصل یہ ہے،،، یہ تمہیں مکمل کرے گا۔۔۔۔ تمہاری ذات کی ہر کمی یہ پوری کرے گا" انہوں نے کچھ فاصلے پر رکھا قرآن اٹھا کر اس کے آگے رکھ دیا تھا اور خود اٹھ کر چلے گئے وہ قرآن کو کھول کر پڑھنے لگا آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔۔۔۔ چاہت اب بھی وہی تھی خواہش اب بھی وہی کے وہی تھی صرف رب پر کامل یقین رکھنا تھا

ثابت قدم رہنا تھا۔۔۔ سورج کی کرن اب قرآن کے حروف پر جگمگا رہی تھیں

حسبا ان اللہ و نعم الو کیل

"ہمیں اللہ ہی کافی ہے" اس آیت کو اس نے بارہا پڑھا تھا وہ حروف آنکھوں میں جم سے گئے تھے۔۔۔

****

****

ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر وہ پانچوں اوپر جانے والے روڈ کی سیدھ میں چل رہے تھے ذیشا کے ہاتھ میں کارڈ دبا تھا پھول آہل نے پکڑے ہوئے تھے اور چاکلیٹس امبر نے دبوچ لی تھی علی اسکے ساتھ قدم ملائے چل رہا تھا وہ سب کچھ فاصلہ تہہ کرنے کے بعد ایک چھوٹے سے پہاڑ کے سائے میں فٹ پاتھ کی باؤنڈری پر بیٹھ گئے تھے,,ان کی یونیورسٹی پہاڑوں کو کاٹ کے بنائی گئ تھی۔۔۔گرمی کی شدت سے سفید رنگ لال سرخ ہو چکا تھا علی نے ایک نظر مڑ کر سورج کی طرف دیکھا تھا جو پورے آب و تاب پر تھا پھر پلٹ کر ذیشا کو دیکھا تھا وہ آگے بڑھ کر سورج اور اس کے بیچ کھڑا ہو گیا تھا اور اپنی ذات کے سائے کے حصار میں اسے لے لیا،،ذیشا نے لمبی سانس خارج کر اپنا سانس بحال کیا تھا پھر ہاتھ میں دبوچا کارڈ کھولا تھا

"شش چپ ہو جاو جب تک میں پڑھوں گی بیچ میں کوئی نہیں بولے گا اپنے زریں خیالات سے کارڈ ختم ہونے پر نوازا جائے اوکے "اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی سب نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا

اسلام و علیکم آج ہلکے پیلے رنگ میں خوبصورت نہیں "لفظ خوبصورت کو کاٹا ہوا تھا

"حور لگ رہی ہو تم اب سوچ رہی ہو گی خوبصورت لفظ کیوں کاٹا ہوا ہے کیونکہ تمہارے لیے خوبصورت کا لفظ بہت بے معنی لگتا ہے مجھے "وہ زور سے ہنسی تھی اور نظریں اٹھا کر اپنے اوپر جھکے علی کو دیکھا تھا توقع کے مطابق اس کے چہرے کے زاویے بگڑ رہے تھے

۔۔"اس نے حور دیکھی ہے کیا جو تمہیں حور کہہ رہا ہے مجھے تو یہ کوئی پاگل ہی لگتا ہے "یمنہ مسکرا کر بول رہی تھی جب ذیشا کی گھوری سے وہ ایک دم چپ ہو گئی۔۔۔۔

"تم حوروں جیسی ہو جب جنت میں جاوں گا تو اللہ سے کہوں گا میرے رب مجھے یہ ستر حوریں نہیں چاہیے مجھے بس تم چاہیے ہو" ذیشانے برا سامنہ بنایا تھا اور باقی دھیمی دھیمی سی ہنسی ہنس رہے تھے اس نے دوبارہ پڑھنا شروع کیا تھا

"اسے اتنا یقین کیسے ہے کہ یہ جنت میں ہی جائے گا کمینہ " علی کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا اس کی بات سے

"تمہیں اتنا یقین کیسے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا،،، ہو سکتا اس کا ایک عمل جو رب کو پسند آجائے وہ اسے جنت میں لے جائے،،،" وہ ابرو اچکا کر بولی تھی۔۔۔ گھنی موچھوں والا شخص کا ڈمپل گہرا ہوا تھا۔۔۔ آج بھی اس کی ہر بات وہ سن رہا تھا۔۔۔ آنکھیں بند کیے جذب سے۔۔۔ اس کے خیالوں میں ڈوبا اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔۔۔

"چپ کر کے پڑھو تم" علی نے ایک گھوری سے اسے نوازا تھا اور پھر سے شروع ہو گئ

" آج ایک شکایت کرنی ہے تم سے جانتا ہوں حق نہیں مجھے پر کہنا ضروری تھا،،" ذیشا نے ایک ابرو اچکایا تھا

"میں محبت کا دعویدار رہوں تمہاری۔۔۔ مجھ سے پیار نہ کرو پر میری محبت کا احترام تو کرو،، یہ جو تم زور لگا کر میرے کارڈ اونچا اونچا پڑھتی ہو اور پھر تم سب دوست مل کر مذاق اڑاتے ہو یہ کہاں کی اخلاقیات ہے کسی کی محبت کا مذاق ایسے جناتی قہقہوں سے اڑاو"

پہاڑوں کے بیچ بیٹھی ذیشا آج بھی کارڈ ہاتھ میں لیے زور زور سے پڑھ رہی تھی اس کے ساتھ بیٹھے وہ چاروں سن کر قہقہ لگا کر ہنس رہے تھے اور وہ جو اس پر ابر بنا کھڑا تھا اس کے ہونٹوں پر بھی جاندار مسکراہٹ تھی ہنس تو وہ بھی رہی تھی لیکن کارڈ کی یہ تحریر اس کے دل پر لگی تھی آج۔۔۔

"ارے بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی، محبت بھی کرتے ہو اور رسوا ہونے سے بھی ڈرتے ہو، جب محبت کر رہے تھے تب کیوں نہ بدنامی کا خوف ہوا اب مذاق اڑتا ہے تو برا مناتے ہو، اچھا آج تم ہمت باندھ لو میرے چیتے اور سامنے آ جاؤ میرے پھر وعدہ کرتی ہوں مذاق نہیں اڑاؤں گی کبھی"

وہ کھڑی ہوئی تھی اور ادھر ادھر دیکھ کر چیخ چیخ کر بولی تھی نظریں ابھی بھی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی پھر آخری جملہ قدرے آہستہ بولی تھی

"ایسے جوتے لگاؤں گی کہ سارے بال اتر جائے گے تمہارے۔۔۔ محبت کا بھوت سارا کا سارا بھاگ جائے گا" ہونٹ بھینچ کر یہ جملہ ادا کیا تھا

جس پر آہل، یمنہ اور امبر نے مشترکہ قہقہ لگایا تھا اور علی کے ماتھے پر بل نمودار ہو گئے تھے

"میرا چیتا کسے کہا ہے پاگل ہو گیا" "وہ تیوری چڑھا کر اس کا رخ اپنی طرف موڑتا بولا تھا۔۔۔

"سشش چپ کرو تم،، ایک تو تمہیں ہر بات میں بولنا ہوتا ہے" وہ اسے جھڑک گئ تھی ہر بار وہ کارڈ پڑھتی تھی اور جو باتیں وہ لوگ آپس میں کرتے تھے اگلی دفعہ کارڈ میں ان سب باتوں کا ذکر ہوتا تھا تو ذیشا کو لگا تھا کارڈ بھیجنے والا کہیں آس پاس ہی ہوتا ہے اسی لیے آج ان پہاڑوں کے بیچ بیٹھے تھے پھر بھی اسے یقین تھا کہ وہ یہی کہیں چھپا ہو گا

"کیا بولے جا رہی ہو یہاں کوئی نہیں ہے کس سے بول رہی ہو" امبر نے ارد گرد کا جائزہ لیتی ذیشا کا کندھا ہلایا تھا

"ہے تو یہیں کہیں بس ہمیں نظر نہیں آتا ہم لوگ سہی سے ڈھونڈتے نہیں ہیں اسے شاید" وہ کھوجتی نظروں سے بولی تھی

"وہ کیا مسٹر انڈیا ہے جو نظر نہیں آتا" امبر نے تمسخر اڑاتے کہا تھا

"ہاہاہاہا مسٹر انڈیا جیسی شہہ ہوتی بھی ہے کیا" آہل نے قہقہ لگایا تھا اور ایک زوردار ہاتھ علی کے کندھے پر مارا تھا جس نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تھا آہل ایک پل میں سیریس ہو گیا تھا

"مسٹر انڈیا تو نہیں،،وہ تو لگتا ہے محبت کا سوالی ہے بس پر یہاں پر بھی مکان کرائے کے لیے خالی نہیں ہے کا بورڈ لگا ہے" ذیشا پہاڑ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتی ہوئی بولی تھی

"مکان؟؟وہ کرائے پر گھر مانگ رہا ہے کیا تم سے "یمنہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا

آہل نے فلک شگاف قہقہ لگایا تھا وہ مسخرا تھا زیادہ دیر سیریس نہیں رہ سکتا تھا

" مکان، مطلب دل کی بات کر رہی ہے یہ بُدھو" علی نے جل کر کہا تھا

"اوہ اچھا میں سمجھی کرائے کے گھر کا مطالبہ کر رہا ہے وہ، جبکہ اس کے ایک کارڈ میں بھی ایسا کچھ نہیں پڑھا جہاں کرائے کے گھر کا مطالبہ کیا ہو اس نے "یمنہ سر ہلاتے ہوئے بولی تھی جس پر علی نے منہ میں کچھ بڑبڑایا تھا اور نظریں ذیشا پر جما لی تھیں

"کرائے کے گھر کے لیے تو کرائے دار ایک سال کا ایگریمنٹ کرتا ہے پر دل میں ایک دفعہ کوئی کرائے دار آجائے تو پھر مالک مکان ایڑھی چوٹی کا زور بھی لگالے تو کرائے دار گھر خالی نہیں کرتا اور یہاں کوئی ایگریمنٹ بھی نہیں چلتا کہ ایگریمنٹ دکھا کر دھمکالیا جائے کرائے دار کو" آہل نے اپنی فلاسفی جھاڑی تھی امبر منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی اور علی نے ایک تیز نظر اس پر ڈالی تھی جس دن یہ منحوس کارڈ آتے تھے اس سارا دن اس کا موڈ خراب رہتا تھا۔۔

"اُف خدایا چپ کر جاو تمہاری باتوں سے مجھے واقعی لگ رہا ہے جیسے وہ کسی گھر کا مطالبہ کر رہا ہے" ذیشا جھنجھلا کر بولی تھی پھر کارڈ کے تین ٹکڑے کر دیے تھے

"پورا تو پڑھ لیتی یار" یمنہ صدمے سے چیخی تھی

"بس پڑھ لیا جتنا کافی ہے" اس نے کارڈ کے ٹکڑے علی کی طرف بڑھائے تھے

Urdu Novels Ghar

"سنو یہ ڈسٹ بن میں پھینک دینا""

"خود پھینک دو" وہ جلا بھنا سا بولا تھا

"تو کیا تم اپنے رقیب سے جل رہے ہو جب کہ میرا دل بالکل بھی اس کی طرف راغب نہیں" وہ جانچتی نظریں اس پر مرکوز کرکے مسکراتی ہوئی اس کے کان میں سرگوشی کررہی تھی

"جانتا ہوں پر میں نہیں پھینک رہا..... پھینک دو خود جاکے نا جانے تم پڑھے بغیر کیوں نہیں پھینک دیتی ہو ہر بار پڑھنا ضروری ہے کیا" وہ تپ کر بولا تھا

" پڑھنا ضروری ہے،،، محبت کا جواب محبت سے نہ بھی دوں تو مجھ پر فرض ہے کہ احترام کرو اس کی محبت کا اب سے کبھی خود سے ڈسٹ بن میں نہیں پھینکوں گی یہ عہد کرلیا ہے اپنے آپ سے پر کوئی اور پھینک دے تو کوئی مضائقہ نہیں" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی پھر کندھے اچکائے۔۔۔

۔پھولوں میں لگی چھوٹے سی ڈیوائس سے ان کی ساری باتیں گھنی مونچھوں والے شخص تک پہنچ رہی تھیں اس کے لبوں پر بے اختیار ہی بڑی جاندار مسکراہٹ آئی تھی اگر وہ جان جاتی کہ ان کی سب باتوں کا علم اسے کیسے ہوتا ہے تو کبھی اس طرح نہ کہتی

"لاو ہٹو ادھر دو میں خود ہی پھینک دوں۔۔اب یہ پھینک ہی دو تو بہتر ہے وہ تمہیں مجھ سے چھین نہ لے کہیں" اس کی بات سن کر علی کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی حیرت در آئی تھی چیل کی تیزی سے اس کے ہاتھ سے وہ منحوس کارڈ چھینا تھا

"مجھے" ذیشا نے انگلی اپنے سینے پر رکھی پھر اس کے سینے پر

تم سے کوئی نہیں چھین سکتا جب تک میں نہ چاہوں ویسے تمہارے لئے بھی کہاں ہاں کی ہے میں نے اب تک" کندھے اچکا کر شاہانہ انداز میں کہا تھا آہل کی ہنسی چھوٹ گئ علی نے ایک زہریلی نظر اس پر ڈالی تھی جس پر وہ گڑبڑا تا سر جھکا گیا تھا امبر چاکلیٹ کا پیکٹ کھول رہی تھی جسے ذیشا نے جھپٹ لیا تھا

"نہیں کی تو کردو گی جانتا ہوں، پر آج اس کا کارڈ پڑھ کر لگ رہا ہے تم بدل رہی ہو دل سے دغا کر رہی ہو" وہ یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا

" توبہ کرو محبت نہ ہو گئ ونڈو شاپنگ ہو گئی۔۔یہ نہین وہ دکھائے۔۔وہ نہیں یہ دیکھائے۔۔۔" ذیشا نے قہقہ لگایا تھا

"[1] محبت روز بدلنے والی چیز نہیں جب ہو گی بس تم سے ہو گی یقین مانو جب بھی کروں گی تم سے کروں گی یہ عہد کیا ہوا ہے خود سے باقی سب کو ٹاٹا بائے بائے" پر یقین سے لہجے میں کہا گیا ساتھ ہی مقابل کی آنکھوں میں جھانکا جہاں چار سو چالیس والٹ جیسی چمک نمودار ہو گئ تھی اس کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ بھی ایک گہری مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتی واپس ڈیپارٹمنٹ کی طرف مڑی تھی

کانوں میں ائیر پیں لگائے شخص کا خوبصورت چہرا اجل اٹھا تھا اس کا آخری جملہ سن کر سفید رنگت غصے سے سرخ ہو گئ تھی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی اس نے کان سے ائیر پیں نکال کر پھینکا تھا

"یار ایک چاکلیٹ تو کھانے دو اسے کیا پتہ چلے گا" امبر نے مسکین سی شکل بنا کر کہا تھا

"میں کسی اجنبی کی دی ہوئی چیز حرام جانتی ہوں خود پر سمجھی" اس نے اسے گھوری سے نوازا تھا

"تم نہیں کھا رہی میں کھا رہی ہوں نا" امبر ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ لینے لگی تھی جب اس نے ڈبہ کمر کے پیچھے کر لیا یمنہ نے پیچھے سے ڈبہ اچکنا چاہا تو وہ آگے کر گئی پھر علی سے بولی۔۔۔

"سنو ان کو میری طرف سے کوئی برینڈڈ چاکلیٹس کھلا دینا یار،، یہ تو ہمیشہ کی طرح ڈسٹ بن کی زینت بنے گی" وہ علی کو حکم دیتی ہاتھ میں دبائی چاکلیٹ کے ڈبے کو ہوا میں اچھالتی کیچ کرتی بولی تھی اس کی بات پر علی نے سر ہلایا تھا

"رزق کا ضیاع اچھی عادت نہیں اللہ ناراض ہو جائے گا" امبر جل کر بولی تھی اس کے تیز تیز چلتے قدم تھم گئے تھے اور لبوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی جھٹکے سے مڑی تھی گہری نظر امبر پر ڈالی اور سر ہلایا تھا ڈیپارٹمنٹ پہنچ کر پھول اور کارڈ آہل نے ڈسٹ بن میں پھینکے تھے

امبر کی نظر اب تک ڈبے پر جمی تھی جو ذیشا کے ہاتھ میں تھا

اس کا رخ چیئر مین آفس کی طرف تھا۔۔۔ وہ سب اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے تھے اس نے باہر کھڑے چپڑ اسی کی طرف چاکلیٹ باکس بڑھا دیا اس نے سوالیہ نظروں سے تھاما تھا تو اس نے بڑی گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا

"اس کی منگنی کی خوشی میں" آہل کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی جو کہ کچھ فاصلے پر تھا اور اس کی بات سن نہیں سکا تھا

چڑا اسی آہل کے قریب آنے پر اسے مبارک باد دینے لگا آہل نے تعجب سے اسے دیکھا تو پٹے والے نے اسے جو بتایا اس کا دماغ گھوم گیا پیچھے مڑ کر دیکھا وہ چاروں اب غائب تھے

"یہ کیا بکواس کر آئی ہو وہاں اب سب کو پتہ چل جائے گا عروج کو کون جواب دے گا" وہ کلاس میں بیٹھی تھی جب آہل اس کے سر پر آکر چیخا تھا

"یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں ہر بار میں ہی بچنے کے طریقے بتاوں تمہیں تم کیا دماغ اللہ میاں کے پاس ہی چھوڑ آئے ہو" کندھے اچکاتی بولی تھی آہل نے ایک نظر علی پر ڈالی تھی اس کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ ناچ رہی تھی

"خدا کی قسم اگر تمہارا اس سے کوئی رشتہ نہ ہوتا تو پہلا اور آخری قتل میں تمہارا کرتا اور قتل کر کے مجھے کوئی شرمندگی نہ ہوتی یقین جانو" وہ علی کی طرف اشارہ کرتا ذیشا سے بولا تھا وہ ایک دل جلانے والی مسکراہٹ سے اسے نوازتی بولی

"یہ پدی اور یہ پدی کا شوربا او نہوں۔۔۔اسے تم بیچ میں نہ لاو۔۔۔ تمہیں تو میں بس اپنے بیسٹ فرینڈ کے دوست ہونے کی وجہ سے برداشت کرتی ہوں۔۔۔ تم تو ابھی اس کی زندگی میں شامل ہوئے ہو اس کے حوالے کے بغیر بات کیا کرو مجھ سے اس کا پہلہ رشتہ مجھ سے ہے۔۔۔ میرے ایک حکم پر تمہارا سر قلم کر دے گا" وہ چڑانے والے انداز میں دعوے سے بولی تھی

"میرا پہلا ہی نہیں ہر رشتہ بس تم سے ہے" علی اس کے کان میں گھسا سرگوشی میں بولا تھا،،، آہل چراغ پا ہوتا اسے دیکھتا گیا۔۔۔ علی نے آہل کو کالر سے تھام کر پیچھے سیٹ پر بٹھایا تھا اس نے ایک شرمندہ کرنے والی نظر علی پر ڈالی تو وہ مسکرانے لگا

❊❊❊❊❊

سلمان شاہ کراچی ہو آئے تھے لیکن وہ انہیں کہیں نہ ملا۔۔۔انہوں بے چین سے پوراحیدر آباد چھان مارا لیکن وہ نہ ملا۔۔آخری گھر رشوان کے دوست ملک کا تھا۔۔۔جو ان کی بات سن کر سلمان شاہ کے ساتھ ہو لیا تھا

ملک کل رات سے ان کے ساتھ تھا۔۔۔ہر جگہ جہاں وہ جا سکتا تھا وہ لوگ ڈھونڈ چکے تھے اور جب گھر واپس آئے تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔اور وہ گھر کے باہر لان اور لاونج کے دروازے کے زینے پر بیٹھا ملا

"کہاں گئے تھے تم ساری رات ہو گئی ہمیں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے" سلمان شاہ اس کا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولے تھے

"میں۔۔۔میں۔۔۔اس کی خوشبو ڈھونڈنے" وہ خلاوں میں دیکھتا بولا تھا

"کیا بکواس کر رہے ہو" ملک نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور گھسیٹتا ہوا اندر لاونج میں لایا تھا۔۔۔فریال جو لاونج میں ہی جاء نماز پر بیٹھی اس کی خیریت کی دعائیں مانگ رہی تھیں جھٹکے سے اس کی طرف لپکی اور اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

"بابا مجھے بتائے پلیز وہ کہاں ہیں،،، کس سے شادی ہوئی ہے اس کی،،،" وہی کرلاتا بلکتا لہجہ۔۔۔سلمان شاہ نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔فریال نے اس کے سینے سے سر اٹھایا تھا

Urdu Novels Ghar

"تم اس کی خوشبو کے پیچھے گئے تھے نا تو ملی نہیں وہ تمہیں۔۔۔اسہ خوشبو سے پوچھو۔۔"ملک نے سخت طیش میں طنز کیا تھا اور ایک وہ تھا جسے کوئی آواز ہی نہیں آئی تھی

"وہ بیوفائی کر گئی ہے تمہارے ساتھ "ملک سفاکی سے بولا تھا۔۔۔وہ ابھی حقیقت سے آگاہ نہیں تھا۔۔۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو بیوفا تھی وہ۔۔۔کیا تم نے حقیقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا ہے اس کی فطرت میں بے وفائی نہیں ہے،،،وہ میری ہے میری رہے گی"وہ طیش میں اس کی طرف لپکا اور اس کا گریبان جھنجھوڑ کر بولا تھا۔۔۔

۔۔"پاگل ہو گئے ہو رشوان چھوڑو اسے "فریال اس کا گریبان چھڑاتے ہوئے بولی۔۔۔

"مما بتائے مجھے کہاں ہے وہ" وہ اب ماں کے ہاتھ لبوں سے لگاتا بول رہا تھا،، ملک تو حیرت کے شدید صدمے میں تھا رشوان دیوانہ ہے اس کے پیچھے یہ جانتا تھا وہ مگر ایسا پاگل پن کہ نہ ماں نظر آ رہی تھی نہ باپ۔۔۔

"ہمیں نہیں معلوم ہمیں بس اتنا پتہ ہے کہ۔۔۔ اس نے شادی اپنی مرضی۔۔۔ اپنی خوشی سے کی ہے میں بہت گڑگڑائی اس کے آگے بہت واسطے دیے تمہاری محبت کے لیکن۔۔ وہ نہ مانی" فریال آنسو پونچھتے نظریں چراتے بول رہی تھی اور وہ دم سادھے سن رہا تھا۔۔۔

"مما۔۔۔ آپ۔۔۔ کی ہر بات جھوٹ ہے۔۔۔ اس کو روکنے کے لیے واسطے کی ضرورت ہی نہیں تھی بس میرا نام ہی اس کے قدموں کی زنجیر ہے اس کے دل کے دروازے کا پہرے دار میں ہوں.... اور پہرے دار کو اندر مقیم لوگوں کا علم ہوتا ہے۔۔ پہرے دار کی اجازت کے بغیر دل کے قلعے میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔۔ اس کے دل کے ایوانوں میں صرف ایک نام جگمگاتا ہے۔ اور وہ نام صرف میرا ہے اور آپ کہتی ہے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اس نے،،، کچھ بہت برا ہوا ہے جانتا ہوں" وہ بے بس سا بول رہا تھا

"حد ادب رشوان شاہ۔۔۔ماں کو جھوٹا بول رہے ہو۔۔۔میں گواہ ہوں۔۔۔مجھے بھی جھوٹا قرار دے دو
"سلمان غصے سے بھپک پڑے تھے

رشوان اپنی سرخ آنکھوں سے ماں کو دیکھتا رہ گیا آہل اس کی طرف بڑھا تھا۔۔ کہ اس کے قدم ایک زور
دار دھماکے سے رک گئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔ غم وغصے سے اس نے شیشے کی کافی ٹیبل الٹ دی پھر سائیڈ پر رکھے ازنا شاہ کی پسند کے تمام شیشے
کے ڈیکورشن کو کرچی کرچی کرتا گیا۔۔۔ فریال منہ پر ہاتھ رکھے اسے دیکھتی رہ گئ۔۔۔سلمان کی حالت
بھی کچھ الگ نہ تھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ آہل ہکا بکا سا کھڑا رہ گیا تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔کئ چھوٹے چھوٹے شیشے کی تتلیوں والا جھومر جو سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اسے ہاتھ میں لے
کے اتنی طاقت سے دبایا کہ شیشا کرچیوں میں ٹوٹ گیا اور اس کی ہتھیلی میں پیوست ہو گیا۔۔۔رشوان شاہ

آپے سے باہر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ اپنے گھر کتنے سالوں سے از ناشاہ کی پسند سے سجا رہا تھا۔۔۔ہر چیز یہاں اس کی پسند کی لائی ہوئی،،،، فریال

بھی کوئی چیز لیتی تو اس کی پسند کی لیتی۔۔۔سلمان بھی کوئی خریداری اس کے مشورے کے بگیر نہ کرتے تھے۔۔۔رشوان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تباہ کر دے یہی نہیں اس نے کرسی اٹھا کر ڈائینگ ٹیبل پر دے ماری جو ایک جھانا کے سے زیر ہوئی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ سے خون ٹپ ٹپ بہہ رہا تھا۔۔رشوان نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور مضبوطی سے مٹھی بھینچ گیا۔۔۔وہ تینوں سکتے میں تھے ایس سلجھا ہوا انسان اس قدر ٹوٹ رہا ہے۔۔۔آہل وہ واحد شخص تھا جو تماش بین تو بنا تھا لیکن صدمے میں جانے سے پہلے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

آہل نے آگے بڑھ کر اس کی مٹھی کھولنی چاہی تھی مگر اس پر تو نہ جانے کیسا جنون طاری تھا۔

۔رشوان نے آہل کو دھکا دیا اور خود باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔اور اس کے قدموں کے ساتھ ساتھ خون کی دھار بھی آگے کو بڑھ رہی تھی فریال شاہ تڑپ کر اس کے پیچھے لپکی تھیں مگر وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ پھر اسی شہر کی طرف رواں دواں تھا جہاں سے کل رات دھتکارا گیا تھا۔۔۔

وہاں پہنچ کے وہی ذلالت ہوئی تھی اسے گیٹ سے اندر نہ جانے دیا گیا وہ فیکٹری کی طرف چلا گیا۔۔۔۔ لیکن وہاں سے بھی مایوس رہا گارڈز نے اسے اندر نہ جانے دیا۔۔۔۔ صرف اتنا کہا کہ پانچ دن سے کوئی بھی گھر کا فرد فیکٹری نہیں آیا۔۔۔۔۔

******

****

وہ دونوں شاپنگ کر رہے تھے،،، جب ایک خیال سے وہ علی کی طرف پلٹی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔"سنو وہ بھو دو ہے نا اس نے رشتہ بھیجا ہے میرا" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور پلٹ کر ڈریس دیکھے لگی۔۔۔

۔۔"کیا کس نے" علی کے ہاتھ میں دبی شرٹ نیچے جا گری آنکھیں پھیل گئ۔۔۔۔ علی گھوم کر اس کے سامنے آیا تھا

"وہی ایک ہی تو ہے جو تم سے خار کھاتا ہے ایسے دیکھتا ہے جیسے تمہیں کچا چبا جائے گا،، ارے ہاں اپنے رقیب کو دیکھ ایسے ہی تو خار کھاتا ہے انسان اب سمجھ آئی مجھے وہ تمہیں دیکھ کر اتنا کڑھتا کیوں ہے" وہ انگلی گال پر جمائے بولی تھی۔۔۔۔

"تمہیں مذاق سوج رہی ہے یہ بات میرے لیے مذاق نہیں" وہ اس کے ہاتھ سے ڈریس چھینتا گھورتا بولا تھا ۔۔۔۔ذیشا حسن نے آنکھیں چھندیاں کر اپنی پسند شدہ قمیض اس کے ہاتھ سے چھینی تھی۔۔۔۔

تم نے کیا جواب دیا" وہ بے چین سا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

"میں نے۔۔۔ ہمم۔۔۔۔برا تو نہیں دیکھنے میں اچھا خاصا ہے سٹائلش بھی ہے۔۔۔ تو سوچتی ہوں ہاں کر کے شادی کرلوں اس سے پھر ساری عمر بدلہ لوں گی اس سے تم سے خار کھانے کا۔۔۔"وہ شرارتی انداز میں بولی تھی۔۔۔

لیکن علی کی دھڑکن ایک پل میں دھیمی پڑ گئ تھی۔۔۔۔

"اور مجھ سے جو محبت کا وعدہ کیا ہے اس کا کیا"وہ دھیمے سے بولا تھا۔۔۔۔

"وعدہ محبت کا ہے شادی کا نہیں۔۔۔ضروری تو نہیں جس سے محبت ہو اس سے شادی بھی ہو،،"وہ کندھے اچکا کر بولی تھی علی نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

،،ششش،،بس ذیشا حسن اب کبھی ایسا نہ کہنا"وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔۔۔۔ذیشا نے لب بھینچ کر تاسف سے سر ہلایا پھر کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔

علی ذیشا کو شاپنگ کروا کر اسے فلیٹ تک چھوڑنے آیا تھا ہاتھ میں اس کے شاپنگ بیگ اٹھائے وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا ذیشا نے چابی سے لاک کھولا دونوں ہم قدم اندر داخل ہوئے

تو ذیشا کے قدم تھم گئے سامنے موجود شخص آنکھوں میں انگارے بھرے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ ذیشا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئ یہ اندر کیسے آیا۔۔ کیوں آیا۔۔۔ علی نے اسے گھورا۔۔ تب شاہ زین چیخا تھا

"کہاں گئ تھی تم اس کے ساتھ "

ذیشا کو اس کا یہ انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا وہ کون ہو تا ہے سوال کرنے والا تنک کر بولی

"تم سے مطلب،،، میں تو جب بھی جاتی ہوں اسی کے ساتھ جاتی ہوں آج کیسے خیال آگیا تمہیں یہ پوچھنے کا" علی جوالہ بنے شاہ زین کو دیکھنے لگا۔۔۔ اس کی چیخ سن کر بوا کچن سے نکل آئی تھی۔۔۔ اور حیرت سے ان تینوں کو دیکھنے لگی ماجرا کیا تھا سمجھ نہ پائی۔۔۔

"میں نے پوچھا ہے تم کہاں گئی تھی اس کے ساتھ۔۔۔جواب دو بکواس نہ کرو" نہایتی سخت لہجے میں بولتا دو قدم آگے آگیا تھا۔۔۔

"دو قدم پیچھے ہٹ کر بات کر۔۔" علی کی برداشت بس یہی تک تھی آگے بڑھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتا پیچھے دکھیلتے ہوئے بولا۔۔۔۔وہ اس کا ہاتھ جھٹکتے پھر سے اسی لب ولہجے میں بولا تھا۔۔۔

"تم اپنی آواز بندر رکھو میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کہاں گئ تھی اور تمہارے ساتھ کیوں گئ تھیں گھر کے مرد مر گئے ہیں کیا" یہ انداز ذیشا کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔

"تمہاری اتنی ہمت کے تم میرے کہیں آنے جانے پر سوال اٹھاو یہ حق کسی کے پاس نہیں سمجھے تم ۔۔۔دفع ہو جاو یہاں سے میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیسے آئے تم" وہ طیش زدہ سی بولی تھی ہوا سارا تماشہ دیکھ رہی تھیں۔۔

"کیا لگتی ہے یہ تمہاری جو اسے لے کر گھومتے رہتے ہو" جب ذیشا اس سے نہ دبی تو وہ علی کی طرف بڑھا اسے گریبان سے پکڑتا بولا تھا۔۔۔

" تم نہیں جانتے کیا دوست ہے میری یہ" وہ اس کا ہاتھ گریبان سے ہٹاتا بولا تھا۔۔

"بکواس بند کرو اپنی تم، دوست کیا ہوتا ہے بہن لگتی ہے تمہاری یہ" وہ غصہ سے لفظ چباتا ہوا بولا تھا۔۔۔

" دماغ خراب تو نہیں ہو گیا تمہارا، بہن تو تمہاری لگتی ہے یہ رشتے میں وہ بھی ماموں زاد میری تو بس دوست ہے" وہ مسکراتا ابرو اچکاتا بڑے جتاتے انداز میں بولا تھا۔۔۔

"تمہارا دماغ تو میں ٹھکانے لگاوں گا اور تم آئندہ اگر مجھے اس کے ساتھ آئندہ نظر آئیں تو پھر دیکھنا تم" وہ انگلی اٹھاتا علی کو دھمکی دے رہا تھا پھر پلٹ کر اس سے بولا تھا

"مجھے لگ رہا ہے انکار کا کچھ دکھ زیادہ ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ایک تو بنا میری اجازت رشتہ بھیج دیا اور اب آ کر مجھ پر حکم چلا رہے ہو۔۔۔"وہ آگے بڑھ کر اسے کالر سے پکڑتی بولی تھی۔۔۔

"تم کیا شہزادی لگی ہوں کہیں کی جو تم سے پوچھے بغیر رایا اپنے دل کی نہیں کر سکتی دیکھنا تم اب نانی کیسے ہاں کرتی ہیں"وہ اپنی کالر سے ہاتھ ہٹاتا بولا تھا۔۔۔علی بڑے تحمل سے دونوں ہاتھ جینس کی جیب میں ٹھونسیں بہت ہی مغرور مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

شہزادی تو میں ہوں اپنے گھر کی،"وہ کندھے اچکا کر بولی۔۔

"نانی ہاں کر بھی دیں تو نانی سے شادی نہیں ہو سکتی تمہاری،،"وہ نچلا ہونٹ باہر نکالتی تاسف سے بولی تھی۔۔۔۔

"شادی کرنے کے لیے میری ہاں ضروری ہے اور اب میں مر بھی جاؤں تب بھی تمہیں ہاں نہیں کرو گی آئے تم بڑے کہیں کے" وہ بہت جتاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

" اتنا غرور۔۔۔اتنا غرور ہے تمہیں خود پر پر ہو کون تم کیا ہوں مٹی کا پتلا بس تمہارا غرور تو ایک دن میں توڑوں گا اب یاد رکھنا جان خلاصی کی بھیک مانگوں گی تم" وہ طیش میں بولا۔۔۔

"لاحول واللہ۔۔۔۔میری کیا ذات کے میں غرور کروں غرور تو صرف ایک ہستی پر جچتا ہے میرے رب پر۔۔۔" وہ کانوں پر ہاتھ لگاتے بولی تھی۔۔۔۔۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو کسی جہاں کی حور پری ہو تم یا کسی ریاست کی شہزادی ہو تم جو اتنا غرور ہے تم میں،، کچھ بھی نہیں تمہاری شکل میں ناجانے کس بات کا غرور لیے پھر رہی ہو" وہ انگلی اوپر نیچے کر تا بولا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"کچھ نہیں ہے تو تم کیوں مجنوں بنے ہوئے ہو،،،" وہ استہزائیہ انداز میں بولتی اسے لاجواب کر گئی تھی۔۔۔وہ مٹھی بھینچے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

"،،غلطی پر تھا،، آج سے تمہاری آرضو ختم لیکن یہ خواہش ضرور پورہ کروں گا کہ تم اس کی کبھی نہ ہو" وہ علی کی طرف اشارہ کرتا بولا

"تم یہاں سے چلے جاؤ اس سے پہلے کہ میرا ہاتھ اٹھ جائے بہت سن لی تمہاری" وہ شدید غصے کے باوجود ضبط کر رہی تھی۔۔۔۔دروازے کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی۔۔۔اور شاہذین ضبط کرتا باہر چلا گیا ۔۔۔بوا نے پل بھی ضائع کیے بغیر جنت بی بی کو کال ملا کے سب کہہ سنایا تھا۔۔۔

****

آج پھر وہ اسفند شاہ کی فیکٹری کے باہر کھڑا تھا۔۔وہ روز ان کے آفس آتا تھا۔۔بیلیس جاتا تھا اور دونوں جگہ سے اسے دھکے دے کر نکالا جاتا پھر وہ کراچی جاتا دادو سے ملتا جو دنیا سے بے خبر سو رہی تھیں ۔۔۔جب ماں باپ سے جواب نہ ملا تو اس نے سوال کرنا بند کر دیے تھے۔۔۔

کراچی سے واپسی پر وہ اسی مسجد میں نماز پڑھتا تھا۔۔۔اور گھنٹوں وہی بیٹھا رہتا مولوی صاحب کے پاس ۔۔۔اسے ڈھونڈ رہا تھا ہر جگہ تلاشتا تھا اسے مگر وہ نہ ملی تھی۔۔کوئی سرا ہاتھ نہ آتا۔۔سب خاموشی کی بکل مارے بیٹھے تھے۔۔اس کی سب دعائیں رائیگاں جا رہی تھی۔۔۔۔وہ جاء نماز بیٹھا دعا میں اسے ہی طلب کر رہا تھا۔۔جب مولوی صاحب کی آواز نے اس توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔۔۔

۔۔"اس دنیا میں ہر چیز نے فنا ہونا ہے۔۔۔ہر عروج کو زوال ہے"وہ کچھ بیان کر رہے تھے۔۔وہ اٹھا اور مولوی صاحب کے ہاتھ تھامتا بولا تھا۔۔۔

"کیا میرا زوال شروع ہو چکا ہے۔۔۔مجھے ہر چیز میرے رب نے بن مانگے عطا کی ہے،،، کوئی ایسی خواہش نہ تھی جو حاصل نہ ہوئی یا شاید کبھی اس کے سوا کوئی خواہش ہی نہ تھی۔۔میرا عشق عروج پر تھا۔۔میں محبت کے خوبصورت پہاڑ سر کر گیا۔۔میں بہت بلندی پر تھا۔۔۔کیا اب زوال پزیر ہونا ہے میں نے۔۔۔میں زندگی کی ہر جنگ میں ہار سکتا ہوں مگر محبت کا زوال کیسے برداشت کروں"وہ بلکتا ہوا پوچھ رہا تھا مولوی صاحب اس کی پشت سہلاتے تھے ہمیشہ۔۔۔

۔۔۔"زوال محبت کا ہو یا طاقت کا بہت تکلیف دیتا ہے مگر اس زوال کے وقت میں جو ڈٹا رہتا ہے وہ زوال پزیر نہیں ہوتا،،،، اصل عشق تو اس رب سے محبت ہے اسے پالو تو کبھی پستی نہیں دیکھو گے۔۔۔"مولوی صاحب محبت سے بولتے اٹھ کر چلے گئے تھے اور وہ وہی بیٹھا رہ گیا تھا۔۔۔

****

رقیہ نے پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر مارے تھے لیکن اسے ہوش نہ آیا تھا اس نے گرم پانی میں کپڑا بگھو کر اس کا خون سے لت پت چہرا صاف کیا تھا ہاتھ کی کہنیوں سے الگ خون رس رہا تھا۔۔۔ناک کا خون رک ہی نہیں رہا تھا پھر رقیہ نے س کا سر اونچا کر کے اس کی ناک دبائی قدسیہ سے باول میں ٹھنڈا پانی منگوایا وہ جیسے ہی پانی لائی رقیہ نے وہ ٹھنڈا ٹھار پانی اس کے سر پر انڈیل دیا۔۔۔۔جنوری کا سرد مہینہ تھا اتنا برف جیسا پانی اس کے سر پر ڈالا تو ازنا جھر جھری لے کے اٹھ بیٹھی۔۔۔اس خوف زدہ سی ہرنی جیسی آنکھوں والی کا خوبصورت چہرا دیکھ کر رقیہ کو افسوس ہونے لگا کیا فائدہ اتنے روشن چہرے کا جب مقدر اتنا ماند تھا ۔۔۔۔۔۔وہ تاسف سے سر ہلانے لگی۔۔۔قدسیہ باہر چلی گئ اب کمرے میں رقیہ تھی اور ازنا۔۔۔

۔۔۔۔بڑے سائیں کا حکم تھا کہ اس لڑکی کو کھانا نہ دیا جائے۔۔۔۔۔۔تو اس نے چھوٹے سائیں کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اسے دوائی کھلائی اور اس کے زخموں پر مرہم لگایا۔۔۔ابھی وہ زخم صاف کر فارغ ہوئی تھی کہ دروازہ دھڑ دھڑ بجنے لگا رقیہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔۔۔۔

وہ خوفزدہ ہو گئی نا جانے کون تھا حویلی کا کوئی فرد ہوا تو اسے چارو ناچار دروازہ وا کرنا پڑے گا۔۔۔۔ملازم کو تو وہ ٹال سکتی تھی آسانی سے لیکن مالکان۔۔۔۔

وہ اسی کشمکش میں تھی کہ دروازہ ایک بار پھر دھڑ دھڑا دیا گیا

"ک۔۔۔ک۔۔کون "رقیہ ہکلاتے ہوئے بولی

"میں ہوں ربیقہ ارداشیر دروازہ کھولو" ربیقہ کی آواز سن کے تو رقیہ مزید پریشان ہوئی۔۔۔ پھر مرتے کیا نا کرتے کے مصداق آگے بڑھ کے دروازہ وا کر دیا پر پیچ دروازے میں مستعدہ رہی پیچھے سر جھکائے کھڑے قاسم پر نظر پڑی۔۔۔ تو دل کیا اس منحوس کا سر ہی الگ کر دے جو سائیں کے حکم کے باوجود ربیقہ کو روک نہ پایا تھا اور رقیہ کو مشکل میں ڈال گیا تھا

" سائیں کا حکم ہے کوئی اندر داخل نہیں ہو گا" رقیہ سر جھکائے بولی تھی کہ ایک زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا اور اسے دھکیل کر وہ اندر بڑھ گئی تھی

ازنا سہم گئ ابھی تو پہلے کے زخم ہی نہ بھر پائے تھے کہ یہ نئے زخم دینے چلی آئی تھی

"تو تم آئی ہو۔۔۔ ونی ہو کے۔۔۔۔ کیا خوب حسن کی مالک ہو تم پر ایک نظر ڈال لے کوئی تو پلٹ نہ پائے" اس نے ازنا کی تھوڑی پکڑ کر چہرا اوپر کیا۔۔۔ جیسے ہی ازنا نے اس کے چہرے پر نظر جمائی۔۔۔ تو وہ خود بھی پلک نہ جھپک پائی تھی ازنا کی آنکھوں کا رنگ اس کے چہرے کی شان بڑھا رہا تھا۔۔۔ وہ تحیر سے اسے دیکھے

Urdu Novels Ghar

گئ۔۔ازنااس کی نفرت بھری نظریں دیکھ کر اپنی پلکیں جھپکا گئ تھی۔۔۔اور ازنا کی آنکھوں کا طلسم ٹوٹ گیا۔۔۔اور اس نے ایک زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر جڑ دیا تھا

ہاتھ میں دبائے چابک پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔۔

پھر ربیقہ نے دوپٹے میں لپٹا وہ چابک نکالا جو کئ سال پر انا اس کے دادا مرحوم کا تھا۔۔۔وہ چابک سے اس کی کھال ادھیڑنے لگی

"میری سوتن بن کے آئی ہے نا یہ سب سہنا اب تیرا مقدر ہے" ربیقہ کی دماخ کی نسیں پھٹی جارہی تھی رقیہ اسے روکتے روکتے بے حال ہو گئ تو دوڑ کے ارداشیر کے پاس پہنچ گئ جو چار دن سے مسلسل جاگ رہا تھا ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ رقیہ کی آواز نے ساری نیند بھک سے اڑادی۔۔۔۔

وہ بھاگا بھاگا نیچے پہنچا حویلی کا یہ آخری کمرہ جو بڑی سی راہداری تہہ کرنے کے بعد اندھیرے میں گھپ لمبے سے کوریڈور کا آخری کمرہ تھا جو حویلی کے اندر نہیں پچھلی سائیڈ تھا۔۔کوئی اس کمرے میں نہیں جاتا تھا اس لیے اس نے ونی کو وہاں رکھنے کا حکم دیا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

ارداشیر بھاگا ہوا آیا تھا۔۔۔ونی اوندھے منہ پڑی تھی اس کے کپڑے پھٹ چکے تھے۔۔اس کے زخموں سے خون رس رہا تھا۔۔۔اور ربیقہ جنونی کیفیت میں اس پر وار کر رہی تھی۔۔۔اس کی نفرت کے لیے یہی کافی تھا کہ اس کا نام ارداشیر سے جڑا ہے۔۔۔جب چاچا سائیں نے ونی کا فیصلہ کیا تب تک ربیقہ ارداشیر کا ساتھ دے رہی تھی کہ ایسا فیصلہ نہ کرے بابا سائیں۔۔۔اسے ونی ہونے والی لڑکی سے ہمدردی ہو رہی تھی وہ باپ کے آگے بہت گڑگڑائی تھی لیکن جب فیصلہ ہوا کہ ارداشیر کے نکاح میں مقتول کے نام کی ونی آئے گی تو وہ برداشت نہ کرپائی اس نے ہر طرح اپنے سر کے سائیں کو روکا تھا

لیکن ارداشیر پتھر ثابت ہوا تھا وہ اپنے فیصلے سے ٹس سے مس نہ ہوا۔۔اس نے ربیقہ کو ہر طرح یقین دلایا تھا کہ وہ بس ہمدردی کے تحت اس سے شادی کر رہا ہے وہ اسے کبھی کوئی حق نہ دے گا لیکن اس کے لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی ربیقہ نے آج جو ردعمل دکھایا وہ ارداشیر کو ہکا بکا چھوڑ گیا تھا

ارداشیر نے آگے بڑھ کر ربیقہ کا ہاتھ تھام لیا تھا،،،ربیقہ ایک دم ہی ہوش میں آئی۔۔۔آنکھیں پھاڑے ارداشیر کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"جتنی قصوروار وہ ہے اتنا میں بھی ہوں یہ سوتن بن کے نہیں آئی تمہاری۔۔۔میں اسے سوتن بنا کے لایا ہوں۔۔۔اب چابک اٹھاو اور میری کھال ادھیڑ دو" وہ غصے سے اسے کندھوں سے تھام کر سخت لہجے میں بولا تھا

ازنا تو اب ہوش سے بے گانا پڑی تھی۔۔۔۔ربیقہ سرخ چہرا لیے اپنا ہونٹ کاٹنے لگی۔۔۔

ارداشیر نے اس کے ہاتھ سے چابک جھپٹ کر زور سے اپنے ہاتھ کو پیچھے کی طرف گھمایا تھا جو جا کے ارداشیر کی کمر پر لگا تھا۔۔۔ربیقہ ہکا بکا سی اسے دیکھے گئ۔۔۔اس کا ہاتھ تھام کر نفی میں سر ہلانے لگی

"معاف کر دے مجھے سائیں۔۔۔جانتے ہو نا میں عشق کرتی ہوں تم سے تمہیں بانٹ نہیں سکتی ۔۔۔نفرت کی آگ میں اندھی ہو گئ۔۔۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی ارداشیر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔۔

۔۔"ربیقہ لاشاری کبھی زندگی میں اگر میں نے تم سے نفرت کی تو اس کی وجہ تم خود ہو گی،،،کیونکہ تم اپنے باپ جیسی ظالم ہو نہ تمہارے باپ میں نہ تم میں خدا خوفی ہے،،،تمہارے اس عمل نے یہ ثابت کر دیا" وہ چابک زمین پر پٹختا باہر نکل گیا۔۔۔جاتے جاتے رقیہ کو ڈاکٹر بلانے کی ہدایت دے گیا تھا

ربیقہ نے ایک خونخوار نظر رقیہ پر ڈالی تھی۔۔۔۔پھر شر مسارسی ارداشیر کے پیچھے چل دی۔۔۔اس نے غلط کیا جانتی تھی یہاں تک آنے میں ہی اس کے قدموں نے کئی بار ساتھ چھوڑا تھا لیکن وہ۔۔۔۔اپنے دماغی فتور کے آگے مجبور ہو گئی تھی۔۔۔۔

****

****

وہ روز اس سے ملتا تھا کیونکہ اس سے ملنا بہت ضروری تھا وہ چاہتا تھا کہ اس کا پیارا دوست زندگی کی طرف لوٹ آئے آج بھی وہ اس کے کمرے کی آرام دہ کرسی پر بیٹھا جھول رہا تھا اور وہ آج بھی کسی اور دنیا میں پہنچا ہوا تھا اپنے سامنے لیپ ٹاپ رکھے انہماک سے اپنی زندگی کو مسکراتے دیکھ رہا تھا اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر رہی تھی کچھ دیر بڑے تحمل سے ملک اسے دیکھتا رہا پھر دھیمے سے بولا

"چل یار باہر چلتے ہیں آج کھانا میری طرف سے" وہ اسے بولنے پر اکسار ہا تھا

"ہاں نہیں یار مجھے بہت کام ہے ابھی پھر کبھی سہی" وہ ٹالتے ہوئے بولا تھا نظریں ابھی بھی لیپ ٹاپ پر جمی تھیں ملک کا دماغ گھومنا شروع ہو گیا تھا دل کیا کاش کوئی جادو کی جھڑی ہوتی اور وہ جادو سے اس لڑکی کو اس کے دل و دماغ سے غائب کر دیتا پر مجبوری تھی کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا۔۔۔وہ اسے دیکھتا رہا پھر کافی دیر بعد اس نے منہ کھولا تھا

"محبت میں شکست فاش ہو جائے تو جنازہ اپنے کندھوں پر ہی اٹھانا پڑتا ہے یہ کہیں پڑھا تھا میں نے،،، کوئی مدد کو نہیں آتا خود سے جنگ لڑ کر ابھرنا ہوتا ہے" ملک کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بولا تھا اور وہ جو بڑے انہماک سے لیپ ٹاپ پر ازناشاہ کی تصویر دیکھ رہا تھا اس کی بات سن کر جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اور اس کے چہرے کو تکنے لگا پلکیں جھپکے بغیر ملک کا چہرا دیکھے گیا یہاں تک کے اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا۔۔۔۔

" یہ تو تم کہتے ہو نہ مجھے کوئی شکست نہیں ہوئی" بہت دیر بعد نظریں چراتا بولا تھا وہ بھی جانتا تھا کہ ہار گیا ہے وہ تھک رہا ہے وہ پر جب بھی حقیقت پوری طرح سے آشکار ہونے لگتی تھی نظریں چرا لیتا تھا ملک جو نا جانے دور کہیں کچھ کھوج رہا تھا اس کی آواز سے دوبارہ حال میں لوٹا تھا

"ارے جانتا ہوں میں مانو گے تو تم نہیں،، پر تمہاری محبت کا جنازہ دیکھا ہے میں نے,, بس قبر میں اتارا نہیں ہے اب تک،، تم ہمت کر کے قبر میں اتار دو میں مٹی ڈال دوں گا" ملک نے نظریں اس کے چہرے پر گاڑھی تھیں اور کاٹ دار لہجے میں بولا تھا

"تو پھر جب محبت کو قبر میں اتارو تو ساتھ مجھے بھی اتار دینا اور دو مٹھی مٹی اور ڈال دینا اگر محبت مر جائے گی تو کیا میں زندہ رہوں گا" وہ تلخی سے بولا تھا لیپ ٹاپ بند کر کے کھڑا ہوا تھا سامنے ٹیبل پر رکھ کر اپنی الماری

میں گھس گیا تھا ملک نے تاسف زدہ نظر اس پر ڈالی تھی کچھ پل اس کی حرکات نوٹ کرتا رہا جو اس سے نظریں چرا رہا تھا آرام دہ کرسی پر جھولتا اس کو دیکھتا پھر سے بولا تھا

"محبت کب کی مر چکی ہے رشوان شاہ آنکھیں کھولو اور حقیقت کا سامنا کرو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے سے حقیقت نہیں بدلتی سمجھے تم،،،اے کاش کاش"اس نے زور سے آنکھیں میچی تھیں ضبط کرنے کو پھر بولا

"کہ کاش تم مر جاؤ تو ہمیں صبر آجائے اب کے،، کہ چلو تم بھی گئے اب تمہاری واپسی کا کوئی راستہ نہیں"وہ ضبط کی انتہا پر تھا یہ جملہ ادا کرنے کے لیے اس نے اپنی تمام تر ہمت مجتمع کی تھی ضبط سے رگیں ابھرنے لگی تھیں

"میری واپسی تو ابھی بھی ممکن نہیں تم قتل کیوں نہیں پڑھ لیتے مجھ پر جان چھوڑو میری یار جاؤ"اس کے بر عکس وہ بڑے تحمل سے بولا تھا رخ موڑ کر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا سر نیچے جھکا کر اپنے پاوں کا زخم دیکھنے لگا نا جانے کون کون سے مناظر آنکھوں میں گھوم گئے دماغ میں فلم کی طرح جھماکے ہونے لگے تھے اس کی آنکھیں

سرخ ہونے لگی لبالب پانی سے بھر گئ دو قطرے اس کے پاوں کے انگھوٹے پر جا گرے اس نے اپنی آنکھوں کو ہتھیلی سے رگڑا تھا،،

سامنے والا بھی ڈھیٹ تھا دلاسے کا ایک لفظ ادا نہ کیا آخر کب تک وہ اسے دلاسے دے گا وہ مرد تھا اور مرد کو اپنے آپ کو خود دلاسہ دینا ہوتا ہے ہمت جمع کرنی ہوتی ہے اور حقیقت کا سامنا کرنا ہوتا ہے

"ہم قل نہیں پڑھ سکتے تم پر کیونکہ تم ہمیں یہاں چلتے پھرتے نظر آتے ہو زندہ لاش کی طرح، تمہیں دیکھ دیکھ کر جلتے ہیں ہم" بہت کچھ جتاتے لہجے میں کہا گیا

"میری محبت کو ہرا کر کیا چاہتے ہو تم اپنی جیت کا جشن منانا چاہتے ہو کہ تم جیت گئے اور میری محبت ہار گئ،، مجھے شکست ہو گئ یہ تسلیم کرنے سے تمہیں کیا مل جائے گا میری سمجھ سے باہر ہے مجھے میرے حال پر چھوڑ کیوں نہیں دیتے" شکست خوردہ لہجے میں سر اٹھایا اور اسے دیکھا سامنے والا ایک پل کو ٹھٹکا تھا اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر پر آج وہ فیصلہ کر کے آیا تھا آر یا پار

"کہاں یار تم تو کب کہ ہار چکے ہو تمہیں مات ہوئی ہے محبت میں،، تم میری بات مان جاو تو میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں گا" وہ ضدی لہجے میں بولا تھا

"دفع ہو یہاں سے سمجھو مر گیا ہوں میں اتنی ذلالت کے بعد بھی روزانہ آجاتے ہو منہ اٹھا کر۔۔۔۔

اپنی بکواس بند کرو اور چلتے بنو یہاں سے نہیں تو۔۔۔" وہ جوش سے کھڑا ہوا تھا اور اس کو جھٹکے سے سیدھا کیا تھا اور گھسیٹ کر کمرے سے باہر دھکا دیا تھا۔۔۔ دھاڑ سے دروازہ اس کے منہ پر بند کیا تھا۔۔۔ خود سر تھام کر نیچے بیٹھتا چلا گیا کب سے کیا ضبط ٹوٹ گیا تھا باہر کھڑا شخص اب پچھتا رہا تھا کاش وہ اسے اس کے بھرم میں زندہ رہنے دیتا پر وہ بھی کیا کرتا ایک وہی اس کا مخلص دوست تھا اس میں جان بستی تھی اس کی کئی سال کی دوستی اتنی گہری ہو گئی مانو ایک کی تکلیف پر دوسرا تڑپ اٹھتا تھا۔۔۔ اس لیے روز چلا آتا تھا وہ جیسے ہی پلٹا تھا سٹپٹا گیا تھا رشوان کی ممی ایک تلخ مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھیں وہ سمجھ گیا تھا کہ انہوں نے ہر بار کی طرح آج بھی سب سن لیا ہے وہ آگے بڑھا تھا اور تیزی سے گھر کی دہلیز پار کر گیا تھا وہ اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا وہ تاسف سے سر ہلاتی رشوان کے بند دروازے پر ایک نظر ڈالی وہ دھاڑے مار مار کر بلک رہا تھا۔۔۔ اور یہ آواز ہر رات کی طرح آج بھی ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ وہ کانوں پر ہاتھ رکھتے کانوں کو بند کرتے اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں آج کی رات بھی آنکھوں میں کٹ جانی تھی کبھی انہوں نے خود سے نظر چرانی تھی اور کبھی اپنے شوہر سے۔۔۔۔

****

"ذیشا" وہ اپنے رجسٹر پر جھکی تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی جب وہ اس کے سامنے کافی کا مگ رکھتا،، دھیمے سے اسے پکار بیٹھا۔۔۔

ہمم "اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا

میرا جواب کب دو گی "وہ اس کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کونسا جواب "ذیشا نے سوالیہ نظریں اٹھائی تھیں

ذیشا" وہ اسے گھورنے لگا تو وہ ہاتھ روک اسے دیکھنے لگی جو کافی کا مگ تھامے سراپا سوال بنا تھا۔۔۔وہ دونوں چھت پر بیٹھے تھے اسائمنٹ کمپلیٹ کرنے آئی تھی

"فکر نہ کرو بس محبت ہونے تک کا وقت درکار ہے۔۔جب ہو جائے گی تو دے دوں گی جواب "

وہ بات ہوا میں اڑا گئ تھی

"محبت ہونے میں وقت نہیں لگتا وہ تو بس ہو جاتی ہے جیسے مجھے ہو گئ" وہ کافی کا گھونٹ بھرتا بولا تھا۔۔۔

"تو جب محبت ہو جائے تو پتہ کیسے چلتا ہے،، کوئی نشانی،، سمٹمس بتاو" وہ پین بند کرتے ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ جماتے اسے غور سے دیکھنے لگی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"نشانی ہمم محبت ہو جائے تو محبوب کے بغیر جیا نہیں جاتا۔۔۔ دنیا نکھری نکھری لگنے لگتی ہے اور محبوب صاف شفاف آئینہ جیسا،، جس کے اندر باہر بس آپ ہی آپ ہوتے ہو۔۔۔اب دیکھو تمہاری آنکھوں میں میری محبت کے گہرے دیپ جل رہے ہیں "

وہ اس کے کٹورے نینوں کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا جس میں اپنا عکس صاف نظر آ رہا تھا

"ہیں کہاں "وہ ہونقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگی

"بس یہاں تم مجھ سے بے انتہا محبت کرتی ہو بس تمہیں پتہ ہی نہیں ہے اب تک "وہ پھر سے انگلی آنکھوں میں جے اپنے عکس پر کر رہا تھا۔۔۔

"ارے ہٹو ایسا تھوڑی ہوتا ہے کہ محبت ہو جاے اور پتہ نہ چلے "اس نے ایسے ہاتھ ہلایا جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو۔۔۔ پھر اپنا مگ اٹھا کر لبوں کو لگا گئی۔۔۔۔

"ایسا ہی ہوتا ہے بس ایک پل آگاہی کے درواہ ہونے کو ایک پل چاہیے ہوتا ہے اور اندازہ ہو جاتا ہے "وہ ٹھوس لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"میں نہیں مانتی "وہ مگ رکھتے سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔۔

"نہ مانو میں منوا دوں گا "وہ کندھے اچکا کر بولا تھا۔۔۔۔

"کیسے "وہ ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

"اچھا بتاو کیا کبھی چلتے چلتے میرے خیال سے لب مسکرائے ہیں"

"ہمیشہ تمہارا خیال میرے دماغ کی ہر پریشانی ختم کر دیتا ہے مسکراہٹ اپنے آپ ہی ہونٹوں کا احاطہ کر لیتی ہے، تمہارا نام ہی میرے لیے سکون بخش ہے "وہ پوری سچائی سے بولی تھی

"کیا کوئی میرا تم سے کیا وعدہ توڑنے پر روئی ہو تم" وہ ابرو اچکائے پوچھ رہا تھا

"بہت روئی تھی جب تم مجھے چھوڑ کر یہاں آئے تھے" ذیشا جھر جھری لیتی بولی تھی۔۔۔

۔۔"اچھا یہ بتاو کبھی کسی نے تمہارا نام میرے نام کے ساتھ پکارا ہو اور سن کر تم مسکرا دی ہو" وہ امید لیے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"اکثر تمہاری جنت بی بی جب بھی میرا نام تمہارے نام کے ساتھ لیتی ہیں تب تب،،،" وہ منہ بنا کر بولی تھی آج کل جنت بی بی سے ناراض تھی

"اور تم کہتی ہو تمہیں مجھ سے محبت نہیں جب لڑکی کسی لڑکے کے ساتھ اپنا نام سن کر مسکرا دے یا ہنس دے تو سمجھو صدق دل سے چاہتی ہے اسے۔۔۔ ہر ایرے غیرے کے ساتھ اپنا نام جڑنے پر ایسے مسکراتی نہیں منہ نوچنے کو دوڑتی ہے،،، واقع تمہیں مجھ سے محبت نہیں سچ کہتی ہو تم۔۔۔" علی قہقہ لگا کے تمسخرانہ انداز میں بولا تھا ذیشا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

پھر گلا کھنکھار کر مگ کے کناروں پر انگلی پھیرتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔

"اصل میں وجہ یہ ہے لڑکی اگر فٹ سے ہاں کہہ دے تو لڑکے سوچتے ہیں کہ ارے واہ نکل پڑی اپنی تو "

"ناکوچنے چبوانا چاہتی ہو جوتے گھسوانا چاہتی ہو" وہ ابرو اچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔ مگر وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی وہ تو مگ پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"نہیں بالکل نہیں" وہ سر نفی میں ہلا کر بولی۔۔

"بس کر دو یار میں ایسا کچھ نہیں سوچوں گا قسم لے لو،، دو سال گزر گئے ہیں عرضی ڈالے اب فیصلہ کر دو تو جان خلاصی ہو" وہ سینے پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔۔۔

" توجہاں قسم دینی پڑے وہاں محبت نہیں ہوتی جہاں قسم دینی پڑے وہاں سچ کہا قسم کھانے والا جھوٹا ہوتا ہے" وہ لب دانتوں میں دباتی ہنسی روکتے مگ لبوں سے لگا گئی۔۔

"جی نہیں قسم بس وہی کھاتا ہے جس کے بیان میں صداقت ہو" وہ مضبوط لہجے میں بولا۔۔۔

" لاجواب کر رہے ہو آج مجھے" وہ حیرت سے بولی

تم بھی مثبت جواب دے کر لاجواب کر دو مجھے،،ویسے بھی دل میں اگر بات آجائے تو فوری عمل کر لینا چاہیے" وہ اس کو بغور دیکھ رہا تھا جس کے لب مسکرا رہے تھے آنکھیں جگمگا رہی تھیں

"وہ کیوں بھلا" وہ پوچھ رہی تھی

کیوں کہ شیطان آپ کو اچھے کام کرنے سے روک لیتا ہے نہ تو تاخیر نہیں کرنی چاہیے" وہ سر کو جنبش دیتے ہوئے بولا تو وہ ہنس دی کپڑے جھار کھڑی ہو گئ۔۔انگلی میں پہنی تتلی چاندنی پڑتے ہی جگمگا اٹھی تھی۔۔۔۔

******

******

"یہ کیا سن رہی ہوں میں کیا بولا ہے تم نے اپنے ماموں سے" وانیہ صدمے کی کیفیت میں گھر واپس آئ تھیں آج کئ دن بعد وہ ماں کے پاس گئ تھیں بیٹے کی وجہ سے ماں سے ناراض تھیں اس لیے دو ہفتوں سے ادھر کا رخ نہ کیا تھا آج ادھر پہنچی تو ان کا دل چیر نے والی خبر ان کا انتظار کر رہی تھی

"شاہ ذین کو آسٹریلیا میں جاب مل گئ ہے اور اگلے ہفتے اس کی فلائٹ ہے مجھ سے اجازت لینے آیا تھا،،، میں نے صاف انکار کر دیا ہے وانیہ کہا ہے اسے اپنا کاروبار سنبھالو پر وہ بضد ہے" وہ تاسف سے گردن ہلاتے انہیں مطلاع کر رہے تھے وہ حیرت سے بھائی کو دیکھ رہی تھیں

"تمہارے چہرے کے رنگوں سے لگ رہا ہے کہ تمہیں ابھی ابھی علم ہوا ہے اس بات کا" وہ ان کے چہرے کو جانچتے بولے تھے

"بھائی وہ کیسے جا سکتا ہے ایک وا ایک اولاد ہے میری میں اس کے بغیر کیسے رہوں گی مجھے تو کچھ علم ہی نہیں ہے میں پوچھتی ہوں اس سے" وہ چائے چھوڑ کھڑی ہو گئ تھیں اور اب بیٹے سے سوال کر رہی تھیں ماں کی آواز سن کر اس نے الماری سے سر نکال کر ان کے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور پھر دوبارہ سر الماری میں گھسا لیا

"اوہ تو پتہ چل گیا آپ کو سہی سنا ہے میرا ارادہ تو دو دن پہلے بتانے کا تھا آپ کو" وہ مصروف سے انداز میں الماری میں گھسا ہوا تھا

"واہ بیٹا کیا خیالات ہیں تمہارے،،،، تم کہیں نہیں جا رہے ہو سمجھے تم،،، میرا خیال نہیں ہے تمہیں" دکھ سے بیٹے کو دیکھتی ان کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں

"میں ہی کیوں سب کا خیال کرتا پھرو،، کیا نانو نے میرا خیال کیا میں نے کہا تھا انہیں آگاہ کیا تھا کہ وہ انکار کریں گی تو میں یہاں سے چلا جاوں گا "

انتہائی سفاکی سے بولتا وہ الماری سے اپنی فائل نکالتا بیڈ پر جا بیٹھا تھا

"ان کے کیے کی سزا اپنی ماں کو کیوں دے رہے ہو میری جان میرے شہزادے میرا ابھی تو سوچو نا" وہ اس کے پاس بیٹھتے فائل کو پرے ہٹاتے اس کا چہرا ہاتھوں میں تھامتی بولی تھیں

"امی اس وقت مجھے کسی کا نہیں سوچنا نانو کو میری قدر اس وقت ہو گی جب میں نہیں ہو گا تب پتہ چلے گا انہیں اس کا اور میرا فرق اور تب وہ ہاتھ بڑھائے گی لیکن مین اپنا ہاتھ نہ دوں گا انہیں" وہ ان کے ہاتھ جھٹکتے مشتعل سا بولا تھا

"شاہ میری جان میرے لخت جگر تم۔۔۔" ان کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے

"امی پلیز مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی آپ جائیں مجھے تیاری کرنی ہے" وہ فائل کھولتا بولا تھا

"تمہارے ماموں نے اجازت نہیں دی تمہیں" وہ سنجیدہ سی بولی تھیں

"ان سے اجازت طلب کس نے کی ہے میں نے انہیں اطلاع دی ہے کہ میں جا رہا ہوں اور مجھے کسی کی اجازت درکار نہیں" وہ سرد مہری سے بولا

"مطلب فیصلہ کر لیا ہے تم نے اپنی بات سے اب نہیں پھرو گے" وہ بوجھل لہجے میں بولی تھیں

وہ ان کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا تمام تر توجہ اس فائل پر تھی وہ مایوس سی اٹھی اور دوبارہ سے ماں کے گھر کی راہ لی تھی

"خوش ہو جائے اماں جان آپ جا رہا ہے میرا بچہ سب چھوڑ چھاڑ کر صرف آپ کی ایک ضد کی وجہ سے" وہ غصے سے بھری ماں سے شکوہ کر رہی تھیں

" ضد میں نے لگائی ہے یا اس نے،،، بتاؤ ذرا ایک کا دل رکھ کر دو دل کیسے توڑ دوں میں کیا تمہیں وہ دو دل نظر نہیں آتے جو ایک دوسرے کے بغیر دھڑک نہیں سکتے" وہ گھمبیر لہجے میں بولی تھیں

"اماں جان میرا بچہ جا رہا ہے مجھ سے دور،،،، آپ کے فیصلوں پر ہمیشہ میں نے سر جھکایا ہے پر یہ فیصلہ غلط ہے میرے بچے کو مجھ سے دور کر رہی ہیں آپ صرف آپ کی باتوں کی وجہ سے۔۔۔ کیا تھا جو آپ ہاں کر دیتی وہ محبت کرتا ہے اس سے خوش رکھے گا اسے ابھی بھی وقت ہے آپ منا لے اسے" وہ اپنی ممتا کے آگے مجبور ہو کر ماں کو قائل کرنے لگی تھیں

"وہ محبت نہیں کرتا۔۔۔ میں اپنے ہر بچے کو جانتی ہوں وہ نفرت کرتا ہے میرے بچے سے صرف اس کی ضد میں وہ یہ سب کر رہا ہے آج تم نہ مانو پر ایک دن تم خود کہو گی کہ اماں جان آپ سہی تھیں۔۔۔ میں ممتا کی پٹی اپنی آنکھوں پر نہیں باندھ سکتی وانی،،، لوگوں کا چہرا جانچنے کے لیے ممتا کی عینک ہٹانی پڑتی ہے،،، ابھی وہ بضد ہے اس وقت لکیر پیٹنے کا فائدہ نہیں،،، پر جلدی واپس آجائے گا تم پریشان نہ ہو" وہ صاف گوئی سے بات کرتی تھیں لگی لپٹی نہیں رکھتی تھیں شاہ زین کی علی سے نفرت انتہا کی حد تک تھی۔۔۔

پھر وہی ہوا وہ چلا گیا،، وانیہ خاموش تماشائی بنی رہی اس نے نہیں رکنے تھا وانیہ شدید صدمے میں میں تھیں ماں کے سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا ان پر۔۔۔

****

اسلام علیکم!
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"ہیلو ہاں" بے چین سی آواز ائیر پیس سے ابھری تو اس کی نیند بھک سے اڑ گئی تھی۔۔۔

"ہیلو اتنی رات کو کیوں فون کیا ہے" وہ موبائل کان سے ہٹاتے ٹائم دیکھتے پوچھ رہی تھی

"تمہاری خیریت پوچھنے کے لئے" مسکرا کر کہا گیا۔۔۔

" یہ سوال صبح بھی پوچھا جا سکتا تھا انتظار کر لیتے صبح ہونے تک کا،، یا ٹھان لیا ہے کل کا سورج نہیں دیکھو گے "ذیشا کی نیند میں کوئی خلل پیدا کرے یہ اس سے کہا برداشت ہوتا تھا وہ ہمیشہ ہی ایسے چڑ چڑی ہو جاتی تھی۔۔

" یاد آرہی تھی تمہاری "وہ محبت سے بولا۔۔۔

"میں سو رہی ہوں کل کا سورج انشاءاللہ دیکھ لو گے تو بے فکر ہو کر سو جاؤ صبح بات ہو گی "وہ نیند بھری آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

"کل ملنے آؤں گی نا "وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا وہ دونوں دو دن سے نہیں ملے تھے۔۔

"خوابوں میں "ذیشا شرارتی انداز مین بولی تھی

"پلیز آ جانا میں انتظار کروں گا،، پلیز پلیز "وہ منت کرتا بولا

"تم تو ترلو پر اتر آئے ہو،، مرد منت نہیں کرتے کسی کی،، حکم کرتے ہیں" وہ اس کی منتیں کرنے والے انداز سے چڑ کر بولی۔۔۔

"میں تمہیں حکم نہیں دے سکتا بس گزارش کر سکتا ہوں،، میری کیا مجال کہ تمہیں حکم دوں،، آو گی نا" علی کے انداز ہی الگ تھے اس کی پلکیں جھک جاتی تھی ذیشا کے آگے۔۔۔ محبت میں سر خم ہو ہی جاتا ہے

"جس دن حکم کرو گے اس دن ملو گی بائے" ذیشا اسے

چڑاتے ہوئے فون کاٹ گئ تھی

****

"تم حقیقت سے منہ پھیرے بیٹھے رہو رشوان شاہ مگر حقیقت۔۔۔آنکھیں میچ لینے سے بدل نہیں جائے گی" ملک کافی دیر سے آیا ہوا تھا لیکن وہ تو دنیا سے بے خبر ہاتھ میں ایک البم لیے دیکھ رہا تھا اس نے البم اچک کر بند کر دیا اور تلخی سے بولا۔۔۔۔وہ جو اپنے دھیان میں بیٹھا تھا اسے دیکھ کر ایک پل میں خوابوں سے باہر آگیا۔۔بولا کچھ بھی نہیں بس خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔۔

اس کی آنکھوں کی ویرانی دیکھ ملک پھر سے بولا تھا۔۔۔

"وہ تمہیں چھوڑ چکی ہے جا چکی ہے وہ۔۔۔تمہاری اس دنیا کو ویران کر کے۔۔۔آنکھیں کھولو حقیقت کا سامنا کرو" اس کا سفاک لہجہ ہمیشہ ہی۔۔۔۔اسے حقیقت کا وہ جو تا مارتا تھا جس میں لگی کیل کسی نے نہ دیکھی تھی وہ رشوان شاہ کے دل پر گہرا زخم دیتی تھی۔۔۔

"اس حقیقت کو میں کیسے قبول کرلوں۔۔۔اور محبت وہ کہاں گئی ہے وہ تو یہی موجود ہے" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا انگشت شہادت اپنے دل پر رکھتا بولا تھا۔۔۔

"آج بھی وہی جنون باقی وہی محبت کا جوش زندہ ہے تم میں تف ہے تم پر مجنوں بن گئے ہو کاش انسان بن جاتے تم" وہ پھٹ پڑا تھا اپنے سر کے بال نوچتے ہوئے اسے بھی جھنجھوڑ گیا۔۔۔

آج اسے گئے ہوئے تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا تھا مگر وہ اس کے غم سے ابھر ہی نہیں پا رہا تھا۔۔

محبت کہیں نہیں جاتی۔۔ کیا کروں۔۔وہی رہتی ہے بھگانے کے باوجود بھاگتی نہیں وہی دل میں رہتی ہے کوشش لاکھ ہو پھر بھی،، جیسے حقیقت نہیں بدلتی محبت نہیں بدلتی۔" وہ بے بس سا بولا تھا۔۔۔

"ہاں ہاں محبت کونسا آوارہ کتا ہے جو پتھر مار کے بھگاو تو بھاگ جائے کسی چیز کا ڈراوا کام نہیں آتا۔۔اس سے اچھا تو کتا ہی پال لیتے تم" ملک چیخ کر بولا آخر میں محبت کا مذاق اڑاتا تلخ ہوا تھا

اس دیوانے پاگل انسان کو دیکھتا رہا جو پتھر کا بت بنا رہتا تھا پھر بپھرتا ہوا بولا

"لعنت ہے تم پر اور ایسی دغاباز محبت پر۔۔۔جا رہا ہوں میں جب اس محبت کی لاش کو دفن کر دو تو بلا لینا مجھے" وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا دروازے پر زوردار ٹھوکر مارتا چلا گیا تھا اور رشوان زخمی مسکراہٹ لیے سر جھٹکنے لگا ---

*****

آج یونی کے بعد وہ اسے گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔۔۔تو پھر سے اپنا سوال دہرا دیا،،

"جو تم چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکتا نا مجھے کہا پھنسا بیٹھے ہو تم" وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گئ۔۔۔۔

"کیوں نہیں" وہ سوال کرتا تھا تو ذیشا کی جان پر بن جاتی اس کیوں کا جواب وہ نہیں جانتی تھی وہ تو خود علی کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی مگر دنیا،، کوئی اس کے کردار پر کوئی الزام نہ لگا دے شاہ زین کی حرکت کے بعد سے وہ ڈرتی تھی خیر اب تو شاہ زین کو گئے بھی سال ہو گیا تھا۔۔۔

"سب کیا سوچے گے کہ ہمارا چکر چل رہا تھا" آخر وہ دل کی بات زبان پر لے ہی آئی۔۔۔۔

"سب کون سب،، میری دنیا تم اور جنت بی بی ہیں اس کے علاوہ کون"

" اف" وہ جھنجھلا گئ

"مجھے جواب دے دو بس" وہ اب ضد پر اڑ گیا تھا گاڑی اس کے گھر کے باہر روکتے بولا تھا۔۔۔

" جواب تو کل دوں گی آج رات بھر سوچوں گی اگر لگا کے جواب تمہارے حق میں دینا ہے تو کل ملنے آوں گی اگر کل نہ ملوں تو سمجھ جانا کہ انکار ہے" ذیشا حسن آزمائش میں گھری تھی،،، فورا گاڑی سے اتر گئ اس کی

سمجھ ہی کچھ نہ آرہا تھا دل چاہتا تھا ہاں کر دے مگر دماغ کہتا تھا نہیں علی دوست سے زیادہ کچھ نہیں۔۔اب آج سوچنا تھا اس نے۔۔۔ہر پہلو پر اور بابا کو گھر میں دیکھ یہ مشکل کام آسان لگا تھا۔۔۔

******

"بابا وہ کہتا ہے وہ مجھ سے محبت کر بیٹھا ہے" ذیشا حسن آج کل جنت بی بی سے سخت خفا تھی،،،اس لیے دو ہفتے سے گھر کا رخ نہ کیا تھا تو آج سفارش کے لیے انہوں نے بابا کو بھیج دیا۔۔۔آج جب اکیلے باپ کے ساتھ بیٹھی رات کی چائے پی رہی تھی،،وہ اپنے دل اور دماغ میں چلتی ہوئی اس جنگ سے ہار گئی اور باپ سے مشورہ لینے کی ٹھان لی۔۔۔۔

"ہمم" وہ سر کو جنبش دے کر کھنکھارے۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"بس ہمم آپ کو سن کر اچھنبا نہ ہوا" ذیشا حسن کی آنکھیں مارے صدمے کے پھیل گئی،، اسے لگا تھا بابا کا پہلا سوال ہو گا کون کس کی بات کر رہی ہو پھر چیخ اٹھے گے اس کی اتنی ہمت،، مگر یہاں تو گنگا ہہ الٹی بہتی ہے۔۔۔

"

اچھنبا کیوں ہونا ہے تم سے ہی محبت کرتا ہے ناوہ تو ہمیں معلوم ہے" اطمینان سے بولے تھے۔۔۔انہوں نے جیسے تصدیق چاہی کہ تم سے ہی کرتا ہے نا پھر کیا پریشانی،،، پریشانی تو جب ہوتی جب تم سے نہ کرتا۔۔۔

"کیا مطلب آپ کو کس نے بتایا" وہ چیخ پڑی

"ہر بات لفظوں میں نہیں بتائی جاتی میری شہزادی کچھ باتیں انسان کے چہرے سے ہی عیاں ہو جاتی ہیں" وہ گہری مسکراہٹ لیے بولے تھے۔۔۔۔

"تو آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا" وہ منہ پھلا کر بولی تھی

"میرا بتانا ضروری نہیں تھا اس کا بتانا ضروری تھا" وہ سر ہلا کر بولے تھے

"وہ آگاہ کر چکا ہے مجھے" ذیشا کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔۔

"آگاہ کیوں کہہ رہی ہو،،، آگاہ کسی خطرے سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے،،،، کہو اظہار کر چکا ہے مجھ سے ،، تم نے کیا جواب دیا" وہ ابرو اچکا کر اس کے چہرے پر چھائی بدحواسی دیکھ رہے تھے۔۔۔

آپ بتائے یہی تو پوچھنے آئی ہوں" وہ الٹا ان سے پوچھ بیٹھی۔۔۔

"ٹال مٹول سے کب تک کام چل سکتا ہے" وہ اپنے ہاتھوں میں دبی بک بند کرتے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

"شاید مزید کچھ دن پر اب کہ میرا دل کہتا ہے وہ جواب لے کر ہی ٹلے گا" وہ پورے یقین سے بولی تھی۔۔۔

"تمہارادل کہتاہے توسچ کہتاہے،،توبس پھر جواب دے دو اسے" وہ تحمل سے بولے تھے۔۔۔

مطلب انکار کر دوں" وہ آنکھیں چھندیاں کے ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

"نہ نہ اقرار کر دو" وہ سر نفی میں ہلاتے بولے

کیا" وہ چیخ پڑی صرف چیخی ہی نہیں صوفے سے اچھل کر کھڑی ہو گئ۔۔۔ بوا اس کی چیخ پر بھاگی آئی تھیں ۔۔۔پھر اسے باپ سے بات کرتے دیکھ چلی گئ۔۔۔۔

ہاں بالکل" دوسری طرف بلاکا اطمینان تھا مگر کیوں وہ سمجھ نہ پائی

"مطلب آپ چاہتے ہیں میں اس کا ہاتھ تھاموں اور محبت کی وادی کی سیر کرنے نکل جاؤں" وہ ان کے سر پر کھڑی یقین اور بے یقینی میں گھری پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

ہاں" گہری ترین مسکراہٹ اور آنکھیں خوشی سے دمک رہی تھیں۔۔۔ اتنی محبت کرتے ہیں یہ علی سے وہ سوچ رہی تھی۔۔۔۔

"جانتے ہیں ہاں کا مطلب کیا ہے اپنے دل تک رسائی دے دوں اسے" ایک بار پھر بات کو توڑ موڑ کر پوچھا گیا۔۔۔شاید بات دل کی ہو تو فیصلہ بدل جائے،،،

"تو دے دو کس نے منع کیا ہے" وہ کندھے اچکا کر بولے تھے

"پتہ نہیں آپ کیسے باپ ہیں۔۔جو بیٹی کو کسی لڑکے سے محبت کی ترغیب دے رہے ہیں" وہ دہائی دیتی واپس صوفے پر گر سی گئی۔۔۔وہ قہقہ لگا کے ہنس دیے

"ہاہاہاہا کسی لڑکے سے نہیں بس اس سے محبت، کرنے کی اجازت دے رہا ہوں لڑکی،،،وہ کسی نہیں وہ وہ ہے جس کی زندگی ذیشا حسن ہے سمجھی،، کسی اور کا نام لیتی تو کال کوٹری کی سزا میں سناتا تمہیں" علی کا نام لیتے ہوئے جو چاہ جو محبت ان کی آنکھوں سمٹ آئی تھی ذیشا نے کبھی کسی اور کے لیے نہ دیکھی تھی اس لیے پوچھے بنا نہ رہ سکی۔۔۔

"بابا آپ اتنا کیسے جانتے ہیں اسے،،، کیا آپ اسے اتنا چاہتے ہیں کہ آپ کی آنکھیں اس کی محبت کی گواہی دے رہی ہیں" وہ تحیر سے باپ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"میں اسے اتنا اس لیے جانتا ہوں کیونکہ میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں چڑیا،،وہ مجھے بہت پیارا ہے کیونکہ وہ میری بیٹی کی محبت ہے،،،،تو پھر کب ہاں کرو گی اسے "وہ اس کے سوالوں کے جواب دیتے اس سے پوچھ رہے تھے۔۔۔

"کل ہی "وہ ہاری ہوئی سی بولی تھی۔۔۔سب کہتے ہیں میں اس سے محبت کرتی ہوں ایک میں ہی سمجھ نہیں پاتی۔۔۔

"اچھا تو پھر سنو ایک دم ہاں منہ پر نہ مار دینا اس کے تھوڑا نخرہ دکھانا پہلے "وہ خوفیا انداز میں پھسپھسائے تھے جیسے علی یہی بیٹھا سن رہا ہو۔۔۔

"نخرہ تو میں کتنے سالوں سے دکھا رہی ہوں "وہ گردن اکڑا کر بولی تھی

"پھر بھی ہاں ایسے کرنا جیسے احسان کر رہی ہو اس پر سمجھی "وہ اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتے اس کا سر چومتے بولے تھے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

******

" رات بھر سوچا میں نے اور اب یہ طے کر لیا ہے کہ جواب دے دوں تمہیں" ذیشانے نے صبح ہی اسے کال کر کے بلایا، وہ فل تیار ہو کر دس منٹ بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔۔۔ جب ذیشانے کہا تھا کہ ہاں ہوئی تو ملوں گی اور آج وہ بلا رہی ہے تو یقیناً اقرار ہے۔ آنے سے پہلے اس کے لی رنگ رکھنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔ اور اس کی بتائی جگہ پر پہنچ گیا۔۔۔ اب وہ یہاں اس کے سامنے بیٹھی دونوں ہاتھ آپس میں پھنسائے بولی تھی۔۔۔

" تم جواب دو میرا پورا جسم اپنی سماعت سمیت کان بنا ہوا ہے" وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ علی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھی آنکھیں بڑی بڑی کھلی تھیں لب بھینچے ہوئے تھے ۔۔۔ دل کی دھڑکن بہت تیز تھی کہ علی کو اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔۔۔

" آج سوچا ہے تمہیں ہاں کر دوں" وہ ابرو اچکا کر شہانہ انداز میں ۔۔۔بولی تھی جیسے احسان اتار رہہ ہو

" اب ہاں کر ہی دی ہے تو اچھے سے کہو نا ایسا لگ رہا ہے کوئی احسان کر رہی ہو مجھ پر" وہ منہ بنا کر بولا تھا دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔۔۔ مگر چہرے سے عیاں نہ کیا تھا۔۔۔۔

"احسان ہی سمجھ لو یہ تم پر سوچا کہیں نہ کہیں تو ہاں کرنا ہے کیوں نہ تم ہی سہی" ہائے کیا شہانا انداز تھا ذیشا حسن کا

"آج گھر سے نکلا تو تہیہ کر لیا تھا میں نے ہاں کے بغیر نہ لوٹوں گا" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تھا۔۔

"بھلا اس میں تمہارا کیا کمال ہے" وہ ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھی

"ارے ہاں کمال تو کسی کا نہیں سوائے اس ذات کا جس نے میری دعا کی شدت سے مجھے میری محبت عطا کی ہے" وہ گہری مسکراہٹ لیے بولا اس کی آنکھوں میں دیے جل اٹھے تھے،،ریسٹورنٹ میں لگے شیشے میں اپنا عکس جھلملاتا ہوا الگ رہا تھا۔۔۔۔

"تم مجھے دعا میں مانگتے رہے ہو" ذیشا کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔پوچھے بنا نہ رہ سکی۔۔۔وہ بغور اس کو دیکھنے لگی جس نے آج براون کل کی لیدر کی جیکٹ اندر وائٹ ٹی شرٹ ڈالے،،،بالوں کا اسپائکس بنائے،،بلیک جینز پر وائٹ جوتے ڈالا تھا،،پہلے چہرے پر جو ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔اب وہاں اطمینان سکون،،خوشی اور سب سے زیادہ محبت کے رنگ موجود تھے۔۔۔۔

" بلکل میں چاہتا ہوں تم بھی بس مجھے دعا مانگوں "اس کی آنکھیں اس کی محبت کی صداقت تھیں۔۔۔وہ صاف شفاف آئینہ تھا ذیشا حسن کے لیے جس کے اندر باہر ہر جگہ ذیشا حسن بستی تھی۔۔۔

"اب ہاں کر دی ہے تو ضرور مانگوں گی پر یہ نہیں پہنوں گی" اسے پینٹ کی جیب سے چھوٹا سا ڈبہ نکالتے دیکھ وہ سمجھ گئ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے

کیوں "وہ ایک پل میں پریشان ہوا تھا

"سب کے سامنے پہنانا" وہ اپنے ہاتھ اپنے پہلو میں گراتے کرسی پر پیچھے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہاں تو سب کے سامنے پھر پہنا دوں گا یہ تو ابھی سمجھو مہر لگا رہا ہوں تم پر" وہ ڈبہ کھولتے بول رہا تھا

" اتنی بے باکی اچھی نہیں،، کہ یہاں اکیلے بیٹھ کر منگنی کر لوں تم سے،" وہ سیدھی اور کھری بات کرتی تھی

"سب تمہاری چاہت کے مطابق ہو گا تم فکر نہ کرو بس یہ پہن لو تو مجھے سکون آئے میری تسلی کے لئے ہی پہن لو" وہی گزارش کرتا انداز۔۔۔وہ ہنس دی۔۔۔

انگھوٹی پہن لینے سے مُہر نہیں لگتی بے وقوف" وہ تاسف سے سر ہلاتی بولی تھی۔۔۔"

"لڑکی اگر تم جیسی ہو ہو تو انگو ٹھی مُہر ہی ہوتی ہے۔۔۔جو وعدے کی پکی اور عہد کی سچی،، جو کہتی ہو وہی کرتی ہو جانتا ہوں،، اس وقت میں مہر لگا دوں گا تو پھر کوئی خیال چھو کے نہیں گزرے گا تمہیں" وہ خوشی سے دمک رہا تھا بات اس نے بالکل سچ کہی تھی

"مجھے ویسے بھی تمہارے علاوہ کوئی خیال چھو کے نہیں گزرتا لاو میں خود پہن لیتی ہوں" وہ کنفیوز بھی ہورہی تھی اور یہاں کوئی گھر والا بھی نہ تھا وہ ہاتھ بڑھا کر انگھوٹی مانگنے لگی

یار یہ حق تو نہ چھینو مجھ سے" وہ بیچارگی سے بولا ذیشا شش و پنج میں مبتلا تھی۔ "

۔۔۔بات ذیشا کے دل کی ہو اور علی نہ جان پائے ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔اس نے فون اٹھایا اور وڈیو کال جنت بی بی کو لگائی تھی،،،ان سے اجازت مانگی انہیں بھلا کیا اعتراض تھا۔۔۔

"ایک منٹ میرے بچے رکو،،اس کے باوا کو بلا لوں،،،فیصلہ میرا ہی لیکن حق ان کا بھی ہے" وہ ذیشا کے ماں باپ کو بلانے لگی،،،،بابا جو صبح ہی واپس گئے تھے ابھی ماں کی آواز پر دوڑے آئے،،

علی ایک ہاتھ میں موبائل تھامے ذیشا کو دکھا رہا تھا

"اجازت ہے

وہ پوچھ رہا تھا تو ذیشا نے ہاتھ اس کے سامنے کر دیا اور اس نے وہ خوبصورت سی نازک سی انگھوٹی اس کی انگلی میں پہنا دی۔۔۔ذیشا کی نظریں انگھوٹی پر جم سی گئ وہ ویسی ہی تھی جیسی کبھی بہت پہلے اس نے خواہش کی تھی۔۔۔۔۔

******

رشوان شاہ پر خاموشی کا دور چاہ گیا تھا پت جھڑ کا موسم ٹہر سا گیا تھا۔۔۔خاموشی کے اس لمبے عرصے پر سلمان شاہ بہت ڈسٹرب رہنے لگے،،، گھر میں چھایا سناٹا ان کی زندگی کم کرتا جا رہا تھا۔۔۔ادھر ماں کی طرف سے کوئی امید نہ تھی کہ انہیں ہوش آئے گا یا نہیں اور ادھر بیٹا۔۔۔،آج ان کی برداشت ختم ہو گئ تھی تو جا کر اس کا دروازہ پیٹ ڈالا دروازہ کھلا تو اس کے چہرے پر بہت وحشت تھی بکھرے الجھے بال آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے نا جانے کتنی راتوں سے رتجگا منا رہا تھا،،شاید سارے خواب دھول ہو گئے تھے اس لیے بے خواب راتیں گزر رہی تھیں۔۔۔وہ کچھ پل اسے دیکھتے رہے الفاظ گم تھے۔۔۔انہوں نے تو کئ دنوں سے اسے دیکھا نہیں تھا کیونکہ وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔اس کو دیکھتے تھے تو دل روتا تھا اور وہ خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔وہ چپ چاپ اس کے کمرے میں آئے اور صوفے پر بیٹھ گئے وہ

ان کے سامنے بیٹھ گیا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائی ہوئی تھی باپ کی طرف نظر نہ کی تھی

۔۔۔

"کہاں گم گئے ہو تم ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں مل رہے" وہ صوفے پر بیٹھے اس کے کمرے کی ابتر حالت دیکھ رہے تھے۔۔۔وہ اتنا الجھا ہوا انسان نہ تھا بہت سلجھا ہوا،،بلکہ کہنا چاہیے سلیقہ شعار تھا ہر چیز صاف اور اپنی جگہ پر پسند تھی اسے اور اب اس کے کمرے کا حال ایسا تھا کہ گھٹن سی ہونے لگی سلمان کھڑے ہوئے اور دبیز پردے ہٹا کر،،،، گلاس ڈور کھول دیا۔۔۔پھر پلٹ کر بیڈ کی سلوٹ زدہ چادر ٹھیک کرنے لگے جہاں ازناشاہ کی تصویریں بکھری ہوئی تھیں،،،کچھ گفٹس،،،کچھ ازنا کی ذات سے منسلک چیزیں،،وہ کرسی پر ڈھے سے گئے

"سابقہ وقتوں میں تمہارے قہقہوں سے گونجا کرتا تھا یہ گھر،بات کرتے تھے تو ڈھول چٹا دیتے تھے۔۔۔ گھر کا ہر کونا صاف چاہیے ہوتا تھا تمہیں،گھر کے نوکروں کو اپنے پیچھے خوار کر کے رکھتے تھے۔۔ کبھی یہ کبھی وہ ازنا کو یہ نہیں پسند اسے صاف کرو گلدان یہاں رکھو وہ ایسے نہیں رکھتی۔۔اور اب دیکھو جینا ہی چھوڑ چلے ہو جبری یہ رشتے نبھا رہے ہو کب کے زندگی ہار گئے ہو،،،"وہ کرب سے آنکھیں میچتے بولے تھے

"میں کسی کو کیا خوار کروں گا میں تو خود خوار ہو رہا ڈیڈ "ویرانی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔۔۔

"رشوان تمہیں نظر آتا ہے یا نہیں تم اس محبت میں اکیلے رہ گئے ہو میری جان وہ چلی گئی ہے "وہ سر تھام کر بیٹھ گئے۔۔۔۔

" ازناشاہ یہاں میرے دل میں رہتی ہے ڈیڈ وہ کہیں نہیں جاتی کیا کروں "وہ سینا مسلتا درد سے بولا تھا۔

"یہ کتابی باتیں ہیں میری جان اب محبت کا وہ دور نہیں رہا کہ تم انتظار کی سولی پر لٹکے رہو

لوٹ آو ابھی وقت کا پھیر تمہارے ہاتھ ہے کہ ابھی چراغوں میں روشنی باقی ہے لوٹ آو میری جان کہ ابھی کچھ عمر باقی ہے "وہ دردناک کرب سے گویا تھے رشوان بت بنا تھا نہ کوئی احساس نہ کوئی بات اسے چھو کر گزرتی تھی۔۔۔باپ کے آنکھیں میچنے پر آکر ان کی گود میں سر رکھ

دیا۔۔۔مگر اس کی چپ نہ ٹوٹی تھی بس خاموش تھا ویرانی وحشت اس کے چہرے سے عیاں تھی۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

******

۔۔۔"تم نکلی نا اپنے باپ جیسی بس یہی وجہ تھی ربیقہ لاشاری میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا ۔۔۔میں بس اس چاند کی محبت میں جلنا چاہتا تھا،، لیکن میرا یہ درد مند دل،،، جس نے چاند کی محبت میں جلنے کے بجائے تمہارے دل کی زمین کو ٹھنڈی پھوار فراہم کرنی چاہی" وہ کمرے میں آتا ہی پھٹ پڑا تھا ازنا شاہ کے جسم کو لہولہان کر کے وہ ارداشیر کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔اور جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا تو کمرے کو ابتر حالت میں پایا تھا۔۔۔

۔۔۔"وہ چاند کب کا کھو گیا ارداشیر کالے سیاہ آسمان میں لیکن آج بھی تمہارے دل میں اس کی ٹھنڈک باقی ہے،،، یہ ٹھنڈک سکون بخش نہیں یہ تو سرد جلا دینے والی ٹھنڈک ہے میرے لیے،،، کوئی میرا دل کھولے تو اس جلن سے پڑنے والے زخم دیکھ خود ٹھٹھر جائے،،، آج بھی تم اس چاند کو ڈھونڈ رہے ہو یہی،،، یہی چیز تو جلاتی ہے مجھے،، مجھ سے شادی کے لیے تمہیں کسی نے مجبور نہ کیا تھا،، دھوکہ کھا کر آئے تھے تم میرے پاس اپنے سکون کے لیے۔۔۔"وہ چیخ گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"خبر دار خبر دار اگر آج کے بعد میرے چاند کا ذکر تمہاری زبان پر بھی آیا اور اتنے حقیر انداز میں تم نے اس کا ذکر کیا تو یاد رکھنا زبان کھینچ لوں گا تمہاری" وہ اس کے بازو کو سختی سے دبوچتا غرایا تھا ربیقہ کا سانس تھمنے لگا،،، آج اسے اپنی اوقات کا اندازہ بہت اچھے سے ہو رہا تھا،،، وہ بے یقینی کی تصویر بنی اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ جانور بن گیا تھا۔۔۔وہ بھی اس حویلی کا ایک وڈیرا تھا ربیقہ کیسے بھول گئ جو اپنی پر آتا تو ربیقہ کا اتنی زبان درازی پر زبان تالوں سے الگ کر دیتا۔۔۔اس آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا وہ خونخوار بنا تھا۔۔۔۔ربیقہ کے اندر کپکپی سی طاری ہو گئ۔۔۔۔۔

****

وہ شاہ پیلیس کے باہر کھڑی تھی گارڈ نے ایک نظر انہیں دیکھا اور دروازہ وا کر دیا۔۔۔۔۔ آج پورے تین ماہ بعد وہ یہاں آئی تھیں۔۔۔۔وہ جب یہاں سے نکلی تھیں تو کبھی نہ آنے کا عہد کر کے لیکن۔۔۔۔ آج وہ اپنے بیٹے کی تڑپ میں یہاں پہنچی تھیں اس کی خیریت لینے۔۔۔۔وہ ازنا کا پوچھنے آئی تھیں۔۔۔۔۔ آج وہ انہیں بہت شدت سے یاد آئی تھی آج ان کو اپنی بے چینی کا حل کہیں نہ ملا تو وہ جیسے عاشق محبوب کی طرف لپکتا ہے وہ ازنا شاہ کے گھر کی طرف لپکی تھیں۔۔۔۔وہ نہیں جانتی تھیں کہ شاہ پیلیس میں انہیں داخل ہونے کی اجازت ملے گی یا نہیں پر بس وہ دل کے ہاتھوں مجبور آ گئی تھیں۔۔۔۔

"آج تو بہت مودب بنے ہو فوراً دروازہ کھول دیا ہے۔۔۔" انہوں نے گارڈ پر ایک خونخوار نظر ڈالی تھی

"بی بی جی حکم صرف رشوان شاہ کے لیے صادر ہوا ہے رشوان شاہ سے جڑے باقی رشتوں کے لیے نہیں۔۔۔وہ برملا بلا اجازت حویلی میں آ جا سکتے ہیں" وہ نظریں جھکا کر تابعداری سے بولا تھا وہ اس کے جھکے سر کو دیکھتی غصے سے اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

صبح کے گیارہ بج رہے تھے چھچلاتی دھوپ میں وہ سرخ چہرا لیے اندر کی جانب بڑھ رہی تھیں دونوں اطراف پھیلے اس لان میں انہیں۔۔۔۔۔ازنا کی کھلکھلاہٹ سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔انہیں لگا ابھی وہ کہیں سے آئے گی اور ان سے لپٹ جائے گی۔۔۔۔۔اس کے ہاتھوں سے لگائے ایک پودے پر ان کی نظر ٹھہر گئی جو مرجھایا سا ایک کونے میں پڑا تھا۔۔۔انہوں نے ادھر ادھر بے چینی سے دیکھا اور اس کا لگایا ہر پودا مرجھایا ہوا ملا،،،ان کے دل میں ہوک سی اٹھی۔۔۔۔۔

وہ یہاں آ گئی تھی لیکن یہاں کی ویرانی دیکھ ان کا دل اور بھی ڈوب گیا تھا۔۔۔سب سے پہلے ان کا سامنا ۔۔۔روحیل سے ہوا تھا۔۔۔

وہ سلام کر کے۔۔لاونج کے دروازے پر رک گئی۔۔۔روحیل نے انہیں دیکھا تو آنکھوں میں کئی سوال امڈے تھے لیکن گھر آئے مہمان سے ایک دم ہی یہ سوال کر لینا کیسے آنا ہوا اچھا نہیں لگتا۔۔۔لیکن ان کے سوال فریال شاہ سے چھپے نہ رہے تھے۔۔۔اس لیے بول پڑی۔۔۔

"اس کی خیریت لینے آئی ہوں کیسی ہے وہ" انہوں نے کھڑے کھڑے ہی سوال کیا تھا۔۔۔روحیل شرمندہ سے ہو گئے۔۔۔

"آیئے بھابھی بیٹھے پلیز" وہ صوفے کی طرف اشارہ کرتے بولے تھے سوال یکدم نظر انداز کر دیا گیا تھا ۔۔۔فریال آگے بڑھی اور صوفے پر ٹک گئی مگر ایسے جیسے ابھی چھو کر بھاگنا ہو۔۔۔۔

"کیسے ہیں روحیل بھائی۔۔۔۔۔۔زینب کہاں ہیں" وہ ادھر ادھر سب کو ڈھونڈتی پوچھ رہی تھیں....شاہ پیلیس میں اتنی ویرانی کبھی نہ دیکھی تھی۔۔۔۔

"آپ کیوں آئی ہیں یہاں" پیچھے سے اسفند کی پر شکوہ آواز ابھری تھی۔۔۔فریال کھڑی ہو گئیں۔۔۔ ان کا سوال ان کا دل چیر گیا تھا۔۔۔جو سوال روحیل کی آنکھوں میں پڑھا اسے اسفند نے زبان سے ادا کر دیا تھا۔۔۔وہ دوبارہ اسی انداز میں بیٹھ گئیں۔۔۔اسفند نے حیرانی سے انہیں دیکھا اور سامنے آ کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ان کے اس سوال پر ان کا پارہ ایک دم ہی سوا نیزے پر پہنچ گیا تھا اس لیے دل پر ضبط کرتی لفظوں کو چباتے بولی تھیں

"پرسہ دینے آئی ہوں۔۔۔جو چلا گیا اس کا اور جو مر رہا ہے اس کا" بڑے تحمل سے۔۔۔سرد مہری سے جواب دیا گیا۔۔۔اسفند نے ہراساں انداز میں سر اٹھایا تھا

"کیا بکواس کر رہی ہیں جانتی بھی ہیں پرسہ کیا ہوتا ہے۔۔۔پرسہ مرنے والوں کا دیا جاتا ہے" اسفند غصے سے پھنکارے۔۔ایسا نہیں تھا کہ وہ ان سے ناراض یا غصہ تھے وہ بس ان لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔۔۔اسفند خود کو قصوروار سمجھتے تھے رشوان شاہ کی بربادی کا۔۔انہیں لگتا تھا انہوں نے رشوان کا دل مٹھی میں لے کر مسل دیا ہے وہ ہمت نہیں رکھتے تھے ان سب کا سامنا کرنے کی۔۔۔۔

"ارے جانتی ہوں میں جو چلا گیا ہے وہ سمجھے مر چکی ہو گی۔۔۔۔اور ایک وہ جو مر رہا ہے جلد ہی دفن ہو جائے گا۔۔اس لیے پرسہ دینے آئی ہوں" وہ دلب4داشتہ سی بولی تھیں۔۔۔انداز میں تلخی اپنے آپ بھر آئی تھی اسفند صوفے سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

"خدا کے لیے بس کر دے۔۔۔لگتا ہے صدمہ ہو گیا ہے آپ کو اس کے جانے کا اس لیے بہکی بہکی باتیں کر رہی ہیں" اسفند چیخ پڑے تھے۔۔۔روحیل نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں بٹھا دیا

"بھابھی کیا بات ہے" روحیل نے دہل کر پوچھا تھا اور وہ بلک کر رو دی تھیں

"وہ مر رہا ہے۔۔۔وہ اب بچ نہیں پائے گا بہت مشکل ہے۔۔۔اس میں جینے کی چاہ ختم ہو گئ ہے کہیں سے ازنا لادے مجھے" وہ منت بھرے انداز میں بولی تھیں

زینب جو کچن کے دروازے سے لگی انہیں دیکھ رہی تھیں مگر ان تک جانے کی ہمت نہ کر پا رہی تھیں ۔۔۔۔ان کی ہچکی بندھنے پر دوڑی آئی تھیں۔۔۔ان کو دلاسے دینے لگی۔۔۔۔

"بھابھی حوصلہ رکھے وقت کے ساتھ سنبھل جائے گا "

اسفند ہاتھوں میں سر ڈال گئے تھے۔۔۔فریال جھٹ سے اٹھی تھیں اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔

"بھابھی اس کی خبر نہیں ہمیں وہ کہاں ہے کیسی ہے نہیں جانتے۔۔۔بہت کوشش کی اس کا سراغ نہیں، اس حویلی میں ایک بندہ رکھوا دیا تھا میں نے مگر آج تک اسے وہ وہاں نہیں نظر آئی۔۔۔شاید آپ سہی پرسہ دینے آئی ہیں" روحیل کی آواز نے ان کے قدم لڑکھڑا دیے تھے مگر نہ رکی اور نہ پلٹی تھیں تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔اور گاڑی میں بیٹھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔۔۔

****

"نئے سال کا پہلا دن مبارک ہو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو بھیجنے کا ارادہ کل تھا لیکن کل تمہارے چہرے پر ہوائیاں اڑتی دیکھی میں نے۔۔۔" ذیشا کا منہ کڑوا ہو گیا

آج کئی دنوں بعد خط اور ایک واحد گلاب آیا تھا پیلا گلاب ذیشا نے سونگھ کر اپنے بیگ میں لگا دیا۔۔۔اور اب وہ چاروں سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔۔ذیشا پڑھ رہی تھی۔۔۔اور باقی سن رہے تھے۔۔۔۔

"یہ شخص ہر وقت مجھ پر ہی نظر رکھتا ہے کیا" وہ بھنا گئی تھی علی کے ماتھے پر بھی بل پڑنے لگے تھے آہل منہ بنا رہا تھا

"اب اتنی بھی حور پری نہیں ہو تم اونہہ" آہل تمسخر اڑاتا بولا تھا

"تم جل جل کر مر جانا اس سے اب عروج نے تمہیں چھوڑ دیا تو اس میں اس کا کیا قصور تمہاری حرکتیں ہی ایسی تھیں" علی نے اس کی سابقہ گرل فینڈ کا نام لیتے ہوئے حساب برابر کر دیا جو ذیشا کی اڑائی منگنی کی خبر سن کر اس سے رابطہ منقطع کر گئی تھی۔۔

"یہ سب اسی گھنی کا کیا دھرا ہے۔۔۔تم پوچھتے ہو اس کا کیا قصور اس نے میری محبت مجھ سے چھینی ہے" وہ زہریلی نظر اس پر ڈال کر بولا تھا یمنہ اور امبر دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھیں

"محبت ہاہاہا اسے محبت کہتے ہو تم جسے تم آئے روز کپڑوں کی طرح بدل ڈالتے ہو آہل میاں محبت جانتے بھی ہو کیا شہ ہے۔۔۔۔اگر اسے تم سے محبت ہوتی تو رائی کے دانے جتنی بات پر تمہیں چھوڑ نہ جاتی۔۔۔مجھے تو لگتا ہے وہ تو بس موقع کی تلاش میں تھی اسے بہانہ ملا تم سے جان چھڑا گئ" وہ صاف گوئی سے بولتی اسے آئینہ دکھا گئ آہل نے ایک نگاہ اپنے یار پر ڈالی جو اس کے آگے بھیگی بلی بنا رہتا تھا غلط کو بھی سہی کہتا تھا۔۔۔

"ویسے ذیشا بلکل سہی بول رہی ہے آہل۔۔۔محبت پاکیزگی کا نام ہے محبت تو بس ایک شخص کے گرد باندھے رکھتی ہے اور تو یہ شاید کوئی پانچویں گرل فرینڈ تھی تیری اور تو اس کا تیسرا بوائے فرینڈ" علی نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا تھا

۔۔۔"ہاں تو کسی سے دل ملتا ہے میرا تو کسی سے دماغ نہیں ملتا اور کسی سے اپنا جوڑ نہیں بنتا،، اب اس میں میرا کیا قصور،،، تجھے کیا پتہ محبت چھوڑ جائے تو کیا ہوتا ہے" آہل تلملا کر بولا تھا۔۔۔

"محبت ہو جائے تو زندگی محبوب کے قدموں میں رقص کرتی ہے،، ایک شخص کے گرداب میں پھنسی رہتی ہے،،،،، محبت چھوڑ جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے، دل بند ہو جاتا ہے، آنکھیں پتھرا جاتی ہیں سانس دشوار ہو جاتی ہے" وہ خلاوں میں دیکھتا بول رہا تھا ذیشا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی وہ عشق کرتا تھا اس سے ،،، اس ایک پل ان تینوں لڑکیوں کے دل سے ایک دعا نکلی تھی یا اللہ علی کی جھولی اس کی محبت سے بھری رکھنا

اسلام علیکم!
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی وٹس اپ کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"اور تم دیکھو کیا آنکھیں پتھرا گئی ہیں،،، کیا کھانا بھول گئے ہو،،، کیا نیند روٹھ گئی ہے،،، ہٹے کٹے ہو کھاتے پیتے سب سکون ہے تمہیں بس جہاں ذیشا کا چہرا دیکھا وہی تمہاری بچھڑی ہوئی محبت یاد آجاتی ہے تمہیں" علی نے آہل کو اچھے سے لتاڑا

احتجاجا آہل واک آوٹ کر گیا تھا وہ نا جانے کیوں ذیشا سے چڑتا تھا شاید وہ صاف گو تھی یا اس کو بے عزت کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھی۔۔۔ آہل کی اکثر حرکتیں اس کو پسند نہ آتی تھیں

"سارا موڈ غارت کر گیا ہے یہ آہل کا بچہ کیا عذاب نازل ہو گیا اس پر۔۔ اس کا ییچ اپ کروادو عروج سے حد ہو گئی ہے ایک تو میں نے نیکی کی ہے اس کے ساتھ یہ الٹا مجھے ہی سنا گیا ہے" وہ چڑتی ہوئی بولی تھی

"دفع کرو اسے پاگل ہے اصل بات یہ ہے جلتا ہے تم سے کہ تم میری بیسٹ فرینڈ ہو۔۔۔میں جان چھڑکتا ہوں تم پر اور وہ جان چھڑکتا ہے مجھ پر اور بدلے میں چاہتا ہے میں بھی ایسے ہی جان چھڑکوں اس پر ۔۔۔تمہیں اتنی اہمیت نہ دوں بس اسے یہ بات چڑاتی ہے تم اگنور کرو" وہ مصلحتا بولا تھا ذیشا کو تو وہ ناراض کر کے جا نہیں سکتا تھا اس کے پیچھے۔۔۔جب بھی علی ذیشا کو اس پر ترجیح دیتا تو وہ ایسے ہی آگ بگولہ ہو جاتا ۔۔۔۔۔

"میں دیکھتی ہوں اسے بیٹھو تم" یمنہ اٹھ کر اس کے پیچھے چلی گئ تھی

"تم پڑھو" علی نے اس کی توجہ ہاتھ میں دبے کاغذ کی طرف کروائی تھی ان لوگوں نے یہ کھیل تفریحا شروع کیا تھا مگر اب یہ روز روز آنے والے خطوط مقابل کی دیوانگی کی انتہا بیان کرتے تھے جس سے اب وہ لوگ زچ ہو گئے تھے،،،،، آج تو سارا مزا ہی کرکرا ہو گیا تھا تو اس نے وہ کاغذ اٹھا کر بیگ میں ٹھونس دیا

"ارے یہ کیا" علی نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"بس موڈ نہیں اب" وہ اٹھ گئ اور پھر کلاس کی طرف بڑھ گئ۔۔۔۔

****

۔۔۔۔"تم نکلی نا اپنے باپ جیسی بس یہی وجہ تھی ربیقہ لاشاری میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا ۔۔۔۔میں بس اس چاند کی محبت میں جلنا چاہتا تھا،، لیکن میرا یہ درد مند دل،،، جس نے چاند کی محبت میں جلنے کے بجائے تمہارے دل کی زمین کو ٹھنڈی پھوار فراہم کرنی چاہی" وہ کمرے میں آتا ہی پھٹ پڑا تھا ازنا شاہ کے جسم کو لہولہان کر کے وہ ارداشیر کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔۔اور جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا تو کمرے کو ابتر حالت میں پایا تھا۔۔۔۔اس چاند کے ذکر پر ربیقہ نفرت کا پہاڑ بن جاتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"وہ چاند کب کا کھو گیا ارداشیر کالے سیاہ آسمان میں لیکن آج بھی تمہارے دل میں اس کی ٹھنڈک باقی ہے،،،یہ ٹھنڈک سکون بخش نہیں یہ تو سرد جلا دینے والی ٹھنڈک ہے میرے لیے،،،کوئی میرا دل کھولے تو اس جلن سے پڑنے والے زخم دیکھ خود ٹھٹھر جائے،،،آج بھی تم اس چاند کو ڈھونڈ رہے ہو یہی،،،یہی چیز تو جلاتی ہے مجھے،،مجھ سے شادی کے لیے تمہیں کسی نے مجبور نہ کیا تھا،،دھوکہ کھا کر آئے تھے تم میرے پاس اپنے سکون کے لیے۔۔۔"وہ نخوت سے پھنکاری تھی۔۔۔اس کی زبان زہر اگل رہی تھی۔۔۔

۔۔۔"کیا تمہیں واقع لگتا ہے مجھے سکون کے لیے تمہاری ضرورت تھی،،،،کیا تم واقف نہ تھی میں نے تمہیں آگاہ کیا تھا کہ ساری عمر میں اسی چاند کی ٹھنڈک کو ترسوں گا،،،میں اسی چاند کو رووں گا،،،جانتی تھیں نا تم پھر،،،اب کیوں یہ شکوہ لاتی ہو،،،اور ہاں آج میں تمہاری یہ غلط فہمی دور کر دیتا ہوں اگر میں شادی نہ کرتا تم سے تو آج اس ونی کی جگہ تم پڑی ہوتی اس کمرے میں۔۔۔"وہ طیش زدہ سا بولا تھا استہزائیہ انداز

۔۔۔"کیا کہنا چاہتے ہو میں کیوں ہوتی وہاں"وہ الجھن سے بولی تھی

۔۔۔"تم اسی رسم کے بھینٹ چڑھتی جس رسم کے بھینٹ اپو سائیں چڑھی تھیں،، سمجھی وہی گل سڑھ جاتی اگر میں اس چاند کی محبت کو پس پشت نہ ڈالتا" وہ نخوت سے بولا تھا۔۔۔ربیقہ آگہی کی دہلیز پر کھڑی تھی ۔۔۔کیا واقع اس کے بابا سائیں اس کے ساتھ ایسا کرتے،، نہیں نہیں ارداشیر جھوٹ بولتا ہے کیونکہ میں نے اس کی محبت کی برائی کی ہے نا۔۔۔وہ دل ہی دل میں خود کو تسلی دے رہی تھی۔۔۔ بھول گئ کہ یہاں رسم ورواج سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔۔۔

۔۔۔"جھوٹ بولتے ہو تم۔۔۔اس چاند پر گرہن لگ چکا ہے ارداشیر میں تمہارے اس چاند سے نفرت کرتی ہوں بے حد بنا دیکھے بنا جانے اس ہستی سے نفرت ہے مجھے،، خدا کرے وہ لڑکی مر جائے،، وہ بھی کسی کی محبت کو بے تحاشہ ترسے لیکن اسے وہ کبھی حاصل نہ ہو۔۔۔اس کے دل میں خلا رہے،، اس کا دل ایسے

تڑپے جیسے میرا تڑپتا ہے۔۔۔"وہ دہائی دیتی بددعاوں پر اتر آئی تھی اردشیر سب برداشت کر سکتا تھا مگر یہ،،، وہ جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا

۔۔۔"خبردار خبردار اگر آج کے بعد میرے چاند کا ذکر تمہاری زبان پر بھی آیا اور اتنے حقیر انداز میں تم نے اس کا ذکر کیا تو یاد رکھنا زبان کھینچ لوں گا تمہاری" وہ اس کے بازو کو سختی سے دبوچتا غرایا تھا ربیقہ کا سانس تھمنے لگا،،، آج اسے اپنی اوقات کا اندازہ بہت اچھے سے ہو رہا تھا،،، وہ بے یقینی کی تصویر بنی اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"اردشیر چھوڑو مجھے پلیز درد ہو رہا ہے مجھے" وہ کراہ کر بولی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"درد کی شدت جانتی بھی ہو،،، میرے منع کرنے کے باوجود،،، تم اس لڑکی کے کمرے میں گئ اور صرف گئ ہی نہیں اس پر ظلم کیا،،، میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا،،، اس پر ظلم

نہ کرناوہ بے قصور ہے،،، لیکن تم" وہ اس کے بازو پر اور دباوڈالتا بولا تھا۔۔۔اس کے سفید بازو اردا شیر کی انگلیوں کی پکڑ سے سرخ ہو رہے تھے۔۔۔اس کی کھال پھٹنے کو ہو رہی تھی۔۔۔وہ ضبط نہیں کر پائی اور آنسو جھلک کر گال پر بہنے لگے۔۔۔۔

۔۔۔"بس اتنی سی تکلیف سے رودی،،،اور جو تم اس مظلوم کے ساتھ کر کے آئی ہو،،، سنو ربیقہ لاشاری مجھے مجبور نہ کرو کہ میں کوئی ایسا قدم اٹھاوں جس سے اس حویلی میں بھونچال آجائے" وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتا ہوا بولا تھا۔۔۔ربیقہ کی محبت کو اپنے پاوں کی جوتی پر رکھتا تھا۔۔۔اس کا بیوی ہونے کا غرور اس کے قدموں میں پڑا اس کا منہ چڑارہا تھا۔۔۔ربیقہ بت بن گئی،، پھر کچھ دیر بعد کپکپاتے لبوں سے بولی

۔۔۔"یہ تشدد اپنے چاند کے لیے ہے یا دوسری بیوی کے لیے" وہ اپنے بازو پر پڑے اس کی انگلیوں کے نشانوں کو دیکھتی بولی تھی۔۔۔۔

اردشیر نے اسے قہر آلود نظروں سے دیکھا اور باہر کنکل گیا سید ھاونی کے کمرے میں پہنچا۔۔۔رقیہ کو دوائیاں پکڑائی

۔۔"اس لڑکی کے ساتھ رحم کا سلوک رکھو رقیہ،،، کسی کی مجبوری کا فائدہ نہ اٹھانا،،"وہ دکھ سے بول رہا تھا ۔۔۔۔

۔۔۔"اداسائیں اس پر دوسرا اوار ہوا ہے اور وہ پھر سے بیہوش ہو گئ ہے"رقیہ فکر مند سی بولی تھی

۔۔۔"میں ڈاکٹر بھجواتا ہوں رقیہ آج سے تمہارا کھانا پینا سونا جاگنا سب یہاں اسی کے ساتھ خیال رکھنا میں کوشش کروں گا کہ اس کے ساتھ ظلم نہ ہو" وہ دروازے میں کھڑا کھڑا ہی رقیہ سے مخاطب تھا پھر واپس پلٹ گیا۔۔۔ قاسم کو گاوں میں موجود طبیب کو بلانے کا حکم دیا گیا۔۔۔۔

رقیہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی اداسائیں بس کوشش کرے گے۔۔۔

۔۔۔"اپنے گرم سوٹ نکالو اور اس لڑکی کو دے آو،، اس کے زخم صاف کرواسکے کپڑے بدلو،،، ڈاکٹر کو چیک کرواکر کمرے میں قدم رکھنا،،، اور حکم جیسا دیا گیا ہے سب ویسا ہو اس سے ہٹ کر ایک حرکت بھی تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہو گی" وہ آگ برساتا ہوا ربیقہ سے بولا تھا ربیقہ سفید پڑ گئی۔۔۔ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے اس کا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہیں پھر،،، وہ سوچ میں گھری تھی جب ارداشیر کی دہاڑ اسے کپکپا گئی

۔۔۔۔

جاو"

وہ دھاڑا تھا۔۔ربیقہ روبوٹ کی طرح اس کے حکم کے مطابق کپڑے نکالنے لگی پھر بھاگی بھاگی اس کے کمرے تک پہنچی تھی،،اس کے زخم دیکھ کر ربیقہ اندر تک ہل گئ،،،،ہاتھ کپکپا گئے،،،دل میں تکلیف ہوئی ۔۔۔۔

۔۔"اف یہ میں نے کیا کر دیا،،،اللہ سائیں مجھے معاف کرنا،،اردشیر بس میرا شوہر ہے۔۔۔وہ اس کا کبھی نہیں ہو گا بلکہ وہ تو کبھی میرا ہی نہ ہوا،،،اس کا کیا ہو گا،،،،وہ تو بس اپنے چاند کا ہے میں خواہ مخواہ ہی اس پر ظلم کر بیٹھی"وہ اس کے زخم صاف کرتی دل ہی دل میں اپنے آپ سے مخاطب تھی۔۔۔۔

******

وہ کلاس میں آئی تو اس کے پیچھے ہی سر کان میں ائیر پیس ٹھونسے اپنے بالوں کی ہاف پونی بنائے،، مونچھوں کو اوپر کی طرف تاؤ دیے،، میرون شرٹ اور جینز کے ساتھ ان کے سامنے موجود تھے مسکرا کر ذیشا کو دیکھا ذیشا کی نظر اس سے ملی ہڑبڑا کر ذیشا نے نظر جھکالی

"یا اللہ یہ تو ہاتھ دھو کے پیچھے ہی پڑ گیا ہر وقت مجھے ہی دیکھتا رہتا ہے" وہ دل میں ہم کلام تھی جب اس کی آواز سے حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"رول نمبر 02 یہاں آکر بورڈ صاف کرے" وہ ذیشا کو پکارتا خود سائیڈ پر جا کے کھڑا ہو گیا تھا علی نے لب بھینچے تھے وہ ان کا استاد تھا احترام ضروری تھا اور مجبوری بھی۔۔۔ ذیشا دانت کچکچاتی بورڈ کی طرف بڑھی ہاتھ اونچا کر کر کے صاف کرنے لگی،، اور جہاں اس کا ہاتھ نہیں پہنچا تو وہ ایڑی کے بل اونچا ہو کر صاف کرنے کی کوشش میں تھی۔۔۔ جب پروفیسر اس کے پاس آئے سیو تیج ڈیئور کی مہک ذیشا کے حواسوں سے ٹکرائی تو جھٹکے سے پلٹی تھی وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا گہری نیلی آنکھوں میں ناگواری ابھری

تھی اس نے ہاتھ بڑھا کے اس کے ہاتھ سے ڈسٹر جھپٹا اور خود صاف کرنے لگا وہ اپنی سیٹ پر آ بیٹھی سر نے لیکچر سٹارٹ کر دیا،،،، ذیشا انہماک سے لکھ رہی تھی جب موبائل کی مسلسل وائبریشن نے توجہ اپنی طرف مبذول کروالی اس نے موبائل بیگ پاکٹ سے نکال کر دیکھا تو آہل کی 50 مس کال تھیں۔۔۔ پھر اس کا میسج تھا جس میں سوری لکھا تھا وہ بے اختیار پیچھے مڑ کر اسے دیکھنے لگی وہ اپنی مخصوص جگہ علی کے ساتھ بیٹھا تھا ذیشا نے اسے گھوری سے نوازا تو اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کے لبوں سے سوری کیا تھا۔۔۔

ابھی وہ اسی کی طرف متوجہ تھی جب پین کا کور اس کے گال پر آ کر لگا تھا وہ کراہ کر مڑی تو سر اسے ہی گھور رہے تھے

02 "گیٹ آوٹ فرام دا کلاس" سخت لہجے میں کہا گیا ذیشہ نے دانت پیسے ایسے جیسے ان دانتوں کے بیچ سر کی گردن ہو وہ اپنا بیگ اٹھاتی باہر آ گئی چہرا غصہ سے تمتمار ہا تھا ابھی وہ آگے بڑھی ہی تھی جب اپنے پیچھے قدموں کی چاپ پر مڑ کر دیکھا تو آہل اور علی کھڑے مسکرا رہے تھے۔۔۔

"تم لوگ کیوں آ گئے۔۔۔مجھے کون بتائے گا کہ اس کھڑوس نے کیا پڑھایا" وہ بینچ پر بیٹھتی ان دونوں کو گھور رہی تھی

"ارے پتہ چل جائے گا یار۔۔۔تم وہ اپنے نہ ہونے والے عاشق کا خط نکالو۔۔" آہل اس سے فاصلے پر بیٹھتا ریلیکس سا بولا تھا ذیشا اپنا گال سہلا رہی تھی جہاں سر نے کھینچ کے پین کا کیپ مارا تھا علی نے دیکھا اس کا گال نیلا ہو چکا تھا

امبر بھی ان کے پاس آ بیٹھی تھی وہ ہمیشہ کی طرح کینٹین سے فارغ ہو کر آئی تھی ابھی لیٹ ہو جانے پر کلاس میں اینٹری نہیں ملنی تھی

"ہاں تو لکھا گیا ہے نئے سال کا پہلا دن مبارک ہو۔۔۔کل پہلی بار تمہارے چہرے پر ہوائیاں اڑتی دیکھی میں نے۔۔۔گھبراتی کیوں ہو،،جو ہونے والا ہے جانتے ہیں سب اور تم ہو کے ڈر رہی ہو۔۔۔۔"وہ ذرا توقف کو رکی کل اس کا رزلٹ ہیلڈ ہو گیا نا جانے کیا وجہ تھی وہ بہت پریشان رہی تھی کل سارا دن۔۔۔اس نے گہری سانس لے کر پھر سے شروع کیا۔۔

"تم ڈرتی ہو تو لگتا ہے کائنات ڈر گئی ہے میری اور تمہیں پتہ ہے کائنات کو کس چیز کا ڈر ہے۔۔۔نہیں جانتی نا کائنات کو صرف قیامت کا ڈر ہے اور اس میں تو وقت ہے ابھی۔۔باقی یاد رکھو آئندہ تم ڈری تو لگے گا قیامت نزدیک ہے میری۔۔۔اچھا سنو ڈری سہمی سرخ رنگ میں ویسے قیامت ہی لگ رہی تھی۔۔"ذیشا اور علی کے منہ کے زاویے بگڑ گئے تھے

"خدا کی قسم تم میرے ہاتھ لگ جاو تو قیامت تم پر گزار ہی دوں میں" علی نے مکا اپنی ہتھیلی پر مارا تھا آہل کے ماتھے پر بھی بل نمودار تھے نا جانے کون تھا پچھلے دو سال سے وہ لوگ اسے ڈھونڈ رہے تھے پر یہ شخص بہت عیار تھا اب تک ہاتھ نہ آیا تھا ان۔۔کے۔۔۔

"عجیب پاگل شخص ہے کبھی کہتا ہے ڈرو نہیں اور کبھی کہتا ہے ڈری سہمی سی قیامت لگ رہی تھی" ذیشا تمسخرانہ بولی تھی

"ان لفظوں کو زیادہ دھیان نہ دو آگے پڑھو" امبر بولی تھی وہ سر ہلا کر آگے پڑھنے لگی

"اچھا میں ایک گزارش کرتا ہوں تم سے جب میرا کارڈ پڑھتی ہو تو اکیلے پڑھا کرو یہ دل کی بات سب کے سامنے نہیں کی جاتی۔۔۔دل کی بات صرف دل سے کی جاتی ہیں جیسے تم میرا دل بن گئی ہو۔۔۔۔۔یہ محفل لگا کر کرنے کی نہیں تنہائی میں کی جانے والی باتیں ہیں" وہ پڑھ رہی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔۔۔۔

"لاحول واللہ۔۔۔" علی بڑبڑاہا تھا

"ارے تم تو چپ کروہائے کتنا رومینٹک لکھا ہے کاش کوئی مجھے بھی لکھے ایسے" امبر آہیں بھرتی بولی تھی

ذیشانے ایک گھوری امبر پر ڈالی پھر آگے پڑھنا شروع کیا

"ہاں ایک سوال بھی ہے یہ جو دم چھلا ہے تمہارا اسے ساتھ ساتھ لگائے نہ پھرا کرو نہ جانے کب سے یہ دم چھلا تمہارے ساتھ لگا ہے دل چاہتا ہے کہ اس کے سارے دانت توڑ دوں جو تمہیں دیکھتے ہی باہر کو جھانکنا شروع کر دیتے ہیں،،،، اس کی آنکھیں نوچ لوں جو تمہیں دیکھ کر روشن ستارہ بن جاتی ہیں۔۔اور اس کے لب کچل دوں جس پر مسکراہٹ چسپاں رہتی ہے تمہاری سنگت کا غرور اس کی ذات سے جھلکتا ہے۔۔۔اس کے ہونے کا زعم تمہاری آنکھوں میں جھلکتا ہے میرا دل کرتا ہے اسے برباد کر دوں،، وہ جب تمہارے ساتھ چلتا ہوا قدم زمین پر رکھتا ہے نا تو اس کا ہر قدم میرے دل پر پڑتا ہے،،" اور نا جانے کیا کیا لکھا تھا ذیشہ نے

کاغذ کے چار ٹکڑے کر دیے کیونکہ اس سے زیادہ وہ علی کی برائی نہیں سن سکتی تھی علی بھی غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا

" تم کیوں تپ کر اپنا خون جلا رہے ہو۔۔۔اس کے کہنے سے تم دم چھلا نہیں بن جاو گے۔۔وہ جانتا نہیں دم چھلا تو میں ہوں تمہارا۔۔وراثت میں ملی ہے دوستی تمہاری۔۔۔اپنی جائیداد میں سے جنت بی بی مجھے کچھ نہ دے پر اس ورثے میں تم مجھے دے دیے گئے ہو" وہ گردن اکڑا کر نرم مسکراہٹ سے اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی علی کے ہونٹوں سے مسکراہٹ چسپاں ہو گئی نا جانے یہ اقرار محبت تھا یا اعتراف تھا۔۔۔

"ویسے ایک بات ہے۔۔۔ تمہیں بھی بڑے غور سے دیکھتا ہے۔۔۔۔مجھے لگتا تھا بس اسے دیکھتا ہے" آہل نے مسکراہٹ دباتے ہوئے علی سے کہا تھا۔۔۔

علی کو بس یہ خط لکھنے والا ڈھونڈنا تھا پر وہ آج تک اس کے ہاتھ نہیں آیا تھا

دوسری طرف کان میں ائیر پیس ٹھونسا شخص جل کر رہ گیا تھا وہی گلاب ذیشا کی بیگ کی جیب میں لٹک کر ساری باتیں گھنی مونچھوں والے شخص کو پہنچا گیا تھا

****

"کیسے ہو میرے بچے" وہی پر شفقت محبت سے بھرپور انداز

" " میں کیسا ہو سکتا ہو مولوی صاحب مجھے چین نہیں پڑ تا

وہ دل پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔۔

مولوی صاحب نے مشورہ دیا تھا۔۔

کثرت سے استغفار پڑھو "

وہ نماز پرھ کر وہی بیٹھا قرآن پڑھ رہا تھا اسے صبر نہ آیا تھا،،وہ رشوان شاہ تھا جس کا دل صرف ایک کا ہوا اور اس کے بعد اب سنبھلنے سے انکاری تھا۔۔۔صرف ایک خواہش،،ایک آرضو،ایک التجا تھی اپنے رب سے باقی کچھ نہیں مانگتا تھا۔۔۔

"کیا میں بہت گناہ گار ہوں جو میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے،،مجھے نہ جانے کس گناہ کی سزا ملی ہے۔۔۔"۔۔

سوال کب سے دل میں مچل رہا تھا۔۔آج پوچھ بیٹھا۔۔۔مولوی صاحب نے اسے دیکھا جس کی آنکھیں جھلک رہی تھیں۔۔۔

Urdu Novels Ghar

" "گناہ کی سزا اور ثواب کی جزا اللہ دینے والا،، ہمارا تو فرض اتنا ہے کہ ہم۔ اپنے رب کو ہر پل مناتے رہے جس کے لیے اپنے گناہ کی معافی مانگے اور اپنے رب کو ناراض نہ کرے۔۔۔۔ "

ان کا پر شفقت انداز اس کے دل کو سکون دیتا ان میں کتنی عاجزی تھی اور یہی تو اللہ کو پسند ہے۔۔۔۔

" "میں میں یہ ملک چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں

وہ اپنی منتشر ہوتی سوچوں اور زندگی سے اب تنگ آ گیا تھا

۔۔۔"مجھ سے اجازت مانگ رہے ہو یا مشورہ یا بس میرے علم میں لا رہے ہو کہ بابا جی اب کے بعد یہاں نہیں آوں گا" جیلانی صاحب کچھ افسردہ سے دیکھائی دینے لگے۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"۔۔" آپ سے مشورہ طلب کر رہا ہوں"

وہ ان کی طرف دیکھنے لگا اس کے چہرے پر دنیا جہان کا غم تھا۔۔اس کے چہرے سے اس کی نا امیدی کا پتہ لگتا تھا۔۔۔

۔۔۔"جب تک تمہیں سکون نہیں ملتا تم یہیں رہو میرے پاس میں نہیں چاہتا مجھ سے دور جا کر تم کچھ غلط کرو اس لیے تم یہیں رہو گے۔۔۔"وہ فیصلہ کن انداز میں بولے تھے"

۔"وہ کبھی نہیں ملے گی اب یہ جانتا ہوں۔۔۔۔ کہیں مل بھی گئی تو نظر بدل جائے گی کیونکہ اب میری نہیں کسی اور کی ملکیت ہے وہ،،،اور وہ شریعت کے ہر اصول کی پیروی کرنے والوں میں سے ہے اس لیے یہاں سے بہت دور جانا چاہتا ہوں کمزور ہوں بے بس ہوں۔۔۔ لیکن ایسا کوئی فعل نہیں کروں گا جس سے میرا رب ناراض ہو جائے،،"وہ ان کا اشارہ سمجھ گیا تھا اس لیے نظریں ملا کر بول رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"رب انی مغلوب فنتصر

میرے رب میں بے بس ہوں میری مدد فرما "

۔۔۔تم ناامید ہو رہے ہو میرے بچے ناامیدی بھی اللہ کو ناراض کرتی ہے،،،، تم امید رکھو تمہیں بہتر ملے گا ۔۔۔۔تم کہتے ہو تم اس لڑکی کی پرچھائی ہو۔۔۔تو اگر وہ شریعت کی پیروی کرنے والوں میں سے ہے تو تم کیوں نہیں۔۔۔۔

مسئلے کی حالت میں سب سے اہم ہوتا ہے اللہ کی مرضی سمجھنا اور فیصلہ کرنا تم تو دماغ بند کر بیٹھے ہو بیٹا حوصلہ کرو صبر کرو اپنے رب کی طرف نگاہ کرو اپنا دل اس طرف لگاؤ پھر تمہیں ہر چیز میں میرے رب کی مصلحت نظر آئے گی

تم تو ناامید ہو کر شیطان کے دام میں پھنس رہے ہو کوشش کرو شیطان کو فتح نہ ہو،،وہ تم سے شکست کھا جائے تم کون ہو تم اللہ کی مخلوق ہو اس کے قریب تر ہو وہ تم سے کچھ لے کر آزما رہا ہے تمہیں۔۔۔اور تم اس کی آزمائش پر پورے اترنے کی کوشش کرنا،،،قدم ڈگمگا جائے تو پل صراط پار نہیں ہوتا۔۔۔۔ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی معرفت حاصل کرو گے،،اب بس وہ تمہارے دل کو اپنی رضا سے باندھ لے گا جلد ہی پھر تم اس کی مہربانیاں دیکھنا وہ کتنا رحیم ہے "

ان کا انداز بیان اس کی سوچوں کو اس کی زندگی کو ہر روز ایک نئی راہ دیتا تھا۔۔اسے کچھ پل ہی سہی سکون آجاتا تھا۔۔وہ اپنے رب کے قریب ہوتا جارہا تھا۔۔اس نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا۔۔اس نے نمازوں میں عاجزی پیدا کرلی۔۔۔لیکن اس کی چاہت اب بھی وہی تھی وہ روز دعا کرتا تھا اسے میرے دل سے نکال دے میں اسے بھول جاؤں مجھے صبر آجائے۔۔لیکن وہ ایک ایسا خواب تھی جسے وہ اج بھی جی رہا تھا۔۔آج بھی اسی شیش محل میں مقیم تھا۔۔۔

******

ازنا کو آج دو دن بعد ہوش آیا تھا

"پا۔۔پانی" وہ بمشکل بول رہی تھی رقیہ اس کو دیکھ کر تاسف سے سر ہلانے لگی۔۔۔۔کیسی ڈھیٹ ہڈی ہے ابھی بھی زندہ ہے مر جاتی تو اچھا تھا اس ظلم سے جان چھوٹ جاتی۔۔۔۔۔

یہ سائیں لوگ بہت ظالم تھے بڑے سائیں کا حکم تھا اس لڑکی کو نہ پانی دیا جائے گا اور نہ کھانا۔۔۔اور اب وہ پیاس سے تڑپ رہی تھی۔۔۔رقیہ بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ گلاس تک نہیں لا سکتی تھی ۔۔۔کڑک پہرا تھا کمرے کے باہر۔۔۔رقیہ نے باتھ روم جا کر بیسن کا نلکا کھولا اور جتنا اس کے دونوں ہتھیلی کے پیالے میں پانی آیا اس نے ونی کے ہونٹوں سے لگا دیا اس نے یہ عمل پانچ بار دہرایا تھا۔۔۔۔

ونی نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔اس کے جسم کا انگ انگ ٹوٹ رہا تھا آنکھ کھلتے ہی اسے انجان جگہ دیکھ کچھ سمجھ نہ آیا تھا۔۔۔۔پھر ذہن بیدار ہوا تھا تو ذہن کے پردے پر کئی جھماکے ہوئے تھے وہ خوف زدہ سی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔لیکن اٹھنے میں جتنی تکلیف اس نے سہی تھی اس کی چیخیں نکل گئ رقیہ نے آگے بڑھ کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا اور نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

"شش۔۔۔تمہارے ہوش میں آنے کی خبر حویلی میں پہنچتے ہی کوئی اور آجائے گا تم پر ظلم کرنے" وہ خوفزدہ سی بول رہی تھی

"ت۔۔ت۔۔تم کون ہو" وہ ہکلاتے ہوئے بول رہی تھی بولنے کی ہمت تھی ہی نہیں۔۔۔۔

"میں ملازمہ ہو اس حویلی کی ادا نے آپ کہ ذمہ داری مجھے سونپی ہے" رقیہ نے اس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا تھا

اسے ہاتھ کا سہارا دیتی وہ باتھ روم لے گئی ازنا تو اپنے قدموں پر کھڑی نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔رقیہ اسے سہارا دیے تھی آج اسے اس حویلی میں چوتھا دن تھا وہ دو دن بے ہوش پڑی رہی،،، تھی سات دن سے اس نے کچھ نہ کھایا تھا۔۔۔

ابھی وہ باتھ روم سے کراہتی ہوئی چارپائی پر بیٹھی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔ازنا سہم کر اچھل پڑی،،،رقیہ نے آہستہ سے دروازہ کھولا تھا۔۔۔ربیقہ شرمساری اندر آگئی وہ اس کے لیے کچھ کھانا چھپا کر لائی تھی۔۔۔

۔۔۔"کسی طبیعت ہے اس کی" وہ رقیہ سے پوچھ رہی تھی ازنا تو تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔کیونکہ اسی نے پہلی رات اس کی کھال ادھیڑی تھی۔۔ربیقہ نے جھٹ سے کھانا اسے پکڑایا اور باہر نکل گئی۔۔۔

****

مسجد میں بیٹھے بیٹھے رات کا دوسرا پہر شروع ہو گیا تھا۔۔۔

جیلانی صاحب عشاء کے وقت سے اسے دیکھ رہے تھے اب اتنا وقت گزر گیا مگر وہ وہاں کبھی بیٹھا رہا ۔۔۔ کبھی دعا کی طرح ہاتھ پھیلاتا تو کبھی گم سم سا ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے لگتا۔۔۔وہ اس کے پاس آ گئے ۔۔۔۔

"اب وقت آ گیا ہے گھر جاو میرے بچے" وہ مسکرا کر بولے تھے۔۔۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے آپ ہر وقت مسکراتے ہیں ہر پل،،، کیا آپ کی زندگی میں کوئی دکھ نہیں" وہ انہیں دیکھ رہا تھا ان کے لب سکڑے اور پھر سے پھیل گئے۔۔۔

۔۔"مجھے بتاو بیٹا ایسا کون ہے جس کو میرا اللہ آزماتا نہیں۔۔۔وہ تو اپنے ہر بندے پر آزمائش ڈالتا ہے ۔۔۔لیکن اس آزمائش میں ثابت قدم کیسے رہنا یہ ہمارے ایمان پر منحصر ہوتا ہے،،میں پر سکون اس لیے رہتا ہوں مجھے دنیا کی چاہ نہیں مجھے بس جنت سے عشق ہے" وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

"اب تم جاو تمہارے ماں باپ انتظار کر رہے ہوں گے،،،وہ تم سے سوال نہیں کرتے" وہ پوچھ رہے تھے ۔۔۔

"پتہ نہیں سوال نہیں کرتے بس مجھے تکتے رہتے ہیں" وہ بے چینی سے بولا تھا

"ہاں وہ ڈر گئے ہیں تم سے،،جب انسان ڈر جاتا ہے ناتو زبان بولنے سے انکاری ہو جاتی ہے،،،تو خاک وہ سوال کرے گے تم سے۔۔۔اس سے برا کچھ نہیں کہ ماں باپ اپنی اولاد سے ڈرنے لگے۔۔۔یہ گناہ کبیرا ہے ماں باپ کو خوش رکھو تمہاری ہر چاہت تمہارے قدموں میں آجائے گی "

وہ اس کے آگے سے قرآن ہٹاتے اس کے سامنے رکھی چابی اس کے ہاتھ میں دباتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔۔۔

رشوان شاہ اپنی یونیورسٹی کا ٹاپر،،، جس نے ہمیشہ بس جیت دیکھی تھی۔۔۔ جس کو کسی بھی چیز کی جدوجہد نہیں کرنی پڑی تھی۔۔۔

وہ قابل تھا کامیاب تھا اچھی پوسٹ پر فائز تھا ماں باپ کا فرماں بردار تھا،،،اپنے رب کا دیا ہر فرض پورا کرتا تھا۔۔۔اور اب وہ ایک ہارا ہوا انسان تھا وہ عشق کی وادی کی اتھا گہرائی میں ڈوبتا جارہا تھا نہ کچھ دکھائی دیتا اور نہ کچھ سجھائی دیتا تھا اسے۔۔۔صرف ایک چہرا ایک خوشبو ایک لمس ایک آواز یاد تھی۔۔۔وہ اسی آواز کا

پیچھا کرتا تاریکی میں جا رہا تھا۔۔۔جیلانی صاحب اسے چھوٹی سی کرن تھما دیتے تھے اور راستہ صاف ہونے لگتا تھا۔۔۔آج اس کی نمازوں میں عقیدت تھی اس کی عبادت میں عاجزی تھی۔۔۔سورہ یوسف کی ہر آیت پر اس کا یقین پختہ ہو جاتا کہ وہی میرا رب ہے جو بچھڑے ہوو کو ملاتا ہے اور وہی مجھے ازنا سے ملائے گا۔۔۔

ازنا شاہ جیسا خواب اسے کسی نے نہیں تھمایا بچپن سے اس کا خواب آنکھوں میں لیے جیا تھا وہ اور اب جب یہ خواب کرچی کرچی ہو رہا تھا تو یہ کرچیاں اس کی آنکھوں کو لہولہان کر رہی تھیں۔۔۔اس کی روح بے چین رہتی تھی۔۔

****

کیسی طبیعت ہے ادی،،"رقیہ اس سے پوچھ رہی تھیمگر اسنے جواب نہ دیا۔۔۔

"ادا اردا شیر کا حکم ہے اپ کو دوائی وقت پر دی جائے اس لیے آپ کو جگا دیا۔۔ "

"وہ وہ کون ہے" وہ خوفزدہ سی بول رہہ تھی

۔۔"ہاہائے آپ کو یہ نہیں پتہ وہ تو آپ کے لیے جنگ لڑ رہے ہیں اس حویلی میں،،،وہ آپ کے سر کا سائیں ،،وہ بہت نرم دل طبیعت کے مالک ہیں۔۔۔وہ اس حویلی میں سب سے منفرد ہیں۔۔۔وہ ظلم کے خلاف

کھڑے رہتے ہیں۔۔۔وہ آپ کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں اس ظلم سے مگر اس جہاں کے فرعونوں کے آگے مسلسل ہار رہے ہیں" وہ ارداشیر کے متعلق اسے بتانے لگی

"وہ مجھ سے کیوں ہمدردی کرے گے میں تو قاتل کی بہن ہوں" وہ ٹوٹے الفاظ ادا کر پائی تھی

"وہ بہت اچھے ہیں ادی۔۔۔وہ تو آج سے کئی سال پہلے اس حویلی کو چھوڑ گئے تھے کہی باہر کے ملک رہتے ہیں ۔۔۔کیونکہ یہاں کے ظلم و ستم والے رواج ان سے برداشت نہیں ہوتے تھے۔۔۔پھر جی ادی ربیقہ سے ان کی شادی ہو گئی۔۔۔اب وہ ہر مہینے یہاں آتے ہیں" رقیہ تفصیل بتا رہی جس میں ازنا کو کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ بے بسی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی

چھوٹا سا کمرہ جس میں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔۔۔ایک سائیڈ پر باتھ روم تھا۔۔۔اور ساتھ دروازہ باہر جانے کو ۔۔۔گہرے نیلے رنگ کی دیواروں سے اسے وحشت سی ہو رہی تھی۔۔۔پرانا زنگ آلود سا پنکھا لگا تھا ۔۔۔۔۔ایک چھوٹا سا بلب تھا جس نے پورے کمرے کو پیلی روشنی سے نہلایا ہوا تھا۔۔۔۔۔باہر دن ہے یا رات اسے معلوم نہ تھا اس کمرے کے بوسیدہ دیواریں اور گھٹن زدہ ماحول سے ایک دم ہی اس کا دل گھبرانے لگا اسے لگا اس کا دم گھٹ جائے گا۔۔۔وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر تیز تیز سانس لینے لگی۔۔۔رقیہ اس کی طرف بڑھی تھی

"یہ کمرہ کتنا گھٹن زدہ ہے یہ دیواریں کتنی ویران ہیں" ازنا کہے بنا نہ رہ سکی اس کمرے کی میں عجیب سی وحشت تھی جو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا رہی تھی

۔۔"ہاں یہ کمرا اپو کا تھا،، انہیں کسی سزا کے تور پر اس کمرے میں رکھا گیا تھا پھر کچھ عرصے بعد انہوں نے خود کشی کر لی،،، شاید اسی لیے اتنی ویرانی ہے یہاں" وہ دوائی اس کے ہاتھ میں رکھتے بتا رہی تھی۔۔۔

ایک دم دھاڑ سے دروازہ کھلا تھا

"اوہ تو ہوش آ گیا ہے اسے خبر کیوں نہ دی" رمشہ نے تیز نظر رقیہ پر ڈالی تھی۔۔۔

"چل اٹھ حویلی کی صفائی کر" رمشہ سامنے کھڑی حکم دے رہی تھی

"میں" ازنا اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا

"ہاں مہارانی تم۔۔۔یہاں آرام کرنے تو آئی نہیں ہو۔۔۔یہ تو اداکا حکم ہے کہ تمہارے ساتھ نرم رویہ رکھا جائے ورنہ تجھے پتہ چلتا خون بہامیں آنے والی ونی کے ساتھ کیا کیا ہوتا۔۔۔بس ادا چلے جائے پھر آئے گا مزہ"" وہ مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے بول رہی تھی

ازنااس کا شیطانی چہرا دیکھتی رہ گئ کتنی خوف ناک مسکراہٹ اس کے چہرے پر چھائی تھی۔۔۔

ازنا نے چادر اوڑھی اور اس کے پیچھے آہستہ آہستہ چل دی۔۔۔راہ داری میں چلتے چلتے اسے چڑیوں کے چہچہانے کی آواز آئی تھی۔۔۔یہاں تو آسان کہیں نہیں۔۔۔وہ سوچ رہی تھی پھر اس کی نظر دور رکھے پنجروں پر پڑی۔۔۔جہاں طرح طرح کے پرندے تھے،،،اسے تو پرندے بہت پسند تھے لیکن اس وقت پرندوں کے رنگ اڑے اڑے تھے،،،

۔۔"یہ بھی قید ہیں بالکل میری طرح" وہ سوچ رہی تھی اس سے پہلے کے وہ کہیں کھو جاتی رمشہ نے اس کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا تھا،،،تاکہ وہ جلدی قدم بڑھائے۔

Urdu Novels Ghar

جسم چوٹوں سے چور تھا ہر ایک قدم پر سسکی نکل رہی تھی۔۔۔اور اب سسکی کے ساتھ اس کے کراہ نکل گئ۔۔۔۔۔۔۔چار کنال کی حویلی کی صفائی وہ بھی اس نے اکیلے کرنی تھی۔۔۔اس کی حالت تو پہلے ہی سہی نہیں تھی اور یہ کام اس نے کبھی کیے ہی نہ تھے۔۔۔۔

اس کے ہاتھ پاوں ٹھنڈے پڑنے لگے کیونکہ کام نہ ہونے پر جانے وہ درندے اسے کیا سزا دیتے رمشہ نے آگے بڑھ کر اس کے خبصورت چہرے کو ہاتھ سے پکڑ کر اتنی سختی سے دبوچا کہ اس کی چیخ نکل گئ۔۔۔پھر اس کے ہاتھ میں جھاڑو پکڑائی گئ اور رمشہ ساتھ ساتھ اسے ہدایت دیتی رہی۔۔۔۔یہ الگ بات جب وہ جھاڑو لگا رہی تھی تو کئ بار رمشہ نے اس کی نازک کلائی کو پیروں سے روندا تھا۔۔۔۔کبھی اس کے سر کے بال مٹھی میں دبوچ کر اس کا چہرا گھما کر کونے کھدروں میں چھپی گرد دکھائی تھی۔۔۔۔ازنا تکلیف سے کراہ بھی نہ پائی تھی ابھی تو صحن کی آدھی صفائی بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ چکرا کر پھر سے دنیا سے بے خبر ہو گئ۔۔۔۔رمشہ گھبرا گئ اس کے چہرے پر جھک کر اسے ہوش میں لانے لگی۔۔۔مگر وہ ڈھیٹ ہڈی دنیا جہاں سے بے خبر پڑی رہی۔۔۔رمشہ نے زوردار ٹھوکر اس کے وجود پر ماری۔۔۔۔۔پھر رقیہ اسے گھسیٹ کر واپس اسی بوسیدہ کمرے میں لے گئ۔۔۔وہ بخار میں پنپتی رہی۔۔۔۔

اردشیر تک جب یہ خبر پہنچی تو وہ بہت بگڑا تھا اس نے کمرے کے آگے اپنا پہرا بٹھا دیا اب کوئی اندر نہیں جا سکتا تھا۔۔۔نہ باہر آسکتا تھا رقیہ کا کھانا کمرے میں پہنچایا جانے لگا۔۔۔۔

****

وہ لاونج میں بیٹھی ہاتھوں میں تسبیح کے دانے گھمارہی تھیں رات گہری ہوتی جارہی تھی پر اب تک ان کے لاڈلے نے گھر کی دہلیز پر قدم نہیں رکھا تھا کتنی دیر سے ٹہل ٹہل کر ٹانگیں شل ہونے لگی تو وہ بیٹھ گئیں نا جانے کتنی دعائیں پڑھ کر اس پر پھونک دی تھی پھر کسی دعا کا ورد کرنے لگی دل ابھی بھی اسی میں اٹکا ہوا تھا

فون کی بیل پر وہ چونکی تھی نظر گھڑی کی طرف اٹھی رات کا ایک بج رہا تھا دل انجانے خدشے سے لرز اٹھا تھا وہ کانپتی ٹانگوں سے ٹیبل کی طرف بڑھی تھیں اور اپنا موبائل اٹھایا۔۔۔نام پڑھ کر توان کی جان ہوا ہونے لگی۔۔۔پر ہمت کر کے کال آن کی۔۔۔موبائل کان سے لگایا۔۔۔دل میں اپنے رب سے خیر کی خبر کی دعا کی

"کیسی ہیں آپ" سلام کے بعد اس نے حال احوال پوچھا تھا

Urdu Novels Ghar

"کوئی بری خبر ہے کیا،،، دیکھو جو بھی ہے سچ سچ بتا دو بیٹا،،، اتنی ہمت تو ہے مجھ میں کہ اب ازنا کے بعد ہر خبر سہہ جاوں گی،، بیٹے کو زندہ لاش کی صورت دیکھ سکتی ہو تو کچھ اور بھی سہہ ہی لوں گی بڑی سخت جان واقع ہوئی ہوں میں "

وہ لرزتے دل کے ساتھ نحیف سی آواز میں بولی تھیں آنکھوں سے اشک بہہ نکلے تھے

"کیا کیا کہہ رہی ہیں آنٹی سب ٹھیک ہے نا،،، رشوان پہنچا نہیں اب تک" ملک متفکر ہو گیا گھبرا کر ان سے پوچھنے لگا تب ہی کلک کی آواز سے لاونج کا دروازہ کھلا تھا وہ اتنی خوف زدہ ہو چکی تھیں کہ گاڑی گھر کے اندر داخل ہونے کی آواز بھی نہ سن پائی تھیں جیسے ہی دروازہ کھلا تھا انہوں نے شکر کیا تھا

"کون رشوان بیٹا۔۔۔ اس گھر میں تین نفوس مقیم ہیں سلمان شاہ، فریال سلمان اور ایک ہے دیوانہ ازنا شاہ،،،" وہ چھبتے ہوئے لہجے میں بولی تھیں انہوں نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں جانتی تھیں وہ پیچھے کھڑا سن رہا ہے

"رشوان تو شاید کہیں چلا گیا ہے اوہ ہاں وہ گیا تھا نا کینیڈا کچھ مہینے پہلے واپس آیا ہی نہیں وہ تو،، حساب لگا کر کہوں تو سات مہینے دو ہفتے، اور چار دن ہو گئے ہیں" وہ اذیت بھرے لہجے میں بولی تھیں

Urdu Novels Ghar

"مما" اس نے دکھ سے انہیں پکارا تھا

"ارے یہ لو آ گیا ہے دیوانہ ازناشاہ یہ بات کرو" اس کی پکار پر وہ پلٹی تھیں اور تلخ مسکراہٹ کے ساتھ فون اس کی طرف بڑھایا تھا

اس نے لب کاٹتے فون تھام لیا تھا اور کان سے لگایا تھا

مقابل نے اسے ذلیل کرنے کے بعد فون کٹ کر دیا تھا رشوان ان کی طرف پلٹا تھا انہوں نے اس کو ایک نظر دیکھا تھا پھر جا کر صوفے پر بیٹھ گئ تھیں اب وہ کچھ پر سکون تھیں۔۔۔

"مما آپ ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں" وہ ان کو دیکھتا ہوا استفسار کر رہا تھا

"کیسی باتیں" انہوں نے استفہامیہ لہجہ اپنایا تھا وہ چلتا ہوا آیا اور دوزانوں ان کے مقابل بیٹھ گیا

"ایسی جو ابھی آپ نے اس سے کی ہیں مما، کیا میرے دل کا کوئی ایک حصہ بھی آپ سے چھپا ہے میرا دل آپ کے سامنے ہے میں کوشش کر کے بھی خوش نہیں رہ پاتا ایسا نہیں رہا اب کہ بہت غم زدہ ہوں میں بلکل نہیں،،،، سمجھایا ہے میں نے اپنے دل کو اللہ کی مرضی کے آگے کسی کی نہیں چلتی،،،،، اور کم بخت دل اس وقت مان بھی جاتا ہے پر جب جب پلکیں جھپکتا ہوں تو دل ڈگمگانے لگتا ہے میرا یہ یقین کہ وہ اب میری نہیں ہے ڈگمگا جاتا ہے لگتا ہے وہ اب بھی میری ہے بس" وہ کرب سے آنکھیں بند کر تا یاسیت زدہ لہجے میں بولا تھا

"پلکیں کتنی دیر بعد جھپکتے ہو" اس کی بات کے جواب میں عجیب سا سوال آیا تھا وہ حیرت سے ماں کو دیکھنے لگا وہ اس کا چہرہ تک رہی تھیں عجیب اضطرابی چھبن تھیں ان نظروں میں، وہ ان کی تاب نہ لا سکا اپنی نظریں ان کے چہرے سے ہٹا کر ان کی گود میں رکھے ہاتھوں پر ٹکالی

"کیوں" وہ انہیں بنا دیکھے پوچھ رہا تھا

"بتاؤ نا پلکیں کتنی دیر بعد جھپکتے ہو تم میرے لال" انہوں نے اس کا سوال نظر انداز کر کے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تھا اب کی بار لاڈ صاف جھلک رہا تھا ان کی آواز کی بے چینی وہ محسوس کر گیا تھا پر سمجھ نہیں پایا

"شاید تیس سیکنڈ بعد" وہ سوچتے ہوئے اندازہ لگا کر بولا تھا

"چلو شکر ہے یہ نہیں کہا کہ دل سانس کے ساتھ ڈگمگاتا ہے، میں تو اتنے میں ہی خوش ہو کہ تیس سیکنڈ تمہارا دل سنبھل ہی جاتا ہے" وہ چہرے پر کرب آمیز مسکراہٹ سجا کر بولی تھیں اور اس کا چہرا اپنے ہاتھوں میں بھرا تھا

"کیا چاہتی ہیں آپ مجھ سے، کیوں کٹہرے میں کھڑا کر دیتی ہیں ہر بار"

وہ بے لچک انداز میں بولا

اس نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے اور کھڑا ہو گیا تھا

"کیا میری چاہت تمہاری چاہت بن سکتی ہے۔۔۔ نہیں نا تو فائدہ بتانے کا،،" وہ سر جھٹک کر بولیں

"آپ آج صاف صاف بتا دے کیا چاہتی ہیں آپ،،،، روز روز حساب دیتا اچھا نہیں لگتا،، چھ فٹ کا مرد روزانہ ماں کے آگے روئے بلکے یہ جچتا نہیں،،، آپ اپنی چاہت بتائے میں کوشش کر سکتا ہوں" وہ چیخ کر بولا تھا لب بھینچ گئے تھے اور خم دار پلکوں میں نمی جھلکنے لگی تھی پر وہ ضبط نہیں کھونا چاہتا تھا اس لیے اپنے درد کو غصے میں دبا گیا

"میں چاہتی ہوں تم آندھی طوفان کی طرح اس گھر میں داخل ہو،، تمہارے آنے سے اس گھر کی دیوراریں بھی چہک اٹھتی تھیں یاد ہے کیسی رونق لگتی تھی، زمین کو روندتے ہوئے قدم بڑھاو جیسے کچھ پا لینے کا غرور ہو تمہیں، قہقہے لگاو، اسی شان سے چلو جو تمہاری شخصیت کا خاصہ تھی زور زور سے بولو اور مقابل کو چاروں شانے چت کر دو،،، چلو ایک اس کو نہ بھولو اسے تو کوئی بھی نہیں بھول سکتا میری جان پر میں ماں ہوں نا بیٹے کا چہرہ دیکھتی ہوں تو دل دہلنے لگتا ہے میرا" وہ دل گرفتگی سے بولی تھیں ان کے چہرے پر اذیت ناک تاثرات تھے وہ بھی ضبط کیے بیٹھی تھیں آنکھوں سے اشک بہنے نہ دیے تھے جب جب بیٹے کو دیکھتی دل دھاڑے مارتا تھا پر ان کی آنکھیں اس کے سامنے پتھرائی رہتی تھی

"وہ شان اور مان میری ذات کا وہ زعم وہ غرور جس پر آپ کو ناز تھا ممی اپنے ساتھ لے گئی ہے، وہ قہقہے اور آواز نہ جانے کہاں جا سوئی ایک طوفان مجھ پر ٹوٹ گیا ہے مما اور سب اجاڑ گیا میرا،، وہی تو میرا سچ تھی وہی سانس تھی میری جانتی ہیں نا آپ،، میں محبت نبھا رہا ہوں...... میں کیسے جیوں اس کے بنا جس کے بنا زندگی کا تصور نہیں،،،، مما اب میں کیا کسی کو چاروں شانے چت کروں گا مجھے تو خود چاروں شانے چت کر گئی ہے

محبت وہاں مارا گیا ہوں میں جہاں پانی نہیں ملتا" وہ شکست خوردہ سے لہجے میں بولا تھا اور پھر وہی آنکھ سے دو آنسو کے قطرے اس کے گالوں پر پھسلے تھے پھر سے ایک طرح دار سراپا چھم کر کے اس کے سامنے نمودار ہوا تھا مرطوب

ہونٹ مسکرا رہے تھے اور پل میں وہ سراپا چھو ہو گیا تھا

"اس کے جاتے ہی غرور کا بت پاش پاش ہو گیا ہے دیکھے خاک ہوں میں بس خاک جو چاہتا ہے میں ہوا کے دوش پر مٹی کی طرح اڑ کر اس کے پاس پہنچا دیا جاؤں..." اس پر ہذیانی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔

"کہا تھا نا میری چاہت کبھی تمہاری چاہت نہ بن پائے گی تم خواہ مخواہ بضد تھے" وہ جتاتے ہوئے بولی تھیں وہ اپنے ہاتھ سے پیشانی کو مسلنے لگا ماں سے نظر ملانے کی ہمت نہیں تھی

"چلو آج ایک سوال تمہارے لیے چھوڑے جاتی ہوں گر خود کو صحیح پاو تو فرض ہے تم پر کہ یہ روگ جو تمہیں جونک کی طرح کھا رہا ہے اس سے چپکے رہو،، جو اگر لگے کہ میری بات میں کچھ دم تھا تو میرے آگے اپنی محبت کا سر خم کر دینا" وہ دوٹوک انداز میں بولی تھیں پھر ایک لحظ کو چپ ہوئی تھیں

"ابھی تم نے کہا چھ فٹ کا مرد ماں کے آگے روتا بلکتا جچتا نہیں،، تو کیا چھ فٹ کا جوان جہان مرد ماں کو رلاتا سسکاتا اچھا لگتا ہے،، وہی چھ فٹ کا مرد جب ماں کی محبت کے آگے کسی بالشت بھر لڑکی کی محبت کے راگ الاپتا ہے اور پژمردہ سا گھومتا ہے کیا یہ جچتا ہے اس چھ فٹ کے مرد کو" وہ غصہ اور برہمی سے بولی تھی آج ایک بار پھر ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا کتنے کتنے دن وہ اس کی شکل نہ دیکھتی تھیں کہ کہیں ضبط نہ کھو دے اور آج پھر وہ اسے کٹہرے میں کھڑا کر گئی تھیں

"آپ اس کے لیے ایسا لہجہ استعمال کر رہی ہیں ممی،،، پلیز ایسے حقارت سے نہ پکارے اسے" اس کے لیے نفرت بھرا لہجہ اس کے دل پر گھونسے کی طرح پڑا تھا تبھی تڑپ اٹھا تھا

Urdu Novels Ghar

"ایک روگ تم نے پالا ہے رشوان شاہ ایک روگ ہمیں لگا بیٹھے ہو اس بھڑاپے میں اس چھٹانک بھر لڑکی کی محبت میں مجنوں بنے پھرتے ہو،،، اسے خواب میں دیکھ لو تو جان جاتے ہو سب،،،، اس کی محبت میں الہام ہوتے ہیں تمہیں،، اور جو سامنے ہیں وہ نظر نہیں آتے تمہیں،،، کیا ماں باپ کے چہرے پڑھنے کا ہنر بھول گئے ہو،،، ماں باپ کی اذیت نظر آتی بھی ہے تمہیں،،،، اس کی محبت میں صوفی بن گئے ہو تم پر کیا یہ روحانیت ماں باپ کو تکلیف پہنچا کے حاصل ہو جائے گی تمہیں۔۔۔ اولاد کی سعادت مندی اور محبت میں سے ایک کو چن لو آج تم" انہوں نے درشتگی سے کہا تھا ناامیدی سے اس کی طرف دیکھا تھا وہ کیا کہتا وہ تو سن رہا تھا بس اس کی سماعت پر ماں کی آواز گر رہی تھی اور وہ پتھر کا مجسمہ بنے انہیں دیکھ رہا تھا

"آج بھی تمہیں یہ رلا رہا ہے کہ اس کے لیے کسی نے سخت لہجہ استعمال کیا ہے یہ نہیں کہ ماں کی ممتا تڑپ رہی ہے،، محبت کا ٹھاٹھیں مارتا یہ سمندر جس میں تم غوطہ زن ہو رشوان نگل رہا ہے تمہیں ڈوب رہے ہو تم ،،، ساتھ میں ہم بھی ڈوب رہے ہیں، کیا نظر نہیں آتا،،، ازناشاہ تمہیں کھوکھلا کر گئی۔۔۔ اس کی محبت خون چوسنے والی جونک ہے۔۔۔ جو تمہارا خون سفید پڑ گیا ہے اب۔۔۔ "

انتہائی کڑے لہجے میں چیخی تھیں وہ،، بین کرتا کرلاتا لہجہ،،، اسے بھونچکا چھوڑ گیا تھا آج اس کی ماں نے کٹہرے میں ہی نہیں کھڑا کیا تھا آج الزام بھی لگے تھے اور اس کا جرم بھی ثابت ہو گیا تھا اور سزا بھی سنا دی گئی تھی کہ لوٹ آؤ برخوردار نہیں تو ہم چل بسے گے،،،،، وہ ماں کے درد سے پگھل رہا تھا جیسے کوئی گلیشئیر گرتا ہے نا پگھل کے وہ بھی اسی طرح پل میں ٹوٹا تھا اور نیچے بیٹھ گیا تھا انہوں نے اس کے رونے کی آواز ضرور سنی

تھی پر پلٹی نہیں تھیں اپنے کمرے کے دروازے پر شوہر کو منتظر پایا تھا جنہوں نے انہیں ملامتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

واقع اس کے ماں باپ کا کیا قصور ہے جو وہ انہیں مسلسل سزا دے رہا تھا اس نے ان آنسوؤں میں سب بہا دیا تھا،، یہ دکھ یہ تکلیف یہ درد۔۔۔۔اسے جینا تھا اپنے ماں باپ کے لیے،،،اس نے اپنے غم پر پردہ ڈالنا تھا۔یہ غم بس دل میں رکھنا تھا تا عمر۔۔۔بس وہ عہد کر کے اٹھا تھا آج پورے آٹھ ماہ بعد کل کا دن نئے سویرے اور نئے سورج کے ساتھ طلوع ہونا تھا

******

" "کر آئی ہو رشوان شاہ کا احتساب فریال شاہ کیوں کرتی ہو تم جب جانتی ہو وہ اپنے آپ میں نہیں" سلمان شاہ بیوی کو ملامتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

“میں نا کہتی تھی سلمان کہ اس میں ہمت نہیں ہے اسے کھونے کی,,, آپ بڑا مرد مرد کہہ رہے تھے،،، مرد ایسے ہوتے ہیں کیا ایک لڑکی وفا نہ نبھا سکے تو موت کے قریب چلے جائیں، ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے،،،، ارے نہیں مرد تو بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں صبر اور حوصلے کا دامن نہیں چھوڑتے کبھی "بے لچک انداز میں کہہ رہی تھیں اس وقت وہ خود بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں

"آپ باپ ہیں اس کے آپ میں بہت ہمت ہے میں ماں ہوں اس کی میرے پاس اتنا حوصلہ نہیں سلمان ،،،وہ کیوں نہیں سمجھتا کسی کے چلے جانے سے زندگی نہیں رکتی،،، اس کو رب نے جتنی زندگی دی ہے اتنی اسے جینا پڑے گی تو وہ اس زندگی کو جی لے اسے کیوں گزار رہا ہے،، وہ مجھے ختم کر رہا ہے میں اس کے ساتھ جلتی ہوں "وہ یاسیت سے بول رہی تھیں۔۔۔۔

" “تم کبھی غلط نہیں ہوتی فریال لیکن آج یہ احتساب ضروری نہ تھا آج کا دن کیا کیا نہ یاد آیا ہو گا اسے،، کیا کیا نہ چاہا ہو گا اس نے،،، "سلمان اپنی آنکھیں صاف کرتے بولے تھے۔۔۔۔

۔۔۔"ایسا کیا ہے آج کے دن میں سلمان" وہ سوالیہ انداز میں پوچھ رہی تھیں پھر ذہن پر زور ڈالنے لگی ۔۔۔۔

"۔۔۔"آج ازنا کی سالگرہ ہے فریال آج میری پری کو میری ماں نے اٹھایا تو جھوم جھوم گئ تھیں،،،وہ جب ان کے ہاتھوں میں آئی تھی ناتوان کی خوشی دیکھنے والی تھی اس کے بعد انہوں نے اسے اسفند کو نہ دیا تھا انہوں نے اسے میرے ہاتھوں میں ڈالا تھا۔۔۔اور کہا تھا یہ میرے رشوان کے لیے دنیا میں آئی ہے دیکھو چاند سے کم تو نہیں ہے نا اور اب میری ماں۔۔۔ازنا شاہ کا غم کھا گیا انہیں۔۔۔۔"وہ غم ورنج میں مبتلا تھا ۔۔۔۔

" "ہائے میری بچی ازنا نہ جانے کیا کیا دکھ جھیل رہی ہو گی لیکن روحیل کہتا ہے شاید اسے مار دیا ہے ان لوگوں نے۔۔۔وہ مر گئ۔۔۔"وہ بہت دھیمے لہجے میں بولی تھی کہ سلمان شاہ درشتی سے انہیں ٹوک گئے تھے ان کے ہونٹوں پر سختی سے انگلی رکھ دی تھی

"۔۔۔"ششش خبردار ایک اور لفظ نہیں خبردار جو تم نے کچھ بھی کہا "

ان کے لہجے میں چٹانوں کی سختی تھی فریال کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے وہ آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتی رہی اور وہ فریال کا ہاتھ جھٹکتے کمرے سے باہر چلے گئے۔۔۔

"

****

ازنا کی چیخوں نے اس حویلی کو ہلا ڈالا تھا۔۔۔ازنا نے جھٹ سے ہاتھ پیچھے کیا تو وہ شہہ اس کے پاوں پر جا گری۔۔پھر اس کی چیخوں سے پوری حویلی گونج رہی تھی۔۔۔۔رمشہ اور طوبی کے قہقہے اس کی دلخراش چیخ سے کہیں دب گئے تھے۔۔۔۔چیخوں کی آواز سن ربیقہ بھی پہنچ گئ تھی۔۔۔۔اور آگے بڑھ کر اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ دھر دیا۔۔۔۔ربیقہ کو خوف تھا کہ ارداشیر اس کی آواز سن کر یہاں نہ آنکلے اور اس دوشیزہ پر اس کی نظر پڑے۔۔۔۔وہ قاتل حسن کی مالک تھی۔۔۔۔اس پر ایک نظر ڈال کر ربیقہ نہیں ہٹا پائی تھی تو مرد کو بہکنے میں کتنا وقت لگتا ہے

****

رشوان شاہ ارد گرد سے بے خبر اپنے کمرے میں بیٹھا تھالا متنا سوچوں کا ایک بوجھل سلسلہ تھا،،،اس پر ازنا کی یاد کا گھیر اتنگ ہوتا جارہا تھا۔۔۔اس محبت میں وہ تنہارہ گیا تھا۔۔۔اس محبت نے اسے سوائے دکھ کے کچھ نہ دیا تھا،،،

یہ درد ختم نہیں ہوتا یہ بڑھتا ہے ازنا شاہ بہت تکلیف دیتا ہے۔۔۔میرے بس میں ہوتا تو میں اپنا دل نکال کر صاف شفاف پانی سے دھولیتا۔۔۔اسے اتنار گڑتا جب تک کہ تمہارانام اس پر سے مٹ نہیں جاتا ۔۔۔حروف کی پر چھائی بھی نہ باقی رہتی۔۔۔کسی یاد کا عکس نہ رہتا۔۔۔کہیں کوئی نشان باقی نہ رہتا ۔۔۔۔لیکن تم تو دماغ میں بھی بستی ہو۔۔۔۔اس حافظے سے کیسے نکالوں گا تمہیں۔۔۔اس حافظے میں تمہاری خوشبو اب بھی موجود ہے،،وہ خوشبو مجھے ایک طرف کھینچتی ہے ازنا لیکن اس سمت راہ دکھائی نہیں دیتی۔۔۔ازنا میرا وعدہ تھا تم سے۔۔تم زندگی ہو اور تم رہو گی بھی مگر اب اس دل کو دنیا سے چھپانا ہے تم یہ نہ سمجھنا کہ میں بھول گیا تمہیں۔۔نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔مگر اب بس آج سے تم،، تمہارا رشوان شاہ ،،تمہاری یادیں۔۔۔میرا درد۔۔۔میرا دل۔۔۔ہمارے خواب،،میرے آنسو اس کمرے تک مقیم رہے

گے۔۔۔۔دنیا میری آنکھ میں اب آنسو نہ دیکھے گی۔۔۔لیکن تم سے تو کبھی کوئی پردہ رہا نہیں تو اب بھی نہیں رہے گا۔۔۔۔وہ اس کی تصویر تھامے تھا۔۔۔۔۔

یوں تو جیون کا سفر اب بھی بہت دشوار ہے

مجھ میں لیکن جینے کا اب حوصلہ کچھ اور ہے

جو لبوں پر آگئی داستاں کچھ اور تھی

شہر دل میں جو ہوا

وہ حادثہ کچھ اور ہے

******

آج پھر ایک خوبصورت سا پھول اور اس کے ساتھ کارڈ آیا تھا،، کارڈ کھلتے ہی اس سے مصنوعی تتلی ذیشا کی گود میں آگری۔۔۔ تو اس نے کارڈ یمنہ کو تھما دیا۔ آج ذیشا حسن کہ جگہ وہ کارڈ یمنہ پڑھ رہی تھی۔۔۔ وہ پانچوں سر جوڑے لیب کے باہر بیٹھے تھے۔۔۔۔

۔۔۔"محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو محبوب کی خامی کو بھی خوبی بنا دیتا ہے محبوب کبھی زیر ہوتا ہی نہیں وہ زبردست رہتا ہے۔۔۔۔ جیسے تم۔۔۔ تم سے ایک گزارش کی تم نہ مانی۔۔ لیکن مجال ہے کہ میرا دل تم سے خفا ہوا ہو نہیں۔۔۔۔ تمہیں تو میں سو خون معاف کر دوں۔۔۔۔ تم ایک بار سچے دل سے کہو تو میں کل ہی تمہارے سامنے حاضر ہو جاوں۔۔۔۔ بشرط یہ کہ تم محبت کا جواب محبت سے دے دو۔۔۔۔" یمنہ پڑھ رہی تھی اور وہ تتلی کی خوبصورتی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اس نے ایک لفظ نہ کہا تھا۔۔۔ پھر خوبصورت رنگوں سے بھری تتلی وہ علی کے ہاتھ میں تھما گئی۔۔۔۔ علی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

تو وہ تھوڑا سا جھک کر اس کے کان میں سر گوشیانہ انداز میں بولی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"اس تتلی کے رنگ خوبصورت ہے میرا دل چاہتا ہے اسے اپنی کتاب میں رکھوں۔۔۔ لیکن یہ اس نے بھیجی ہے جس کی ہر چیز مجھ پر حرام ہے۔۔۔"وہ سنجیدہ سی بولی تھی

۔۔"ذیشا تم میری زندگی ہو اپنے بابا سے بات کرو اور میری زندگی میں اس تتلی جیسے رنگ گھول دو"وہ بھی سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر کھکھلا دیے۔۔۔

۔۔۔"02میرے آفس میں آئے"منگل پانڈے (سر) لیب سے نکلتا ہوا ذیشا کو مخاطب کرتا بولا اور اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ذیشا ہونق بنی اس پروفیسر کی پشت دیکھ رہی تھی،،،

اس کے آفس کے باہر پہنچ کر علی اندر داخل ہو گیا تھا۔۔۔۔

۔۔"یس مسٹر"سر نے اسے قہر آلود نگاہوں سے گھورا تھا۔۔۔۔

۔۔"سر آپ نے بلایا تھا"وہ ضبط کرتا بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"آپ 02 ہیں" وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔۔ علی نفی میں سر ہلایا تو اس نے بڑے ہی ہتک آمیز انداز میں اسے باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ پیچھے ہی ذیشا حسن تھی وہ آگے ہوئی اور علی باہر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

۔۔۔"جی سر آپ نے بلایا تھا" وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی کیونکہ اس کی نظروں سے عجیب سی بے چینی ہوتی تھی ذیشا کو وہ اس کو دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"جی یہ رول نمبر 06 آپ کے بھائی ہیں" وہ ذیشا سے علی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"جی نہیں لیکن اس سوال کا مقصد" وہ ابرو اچکا کر بولی تھی۔۔۔۔اس کا دماغ بھنا گیا۔۔۔

۔۔۔"نہیں وہ سائے کی طرح آپ کے ساتھ موجود رہتے ہیں تبھی" وہ اپنی مسکراہٹ روکتا ہوا اس کا دل جلا رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"سر آپ نے کچھ اور پوچھنا ہے یا میں جاوں" وہ پیچ و تاب کھاتی پوچھ رہی تھی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"جی ہاں وہ آپ کے ٹیسٹ کے مارکس بالکل اچھے نہیں آئے اس بار خیریت ہے کوئی پریشانی ہے آپ کو" وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔وہ سمجھ گئ تھی کہ اس شخص کی نیت خراب ہے اور کچھ نہیں مارکس کم آہی نہیں سکتے ۔۔۔۔اس نے بس وقت گزاری کے لیے بلایا ہے مجھے۔۔۔۔۔

۔۔"جی نہیں اور اگر ہوتی بھی تو میں اپنی پرسنل لائف کسی سے ڈسکس نہیں کرتی۔۔بہت شکریہ" وہ نخوت سے بولتی پلٹ گئ تھی۔۔۔۔۔

۔۔"میں تمہاری پرسنل لائف بنناچاہتاہوں مس۔۔۔تمہاری آنکھیں میرا دل لے گئ ہیں،،ان آنکھوں میں بس اپنا عکس دیکھناچاہتاہوں۔۔۔کسی اور کا نہیں۔۔۔" وہ مسکراتا ہوا سوچ رہا تھا۔۔۔۔

*****

Urdu Novels Ghar

دو دن ہی تو گزرے تھے جب وہ تیورا کر زمین بوس ہوئی تھی حویلی کے صحن میں۔۔۔اور آج طوبی اور رمشہ پھر سے اس کے کمرے میں موجود تھیں وہ نقاہت سے چور تھی۔۔۔کیونکہ اسے کھانا نہیں دیا جارہا تھا ۔۔۔جسم پر زخم تہہ در تہہ تھے۔۔۔۔

"ادی سائیں آپ یہاں،،، چھوٹے سائیں کا حکم ہے یہاں کوئی نہیں آئے گا،،،"رقیہ تھر تھر کانپ رہی تھی ۔اور ازنا نڈھال سی پڑی تھی۔۔۔طوبی قہر آلود نظر اس پر جمائے کھڑی تھی۔۔۔۔اور رمشہ وہی مسکراہٹ لیے جو کچھ دن پہلے تھی۔۔۔

۔۔"جانتے ہیں ہم کہ اجازت نہیں ہمیں،،، مگر ہم شک کی بنیاد پر آئے ہیں جس دن اس نے صفائی کی تھی نا اس دن سے میری کان کی بالی نہیں مل رہی۔۔۔۔"وہ مکاری سے بولی تھی۔۔۔۔رقیہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ازنا نے خوف سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھی

۔۔"دیکھو اپنے ہاتھ بند کیے ہوئے ہیں اس نے دکھاو کیا ہے اس میں "رمشہ آگے بڑھتی ہوئی بولی تھی طوبی کے ہاتھ میں ایک پیالہ موجود تھا جس پر پلیٹ رکھی تھی۔۔۔

۔۔"ک ک۔۔۔کچھ "ازنا ہاتھوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔رمشہ زور سے غرائی تھی۔۔۔

۔۔"ہاتھ کھولو ورنہ بہت برا ہو گا" ازنا نے کانپتے ہوئے اپنی صاف شفاف گلابی ہتھیلیاں اس کے آگے کر دی تو وہ پلٹی اور طوبی کے ہاتھ میں پکڑے پیالے پر سے پلیٹ ہٹاتی اس میں رکھے چمٹے سے دہکتا ہوا کوئلہ پکڑ کر ازنا کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔۔۔۔۔

ازنا کی چیخوں نے اس حویلی کو ہلا ڈالا تھا۔۔۔ازنا نے جھٹ سے ہاتھ پیچھے کیا تو کوئلہ اس کے پاوں پر جا لگا تھا۔۔پھر اس کی چیخوں سے پوری حویلی گونج رہی تھی۔۔۔رمشہ اور طوبی کے قہقہے اس کی دلخراش چیخ سے کہیں دب گئے تھے۔۔۔چیخوں کی آواز سن ربیقہ بھی پہنچ گئی تھی۔۔۔اور آگے بڑھ کر اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ دھر دیا۔۔

۔۔"بس خاموش ہو جاو" ربیقہ اس کے ہاتھ کو دیکھتی دھیمے سے بولی تھی۔۔۔وہ خود بھی لرز گئی۔۔۔طوبی اور رمشا کھسک گئی تھیں۔۔۔اور ازنا کے ہاتھ اور پاوں جھلس کر رہ گئے تھے۔۔۔۔

****

سلمان شاہ اور فریال ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے،،، کلثوم ناشتہ رکھ رہی تھی جب فریال شاہ نے پوچھا تھا

۔۔"رشوان کا دروازہ بجا آئی ہو" وہ پوچھ رہی تھیں کیونکہ خود ہمت نہ پاتی تھیں اس کے دروازے تک جانے کی۔۔۔کلثوم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

۔۔"تم روز پوچھتی ہو اس کا اور وہ روز نہیں آتا،، اب اس کا پوچھنا چھوڑ دو" سلمان شاہ تاسف سے بولے تھے۔۔۔ فریاک نے لب کھولے تھے جواب دینے کو لیکن پھر سلمان کے پیچھے ابھرتے عکس پر نظر پڑ گئی الفاظ گم ہو گئے۔۔۔

وہ رشوان شاہ تھا،، دیوانہ از ناشاہ نہیں،،، نک سک سے تیار بال سلیقے سے جمائے،، براون کوٹ پہنے،، کلین شیو میں ان کے سامنے موجود تھا،،، اس کا یہ روپ دیکھ فریال حیران رہ گئ،، پھر نظر اس کی آنکھوں پر پڑی تو آنکھیں اس کے حلیے کی چغلی کھا رہی تھیں،،، بے تحاشہ سرخ اور سوجے ہوئے پپوٹے،،، لیکن اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔۔۔۔شاید سورج کہیں اور سے نکلا تھا یا وہ خواب دیکھ رہی تھیں۔۔۔

۔۔"اسلام و علیکم "وہ مسکرا کر بولتا ہوا آ کر اپنی مخصوص جگہ پر جم گیا تھا۔۔۔۔

آج آٹھ مہینے بعد وہ اس طرح تیار ہوا تھا،، اور ان کے ساتھ کھانے آیا تھا۔۔۔ان آٹھ مہینوں میں فریال نے اسے کھاتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ کھانا اس کے کمرے میں بھجوایا جاتا تو آدھی روٹی کے علاوہ سب ویسے کا ویسا آ جاتا تھا۔۔۔۔

۔۔"اماں میرے لیے آملیٹ اور جوس پلیز "وہ کلثوم کو با آواز بلند پکار رہا تھا۔۔۔۔ سلمان شاہ منہ کھولے دیکھ رہے تھے

۔۔"منہ بند کر لے ڈیڈ مکھی اندر چلی جائے گی "وہ شرارتی انداز میں بولا تھا۔۔۔ سلمان کھسیانے سے ہو گئے

۔۔"کیا دیکھ رہی ہیں میں ہی ہوں رشوان شاہ،،، چاہے تو چھو کر دیکھ لے،، غائب نہیں ہو گا،،،، خواب ہونے کا گمان ٹوٹ جائے گا" وہ اپنی مخصوص دلکش مسکراہت سمیت بولا تھا پھر ان کے آگے اپنی پتھیلی کر دی فریال نے ہاتھ بڑھا کر اس کی ہتھیلی چھو لی پھر لبوں سے اس کا ہاتھ چوم لیا۔۔ تو وہ ہنس دیا

۔۔"مام پلیز بس کرے میں گمان نہیں حقیقت ہوں،،، مجھے بھوک لگ رہی ہے اماں سے کہے جلدی کرے "وہ چرچڑے انداز میں آنکھیں پھیلا کر انہیں دیکھ رہا تھا فریال کے دل دھڑکن اوپر نیچے ہو رہی تھی ۔۔۔انسان کو دکھ ملے تو تب بھی دل کی حالت ایسی ہوتی ہے جب حد سے زیادہ خوشی مل جائے تو تب بھی دل سنبھال نہیں پاتا۔۔۔ کمزور سی شہہ ہے یہ موا دل بھی۔۔۔۔

۔۔۔"کہاں جا رہے ہو رشی" سلمان شاہ پوچھ رہے تھے

۔۔"میں پتہ نہیں" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولا تھا۔۔۔ پھر ایک دم سر جھٹکتا بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"اپنی جاب پر،، آپ کو نہیں لگتا آٹھ مہینے کا وقفہ کافی ہوتا ہے اب زندگی کی دوڑ میں پھر سے شامل ہونا ضروری ہے،،"وہ فیصلہ کن انداز میں بولتا جوس کا گلاس لبوں سے لگاتا گیا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"بالکل ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ تم زندگی کی ڈور کو تھام لو،، خیر اب جب ریس میں شامل ہونا ہی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی کمپنی سنبھالو" سلمان شاہ کی آواز مین ایک خوف نمایا تھا۔۔۔وہ کچھ سوچ کر بولے تھے،،،وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ واپس اسی جگہ کام کرے جہاں ازنا شاہ کا ساتھ تھا۔۔۔

۔۔"نہیں ڈیڈا ابھی مجھے وہی منتظر رہنا ہے جہاں وہ چھوڑ گئی ہے میں آگے نکل گیا تو کہیں وہ چھوٹ نہ جائے" وہ زخمی لہجے بولا تھا۔۔۔اس کی بات تو سلمان سمجھ گئے تھے۔۔۔وہ پھر سے بولا

۔۔"لیکن وعدہ رہا اپنی کمپنی میں روز جاوں گا آج سے "وہ انہیں یقین دلا رہا تھا وہ جانتے تھے اب اس نے کہہ دیا ہے تو جائے گا۔۔۔انہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا اور وہ ناشتہ کرتے ہی ماں کا بوسہ لیتا باہر نکل گیا ۔۔۔۔فریال اور سلمان ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

❊❊❊❊❊

۔۔"تم وعدہ کر آئی ہو ذیشا حسن"وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔"وہ کیا ہے کہ انہوں نے اتنی محبت سے اور مان سے بولا کہ میں انکار نہ کر سکی چاہتی تھی انکار کرنا مگر ۔۔۔انہوں نے تمہارا لیٹر بھی میرے ہاتھ میں تھمایا ہے۔۔۔اگر وہ ایسا نہ کرتے تو میرے انکار کو اقرار میں نہ بدل سکتے تھے"وہ معصوم مسکراہٹ لیے کھڑی تھی

۔۔۔"مجھے ایسی کسی جاب کی چاہ نہیں"وہ اکھڑے انداز میں بولا تھا

۔۔"چاہ تو مجھے بھی نہیں لیکن انہوں نے تھپکی دے کر سائن لے لیے مجھ سے"وہ افسوس سے سر ہلاتی بولی تو علی کی آنکھیں صدمے سے کھل گئیں۔۔۔۔۔

۔۔"کیا۔۔۔سائن کرنے کے بعد مجھے بتایا جا رہا ہے"وہ چیخ پڑا

۔۔۔"سوری"وہ کان پکڑ کے بولی تھی

۔۔۔"ایک تو تم اور یہ تمہارا بے وقوف دل۔۔۔وہ جانتے تھے کہ میں ان کی آفر کبھی قبول نہیں کروں گا بلکہ دلیل دے کر چپ کر دوں گا انہیں۔۔۔اس لیے انہوں نے میری اس گائے کو بلا لیا جسے بس ہلکا سا چارا کھلا کر بہلا پھسلا لیا انہوں نے"آج وہ سخت غصے میں تھا ذیشا کو پہلی بار گھور رہا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ نے ذیشا کو جاب آفر کی ہی نہیں بلکہ جوائنگ لیٹر بھی سائن کرا لیا۔۔اور ساتھ علی کا لیٹر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔۔۔

۔۔۔"اب ہمارے خواب ان کا کیا ہو گا یہ سوچا ہے "وہ پوچھ رہا تھا

۔۔"بس چھ مہینے کی تو بات ہے ہم نے چھ مہینے جاب کرنی ہے یہاں۔۔۔پھر ہم اپنا خواب ہی پورا کرے گے یقین رکھوں کہہ آئی ہوں انہیں۔۔۔"وہ یقین دلا رہی تھی۔۔۔

۔۔۔"اف"وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔اس نے یہاں جاب نہیں کرنی تھی اس نے ماسٹر ز کرنا تھا وہ کب سے اپلائی کر رہا تھا دونوں کے لیے اور ذیشا جاب قبول کرائی تھی۔۔۔اور اب چارو نا چار علی کو بھی وہی کرنا تھا جو وہ کر رہی تھی۔۔۔کیعنکہ یہ دونوں کا عہد تھا ماسٹر ز کے لیے جائے گے تو ساتھ۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

وہ آج چار دن بعد دوبارہ وہی ذلالت کمانے رشوان شاہ کے گھر کے باہر کھڑا تھا گیٹ کے باہر گاڑی پارک کرتا ہوا خود کو ملامت کر رہا تھا کہ کیوں اپنا دل سخت نہیں کر پاتا دوست کی یاد اور محبت کا وہ ہجر جو دبے پاوں اس کی زندگی میں شامل ہو گیا تھا اس کو پاٹنے پہنچ جاتا تھا۔۔۔

اس نے گیٹ سے اندر قدم بڑھایا اور لان کا منظر اس کے وجود کو حیرت کے اتھاہ گہرائی میں ڈبو گیا تھا

اسلام علیکم!
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

سامنے ہی رشوان شاہ قہقہ لگا رہا تھا مسکرا رہا تھا اپنے ماں باپ سے محو گفتگو تھا اس کو علم نہیں تھا کوئی وہاں دور کھڑا اسے دیکھ رہا ہے

ملک بت بنا کھڑا سوچ رہا تھا چار دن میں کیسے کایا پلٹ گئ۔۔۔۔

ملک پر سب سے پہلی نظر سلمان شاہ کی پڑی تھی انہوں نے اسے آواز دے کے پاس بلا لیا

وہ خراماں خراماں چلتا ہوا رشوان کے سر پر آ کھڑا ہوا اپنے دوست کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر اس کا دل جھل تھل ہو گیا تھا

"کیا سورج مغرب سے نکل چکا ہے مجھے علم نہیں ہوا قیامت کی گھڑیاں نزدیک تر ہیں" وہ مسکراتے ہوئے حیرت کے جھٹکے سے نکلتے ہوئے اس سے گلے ملتے سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔

"کیوں تمہیں خوشی نہیں ہوئی" وہ خفیف سے لہجے میں بولا تھا

"خوشی۔۔۔خوشی سے بڑھ کر کوئی لفظ ہے تو بتاو تا کہ میں اپنی خوشی کا اظہار کر سکوں۔۔۔ آج لگتا ہے کسی نے میرے ہاتھ میں آب حیات رکھ دیا ہو" اس کی باچھیں خوشی سے پھیل رہی تھیں۔۔۔وہ پرجوش سا بولا تھا۔۔۔

"ارے دیوانے ہو گئے ہو کیا۔۔۔ آب حیات تو زندگی دیتا ہے" رشوان آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا ۔۔۔وہ اس کا مخلص دوست تھا

۔۔۔"تمہاری دوستی زندگی تو ہے "

چائے پیتے نارمل سے ماحول میں گفتگو ہو رہی تھی ملک کی نظر اس کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی کبھی جانچتی نگاہ ڈالتا تو کبھی جھلکتی۔۔۔چائے پی کر سلمان شاہ نماز کے لیے چلے گئے اور آنٹی کی کال آگئی تو اسنے رشوان سے دو دو ہاتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا

"یہ کایا کیسے پلٹ گئی میری جان" وہ تفتیشی انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔کیونکہ اس کی آنکھوں ویران تھیں عجیب سی اداسی چھا گئی تھی ان میں۔۔۔ملک کو لگا تھا شاید وہ سب بھول گیا ہے لیکن اس کی آنکھیں۔۔۔

"کیسی کایہ پلٹ اتنے عرصے سے تم میرے ساتھ سر پھوڑ رہے ہو تم نے ہی تو کہا تھا اپنی محبت کو دفنا دو تو بس میں نے محبت کا عکس دفنا دیا،، تمہیں تو بس اب خوش ہونا چاہیے" رشوان کندھے اچکاتے ہوئے بولا تھا

"بس عکس کو دفنایا ہے۔۔۔محبت کے ڈھانچے کو نہیں" ملک بال کی کھال اتارنے والون میں سے تھا فورا ہی اس کی بات اچک لی

"ہاں بس عکس کو" وہ زور دے کر بولا تھا۔۔۔۔

"مطلب ایکٹنگ کر رہے ہو تم "ملک استفسار کرنے لگا۔۔۔

"نہیں ابھی کہا تو ہے تم سے محبت کا عکس دفنا آیا ہوں پھر وہ ہی بات "رشوان کو سخت تپ چڑھی تھی گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

"مطلب محبت نے سانس لینا بند کر دی ہے تم میں "وہ اسے ٹٹولتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے کیا کبھی" رشوان نے نفی میں سر ہلایا تھا،،اور اس کے لہجے مین پھر سے وہی درد امڈ آیا تھا جسے اس نے چار دن سے چھپا لیا تھا۔۔۔

"تو جو بات بے بات قہقہے اڈ رہے تھے مجھے لگا صبر آ گیا ہے تمہیں،، بھول گئے ہو سب آگے نکل آئے ہو لیکن تم تو اسی موڑ پر کھڑے ہو" ملک تاسف سے سر ہلاتے بولا تھا۔۔۔

"تم کوئی اور بات کرو محبت کو گولی مارو کیونکہ محبت نے مجھے مار دیا ہے تو میں کیوں اسے زندہ رکھوں۔۔۔میں ویسا بن گیا ہوں جیسا تم سب چاہتے تھے اب محبت مری ہو یا نہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے" وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔۔

"ویسے بہت ہی برے ایکٹر ہو تم یہ جان گیا ہوں میں تم اس کے آنے کی امید اب بھی لگائے بیٹھے ہو پاگل ہو تم" ملک اشتعال زدہ سا بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"نا امیدی کفر ہے کیا تم نہیں جانتے میں اپنے رب کی رحمت سے نا امید نہیں ہو سکتا وہ رحمن ہے رحیم وہ اپنے بندے کو اس کی ہمت سے زیادہ نہیں آزماتا،،،، آزمائش آجائے تو کیا رحمن کی رحمت سے منکر ہو جاو

۔۔۔میں گناہ گار نہیں ہوں تو کیوں کر میری عزیز از جان مجھ سے چھین کر مجھے سزا دی جائے گی،، میں آزمائش سے گزر رہا ہوں۔۔۔۔ میرا رب اپنا کرم کر دے گا میری ہر دعا عرش تک جاتی ہے۔۔۔ دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتی وہ میری زندگی ہے لیکن کیا اس کے بغیر نا امید ہو کر میں نے سانس لینا بند کر دی نہیں نا

نہ میں کافر ہو نہ مشرکین میں سے میرا رب مہربان ہو جائے گا دیکھنا تم،،، اگر میرا یقین ڈگمگا گیا نا تو پھر وہ نہیں ملے گی۔۔۔ اور یہی تو ڈگمگانا نہیں ہے میں نے،،، جیلانی صاحب کہتے ہین یقین ڈگمگا جائے تو پھر انسان کتنا ہی نیک ہو ایمان پختہ ہو لیکن صراط مستقیم پر جم نہیں پاتا۔۔۔۔"۔۔۔۔

وہ رسان سے بولا تھاوہ سامنے والے کو چاروشانے چت کر گیا تھا سامنے والا لاجواب سا کھڑا اسے دیکھتارہ گیا اتنا پکا ایمان تھا اسے اس کی واپسی کا تو وہ کیسے ڈھے جاتا نہ وہ ڈھا تھا نہ ڈرا تھا نہ گرا تھا نہ بہکا تھا وہ تو چٹان کی طرح اپنے مقصد پر ڈٹا ہوا تھا۔۔

۔ملک کو اپنا ایمان بہت کمزور لگا۔۔۔ آج رشوان شاہ نے اسے آئینہ دکھایا تھا کہ مجھے دنیا سے نہیں مجھے ازنا سے نہیں مجھے اپنے رب سے امید ہے بس۔۔۔

"ہمم سہی کہہ رہے ہو ان شاءاللہ وہ ضرور مل جائے گی تمہیں جب تمہارا یقین اتنا پختہ ہے تو ایمان اس سے بھی زیادہ پختہ ہے میں کیوں تمہیں ناامیدی کی دہلیز پار کرواؤں اور منکر ٹھہروں۔۔۔۔ میرے رب نے چاہا تو تمہاری ہر دعا کو قبولیت بخش دے گا" ملک کے پاس اس سے زیادہ لفظ نہ تھے وہ کافی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا لیکن اب نہ ازنا کی بات ہوئی تھی نہ محبت کی دہائی دی گئی۔۔۔ وہ صدق دل سے دعا کر رہا تھا،،

****

اس کے ہاتھ میں بہت تکلیف تھی۔۔۔اس سے کوئی کام نہ ہو رہا تھا لیکن مجبوری ہر کام۔اسے کرنا تھا ۔۔۔۔کپڑوں کا ایک نہ ختم ہونے والا ڈھیر تھا جسے اس نے دھونا تھا سردی سے اس کے پاوں کپکپا رہے تھے وہ بری طرح کپکپا رہی تھی۔۔۔اس کے اپنے کپڑے پانی سے تر بتر ہو رہے تھے۔۔۔وہ شام تک کپڑے دھوتی رہی پھر کمرے میں آ گئی۔۔۔اب وہ تنہا یہاں اندھیرے کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔اسے اندھیرے سے ڈر نہیں لگتا تھا۔۔۔کل شام طوبی آ کر یہاں کا واحد بلب نکال کر لے گئ تھی۔۔۔

سردی سے اس کے ہاتھ پاوں سن ہو رہے تھے وہ چارپائی پر بیٹھی تھی۔۔۔اس کے پاس اوڑھنے کو کل تک جو باریک سی رضائی موجود تھی وہ رمشہ لے گئ تھی۔۔۔

۔۔۔"تم جانتی ہو میرے علی شر کو سردی نہیں لگتی تھی وہ شدید ٹھنڈ میں بھی بنا کسی رضائی کے مزے سے سوتا تھا،،، آج میں چاہتی ہوں یہ مزہ تم بھی چھکو" وہ اتنا بول کر وہ واحد گرم رضائی لے گئ تھی۔۔۔

اب اسے اس اندھیرے سے خوف آرہا تھا تنہائی ملتے ہی کچھ آوازیں اس کے کانوں میں گونجتی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔"ازنا شاہ میری شہزادی" یہ بابا تھے جو اسے لپٹائے کھڑے تھے۔۔۔

۔۔۔"تم ہماری پوتی ہو ہمارا پر تو" وہ خوابیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

۔۔۔"اپیار شوان بھائی کے ساتھ رہ رہ کر آپ ان کے جیسی ہو گئ ہیں" وہ زیان کے کان کھینچ رہی تھی۔۔۔

۔۔۔گڑیا جلدی آو مجھے بھوک لگ رہی ہے" شاہ میر ناشتے کی میز پر اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔اور

ایک آواز تو ہر پل ارد گرد ساتھ ساتھ رہتی تھی۔

۔۔"میں جب تک ہوں تمہیں کوئی تکلیف نہیں چھو سکتی،،، "

۔۔۔"تم اپنا خیال نہیں رکھتی پڑ گئی نا بیمار" وہ گھور رہا تھا۔۔۔۔پھر اس شخص کا چہرا ازنا کی آنکھوں میں گھوم گیا جب وہ بوکھلایا ہوا سا ازنا کے سامنے کھڑا تھا اس کی آنکھوں میں خوف نمایا تھا۔۔۔۔۔وہ اس کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔۔۔اور ازنا اس کے ہولناک چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"ہاتھ کا حشر دیکھ رہی ہو کیا کیا ہے ذرا عقل سے کام لے لیتا ہے انسان۔۔۔۔"وہ اس کے ہاتھ پر مرہم لگا رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"رشوان شاہ"وہ آنکھوں میں محبت کا جہاں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"ہمم"وہ اس کے لیے لقمہ بناتا ہوا مصروف سے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔لیکن اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ٹھٹھک گیا تھا اتنا روشن چہرا۔۔۔محبت کے رنگ چہرے کو نکھار رہے تھے۔۔۔

"...مجھے لگتا ہے میں محبت کی دیوی کے آگے ہارنے لگی ہوں۔۔۔۔میں ہارنا نہیں چاہتی۔۔۔میں بے بس نہیں ہونا چاہتی۔۔۔جیسے تم ہو۔۔۔میں ہر حال میں خود پر اختیار رکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔تمہاری طرح بے اختیار نہیں ہونا چاہتی"وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی رشوان کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔۔۔۔

۔۔۔"تم محبت سے کیسے ہار سکتی ہو بھلا۔۔۔"وہ آنکھیں پھیلا کے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ازنا حیرانی سے ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔رشوان نے اس کے منہ کے آگے نوالہ کیا۔۔۔پھر بولا۔۔۔۔

۔۔۔۔"تم خود محبت ہو ازنا شاہ تم محبت سے کیسے ہارو گی"وہ جذب سے بولا تھا۔۔۔ازنا کی آنکھ سے آنسو جھلک گئے۔۔۔رشوان شاہ تم اب کیوں میری سوچوں پر سوار رہتے ہو اب تو تم تک کوئی راہ نہیں آتی ۔۔۔۔بلکہ کوئی راہ ہے ہی نہیں۔۔۔۔میں اس قلعے میں ہوں جہاں کوئی راستہ نہیں۔۔۔جہاں بس سیاہی ہے رشوان تم جاو یہاں سے اب بھول جاو مجھے۔۔۔اور مجھے بھولنے دو۔۔۔اب ملنے نہ آنا،،اب یاد نہ ایا کرو۔۔ وہ تڑپ کر روئی تھی۔۔۔۔آنکھیں بند ہوتے ہی وہ پھر سے اس کے سامنے آ گیا تھا ہاتھ بڑھا کر اس کے اشک صاف کرنے لگا۔۔۔۔۔

****

رشوان شاہ آج کھانے کی ٹیبل پر موجود تھا آج کل وہ گھر میں کم نظر آتا تھا صبح اپنی جاب پر جاتا پھر باپ کی کمپنی میں۔۔رات کو بارہ بجے سے پہلے اس کی واپسی نہ ہوتی تھی آج پورے دو ہفتے بعد وہ اسے دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔

۔۔۔"ہم لوگ کراچی جا رہے ہیں دو دن بعد" سلمان شاہ گلا کھنکھارتے ہوئے بولے تھے

۔۔"کیوں" رشوان نے سوال کیا تھا۔۔۔

۔۔"مسکان کی شادی ہے،،خاندان کی پہلی شادی ہے جانا تو پڑے گا" فریال شاہ دھیمے دھیمے بول رہی تھیں۔۔

۔۔"ارے واہ ممی میری طرف سے مبارک باد دیجیے گا اسے،،،اور ڈھیر سارا پیار اور اس کا گفٹ بھی میں بھجوادوں گا" رشوان کھانے پر جھکا جھکا بات سمیٹتا بولا تھا۔۔۔جانتا تھا اگلا مطالبہ کیا ہو گا۔۔۔اس لیے

Urdu Novels Ghar

انہیں موقع نہیں دینا چاہتا تھا فریال شاہ نے اسے دیکھا جو مصروف نظر آنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا

۔۔۔"مطلب فیصلہ سنا رہے ہو کہ تم نہیں جاوگے" وہ پوچھ رہہ تھی۔۔۔رشوان شاہ کھانے سے ہاتھ روکتا انہحں دیکھتا ہوا بولا۔

۔۔۔"جی بالکل۔۔۔،،اب ہر خوشی حرام ہے مجھ پر" اس سے پہلے کہ وہ خود پر پھر سے خول میں بند ہو جاتا فریال بول پڑی۔۔۔۔

۔۔۔"ہممم مگر مسئلہ درپیش یہ ہے کہ تمہاری دودھ شریک بہن ضد لگا بیٹھی ہے کہ بھائی آئے گا تو نکاح نامہ کو دستخط کا شرف بخشوں گی نہیں تو نہیں اور دیکھو نا میری بھی کچھ مجبوریاں ہیں اب ہر کسی کو تمہاری ناکام عاشقی کے قصہ سے آگاہ نہیں کر سکتی نا اب تم اپنا فیصلہ بتاو اور کرچی کرچی کر دو اپنی بہن کا مان بہلاوے نہ

دیناا سے سمجھے اس نے کتنی کالز کی ہے تمہیں تم نے ایک نہ اٹھائی۔۔۔گھر پر ہوتے ہو تب بھی بات نہیں کرتے "وہ سخت لہجے میں بولی تھیں۔۔۔

۔۔"اسے کہے دولہا موجود ہے شادی کرلے میرے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔۔"وہ سر جھٹکتا ہوا بولا تھا نا جانے کونسی سوچیں تھیں جنہیں جھٹک رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"مطلب دنیا میں ایک ہستی سے محبت تھی تمہیں"یہ فریال شاہ کا ہی حوصلہ تھا جو پھر سے اسی ٹاپک کو چھیڑ سکتی تھیں سلمان تو اتنے میں ہی خوش تھے کہ وہ اب زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔۔۔

۔۔"نہیں ایسا تو نہیں"وہ کرب سے آنکھیں میچتا مسکرایا تھا۔۔۔ایک زخمی مسکراہٹ لیے ماں کو دیکھا ۔۔۔

۔۔"دکھتا تو یہی ہے"وہ کندھے اچکا کر بولی تھیں۔۔۔رشوان کچھ پل کو چپ رہا پھر حتمی انداز میں بولا تھا
۔۔۔۔

۔۔۔"اوکے میں آجاوں گا مگر بس شادی میں اور کسی فنکشن میں نہیں"فریال کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئ
تھی۔۔۔۔

****

وہ آج پھر فیکٹری کے باہر کھڑا تھا۔۔ گارڈ نے اسے اندر جانے نہ دیا۔۔۔نہ ہی کسی سوال کا جواب دیا لیکن وہ دو تین گھنٹے سے تپتی دھوپ میں اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔

اسفند اپنے آفس کی کھڑکی سے اپنے دل کے ٹکڑے کو دھوپ میں جھلستا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔وہ افسردہ سے بیٹھے تھے آنکھیں رشوان شاہ کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔وہ جب جب اسے دیکھتے ان کا دل پسیج جاتا تھا۔۔یہ وقت مشکل تھا جو ان پر قہر کی طرح نازل ہوا تھا۔۔ان کی بیٹی ازنا شاہ ان سے جدا ہو گئ تھی ۔۔۔اور رشوان دھول دھول ہو رہا تھا۔۔۔

ان کا دل چاہا کہ جا کے اس کے اور سورج کے بیچ حائل ہو جائے اسے اس سخت دھوپ سے بچالے۔۔اس کے لیے شجر کا کام کرے۔۔۔لیکن پھر بیٹی کی قسم نے قدموں میں زنجیریں ڈال دی۔۔۔

رشوان گارڈ سے بحث کر رہا تھا۔۔۔ گارڈ نے ایک زوردار دھکا دیا اسے وہ لڑ کھڑایا تو اسفند مضطرب سے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر کھڑکی میں آ گئے اور اس کے یاسیت سے بھرے وجود کو تکنے لگے۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے رشوان شاہ کا چہرا کہیں کھو گیا۔۔۔ اور اس میں ازنا کا مسکراتا ہوا چہرا ابھر آیا۔۔۔ ان کی آنکھیں پھیل گئ۔۔۔ انہوں نے زور سے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔۔۔ رشوان شاہ ویسے ہی کھڑا تھا اداس تنہا ۔۔۔ وہ بے چین سے کھڑکی سے پیچھے ہٹ گئے۔۔۔ اور پھر آفس سے نکل گئے۔۔۔۔

****

اسے اس قید میں آئے آج دو ہفتے گزر چکے تھے۔۔۔ کھانا نہ ملنے اور مسلسل کام نے اسے نقاہت زدہ کر دیا تھا ۔۔۔۔ طوبیٰ رمشا دو دن سے نظر نہ آئی تھیں۔۔۔۔ حویلی کی صفائی اس سے کروائی جاتی تھی۔۔۔ آج ایک نیا حکم صادر کرنے رمشہ مسکراتی ہوئی آئی تھی۔۔۔۔

آج بلا کی سردی تھی صبح کے دس بج رہے تھے لیکن اب تک دھند چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔ازنا کے پاس ایک واحد شال تھی جسے اس نے جھر جھری لیتے ہوئے لپیٹا تھا۔۔۔اسے دادو اس قید میں ہر ظلم کے وقت یاد آئی تھیں۔۔۔اور رشوان شاہ تو ہر پل ساتھ ساتھ چلتا تھا۔۔۔نا جانے اس کی خوشبو ہر جگہ تھی ۔۔۔وہ اسے یاد کیا کرتی جب بھولتی نہیں تھی۔۔۔وہ خواب میں ملاقات کا شرف بخشتا تھا۔۔۔روز ملنے آتا تھا بلا ناغہ پر نا جانے کیوں دادو روٹھ گئ تھیں وہ خواب میں نہیں آتی تھیں۔۔۔کل رشوان شاہ اس کے ہاتھ میں پھول رکھ رہا تھا پیلے گلاب ازنا کی پسند کے پھولوں سے اس کا دامن بھرتا ہوا اس کے ہاتھ کے زخم پر رکھتا جا رہا تھا۔۔۔اور پھر اس نے دیکھا کہ وہ زخم غائب ہو گیا۔۔۔۔

۔۔۔"ازنا میں یہی ہوں،،،، تم فکر نہ کرو میں بہت جلد لے جاوں گا تمہیں۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے یقین دلا رہا تھا۔۔۔

"نہیں رشی میں قید میں ہوں،،اس قید سے آزادی نہیں" وہ کپکپاتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

۔۔"بھلا چڑیا کو بھی کوئی اڑان بھرنے سے روک سکتا ہے،، تمہار مقدر میں بڑی اونچی اڑان ہے ازناشاہ،، تم بس صبر کا دامن تھام لو،، اس دامن کے ایک سرے پر تم ہو اور دوسرے پر میں موجود ہوں،، تم مجھ سے کبھی الگ ہو سکتی ہو روح کا تعلق ہے ہمارا۔۔۔ آج بس آخری دن قید کا اور کاٹ لو۔۔۔ تمہارا مددگار پہنچ گیا ہے "

وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا کیا وہ آرہا ہے کیا وہ مجھے لے جائے گا یہاں سے۔۔۔

اس کے ہاتھ کے زخم میں اب پس پڑ رہی تھی،،، کوئی دوائی ربیقہ اسے دے گئ تھی مگر اس سے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔۔ہاتھ سے پس رس رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی شال لپیٹے دبکی بیٹھی تھی جب رمشہ کسی شیطان کی طرح نازل ہوئی تھی۔۔۔۔

ازنا کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا۔۔۔ وہ اپنی آج تک کی زندگی میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈری تھی سب حیران ہوتے تھے کہ لڑکی ہو کر اتنی بہادری،،،

آج وہ لوگ ازناشاہ کو دیکھتے تو بت بن جاتے جس کی آنکھوں میں صرف وحشت تھی خوف تھا۔۔۔۔

۔۔"اٹھو چل کر صحن کی صفائی کرو" وہ نقاہت سے اٹھی تھی۔۔۔رقیہ بے بس سی اسے دیکھ رہی تھی ۔۔۔وہ ننگے پاوں باہر آئی تو فرش پر پاوں پڑتے ہی اس نے جھرجھری لی تھی۔۔۔سردی شدید تھی اور وہ برہنہ پاوں۔۔۔بنا کسی سوئیٹر کے۔۔۔اس وسیع صحن میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔

وہ جھاڑو اٹھانے لگی تو طوبی نے اس کے ہاتھ میں پانی کا پائپ پکڑا دیا۔۔۔اور نلکا کھول دیا خود دونوں جا کر ایک کونے میں کھڑی ہو گئی۔۔۔پانی اس وقت اتنا ٹھنڈا تھا کہ ازنا کے پاوں ٹھنڈ سے جم رہے تھے اس نے جلدی جلدی ہاتھ چلانے کی کوشش کی لیکن خون جم رہا تھا ٹھنڈ کی شدت سے۔۔۔طوبی نے ایک ملازمہ کو اشارہ کیا تو نا جانے وہ کہاں سے ایک بڑا سا پتیلا اٹھا لائی اور ازنا کے اوپر انڈیل دیا۔۔۔اس پتیلے میں ٹھنڈا ٹھار پانی تھا۔۔۔جو شاید فریزر میں رکھا گیا تھا جس کے اوپر برف کہ تہہ جمی تھی۔۔۔۔ازنا کپکپا گئی ۔۔۔ہونٹ سفید پڑ گئے ہاتھ پاوں نیلے پڑ گئے آنکھیں عجیب وحشت زدہ سی تھی۔۔۔لیکن پھر بھی اس نے وائپر کو مضبوطی سے تھاما اور پانی گھسیٹنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔"طوبی بس کرو۔۔۔مر ہی نہ جائے اگر یہ مر گئ تو دادا اردشیر ہمیں نہیں چھوڑے گا،،"رمشہ طوبی کے کان میں گھسی بولی تھی۔۔۔۔

۔۔"مرنے دو اسے"طوبی نخوت سے بولی تھی

۔۔"نہیں طوبی بھولو مت اداسائیں کا کیا حکم ہے ربیقہ کے لیے مسئلہ بن جائے گا" رمشہ بولی تھی طوبی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

ازنا کپکپاتی منجمند ہوتے خون سے اپنے کمرے میں آ گئ۔۔۔۔رقیہ نے چارپائی کے نیچے سے ایک سوٹ اسے نکال دیا۔۔۔اس کے ہونٹ نیلے ہو رہے تھے سردی کی شدت سے۔۔۔۔رقیہ بھاگ کر ایک موٹی رضائی لے آئی۔۔۔اور اسے لپیٹ دیا۔۔۔لیکن وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔اور شام تک وہ شدید بخار سے تپ رہی تھی اس کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ ماں کے کہنے پر شادی میں شرکت کے لیے آ تو گیا تھا لیکن سکون کا ایک پل نہیں تھا۔۔۔بھائی ہونے کا فرض اس کو پورا کرنا تھا۔۔۔یہ مجبوری تھی۔۔۔مسکان اس کو دیکھتے ہی اس کے گلے لگ گئ تھی۔۔۔۔

۔۔۔"آپ نے میرا ایک فون نہیں اٹھایا کتنے مہینوں سے شکل نہیں دکھائی۔۔۔کیا بھول گئے ہیں کہ واحد بہن ہوں میں آپ کی۔۔۔۔یہاں سب مجھے چڑاتے ہیں کہ آپ مجھے بھول گئے" وہ اس کے سینے سے لگی بول رہی تھی۔۔۔آنسو کی لڑی چہرا بھگو گئی تھی۔۔۔

۔۔"میں خود کو بھول گیا ہوں میری گڑیا" وہ یاسیت سے بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"کیا مطلب" مسکان نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"کچھ نہیں۔۔۔رونا بند کرو،، معافی چاہتا ہوں غلطی ہوئی اب آ گیا ہوں تو تمہیں رخصت کر کے ہی جاوں گا" وہ مسکراتا ہوا اس کے سر پر لب رکھتا بولا تھا۔۔۔۔

وہ بھائی ہونے کا فرض خوش اسلوبی سے نبھا رہا تھا۔۔۔۔۔

ازنا شاہ کو گئے ہوئے آج آٹھ مہینے چھ دن اور بارہ گھنٹے ہو چکے تھے۔۔۔یہ حساب کتاب اس کے ذہن میں ہر پل چلتا تھا۔۔۔۔

وہ باراتیوں کا ویلکم کر رہا تھا جب اس کی نظر زیان پر پڑی تھی۔۔۔وہ وہی تھا۔۔۔۔زیان کی نظر اب تک اس پر نہیں پڑی تھی۔۔۔وہ سنجیدہ شکل لیے بارات میں شامل تھا۔۔۔۔وہ اسے نظروں میں رکھا ہوا تھا ۔۔۔جو بالکل خاموش ایک کونے میں بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ کافی دیر زیان کا چہرا تکتا رہا پھر نکاح ہوتے ہی اس نے زیان کو جا لیا۔۔۔

زیان تو اسے دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا اس کے تو وہم و گمان میں نہ تھا کہ رشوان شاہ اسے یہاں مل جائے گا ۔۔۔۔اب وہ چھپ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔نہ منہ موڑ کر جا سکتا تھا۔۔۔۔وہ بت بنا اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

"کیسے ہو" اس نے چھبتی ہوئی نظر زیان کے چہرے پر ڈالی

"جی ٹھیک۔۔۔۔۔آپ کیسے ہیں بھائی" وہ گھبراتا ہوا بولا تھا

"تم مجھے بھائی کہنے کا حق کھو چکے ہو زیان شاہ" وہ لفظوں کو چبا کر بولا تھا زیان اپنا چہرا جھکا گیا۔۔۔۔

"اب بات یہاں کروگے سارے مجمع کے سامنے یا کہیں تنہائی میں چلنا پسند کروگے" وہ غصے سے بولا تھا زیان چپ چاپ شادی ہال کے باہر آ گیا

اسے علم ہوتا کے آج شادی میں اس کی رشوان شاہ سے ملاقات ہو جائے گی تو وہ کبھی نہ آتا۔۔۔ازنا کے جانے کے بعد خود پر ہر خوشی حرام کرلی تھی آج اپنے دوست کے بہت اسرار پر وہ اس کے بھائی کی شادی میں مجبورا آیا تھا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ دوست کے بھائی کی شادی کس سے ہو رہی ہے۔۔۔اسے معلوم نہ تھا کہ وہ آج خود یہاں نہیں آیا بلکہ رشوان شاہ کی موت اسے یہاں گھسیٹ لائی ہے۔۔۔۔

۔وہ ماوف ذہن کے ساتھ باہر پارکنگ میں آ گیا اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔تو رشوان نے زیان کا بازو دبوچ لیا

"اونہہ میری گاڑی کی طرف چلو" وہ زیان کو ٹوک گیا اور اسے لیے اپنی گاڑی میں آ گیا اسے ڈر تھا کہ وہ بھاگ نہ جائے کہیں۔۔۔

"کہاں ہے وہ" وہ اسٹیرنگ پر ہاتھ جمائے کاٹ دار لہجے میں بولا تھا

"نہیں بتا سکتا" زیان نظریں چراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"کیوں" اس کی پیشانی پر بل نمودار ہو گئے

"اپنی قسم میں باندھ گئی ہیں وہ" زیان بے بسی سے بولا تھا

"آخر کیوں۔۔۔،،، تم وجہ بتاو زیان میں ہر وجہ ختم کر دوں گا میں دنیا سے لڑ جاوں گا۔۔۔ یہ سب اس کی اپنی مرضی سے نہیں ہوا ہے جانتا ہوں میں۔۔ کوئی لاکھ کہے۔۔ پر میرا دل گواہ ہے وہ محبت کرتی ہے مجھ سے،،، وہ مجھ سے بے وفائی کبھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔" اس نے زور سے اپنا ہاتھ سٹیرنگ پر مارا تھا پھر مرتعش سے لہجے میں بولا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

اس کے اندر ایک آگ جل رہی تھی جدائی اور بیوفائی کا ناگ پھن پھیلائے دل پر روز وار کرتا تھا ۔۔۔۔ایک بار کے زہر سے وہ شاید بچ جاتا لیکن ۔۔۔یہ ناگ قطرہ قطرہ اپنا زہر اس کے دل میں انڈیل

رہا تھا۔۔۔۔جب تک امداد میسر آتی تب تک بہت دیر ہو جاتی۔۔۔۔

"ہم نے کب کہا وہ آپ سے محبت نہیں کرتی۔۔۔۔۔بے حساب محبت کی دعوے دار ہیں۔۔۔آپ کے بغیر زندگی کا تصور نہیں تھا۔۔۔۔لیکن یہ سب ان کی اپنی مرضی سے ہوا ہے" زیان نے تڑپ کر کہا تھا پھر ایک توقف سے بولا تھا

"لیکن جانے سے پہلے کہہ گئی ہیں۔۔۔۔(میں ازنا شاہ اسے اپنی محبت کی قید سے آزاد کرتی ہوں۔۔۔اور اب خود بھی اس کی محبت کے پنجرے میں نہیں رہنا چاہتی) لیکن وہ تو جانتی ہی نہیں ان کے کہنے سے آپ آزاد ہوئے ہی نہیں آپ تو اس محبت میں بری طرح دھنس گئے ہیں،،، یہ محبت دلدل کی طرح آپ کو کھینچ رہی ہے۔۔۔جب تک آپ کو نگل نہیں لے گی تب تک مانے گی نہیں۔۔۔۔۔کوئی مدد نہیں کر سکتا آپ کی

"زیان سامنے ونڈ اسکرین کی طرف دیکھتا ٹوٹے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔ازنا کے ذکر پر آنکھیں نم ہونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

۔۔۔"اس نے کہا اور تم سب نے مجھ سے منہ موڑ لیا" وہ تکلیف سے بولا تھا

۔۔۔"وہ حاکم تھیں۔۔۔ان کا حکم تھا۔۔۔اور جب ملکا حکم کرتی ہے نا توریاء کو ماننا پڑتا ہے۔۔۔اختلاف نہین کیا جاتا،،،وعدہ نہیں توڑا جاتا،،"وہ صفائی دینے کو بولا تھا

"تم مدد کرسکتے ہو میری۔۔۔زیان سب سچ بتادو میرے بھائی،،،۔۔۔۔میں واقع مرنے سے پہلے سچ جاننا چاہتا ہوں میرا کمزور دل جدائی کا بوجھ اٹھا نہیں پارہا یہ بند ہونے کے قریب ہے کہ امداد کا طلب گار ہوں میں۔۔۔۔۔بس سچ صرف سچ۔۔میں وعدہ کرتا ہوں سچ کتنا بھی کرب ناک ہوا میں سہہ جاوں گا"وہ کرب آمیز لہجے میں بولتا زیان کا ہاتھ تھامتا اپنے سر پر رکھ گیا تھا۔۔۔زیان خوف سے اسے دیکھنے لگا وہ خود رو رہا تھا زیان نے پہلی بار اسے روتا دیکھا تھا اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ کیسے بولتا۔۔۔۔

زیان نے حقیقت کی پوٹلی کھول کر اس کے آگے رکھ دی کیوں کیسے اور کب۔۔۔اور وہ محبت کا پجاری۔۔۔انکشاف ایسے ہوئے تھے کہ اس کے تو سر پر ساتوں آسمان ٹوٹ پڑے سب ختم ہو گیا۔۔۔رگیں تن گئی،،،،شدت ضبط سے چہرا سرخ ہو گیا۔۔۔۔۔

اسے اتنی تکلیف محسوس ہوئی جیسے چادر کو کانٹے دار جھاڑ پر ڈال کر بے دردی سے گھسیٹ لیا جائے۔۔۔۔۔اس کی ساری زندگی آنکھوں میں گھوم گئی۔۔۔۔اس کی ناک سے سرخ دھار بہنے لگی۔۔۔اس کے غصے کی شدت سے ناک سے خون بہہ رہا تھا زیان جو ونڈ اسکرین پر نظر جمائے اسے حقیقت سے واقف کر رہا تھا۔۔۔پل کو رکا تھا اس کے تاثرات دیکھنے کو۔۔۔پر خون دیکھ کر وہ ایک دم پریشان ہو گیا ڈیش بورڈ سے ٹشو لے کر اس کا چہرا صاف کرنے لگا۔۔۔۔

۔۔۔"رشوان بھائی آپ ٹھیک ہیں" وہ پریشان سا بولا تھا۔۔۔۔

"زیان کہاں ہے حویلی" اس نے صرف اتنا کہا تھا۔۔کچھ کہنے کو جب رہ نہیں جاتا تو الفاظ گم ہو جاتے ہیں

"بھائی آپ پلیز۔۔۔بہت خون بہہ رہا ہے" زیان گھبراتا ہوا بولا تھا اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے ناک سے بہتے خون کو صاف کیا کرتے کی آہستین سرخ ہو چلی تھی۔۔۔زیان کے ہاتھوں پر اس کا خون لگ گیا تھا ۔۔۔۔

"زیان حویلی کہاں ہے بس یہ بتاو" وہ دھاڑا تھا زیان نے جھٹ سے اسے پتہ بتایا۔۔۔اس نے زیان کو اترنے کا کہہ کر اندر پیغام بجھوا دیا کہ وہ واپس حیدر آباد جا رہا ہے۔۔۔۔

وہ ریش ڈرائونگ کرتا اب ایک طویل سفر پر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

❊❊❊❊❊❊❊❊❊

Urdu Novels Ghar

وہ حویلی پہنچ چکا تھا پر وہاں نہ اسے کوئی گارڈ نظر آیا نہ چوکی دار۔۔۔اس نے گاڑی سائیڈ پر کھڑی کر لی وہ منتظر رہا کہ کوئی آئے گا لیکن کوئی نہ آیا....اس کا دل بہت تیز دھڑک رہا تھا،،،دل کی دھڑکن سنبھل نہیں رہی تھی وہ جس طرح یہاں تک پہنچا تھا وہی جانتا تھا۔۔دل نے ایسی آہیں تو ازنا کے چھوڑ جانے پر نہیں بھری تھیں جیسی تکلیف آج اٹھا رہا تھا۔۔وہ اب رو نہیں رہا تھا۔۔وہ یہاں کیوں آیا تھا یہ سوال حویلی پہنچ کر دماغ میں آیا تھا۔۔وہ اس سے مل پائے گا۔۔اس سے ملاقات ہو بھی جائے تو وہ اس کو یہاں سے کیسے لے کے جائے گا۔۔۔کیا وہ خود اس کے ساتھ جائے گی۔۔۔کیا ملاقات نصیب میں لکھی ہے۔۔۔ارداشیر لاشاری کون ہے ایسے کئی سوال اس کے دماغ میں گڈ مڈ کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔بس اس وقت دل کے کہے پر چل کر یہاں پہنچ گیا تھا۔۔۔اسکی دماغ کی نسیں پھٹ رہی تھیں۔۔۔اس نے سر درد کی گولی نکالی اور پانی کے ساتھ نگل گیا۔۔۔سہ پہر کے وقت ایک گارڈ باہر آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ لپک کر اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔

"سلام ادا مجھے ارداشیر سائیں سے ملنا ہے" وہ گارڈ سے بولا تھا

۔۔"تم کون ہے" گارڈ سوال کر رہا تھا

۔۔۔"میں ارداشیر کا دوست ہوں" اس نے آج پہلی بار جھوٹ بولا تھا۔۔کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی آج جھوٹ بولا بھی تو کہاں۔۔۔۔

"سائیں تو نہیں ہے وہ تو باہر ملک گیا ہے،،، معلوم نہیں کب آئے گا" گارڈ کرسی سنبھالتے بولا تھا

"اچھا۔ "رشوان کو سمجھ نہ آیا اگلا سوال کیسے کرے کیا کہے۔۔۔وہ بے بس تھا اس پل کیونکہ اس کی متاع یہاں قید تھی۔۔۔پھر ہونٹوں پر زبان پھیر تا بولا تھا۔۔۔

"۔۔اور راز۔۔۔آں ان کی بیوی "اس نے بڑی ہچکچاہٹ سے سوال کیا تھا

"کونسی بیوی کی بات کر رہے ہو سائیں۔۔۔"گارڈ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔۔۔جیسے ابھی اسے نگل جائے گا۔۔۔حویلی کی عورت کے بارے میں کوئی بات کرے تو بات غیرت پر آجاتی ہے۔۔۔

"کیا مطلب "وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"سائیں کی دو بیویاں۔۔۔۔سائیں تم اگر چھوٹے سائیں کو جانتے ہو تو یہ معلوم نہیں تمہیں" وہ گھور کر اسے دیکھتا بولا تھا پھر بندوق کو مضبوطی سے تھامنے لگا۔۔۔

"ادا معاف کرنا میں بہت مہینوں بعد آیا ہوں ان کی ایک بیوی جو ونی ہو کر آئی تھی وہ کہاں ہوتی ہے" وہ بہت ضبط سے بول رہا تھا،، آنکھوں سے ہی بے چینی جھلک رہی تھی۔۔۔۔

"اللہ سائیں جانے۔۔۔وہ لڑکی تو آنے کے کچھ دن بعد ہی مر گئ تھی تم کیا اس کا رشتے دار ہے" گارڈ افسوس سے سر ہلاتا بولا تھا،،، مجبوری روٹی کی تھی۔۔۔لیکن اس حویلی کے ظلم و ستم دیکھ کر تو روح کانپ جاتی تھی ۔۔۔۔

رشوان کو آواز آئی ہی نہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی دھماکہ ہو رہا ہے۔۔۔۔

"کیا کہا ہے تم نے۔۔۔مجھے کچھ سنائی نہیں دیا" اسے لگا اس نے غلط سنا ہے دوبارہ گارڈ سے سوال کر بیٹھا ۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"چھوٹے سائیں کی دوسری بیوی۔۔۔جل گئ تھی۔۔بڑا ظلم ہوا مظلوم کے ساتھ،،،اپنے بھائی کے کیے کی سزا بھگتی،،، چھوٹے سائیں اسے ہسپتال لے گئے تھے مگر وہ بچ نہ پائی۔۔۔" گارڈ اب اس کو جانچتی نظر سے دیکھ رہا تھا ماتھے پر اب بل بھی نمودار تھے۔

"تیرا بچھڑنا میری ذات کا پہلا دکھ

اس کے بعد تو جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑے

اس کی دنیا کے زمین و آسمان آپس میں مل گئے تھے۔۔۔سب کچھ اپنی جگہ سے ہل گیا سارے پہاڑ زمین بوس ہو گئے درخت ہواوں میں اڑنے لگے۔۔۔اسے ایسا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔کسی نے زمین بڑی ہی بے دردی سے اس کے قدموں سے کھینچ لی ہے۔۔۔۔۔اعصاب جواب دے گئے آنکھوں کے گرد اندھیرا چھانے لگا تو وہ ایک دم ڈھے گیا۔۔۔چہرا سفید ہو گیا تھا آنکھیں پتھرا سی گئی تھی کچھ نظر نہیں آیا کچھ سنائی نہیں دیا۔۔۔۔گارڈ اس کو تھام کر اس کی گاڑی تک لے آیا۔۔۔اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے گاڑی میں بٹھا دیا۔۔۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر سکتے کے عالم بیٹھا رہا۔۔۔شام تک وہ یونہی بیٹھا رہا نہ اسے ہوش آیا تھا نہ ہی کوئی احساس ہو رہا تھا اس کے محسوسات پتھر کے ہو گئے۔۔۔اس کی آنکھ سے آنسو نہیں گرے تھے۔۔۔وہ آنسو اس کے دل پر گرے تھے۔۔۔۔پانچ بجے کے قریب کسی نے گاڑی کی کھڑکی زور سے بجائی اور وہ اس سفاک دنیا میں واپس لوٹ آیا تھا۔۔۔۔وہی گارڈ کھڑا تھا۔۔۔۔۔اسے گاڑی حویلی کے آگے سے ہٹانے کو بول رہا تھا ۔۔۔۔وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔وہ رویا اب بھی نہیں تھا آسمان کی طرف چہرا کر کے بس یہ بولا تھا

"اے میرے پاک رب جب وہ نہیں رہی تو اس جسم کو بھی فنا کر دے۔۔۔زندگی کی خواہش نہیں اب مجھے "وہ خود سے پوچھ رہا تھا مجھے رونا کیوں نہیں آرہا مجھے تو دنیا کو نیست و نابود کر دینا چاہیے مجھے رونا چاہیے مجھے آج رو رو کے اپنی بینائی کھو دینی چاہیے۔۔۔

۔۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی سورج الوداع کہہ رہا تھا۔۔وہ حویلی کی مخالف سمت گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔گاڑی اس سے سنبھل نہیں رہی تھی منظر دھندلا تھا کچھ صاف نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔ اس کے دل کی دھڑکن ایک دم دھیمی ہوگئی سانس رکنے لگا۔۔۔اس کا چہرا اسفید پڑ گیا اس نے زور زور سے دل پر ہاتھ مارا تھا۔۔۔پھر زور زور سے کھانس کر سانس بحال کرنے کی کوشش کی۔۔۔مگر اس کا سانس بحال نہ ہو پایا،،،،اس نے بھرپور کوشش کی ایک لمبا سانس کھینچنے کی لیکن اس کا دم گھٹنے لگا۔۔۔وہ زور زور سے کھانسنے لگا۔۔۔اس کے سر میں عجیب سی سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔۔۔بس ایک آنسو ٹوٹ کے آنکھ سے بہہ نکلا تھا۔۔۔ازنا کا نام لبوں نے دھیمے سے پکارا تھا ۔۔۔ان ہی لبوں سے کلمہ ادا کیا ہی تھا کہ زبان نے ساتھ چھوڑ دیا۔۔۔زبان پر چیونٹیاں سی کاٹنے لگی ۔۔۔آنکھوں کی پتلیاں سکڑ گئی تھیں۔۔۔ٹھنڈے ہاتھ بے جان ہو گئے اور اسٹیرنگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔۔۔اور سامنے سے آتی بس سے 120 کی سپیڈ پر چلتی گاڑی ٹکرائی تھی اور ہوا میں قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے کو پہنچ گئی۔۔۔ایکسیڈنٹ اتنا شدید تھا۔۔۔وہ تو اسی پل آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔۔۔وہ زندگی سے کب سے بھاگ رہا تھا آج زندگی نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔۔۔اس نے شدت سے اس پل ایک دعا کی تھی۔۔۔زندگی اسے ٹھینگا دکھا رہی تھی۔۔۔اور وہ بے بس سا پڑا تھا۔۔۔

****

ارداشیر کو جب طوبی اور رمشہ کے سفاکانہ فعل کا علم ہوا تو،،،،وہ سیدھا ازنا کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔اس کا دل شرمندگی کے باعث دھڑک رہا تھا۔۔ آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔ آج دوسری بار وہ اس کمرے تک آیا تھا لیکن آج پہلی بار وہ اس کے ہوش میں ہوتے ہوئے آیا تھا۔۔۔

"ازنا سہم کر دیوار سے لگ گئ۔۔۔اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگا چہرا اس کا جھکا ہوا تھا وہ چادر کو اپنے گرد تنگ کرنے لگی۔۔۔ آج پہلی بار اس کمرے میں کوئی مرد آیا تھا اس کو اپنی عزت کی فکر ہونے لگی۔۔۔

"ادی ڈرنے کی ضرورت نہیں یہ ادا اردا شیر ہیں میں نے آپ کو بتایا تھانا" رقیہ نے اسے خوف سے کانپتے دیکھا تو جلدی سے بولی تھی اردا شیر رخ موڑے ایسے کھڑا تھا کہ اس کا سائیڈ پوز ازنا کی طرف تھا۔۔۔ازنا نے ہلکے سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا کلین شیو صاف رنگ، اونچا قد، چوڑی جسامت،، مغرور ناک،، ۔۔۔ سر پر ٹوپی جمائے۔۔۔ جسم کو اجرک میں ڈھانپے ظالم وڈیرا۔۔۔۔۔وہ اس کا سائیڈ پوز دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ پھر خوف سے نظر جھکا لی تھی۔۔۔۔۔وہ اس کے پاس آیا نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں ۔۔۔۔اس کے ہاتھ کو ہلکے سے چھوا بخار کی حدت دیکھنے کے لیے،،، پھر زخم کو دیکھا لیکن نظر چہرے پر نہ ڈالی تھی۔۔۔۔۔۔۔پھر فاصلے پر جا کر رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ ازنا تو وحشت زدہ تھی۔۔۔۔

"کیسی طبیعت ہے تمہاری اب" وہ پوچھ رہا تھا ازنا خوف سے کچھ بول نہ پائی تھی۔۔۔۔ جواب رقیہ نے دیا۔۔۔۔ یہ ان کی پہلی ملاقات تھی،،، پہلی بات تھی۔۔۔۔

"کیا نام ہے تمہارا" وہ کھڑا اس سے اس کا نام پوچھ رہا تھا نکاح کے وقت وہ ہوش میں کہاں تھا جو نام سنتا اس وقت تو آہیں سسکیاں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔۔اب کے سوال ایسا تھا جس کا جواب صرف ازنا دے سکتی تھی رقیہ نہیں اس نے بڑی دکت سے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔۔۔

"ازناشاہ" وہ کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔ ارداشیر کو لگا کچھ غلط سن لیا ہے سوال دوبارہ دہرایا۔۔۔۔

اور جواب دوبارہ وہی آیا۔۔۔۔۔۔ ارداشیر پورے کا پورا گھوم گیا۔۔ اور اپنا جھکا سر اٹھا کر اس کے چہرے کو محویت سے دیکھنے لگا۔۔۔ اس کی آنکھیں صدمے سے کھل گئ۔۔۔ اسے جھٹکا لگا تھا۔ ارداشیر کے لیے وقت تھم گیا۔۔۔ دنیا 360 ڈگری پر گھوم گئ۔۔۔ کئ سال پیچھے چلی گئ۔۔۔۔ اس کی ذات زلزلوں کی زد میں تھی۔۔۔

******

"ازناشاہ" وہ کپکپاتے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔ارداشیر کو لگا کچھ غلط سن لیا ہے سوال دوبارہ دہرایا۔۔۔

اور جواب دوبارہ وہی آیا۔۔۔۔۔۔ارداشیر پورے کا پورا گھوم گیا۔۔اور اپنا جھکا سر اٹھا کر اس کے چہرے کو محویت سے دیکھنے لگا۔۔۔اس کی آنکھیں صدمے سے کھل گئی۔۔۔اسے جھٹکا لگا تھا۔ارداشیر کے لیے وقت تھم گیا۔۔۔دنیا 360 ڈگری پر گھوم گئی۔۔۔کئی سال پیچھے چلی گئی۔۔۔۔اس کی ذات زلزلوں کی زد میں تھی۔۔۔

دل نے زوردار انگڑائی لے کر سوئی ہوئی محبت کو بیدار ہونے کا حکم صادر کر دیا تھا

- "ازنا" وہ ہلکے سے بڑبڑایا تھا آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔۔۔اور یہ حویلی پوری قوت سے اس پر آگری تھی۔۔۔وہ لڑکھڑایا تھا

یہ قسمت نے کیسا کھیل کھیلا تھا اس کے ساتھ یہ کس کولا کھڑا کیا تھا آج اتنے سالوں بعد۔۔۔وہ دم بخود سارہ گیا

۔۔محبت کا وہ پیڑ جو نہ جانے کب سے محبت کی برسات کی پھنوار نہ ملنے پر بنجر ہو چکا تھا ایک دم ہی سرسبز ہو گیا تھا۔۔۔محبت کی دیوی جھوم جھوم کے رقص کرنے لگی تھی۔۔۔دل کی بنجر زمین پر پھوار سی پڑی تھی۔۔۔

وہ بے خود سا اس کا چہرا تکتا گیا۔۔۔وہی خوبصورتی وہی معصومیت آج بھی قائم تھی لیکن چہرے پر جا بجا نشان،،، ظلم کی داستان سنا رہے تھے۔۔۔ان نشانوں پر نظر پڑتے ہی پھوار پڑتی زمین پر کسی نے دہکتے ہوئے کوئلے رکھ دیے تھے۔۔۔اور وہ ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا تھا۔۔۔

"تم ڈرتی ہو تو لگتا ہے کائنات کو قیامت کے خوف نے آلیا ہے۔۔۔۔۔۔اگر آئندہ تم ڈری تو۔۔۔کائنات ڈر جائے گی میری "اور آج اس خوبصورت چہرے پر صرف خوف ہی خوف چھایا ہوا تھا۔۔ارداشیر کی کائنات سہمی ہوئی تھی،،کاش وہ اسے پہلے دیکھ لیتا کاش۔۔۔۔۔

وہ آگے بڑھا تا کہ اسے چھو کر اپنے خواب دیکھنے کے گماں کو جھوٹا ثابت کر سکے۔۔۔اسے چھونے لگا ۔۔۔۔کہ ایک اور آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔۔

"مجھے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔۔۔۔۔۔جب محبت کروں گی تم سے کروں گی یہ عہد کیا ہے میں نے خود سے۔۔۔۔"ارداشیر کا ہاتھ ہوا میں ہی ٹھہر گیا اس نے سختی سے مٹھی بھینچ کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔

وہ صدمے کی کیفیت سے نکلتا۔۔۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کمرے سے باہر نکل آیا تھا لیکن قدم ماضی میں رکھ چکا تھا

****

جنت بی بی کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی ان کی ساری اولاد اپنے گھربار کی تھی۔۔۔ان کی خواہش تھی اللہ انہیں ڈھیر ساری پوتیاں دے وہ خود بھی چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھیں پھر ان کی بیٹی بھی اکلوتی تھی۔۔۔ مگر ان کے بیٹے بیٹی جیسی رحمت سے محروم رہے،،،،

جنت بی بی پوتی یا نواسی کے لیے ترس گئی تھیں جب بھی کوئی امید سے ہوتا دعائیں لمبی کر دیتی کہ اس بار ہم پر رحمت کے در کھول دے لیکن ہر بار ہی ان کی دعا بارگاہ الہی میں محفوظ ہو جاتی لیکن قبول اب تک نہ ہوئی تھی

Urdu Novels Ghar

خاندان بھر میں ایک بھی لڑکی نہیں تھی لڑکے ہی لڑکے تھے۔۔۔وانیہ (جنت بی بی کی بیٹی) کے بھی اوپر تلے دو بیٹے تھے اب انہیں بس سب سے چھوٹے صاحبزادے اسفند سے امید باقی تھی

لیکن ان کی بھی پہلی اولاد بیٹا ہوا تو ان کی آس دم توڑ گئ وہ دعائیں مانگتی تھی گڑگڑاتی تھیں لڑکی کے لیے لیکن ان کے خاندان میں ایک لڑکی نہیں تھی کبھی کبھی ایک ہوک سی اٹھتی تھی۔۔۔پھر شاید اللہ نے ان کی سن لی۔۔۔اسفند کی بیوی شاہ میر کے بعد پھر سے امید سے تھی۔۔۔جنت بی بی اٹھتے بیٹھتے ایک ہی مراد دل میں دہراتی اور اس بار اللہ نے سن لی تھی۔۔۔اسفند کو بیٹی جیسی رحمت سے نوازا گیا۔۔۔

جنت بی بی تو پوتی کا سن کر مارے خوشی کے جھوم اٹھی تھیں،، حکم جاری کیا گیا کوئی ہسپتال نہ جائے گا اپنی پوتی کو میں ہی سب سے پہلے دیکھوں گی اور گود میں لوں گی۔۔۔۔گھنٹوں شکرانے کے نوافل ادا کیے پھر ہاسپٹل پہنچی۔۔۔ساری اولاد پوتے بہوئیں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہے لیکن ایک وہ تھیں جن کے شکرانے ختم ہی نہ ہو کے دے رہے تھے۔۔۔ہسپتال پہنچی تو پیچھے پیچھے کبرا مٹھائی کا ٹوکرا لیے چلتی گئ جو ملتا اسے مٹھائی دی جاتی۔۔۔انہوں نے ننھی پری کو دیکھا تو کہیں کھو گئ

انہوں نے اسے گود میں لیا۔۔۔۔

خوبصورت، گلابی بچی آنکھیں میچیں ان کے دل کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھی وہ شاد ہو گئیں آج وہ تمام تر دعائیں قبولیت کا شرف حاصل کر انہیں رحمت کی صورت لوٹا دی گئ تھیں

"ازناشاہ،، تمہارا نام ازنا ہے،،" وہ خوشی سے اس کے کان میں چہکی تھیں اسفند کی پیار سے بلائیں لینے لگی ۔۔۔۔بہو کو جھولی بھر بھر دعائیں دی۔۔۔۔

۔۔۔پورا ہفتہ جشن منایا گیا غریبوں کو کھانا کھلایا گیا،، ملازموں میں کپڑے پیسے تقسیم کیے گئے،،،، لوگ دیکھتے تو بولتے عجیب لوگ ہیں بیٹی ہونے کا جشن منا رہے ہیں لیکن کوئی جنت بی بی سے پوچھتا کہ ان کو بیٹی کی کتنی خواہش تھی ان کے لیے اپنی پوتی قیمتی سرمایہ تھی۔۔۔۔جوں جوں بڑی ہوئی خوبصورتی بھی بڑھتی گئ ۔۔۔گرے آنکھیں۔۔۔بھورے لمبے بال۔۔۔گلابی ہونٹ۔۔ستواں ناک دادی دیکھتی تو اور فدا ہوتی ۔۔۔۔پورے خاندان میں سب خوش شکل تھے لیکن ایسی خوبصورتی تو بس ایک ازناشاہ میں تھی۔۔۔اور ایک اور تھا ان کے دل کا راجکمار جو ازنا سے بھی حسین تھا ایسا مغرورانہ چہرے کا مالک تھا،،، ذہانت ایسی کہ لوگوں کو اپنا اسیر کر لیتا تھا۔۔۔۔

ازناشاہ خاندان بھر کی لاڈلی تھی اور وہ ان کا لاڈلا تھا

جنت بی بی جب جب ازنا کو دیکھتی تو جھوم جاتی خوشی سے۔۔۔ایک وایک پوتی بے انتہا محبت اور توجہ کے باوجود وہ بد دماغ نہ تھی اتنی سلجھی ہوئی۔۔۔ سمجھدار نہ کبھی کسی چیز میں نخرہ کرتی تھی نہ ضد۔۔۔

جنت بی بی کا ایک بیٹا اور بھی تھا جسے انہوں نے جنم نہ دیا تھا۔۔۔۔ سلمان شاہ جو اسفند سے بڑے روحیل کا ہم عمر تھا۔۔۔ سلمان شاہ جنت بی بی کی بہن کا بیٹا تھا جب سلمان پیدا ہوئے تو بہن کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی۔۔۔انہوں نے روحیل کے ساتھ ساتھ سلمان شاہ کو بھی دودھ پلایا۔۔۔وہ دو سال جنت بی بی کے پاس رہے،،،اور جب سے جوان ہوئے تھے وہ ہر اتوار جنت بی بی کو حاضری دیتے تھے۔۔۔ان کی اپنی ماں تو دنیا میں رہی نہ تھی لیکن جنت بی بی کو وہ اپنی ماں ہی مانتے تھے۔۔۔۔۔اور ان کی بیوی فریال بھی ان کی بے حد عزت کرتی تھی۔۔۔ سلمان شاہ کی ایک اولاد تھی رشوان شاہ۔۔ازنا سے کچھ مہینے بڑا ازنا کا قدم قدم پر خیال رکھنے والا رشوان شاہ۔۔۔۔

******

وہ آج پورے دو ہفتے بعد شاہ پیلیس آئی تھی پہلے لان میں رک کر اپنے خوبصورت پھولوں والے پودوں سے حال دریافت کیا بوا اس کی اس حرکت کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح ہنس پڑی اور اپنے کوارٹر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔گھر میں داخل ہوئی تو خلاف معمول خاموشی کا راج تھا اس نے ٹائم دیکھا پانچ بج رہے تھے شاید سب

اب تک سو رہے ہیں مگر جمعہ کا دن تو اس کا انتظار بڑے زور و شور سے کیا جاتا تھا۔۔وہ پچھلے چار سال سے دوسرے شہر میں پڑھ رہی تھی،، سلمان شاہ کے گھر کے پاس رہتی تھی۔۔۔

وہ پریشان سی اپنی دادی کے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔۔۔انہیں سوتا پایا تو حیران ہو گئ پلٹ کر ماں کے کمرے میں پہنچی وہ عصر کی نماز پڑھ رہی تھیں سلام پھیر کے اس کی طرف دیکھا

"میری جان آ گئ ہو" زینب محبت سے بولی

"جی آج خیریت ہے حویلی میں اتنی خاموشی ہے،،، دادو سو رہی ہیں کیوں" وہ تفکر سے بولی۔۔۔زینب نے جاء نماز سمیٹی اور بیڈ پر بیٹھ گئ۔۔۔کچھ پرھ کر اس پر پھونک دیا۔۔۔

"تمہاری دادو اب یقیناً سو نہیں رہی ہو گی تمہاری آہٹ ہو اور وہ سوتی رہے کبھی ہوا ہے بھلا،،،، رات بھر تمہاری بھابھی کی طبیعت خراب رہی ہسپتال میں گزاری رات۔۔۔" وہ گھر میں رچی خاموشی کی وجہ بتانے لگی،،، شاہ میر کی بیوی امید سے تھی۔۔۔

"اوہ میں ملتی ہوں" وہ کھڑی ہو گئی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"رکو پہلے کپڑے تبدیل کرکے اپنی دادو سے مل لو وہ تمہاری خوشبوں سونگھ چکی ہے اب بے چین بیٹھی ہو گی "وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی تو زینب نے اسے روک دیا وہ سر ہلا کے دوبارہ دادو کے کمرے میں جھانکنے لگی اور واقع وہ جاگی ہوئی بے چین سی بیٹھی دروازے کو تک رہی تھیں

"ازنا شاہ،، میری آنکھوں کا نور" انہوں نے مسکرا کے کہا اور اور اپنی بانہیں وا کر دی

"اسلام و علیکم دادو" وہ آگے بڑھی اور انہوں نے اسے اپنی آغوش میں بھر لیا

"وعلیکم سلام میری گڑیا آگئ،،،"وہ اسے بھینچتی ہوئی بولی تھیں۔۔۔۔

" دادو طبیعت کیسی ہے آپ کی، دوائیاں ٹائم پر لے رہی ہیں نا، زیان مالش کرتا ہے آپ کی "وہ ان کے ہاتھ عقیدت سے چومتی پوچھ رہی تھی

"تم میرے پاس ہو تو یہ موا دل سہی چلتا ہے،،،اور شوگر بھی اپنے دائرے سے نکلنے کی ہمت نہیں کرتی سب پر فیکٹ رہتا ہے" وہ مسکرا کر اس کا ماتھا چوم کر بولی تھیں

"دادو میں کیا آپ کی دوائی ہوں" وہ شرارتی انداز میں آنکھیں پٹپٹاتے بولی تھی

"تم میری متاع ہو میری جان میری پوتی میرا پرتو،،،" وہ اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر بولی تھیں

"دادو آپ بھی نا لوگ پوتیوں پر اتنی جان نہیں لٹاتے،،، آپ عجیب ہیں اتنے سارے پوتے ہیں آپ کے کسی کو لاڈ نہیں کرتی پوتی میں دل اٹکائے رکھتی ہیں" وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹتے بولی تھی

"تمہیں کیا معلوم کتنی مرادوں کے بعد تم ملی ہو مجھے،،، چھوڑو تم یہ بات تمہارے امتحان کب ہیں" وہ جذبات سے کہتی بات بدل گئ تھیں

"ارے ابھی کہاں ابھی تو کافی دن ہیں۔۔۔اور پھر لندن" وہ خوشی سے چہکی جوش میں ان کی گود سے اٹھ بیٹھی

"یہ لندن نکلا نہیں تم دونوں کے دماغ سے۔۔۔۔بالکل نہیں ازناہم دوسرے شہر میں تمہارے بغیر رہ نہیں پاتے کہاں تم لندن جانے کی باتیں کرتی ہو۔۔۔آنے دو اسے میں مناوں گی اسے میں کہہ دو تو رک جائے گا وہ۔۔۔۔ویسے بھی امتحان سے فارغ ہو اور کچھ گھرداری سیکھو میں نے اب تمہاری شادی کرنی ہے بس" وہ حتمی انداز میں بولی تھی ازنا جو بغور ان کا چہرا دیکھ رہی تھی اس کی آنکھیں شادی کے نام پر پھیل گئ وہ زور سے چیخی

“کیا اتنا پڑھنے کے بعد آپ چاہتی ہیں کہ میں شادی کر لو واہ دادو میں جاب کروں گی" وہ صدمے سے دادی کو دیکھ رہی تھی

“جاب کو مارو گولی وہ دلہا بن کر آئے گا تو تم انکار نہیں کر پاو گی،، اس کا چارم ہی ایسا ہو گا کہ تمہاری زبان سے منفی الفاظ ادا نہیں ہو پائے گے" وہ جب بھی اس کی بات کرتی تھی ان کی آنکھیں روشن ہو جاتی تھیں آج بھی ازنا ان کی چمک دیکھ رہی تھی آج بھی ان کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔۔۔۔

“دادو وہ میرے ساتھ جائے گا یہ سب اسی کا پلین ہے اور اب آپ ہمارے خوابوں کو۔۔۔" ازنا روہانسی ہو گئی تھی لیکن جانتی تھی دادو اس کی خواہش کو ترجیح دے گی

"بس بس پہلے تم میرا خواب پورا کرو پھر اپنا" وہ اسے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے مسکرا کر بولی تھیں

****

۔۔۔"سلام سائیں کیا حال ہیں" ربیقہ لشاری اپنے اتر نگی کپڑوں میں لمبی سی چوٹی پر اندے میں لپیٹے اپنے ہاتھ میں گھوماتی اس کے کمرے میں اپنے تھیکے تھیکے نقوش کے ساتھ مسکراتے ہوئے موجود تھی وہ جو ابھی ابھی طویل سفر کر کے یونیورسٹی سے آج دو مہینے بعد آیا تھا عید کی چھٹیوں پر۔۔۔ جھکا ہوا اپنی فائل رکھ رہا تھا اس کی آواز پر ارداشیر کے چہرے کے زاویے بگڑ گئے تھے پیشانی پر بل ڈال کر پلٹا تھا

"تمہیں کتنی بار کہا ہے لڑکی ادا کہا کرو بہت بڑا ہوں تم سے "اس کی شکل دیکھتے ہی موڈ غارت ہو گیا تھا وہ جب وہاں سے چلا تھا تب اس نے دیدار محبت کر لیا تھا اب اسے دیکھنے کے بعد آنکھوں میں دیے جل رہے تھے ربیقہ کی شکل دیکھ کر دیوں کی جگہ چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔۔۔

"میں کیوں آپ کو ادا کہنے لگی "ربیقہ نے برا سا منہ بنایا تھا

"یقین مانے آج بڑی شدت سے آپ کو یاد کیا تھا اور دیکھے میری محبت کی شدت آپ یہاں میرے سامنے موجود ہیں" وہ اس کی باتوں کو اگنور کرتی اپنی چوٹی ہاتھ سے جھلاتی لہراتی ہوئی آگے بڑھی اور بیڈ پر پاؤں پر پاؤں جما کر بیٹھ گئی اور وہ اس کی دیدہ دلیری دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔فائل اب بھی ہاتھ میں دبی تھی جسے اس نے ٹیبل پر پٹخ دیا

"کوئی کام تھا تمہیں" وہ ابرو اچکا کر نا گواری سے بولا تھا اس سر پھری کے منہ لگنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہی تھی اس کی صورت نہار رہی تھی جس پر بیزاریت کی تحریر صاف پڑھی جا رہی تھی۔۔۔وہ سر جھٹک کر ہونٹوں کے کنارے پھیلا کر بولی تھی۔۔۔

"کام ہاں بلکل میرے دل میں شدید درد اٹھ رہے ہیں کراہ رہا ہے یہ کیا علاج ممکن ہے" وہ بڑی ادا سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی گلابی ہونٹ پھیلے ہوئے تھے سفید موتی جھلک رہے تھے پر دیکھنے والی آنکھ جذبات سے عاری تھی

"تمہارا علاج تو میرے اس ہاتھ کے ایک جھاپڑ میں چھپا ہے یہ پڑ جائے تمہارے منہ پر تو دل کے درد کو بھلا دو گی" قہر آلود نظر اس پر ڈال کر بولا۔۔۔الماری کی طرف مڑ گیا جیب سے کچھ نکال کر دراز میں رکھنے لگا ربیقہ سر اونچا کر کے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔مگر اس کی چوڑی پشت کے پیچھے سب چھپ گیا تھا نا جانے کونسے گوہر و لال مل گئے تھے اسے۔۔۔جو اندر لا کر میں گھسا رہا تھا۔۔۔ربیقہ نظر کھوج میں تھی

"اچھا ایسا ہے تو آج تک پھر لگا کیوں نہ دیا جھاپڑ" جتاتے ہوئے جوش دلانے کی کوشش کی گئ وہ الماری لاک کرتا پلٹا تھا

"کیونکہ میری تربیت میں عورت سے بد اخلاقی برتنا شامل نہیں،، لیکن اگر عورت تم جیسی ہو تو دماغ کی طنابیں کھینچنے کے لیے ایسا کر گزرنے میں کوئی مضائقہ نہیں" زہر خند لہجہ آنکھوں میں سختی لیے اسے دیکھ رہا تھا

وہ کھڑی ہوئی اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ تھام گئ تھی

"یہاں معاملہ دماغ کا نہیں دل کا ہے ارداشیر ۔۔۔ بچپن کی منگ ہوں آپ کی ۔۔ آپ ہی اکھڑے اکھڑے پھرتے ہیں مجھ سے" آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی ارداشیر نے جھٹکے سے ہاتھ جھڑکا تھا اس کا ۔۔۔

"مجھے تم جیسی عورتیں پسند نہیں ربیقہ اپنا کام کرو جاو یہاں سے بچپن کی بات بچپنے میں ہوتی ہے۔۔۔۔ تم یہ خیال دل سے نکال دو میں تم سے محبت نہیں کرتا سمجھی دفع ہو جاو" وہ بہت سخت الفاظ استعمال کر رہا تھا کیونکہ اسے وہ کوئی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا،،، جانتا تھا وہ اس کی منگ ہے لیکن دل کا کیا کرتا جو ایک پری پیکر کا دیوانہ ہوا پھرتا تھا۔۔۔۔ وہ جتنا ربیقہ کو دھتکارتا تھا وہ اتنا ہی اس کے پاس آتی تھی اور بار بار آتی تھی۔۔۔ اور اب وہ زچ ہونے لگا تھا۔۔۔۔

"مجھ سے نہیں کرتے تو کس سے کرتے ہو محبت" تنک کر پوچھا گیا تھا

"وہ جو چاند جیسی ہے" محبت کے نام پر اس کی آنکھیں چمک گئ تھیں بے اختیاری میں بول گیا۔۔۔ ربیقہ کچھ پل تو بول نہ پائی مگر پھر بہت ہی ادا سے دو قدم اس سے پیچھے ہوئی،،، استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولی۔۔۔۔

"کیا فائدہ ایسے چاند کا جس میں داغ ہوتا ہے مجھے دیکھو بھرپور حسن کی مالک ہوں دل اور دماغ دونوں کی چادر صاف شفاف بنا داغ دھبے کے آپ کے نام سے سجی ہے۔۔۔زمین میں رہنے والوں کو چاند کی خواہش نہیں جچتی ارداشیر زمین میں رہنے والے ذی روح کو زمین والوں سے ہی عشق میں مبتلا ہونا چاہیے آسمان والوں کو مذاق اڑانے کا موقع نہیں دینا چاہیے" وہ حقیقت پسندی سے بولی تھی لہجہ تلخ اور کھرا تھا

"محبت آسمان والوں سے ہو جائے تو عبادت بن جاتی ہے۔۔۔اور عبادت میں شرک نہیں کیا جاتا،،، وہ چاند داغ دار ہی سہی لیکن اس کی محبت میں میں کسی کو شریک کر کے گناہ گار نہیں ٹھہرنا چاہتا۔۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا تھا آج اس نے ربیقہ کی ہر خوش فہمی کو قتل کرنے کا سوچا تھا اس کے خوابوں کا جہان جہاں امید کے پنچھی پر پھیلائے پھرتے تھے آج ارداشیر نے سارے پرندوں کے پر کاٹ دیے تھے۔۔۔

"عبادت بس ایک کی کی جاتی ہے نا ارداشیر میں بھی تمہاری محبت میں شرک نہیں کر سکتی،،،،" وہ بڑی کالی کالی آنکھیں پٹپٹا کر آنسوؤں کو پیچھے دھکیل رہی تھی۔۔۔۔

"تمہیں،،، میں نظر نہیں آتی کیا،،،، میں بچپن سے آپ کے نام سے جڑی ہوئی ہوں،،، آپ کے خواب دیکھتی ہوں،،، آپ کا ساتھ چاہتی ہوں،،، اور تم یہاں کھڑے ہو کر میرے آگے چاند کی تعریف کر رہے ہو جس کی چاندنی کو اکثر بادل مات دے جاتے ہیں "اس کے اندر ٹوٹ پھوٹ شروع ہو گئ تھی مگر ڈٹ کر کھڑی تھی

"اس چاند کی چمک کے آگے سب کچھ ماند پڑ جاتا ہے "اس کی آنکھوں میں دیے جل رہے تھے روشن ستارے جیسے،،، ربیقہ کی آنکھوں میں خواب کرچی کرچی ہوئے تھے۔۔۔ لہولہان ہو گئے تھیں۔۔۔

"زیادہ چمک سے آنکھیں چھندیا جاتی ہیں۔۔۔ قریب کی شہہ بھی پھر نظر نہیں آتی جیسے آپ کو میں نظر نہیں آتی۔۔۔"وہ تلخی سے بولی تھی بے دردی سے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں اردا شیر اس کے چہرے کے کربناک تاثرات دیکھ رہا تھا پر بولا کچھ نہیں

"میں محبت میں زبردستی کی قائل نہیں پر تم جیسے اڑیل گھوڑے کو زبردستی ہی جیتا جا سکتا ہے خود کو تم پر زبردستی مسلط کر کے۔۔۔ تم اس حویلی کی ہر رسم سے خوب واقف ہو جو جس کی منگ ہو اسی کو بیاہی جاتی ہے۔۔۔ تم ایڑھی چوٹی کا زور لگا لو ارداشیر ہو گا وہی جو بابا سائیں چاہے گے۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی جوز میں والوں سے عشق نہ کر سکے وہ آسمان والوں سے خاک عشق نبھائیں گے۔۔۔" وہ ہونٹوں پر دل جلاتی مسکراہٹ سجائے بولی تھی

"تم کرو گی زبردستی" ارداشیر کی استہزائیہ انداز میں بولا

"میں تو اب اپنے رب کے آگے گڑگڑاوں گی وہاں زبردستی دکھاوں گی ضدی بچے کی طرح پھیل جاوں گی پھر دیکھتی ہوں کون بچاتا ہے تمہیں مجھ سے" وہ زعم سے بول رہی تھی ارداشیر کی سرد آنکھوں میں حد درجہ سختی در آئی تھی

"دفع ہو جاو یہاں سے تم کہیں تمہارا گلا نہ دبا دوں" وہ چیخا تھا

Urdu Novels Ghar

"تمہارے ہاتھ سے مرنا آب حیات پا لینے جیسا ہو گا" وہ بڑی چاہ سے بولی تھی وہ عشق کرتی تھی اس سے اردشیر کی آنکھوں میں بے زاری، ناگواریت، سرد تلخ ہر تاثر موجود تھا سوائے محبت کے۔۔۔وہ بے بس سی اسے دیکھے گئ پھر مسکراتی ہوئی اپنی چوٹی ہلاتی باہر چلی گئ

اردشیر نے دروازہ زور سے بند کیا تھا سر تھام کر رہ گیا دو گرے آنکھیں نظر کے پردے پر نمایا تھی

****

"..ہیلو ہاں تم ٹھیک ہو" فون اٹھاتے ہی بے چین سی آواز ائیر پیس میں ابھری تھی،،وہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہو رہی تھی کہ موبائل بج اٹھا۔۔۔

۔۔۔"کیا ہوا ہے کوئی خواب دیکھ لیا ہے کیا پھر سے تم نے "

وہ اپنے حجاب کو سیٹ کرتی پوچھ رہی تھی۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کا سایہ تھے ہر بے چینی ہر پہلو جانتے تھے ایک دوسرے کا۔۔۔

۔۔"ہاں ڈر لگ رہا ہے مجھے "خوف زدہ سی آواز ابھری

۔۔۔"مرد کو ڈر نہیں لگتا مرد ہو کے ڈرتے ہو چھی"وہ ہنستے ہوئے بولی تھی موبائل اسپیکر پر لگا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"مذاق مت اڑاو میں واقع ڈر گیا ہوں" وہ منہ بنا کر بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"میں ٹھیک ہوں بالکل خواب تو بس خواب ہوتے ہیں تم ایوے ہی ڈر جاتے ہو" وہ سر تاسف سے ہلاتی بولی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں محبت کرتا ہوں نا تبھی ڈر جاتا ہوں تم نہیں سمجھتی" وہ مسکرایا تھا یہاں ازنا حسن شاہ کے ہونٹ بھی پھیل گئے تھے۔۔۔۔

"چلو بتاو کیا دیکھا تم نے" وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔

۔۔۔"میں نے دیکھا کہ تم آگ کے شعلوں میں لپٹی ہو" وہ خوفزدہ سا بولا۔۔۔۔

۔۔۔"ارے میرا اور آگ کا کیا تعلق جانتے ہو تم میں کچن میں نہیں گھستی کھانا پکانا کیا گرم کرنے سے بھی میرا تعلق دور دور تک نہیں" وہ سر پر ہاتھ مار کر بولتی تسلی دے رہی تھی۔۔۔

۔۔۔"ہاں یہ تو ہے پر آگ ضروری نہیں کہ صرف کچن میں لگے تم خیال رکھنا اپنا" وہ اسے تنبیہ کر رہا تھا۔

۔۔۔"خواب دیکھو تو ڈر جاتے ہو تم سہمے سہمے سے لگتے ہو اگر کوئی خواب سچ ہو گیا تو کیا گرو گے" وہ اب موبائل کان پر لگاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"خواب اچھا ہوا تو جی جاوں گا نہیں تو بس مر جاوں گا" وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا مگر اس کے لہجے میں صداقت تھی۔۔۔۔ایک خوف تھا۔۔۔

۔۔۔"شش پھر فضول بولنا شروع ہو گئے یہ جب سے محبت ہوئی خواب کچھ زیادہ نہیں آنے لگے ہیں" ازنا کے دل پر ہاتھ پڑا تھا تڑپ کر بولی۔۔۔

۔۔۔"محبت ہمیشہ سے ہے اور ویسے بھی محبت ہو جائے تو خواب زیادہ ہی آتے ہیں کیونکہ ان خوابوں کو پورا کرنے کا جنون جو سوار ہوتا ہے" وہ فلاسفی جھاڑنے لگا تھا۔۔۔۔

تو وہ ہنس دی۔۔۔

****

ارداشیر ہاتھ میں ازناشاہ کا جھمکا لیے بیٹھا تھا کبھی اسے لبوں سے لگا لیتا تو کبھی دل پر رکھ لیتا۔۔۔یہی تو ایک چیز تھی اس کی واحد نشانی جو اب اس کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔وہ دنیا سے بے خبر ازنا کے خیالوں میں کھویا تھا ۔۔۔

جب اماں سائیں دبے پاؤں اس کے کمرے میں آئی تو اس کے چہرے پر ابھرتی مسکراہٹ اور رنگ دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔۔

۔۔۔"کہاں کھویا ہے میرا لال" وہ اس کے سامنے آرام دہ کرسی پر بیٹھتی بولی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔۔۔اور اس کے سینے سے لگا جھمکا اماں سائیں کے قدموں میں جا گرا تھا۔۔۔۔

وہ حیرت سے کبھی اسے اور کبھی اس جھمکے کو دیکھ رہی تھیں۔۔انہوں نے قدموں میں پڑے جھمکے کو جھک کر اٹھالیا۔۔۔۔

۔۔۔"یہ میری رابی کے لیے لائے ہو بہت خوبصورت ہے" وہ ہاتھ میں رکھے کان کے آویزے کو دیکھ رہی تھیں کیسے تراشا گیا تھا اتنا خوبصورت تھا۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں اماں یہ آپ کی رابی کے لیے ہر گز نہیں ہے۔۔۔ یہ آپ کی بہو کا ہے" وہ ان کے ہاتھ سے اسے لیتا الماری کی طرف بڑھ گیا اسے لا کر میں رکھ کر پلٹا تو ماں کا چہرا بالکل زرد ہو رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"کیا کسی کو دل دے بیٹھے ہو کیا وہ رابی نہیں۔۔۔ میں تو سمجھی" اماں سائیں پریشان سی اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

وہ ان کے قدموں بیٹھتا بولا تھا۔۔۔۔

۔۔"اماں سائیں وہ رابی نہیں ہو سکتی کبھی نہیں۔۔۔۔،، وہ وہ ہے جو میری نہیں ہو سکتی میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے کچھ بھی نہیں،،، میں اسے چاہتا ہوں جس کی خواہش ایک اور دل میں بہت شدت سے پنپتی ہے،، اور وہ دونوں دل ایک ہیں اور ان دو دلوں کے بیچ میری جگہ کہیں بھی نہیں۔۔۔"اس کی آنکھوں میں ایک درد ابھرا تھا۔۔۔۔ اماں سائیں صدمے سے اسے دیکھ رہی تھیں وہ تو رابی کے علاوہ کسی کا

تصور نہیں کرتی تھیں اس کی زندگی میں۔۔۔اگر لاشاری بلوچ کو بھنک پڑ گئ تو قیامت اٹھا دے گے۔۔۔وہ اندر تک کانپ گئ۔۔۔۔

۔۔۔"وہ تم سے کچھ نہیں کرتی تو بات یہی ختم کر دو اردا شیر ،،،ایسے راستوں پر چلنے کا کیا فائدہ جہاں منزل ہی کھو چکی ہو"وہ سختی سے کہتی اس کا ہاتھ جھٹک گئ تھیں۔۔۔۔

****

آج سنڈے تھا اور رشوان شاہ آج شاہ پیلیس میں موجود تھا دادو کی آنکھیں ہمیشہ کی طرح اسے دیکھ دیکھ جگمگا رہی تھیں۔۔۔آج ان کہ ساری اولاد موجود تھی اور وہ بہت خوش تھیں۔۔۔کھانا کھاتے ہی ۔۔۔۔رشوان علی شاہ انہیں کمرے میں لے آیا۔۔۔۔

۔۔۔"آپ کے کہے پر عمل کر دیا ہے میں نے اگلا حکم کرے"وہ ان کی گود میں سر رکھتا بولا تھا۔۔۔وہ اس کی ہر ہر ادا پر شاد ہو جاتی تھیں۔۔۔وہ اس کا ماتھا چومتی بولی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔"اگلا حکم یہ ہے کہ پیچھے نہیں ہٹنا ہے،،،، جم کر رہنا ہے،،وہ لاکھ سمجھائے گی تمہیں،،، دلائل دے کے قائل کرے گی۔۔۔بہث کرے گی،،، لڑے گی،،،جب نہیں مانوں گے تو غصہ بھی کرے گی۔۔۔لیکن تم نے محبت کی سیڑھیاں چڑھتے جانا ہے۔۔ "

۔۔۔"دادو آپ کو لگتا ہے وہ مان جائے گی،،، میں تو آخری سیڑھی پر کھڑا ہوں وہ دروازہ کھولے گی تو دل کی دنیا میں قدم رکھ دوں گا" وہ آنکھیں بند کیے ہی بولا تھا۔۔۔

۔۔"کیا باتیں چل رہی ہیں دادی پوتے میں" اسفند اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔۔

۔۔۔"دل کی باتیں،، تم کہاں منہ اٹھائے آ گئے ہو" دادو نے اسفند کو جھاڑ دیا تھا۔۔۔ابھی تو حال دل سنانا شروع ہی کیا تھا کہ وہ اگئے

۔۔" آجائے بھا میں بس جا رہا ہوں" وہ دادو کی گود سے اٹھتا بولا تھا ان کے ہاتھ عقیدت سے چومے اور ماتھے پر بوسہ لے کر باہر چل دیا۔۔۔

۔۔۔"کیا کہہ رہا تھا،، کوئی بات بنی" اسفند رازدارانہ انداز میں ماں سے پوچھ رہے تھے۔۔۔

۔۔۔"بات بنی بنائی ہے اسفند میاں،،، کیا تمہیں اپنی بیٹی کی آنکھوں میں جگمگاتے ستارے نظر نہیں آتے ،،، کبھی غور کرنا رشوان شاہ کی جھلک صاف نظر آتی ہے،، تھوڑی نا سمجھ ہے تم پر جو گئ ہے" وہ ٹھوس لہجے میں بولتی۔۔۔۔بیٹے کو لتاڑ گئ تھیں۔۔۔۔

**** ،،،

رشوان علی شاہ۔۔۔اٹھ کر ازنا کی تلاش میں نکل گیا تھا۔۔۔۔رشوان کی دنیا تو ازنا کے گرد گھومتی تھی ۔۔۔۔۔

۔۔۔"کیا کر رہی ہو،،،" وہ اپنے پرندوں کے پنجرے کے پاس بیٹھی تھی جب وہ پیچھے سے آ کر بولا ازنا اچھل پڑی۔۔۔

۔۔۔"کہاں کھوئی تھیں تم" وہ پوچھ رہا تھا

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"ان کے رنگوں میں" وہ لوبرڈز کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی۔۔۔رشوان مسکرادیا۔۔۔

۔۔۔"دادو نے محبت پالینے کا یقین دلایا ہے تمہیں" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی رشوان حیران رہ گیا۔۔۔

۔۔"نہیں تو،، یہ یقین تو تم مجھے دلاتی ہو"۔۔۔وہ مان سے بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"اونہہ صاف لکھا ہے آنکھوں میں دادو نے نئے خواب بن دیے ہیں پھر سے،،،"وہ ناراضگی سے بولی تھی۔۔۔رشی اپنی آنکھیں اس سے چرانے گا تھا۔۔۔

****

آج وہ کئ دنوں بعد حویلی آیا تھاوہ ربیقہ کی وجہ سے اب یہاں کم ہی آتا تھااس کی اماں سائیں بہت یاد کرتی تھیں۔لیکن وہ چار چار مہینے یونیورسٹی کے ہاسٹل میں گزار دیتا تھا۔۔۔۔لیکن آج ایک مہینے بعد ہی واپس آگیاتو اماں سائیں حیران رہ گئ۔۔۔اس کے چہرے پر حد درجہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی آنکھوں میں روشن دیے آج بجھے بجھے سے لگ رہے تھے۔۔۔۔انہوں نے بہت وجہ پوچھی لیکن اس نے ان کا وہم کہہ کر ٹال دیااور بنا کچھ کھائے پیے اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔آج جس ریسٹورنٹ میں وہ اپنے دوست کے ساتھ گیا تھاوہاں اس کی آنکھوں نے عجیب منظر دیکھا۔۔۔ازناشاہ رشوان شاہ سے انگھوٹی پہن رہی تھی۔۔۔اس نے وہ سب سناجو اس کے کانوں میں زہر کی طرح گل رہا تھا۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں چنگاریاں لپکنے لگی ۔۔۔ہمیشہ سے جانتا تھاوہ اس کی ہے مگر پھر بھی دل پسیج گیا تھا۔۔۔۔

۔وہ راکنگ چئیر پر بیٹھا تھااس کے چہرے پر سوچوں کے جال بن رہے تھے۔۔آنکھیں بند تھی۔۔۔جب ربیقہ کمرے میں داخل ہوئی آج وہ کمرالاک کرنا بھول گیا تھا۔۔۔جب سے ربیقہ نے صاف گوئی کی انتہا کی تھی تب سے وہ بہت محتاط ہو گیا تھا آج تو دماغ بالکل ماوف تھاکچھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔۔۔۔

"کیسے ہو" اپنے مخصوص انداز میں بولتی چوٹی ہلاتی اس کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ہونٹوں پروہی مسکراہٹ سجی تھی جواردا شیر کو دیکھ کر آتی تھی۔۔۔۔اردا شیر نے آنکھیں کھول کر دیکھا تووہ سامنے ہی کھڑی تھی۔۔۔۔ارداشیر کے چہرے کے زاویے بگڑے ناگواری عود آئی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہوں" ارداشیر نے مختصر جواب دیا،،،،وہ نظریں اپنے ہاتھوں پر جمائے بولا تھا۔۔۔۔ربیقہ کا منہ حیرت سے کھل گیا پھر اٹھلاتی ہوئی اس کے بیڈ پر بیٹھ گئ۔۔۔۔

"کیا سورج مغرب سے نکلنے کے امکان ہیں کل۔۔۔۔بڑا اسید ھا بنا طنز کے جواب مل گیا ہے" ابرو اچکا کر مسکراہٹ کے ساتھ بولی اپنی حیرت چھپانے کی بالکل کوشش نہ کی تھی۔۔۔۔

"میں بہت پریشان ہوں جاو یہاں سے" وہ دروازے کی طرف اشارہ کرتا بولا اور سر دوبارہ کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور چھت کو گھورنے لگا۔۔۔

"اپنی پریشانی کا سبب بتادو ممکن ہے میں مدد کر سکوں" وہ مخلصانہ انداز میں بولی تھی۔۔۔۔

"تم نے مدد کرنی ہے تو پلیز یہاں سے چلی جاو میں اس پل آگہی کے ریگستان میں دھنس رہا ہوں کوئی مدد درکار نہیں دھنسنے دو" آزردگی اس کے لہجے سے عیاں تھیں۔۔۔ایک پل کو ربیقہ ٹھٹکی لیکن پھر اس دگرگو حالت دیکھ اندازے سے بولی تھی۔۔۔۔

"اوہ لگتا ہے آنکھیں چھندیانے والے چاند کی چمک ماند پڑ گئ ہے۔۔۔ آگہی کے در جب کھلتے ہیں تو چاند کی ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی سے نکال کر تپتے ریگستان میں گر جاتا ہے انسان" وہ اندازے برے درست لگاتی تھی ۔۔۔۔شاید چہرے پڑھنے کا ہنر جانتی تھی۔۔۔۔اس کی بات سن کر اردشیر حیران ہوا۔۔۔۔یہ میرے دل کا راز اس نے کیسے پالیا۔۔۔۔

"نہیں بالکل نہیں چاند کی چمک تو آج بھی ویسی ہی ہے بس اب اس کے آگے کوئی اور سیارہ آکھڑا ہوا ہے تو مجھ پر چاندنی پڑنے کے امکان نہیں اب" وہ کرسی کی پشت سے سر اٹھاتا زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بولا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"سمجھ گئ محبت میں دھوکہ کھا آئے ہو" وہ ربیقہ ہی کیا جو جان چھوڑ دے وہ تو بس پیچھے پڑ جاتی تھی اس کی بات پر اردشیر کو آگ لگ گئ تھی گرج کر بولا تھا۔۔۔۔

" کیا تم طنز کے تیر چلانا بند کرو گی جاو یہاں سے "

"چلی جاو گی جلدی کیا ہے ذرا دو باتیں اس ٹوٹے پھوٹے عاشق سے کر لوں" وہ ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔ جیسے اسے بہت مزہ آ رہا تھا،،، اردشیر نے اسے بغور دیکھا وہ سب جان کر بھی اتنی پر سکون کیسے رہتی ہے۔۔۔۔

"مجھے تم سے بات نہیں کرنی جاو" ارداشیر نے صاف الفاظ میں انکار کیا تھا لیکن وہ ٹھس سے مس نہ ہوئی تھی۔۔۔۔وہ اگر ڈھیٹ نہ ہوتی تو اپنی محبت کیسے پاتی وہ ڈھیٹ ترین تھی۔۔۔۔

"کیا چمک ختم ہونے کے باوجود بھی میری محبت کی روشنی تمہارے لیے سکون بخش نہیں کیا اب بھی میں نہیں دکھتی تمہیں اب تو آنکھیں حقیقت اندیش ہو چکی ہیں" اب کے اس کی آواز میں درد تھا بہت تکلیف تھی آنکھیں سرغ ہو گئی،،، ارداشیر نے غور سے اسے دیکھا پھر نظر پھیر گیا۔۔۔۔

"چاند کی چمک اتنی تیز تھی کہ اب میں اندھا ہو چکا ہوں کچھ اور نظر نہیں آسکتا" انتہائی سفاکی سے کہا گیا تھا۔۔۔۔ربیقہ کچھ پل بت بنی اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔ آج اسے ارداشیر خود سے بہت دور ہوتا نظر آیا۔۔۔ آج

اسے صحیح معنوں میں راہ محبت میں منہ کے بل گرنا سمجھ آیا تھا۔۔۔۔جو محبت میں دھوکہ کھا آیا لیکن اب بھی اسے قبول کرنے کو راضی نہ تھا۔۔۔کیا کمی تھی مجھ میں یہ سوال اس کے دماغ میں بھٹکنے لگا۔۔۔۔وہ اس پتھر کو دیکھتی رہی جس نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔۔۔۔پھر وہ بھاگتی ہوئی اس کے کمرے سے نکل گئ تھی ۔۔۔۔۔اور اپنے کمرے میں جا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

وہ بھاگم بھاگ اس کے فلیٹ تک آیا تھا۔۔۔کچن کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی دھڑکن دھیمی پڑ رہی تھی ۔۔۔ازنا کا ہاتھ بری طرح جھلس گیا تھا۔۔

۔۔"ذیشا میں نے کہا تھا نا کہ آگ سے دور رہنا" وہ اسے ہسپتال سے واپس لایا اس کے بیڈ کے پاس کرسی لگائے بیٹھا تھا۔۔۔وہ اپنے فلیٹ پر رہتی تھی ساتھ بوا ہوتی تھیں آج نا جانے کیا سوجھی کے بوا کے بغیر ہی کباب تلنے لگی اور فرائی پین لڑھک کر اس کے ہاتھ پر آئل آ گیا تھا۔۔۔بوا نے کال کر کے رشوان کو بلا لیا ان کے ہاتھ پاوں پھول رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔"ہمم مجھے معلعم نہیں تھا رشوان شاہ تمہیں میری محبت میں الہام ہوتے ہیں معلوم ہو تا تو۔۔ ککک" وہ دھیمی ہوتی آواز میں بولی تھی وہ غنودگی میں جا رہی تھی۔۔ڈاکٹر نے انجیکشن لگایا تھا جس کا اثر ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔۔بوا اس کے پاس ہی بیٹھی تھیں اور رشوان سامنے کرسی پر۔۔۔پوری رات وہ ایسے ہی بیٹھا رہا۔۔خوف نے اس کے آس پاس دیوار بنا دی تھی۔۔۔وہ بے چین سارات بھر کبھی ذیشا کے ہاتھ کو دیکھتا ہے و لبھی اس کے حسین چہرے کو اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔اگر آنکھ بند کی اور کوئی خواب آ گیا تو۔۔۔اس کا دل لرز گیا تھا۔۔۔

وہ بہت ڈر گیا تھا یہ پہلا خواب تھا جو ذیشا کے حوالے سے سچ ہو گیا تھا۔۔۔وہ پریشانی کے عالم میں ماں کو سب بتا رہا تھا

۔۔۔"ایسا نہیں ہوتا رشی۔۔۔تم چھوٹے سے حادثے کو اپنے خواب سے جوڑ رہے ہو۔۔۔"وہ اس کی بات ہوا میں اڑاتی بولی تھیں۔۔۔

۔۔"نہیں ممی میں سچ کہہ رہا ہوں میں نے یہی دیکھا تھا اور اس کی کلائی اس بری طرح جھلسی ہے کہ دیکھ کر ہی وحشت ہو رہی ہے"وہ ماں کو یقین دلا رہا تھا فریال شاہ تاسف سے سر ہلانے لگی۔۔۔۔

****

وہ ان کی بات سن کر ہتھے سے اکھڑ گیا تھا کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر اس نے صاف صاف لفظوں میں انکار کر دیا تھا۔۔۔

"میں ربیقہ سے شادی نہیں کروں گا یہ رشتہ آپ لوگوں نے تہہ کیا تھا اس میں نہ ہی میری رضا شامل تھی نہ ہی خواہش،،، یہ سراسر آپ لوگوں کا فیصلہ تھا اور اب آپ لوگ اس کو مجھ پر تھوپ رہے ہیں" وہ آپے سے باہر ہوتا آج زندگی میں پہلی بار سب کے سامنے زبان درازی کر رہا تھا۔۔۔ وہ تو تب بھی نہیں بولا تھا جب اس کا باپ اس حویلی کے رسم ورواج پر قتل ہوا تھا،، جب علی شر کو چاچا سائیں نے اس کی ماں کی گود سے چھین کر اپنی بیوی کی گود میں ڈال دیا تھا۔۔۔ جب اس کی عزیز از جان پھوپھو کو پاک بی بی بنا کر ایک کمرے تک محدود کر دیا گیا تھا۔۔۔ تب بھی چپ رہا تھا۔۔۔ لیکن آج بات اپنے دل کی تھی۔۔۔ انسان ایسا ہی ہوتا ہے جب تک بات اپنی ذات تک نہیں آتی تب تک صرف تماشائی بنا رہتا جیسے ہی بات اپنی ذات پر آتی ہے ہاتھ پیر چلانے لگتا ہے اور وہ بھی اس وقت یہی کر رہا تھا۔۔۔

"ارداشیر میرے شیر ایسے کیوں بول رہے ہو یہ تو تمہارے دادا سائیں کا فیصلہ تھا نا،،، ہم میں سے کسی میں بھی اتنی جراءت نہیں کہ ان کے فیصلے سے انکار کرتے اور گھر کی لڑکیاں کیا خاندان سے باہر جائے گی جانتے

ہو یہ ہمارے خاندان کارواج نہیں" اماں سائیں بہت محبت سے اس کو سمجھا رہی تھیں لیکن وہ اس وقت کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔۔چاچا سائیں نے قہر آلود نظریں اس پر گاڑی ہوئی تھیں۔۔۔بولے اب تک کچھ نہ تھے ابھی تک تو بس اماں سائیں ہی اس سے بحث کر رہی تھیں۔۔۔

"آپ جو بھی کہہ لے اماں سائیں میں اس سے شادی نہیں کروں گا میں اسے پسند نہیں کرتا محبت نہیں کرتا آپ کیا چاہتی ہیں،،ایک ناپسند ہمسفر کے ساتھ زندگی کا طویل سفر کروں۔۔"وہ ماں کو بغور دیکھتا بول رہا تھا ۔۔۔۔

"ارداشیر ہم کچھ نہیں جانتے یہ شادی تمہیں کرنی ہوگی بس یہ تمہاری اماں سائیں کا حکم ہے"وہ تیز آواز میں بولی تھیں

"آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر اماں سائیں لیکن یہ حکم ماننے سے انکاری ہوں میں آپ کبھی میرے دل کے خلا کو جان ہی نہ سکی،،،،میں یہ حویلی چھوڑ جاوں گا" وہ افسوس سے بولا تھا اس کی ماں اتنی سنگدلی سے اپنا فیصلہ اس پر تھوپ رہی تھی۔۔وہ اٹھا اور باہر کی طرف جانے لگا۔۔۔جب چاچا سائیں کی فیصلہ کن آواز اس کی سماعت میں پڑی تھی۔۔۔۔

"اگر تم اس سے شادی نہیں کرو گے تو ہمیں مجبوراً اسے حویلی کے گھٹن زدہ کمرے میں بھیجنا پڑے گا جہاں آج سے پہلے تمہاری پھوپھی سائیں رہتی تھی" انہوں نے کڑک آواز میں کہا تو اردشیر کے قدم ٹھہر گئے وہ صدمے سے پلٹا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"کیا کیا مطلب چچا سائیں،،، آپ اپنی اولاد پر ظلم نہیں کر سکتے" وہ اپنے چاچا کو دیکھ رہا تھا جو سر پر پگڑی پہنے یہاں کے حاکم بنے تھے۔۔۔ یہ الگ بات کے حاکم والی کوئی خصوصیات ان میں نہ تھی۔ان کے بعد یہ حاکمت کا تاج علی شر کو جانا تھا،،، ارداشیر کیا تھا کچھ بھی نہیں۔۔۔

۔۔۔"ظلم نہیں،،، یہ تو یہاں کا رواج ہے اگر کسی وجوہات کے تحت لڑکی کی منگنی ٹوٹ جاتی ہے تو پھر وہ ساری زندگی اللہ کی عبادت میں گزار دیتی ہے پر کسی اور مرد کا نہیں سوچتی" وہ سفاکی کی حد کر رہے تھے

وہ یہاں کے رواج سے اسے آگاہ کر رہے تھے۔۔۔ ارداشیر کی نظروں میں ربیقہ کا معصوم چہرا گھوم گیا اس کا کیا قصور تھا وہ کیوں دنیا کی رنگینی کو خیر باد کہہ دے،،، وہ تو معصوم تھی ابھی تو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا اس نے کہ اس کی زندگی بے رنگ کر دی جائے۔۔۔ یہ کہاں کا انصاف تھا۔۔ وہ وہی کا تہی جما کھڑا رہا ۔۔۔ پھر اس نے آنکھیں بند کی تو ازناشاہ جھٹ سے ہنستی ہوئی سامنے تھی لیکن اس کا ہاتھ تھامے رشوان شاہ بھی تھا۔۔۔ ارداشیر نے جھرجھری لے کتلر آنکھیں کھول دی۔۔۔ چاچا سائیں اپنا حکم سنا کر جا چکے تھے ۔۔۔ اور وہ وہی رہ گیا۔۔۔ جسے وہ چاہتا جانتا تھا کبھی اس کی نہیں ہو گی نہ وہ اپنی دسترس میں اسے چاہتا تھا وہ رشوان شاہ کی تھی اسی کی رہتی تو اچھا تھا اگر وہ کسی اور کی ہوتی تو ٹوٹ جاتی۔۔۔

"میں راضی ہوں نکاح کی تیاری کیجیے" اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر یہ جملہ ادا کیا اور اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔

****

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

آج وہ دونوں لائبریری میں پڑھ رہے تھے امتحان قریب تھے اور آج وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے اپنی تیاری کر رہے تھے وہ رشوان کے پوائنٹ کلئیر کر رہی تھی۔۔۔

"ذیشا یہ والا ٹاپک بالکل سمجھ نہیں آ رہا مجھے ایک بار پھر سے سمجھا دو" وہ بہت معصومیت سے بولا تھا ذیشا نے اسے گھورا جو سب سے آسان ٹاپک کو کوئی پانچویں بار دہرانے کو کہہ رہا تھا۔۔۔ ذیشا پھر سے کتاب پر جھکی لیکن اب کی بار ترچھی نظریں اس کے چہرے پر تھیں جو کتاب پر نہیں ذیشا کے چہرے کو تک رہا تھا۔۔۔اس نے چہرا اٹھایا اور ساتھ پڑا رجسٹر اٹھا کر رشوان کے بازو پر دھب لگائی تھی۔۔۔۔

"ٹاپک میرے چہرے پر نہیں کتاب پر لکھا ہے دھیان کتاب پر دو گے تو سمجھ آئے گی نا میں نہیں پڑھا رہی تمہیں اٹھو اور جاو یہاں سے" وہ غصے سے بولی تھی رشوان اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا ایک دم بوکھلا کر اسے دیکھنے لگا ہونٹ جو کب سے مسکرا رہے تھے سکڑ گئے پھر ہنس دیا۔۔۔

"اس میں میرا قصور نہیں یہ تم ہی مجھے بہکا دیتی ہو" وہ شوخی سے بولا تھا ذیشا کا چہرا سرخ ہوا تھا پلکیں جھک گئی تھیں۔۔۔وہ اس کی پلکوں کو تکنے لگا جن میں ہلکی سی لرزش محسوس ہو رہی تھی ذیشا اب نظر اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔اس کی محویت کو کسی کی آواز نے توڑا تھا

“ایکسکیوز می مس" کوئی لڑکی ابایہ پہنے، حجاب کیے اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ذیشا کے سر پر کھڑی بولی تھی ذیشا نے سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

“یہ آپ کے لیے کوئی دے کر گیا" وہ ہاتھ میں پھول اور چاکلیٹس لیے کھڑی تھی۔۔۔رشوان جو بے نیازی سے کتاب پر جھکا تھا اس لڑکی کی بات پر بغور اسے دیکھنے لگا۔۔۔ذیشا نے اس کے ہاتھ میں پکڑے سرخ گلاب دیکھے تو تیوری چڑھ گئی تھی تنک کر بولی تھی

“مجھے نہیں چاہیے پھینک دو اسے "

Urdu Novels Ghar

"سوری مس یہ مجھے لائبریری والے انکل نے دیا ہے آپ کے لیے میں یہ یہاں رکھ رہی ہوں آپ خود پھینک دیجیے گا۔۔۔" لڑکی نے وہ پھول اور چاکلیٹس رکھے اور واپس مڑ گئ رشوان ٹکٹکی باندھے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ ذیشا نے اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر جما کر بولی تھی۔۔۔

"نظر ہٹالو رشوان نہیں تو بڑی سبکی ہو گی لوگ کہے گے کل تک جو شخص ذیشا کی محبت میں کشکول اٹھائے اس کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا اس سے محبت مانگ رہا تھا۔۔۔ آج ایک نقاب پوش ملانی کو ایسے دیکھ رہا ہے کہ پلکیں جھپکنے تک کا روادار نہیں" رشوان نے غور سے اس کی بات سنی ضرور مگر۔۔۔ وہ لڑکی اب بھی اس کی نظروں کا مرکز تھی وہ پلکیں نہیں جھپک رہا تھا۔۔۔ اس کی سماعت ضرور ذیشا کی طرف تھی مگر نظر اب بھی اس لڑکی کی پشت پر تھی جو عجیب چال چلتی ہوئی لمبی سی راہداری کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ ذیشا نے دوبارہ ہاتھ اس کی آنکھوں کے آگے ہلایا تھا۔۔۔

"ارے ہٹو سم تھنگ از فشی" وہ اس لڑکی کو ہی دیکھ رہا تھا

ذیشا آگے کو جھکی اور اس کے دل پر انگلی سے دباو ڈال کر بولی تھی

"یس آئی کین سی دیٹ سم تھنگ از فشی ہیئر" ہاں میں دیکھ سکتی ہوں کچھ گڑبڑ ہے یہاں" وہ اس کے دل پر انگلی رکھے بول رہی تھی۔۔۔

"شٹ اپ دیکھو اس کے چلنے کا انداز اوہ وہ لڑکا ہے" رشوان ایک دم چیختا ہوا بھاگا تھا بس اس کے بھاگنے کی دیر تھی وہ ابائے والی لڑکی بھی بھاگنا شروع ہو گئ تھی۔۔۔اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئ تھی رشوان اور تیزی سے بھاگا تھا لیکن پہلی سیڑھی پر پہنچتے ہی اسے وہاں ابایہ گرا ہوا ملا تھا جو بتا رہا تھا آج بھی مات ہو گئ تمہیں لیکن وہ پھر بھی نیچے بھاگا تھا۔۔۔وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔کچھ لڑکے تھے جو اوپر کی طرف جا رہے تھے

اور کچھ نیچے کی طرف۔۔رشوان نے ایک زوردار مکا دیوار پر مارا تھا آج وہ شخص اس کے اتنے قریب آکر اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔۔۔وہ مایوس سا واپس اپنی جگہ کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔جہاں ذیشا بے صبری سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔لیکن اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر سمجھ گئ تھی کہ وہ شخص نکل گیا ہے ۔۔

"کیا ہوا" ابرو اچکا کر بولی تھی۔۔

"غائب ہو گیا" وہ غصے سے بولا تھا

"مطلب امبر نے سہی کہا تھا واقع مسٹر انڈیا نکلا یہ تو" وہ شرارتی مسکراہٹ سے بولی تھی۔رشوان غصہ سے بل کھا رہا تھا۔۔۔

"چلو چھوڑو آؤ یہ پڑھتے ہیں" اس کا موڈ بدلنے کو وہ کارڈ کھولنے لگی

"میں نہیں پڑھ رہا آج پھر کوئی بکواس لکھ گیا ہو گا۔۔۔اور تم بھی نہیں پڑھو گی" وہ حق جتاتے ہوئے گھورتا ہوا بولا تھا

"میں تو پڑھو گی" وہ ضدی لہجے میں بولی تھی

"نہیں پڑھو گی تم ادھر دو مجھے" وہ آہستہ آواز میں غرایا تھا

"تم بس جل جل کر مر جانا۔۔۔ دیکھو نا کیسا خوبصورت لکھتا ہے وہ اب اتنا حق تو بنتا ہے نا اس کا میں پڑھ ہی لوں محبت تو میں اس سے کروں گی نہیں کم سے کم پڑھنے تو دو بیچارہ" وہ بس رشوان کو جلانے کو بول رہی تھی ۔۔۔

"تمہاری اس بات سے لگ رہا ہے بیچارہ وہ نہیں میں ہوں" اس کی آنکھیں اداس ہو گئی تھی۔۔۔

"تم کیوں بیچارے ہونے لگے تم تو حق رکھتے ہو مجھ پر۔۔۔" ذیشا مسکرا کر بولی تھی پھر اپنی کتاب پر جھک گئی وہ کچھ نہ بولا کچھ دیر بعد ذیشا نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ اسے ہی تک رہا تھا

کیا دیکھ رہے ہو ایسے" ذیشا نے ابرو اچکائے۔۔۔

"دل ٹٹول رہا ہوں تمہارا کبھی کبھی لگتا ہے وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گا" رشوان سر کو ہلاتے ہوئے بولا تھا اس کا لہجہ اداس تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"محبت کرتے ہو تو یقین پختہ رکھو،،یقین ڈگمگا جائے تو محبت نہیں ملا کرتی" وہ اس کی مایوسی پر تڑپ ہی تو گئی تھی دل اس کے لہجے پر مچل گیا تھا۔۔۔

"یقین تو ہے پر وہ بھی تو کم دیوانہ نہیں تمہارا محبت مل جانے کا یقین تو وہ بھی رکھتا ہو گا نا اسی لیے" اس کے لہجے میں خوف ہی خوف تھا۔۔۔۔ذیشا کی آنکھوں میں ایک سایہ لہرایا پھر سر جھٹک گئی۔۔۔۔

گھنی مونچھوں والا مسکرایا تھا آج وہ رشوان کے دل پر چوٹ کر گیا تھا آج اس نے رشوان کو اپنی محبت کے آگے ہلا دیا تھا۔۔وہ ہنس رہا تھا جب اگلی بات سماعتوں میں پڑنے پر دوبارہ ہونٹ سکڑ گئے تھے۔۔۔

"یقین کبھی ڈگمگا بھی جائے مگر اعتبار نہ ڈگمگانے دینا۔۔۔میرا دل ٹٹول کر بے عزت نہ کرو،،دل کا حال بس تم جانتے ہو"وہ سختی سے بولی تھی

"سوری ذیشا تم میری زندگی ہو تمہیں کھونے کا حوصلہ مجھ میں نہیں نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔۔۔۔"وہ ایک گہری سانس لے کر بولا تھا

"دل کا حال جانتا ہوں میں،،،پھر کہتی کیوں نہیں "

کیا" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"کہ محبت کرتی ہو مجھ سے" ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ تھی۔۔۔

"محبت کا یقین دلانے کی ضرورت محسوس نہیں ابھی۔۔۔۔ میں لڑکی ہوں،،، کچھ شرم وحیار کھنی چاہیے مجھے،،شادی ہو جائے تو محبت کا یقین دلا دوں گی اور مجھے یقین ہے پھر تمہارا یقین کبھی نہیں ڈگمگائے گا" وہ پر اعتمادی سے بولی تھی اور اس کی بے یقینی کو یقین بخش گئ تھی۔۔۔۔

ذیشا کتاب پر جھک گئ محبت کا ہر جواب نکاح کے بعد دینا چاہتی تھی۔۔۔۔ رشوان نے ہاتھ بڑھا کر کارڈ کھولا اور پڑھنے لگا ایسا کبھی ہوا ہے کہ کچھ اس کی ذیشا چاہے اور وہ نہ کرے

"اسلام وعلیکم رشوان کی ذیشا۔۔۔

میرا دل چاہتا ہے کہ میں لکھوں میری۔۔۔۔۔ازنا پر میری لکھنے کے بعد تمہارا نام لکھا ہی نہیں جاتا ابھی بھی دیکھو کتنا وقفہ دے دیا ہے۔۔۔جانتی ہو کیوں کیونکہ تم میری ازنا نہیں ہو تم ذیشاہ ہو رشوان کی ذیشاہ ۔۔میں ڈرتا ہوں تمہارا نام اپنے ساتھ جوڑنے سے۔۔۔مجھے خوف آتا ہے کہیں یہ لفظ تقدیر میں نہ جڑ جائے بس اس لیے کیونکہ رشوان شاہ تمہاری محبت ہے اور جسے تم پیار کرتی ہو وہ عقیدت کے قابل ہے میرے لیے "رشوان کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا تو ذیشا نے بھی جھٹکے سے سر اٹھایا تھا آج پہلی بار تھا کہ کارڈ میں اسے رشوان کے حوالے سے پکارا گیا تھا۔۔

"آج تمہارے لیے پھول لینے گیا تو تمہارا گلنار چہرا نظروں میں گھوم گیا تو سرخ گلابوں کو چن لیا ۔۔۔۔اور قسمت دیکھو آج تم نے بھی سرخ رنگ پہنا ہے۔۔۔آج میں تمہیں سرخ رنگ میں قریب سے دیکھنا چاہتا تھا میرے کارڈ تھامتے ہوئے تمہارے چہرے کا ہر تاثر اپنی آنکھوں میں نقش کرنا چاہتا تھا ۔۔۔اور آج میں کامیاب بھی رہا۔۔۔باقی تم آج کیسی لگ رہی تھی یہ اگلے کارڈ میں بتاوں گا۔۔۔سوچ

رہی ہو گی آج اس طرح کیوں پکارا ہے تمہیں۔۔۔تو سنو جب لڑکی محبت کا عہد ایک شخص سے کر لے تو پھر وہ محبت اسی سے کرتی ہے اور تم رشوان سے عہد کر چکی ہو اور میں کبھی یہ نہ چاہوں گا کہ ازنا شاہ کا کیا وعدہ ٹوٹ جائے۔۔۔

تمہیں میں زندگی مانتا ہوں تم میری زندگی ہو لیکن افسوس تم میری زندگی میں شامل نہیں ہو سکتی،،،بس میری خاموش محبت تمہارے نام" وہ دونوں ہکا بکا چہرے لیے ایک دوسرے کو تک رہے تھے وہ اس گھتی کو آج بھی سلجھا نہیں پائے تھے کہ وہ ان کی باتیں کیسے سنتا ہے۔۔۔۔وہ کون ہے جسے محبت نہ ملنے کا یقین ہے مگر محبت سے دستبردار بھی نہیں ہوتا۔۔۔

❊❊❊❊❊❊

"آپ مجھ سے شادی کو کیسے تیار ہو گئے" اڑتی اڑتی نکاح کی خبر ربیقہ کے کانوں میں پڑ گئ تو سرپٹ بھاگ ارداشیر کے سامنے موجود اب سوال کر رہی تھی اس پر تو مانو حیرت کا پہاڑ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

"آنکھوں کی روشنی واپس آنے پر تمہاری محبت نظر آ گئ" وہ دھیمے سا مسکرا کر بولا تھا وہ اسے سچ نہیں بتانا چاہتا تھا۔۔۔ کہ اس کا باپ اپنے رسم کی بھینٹ چڑھا رہا تھا اسے۔۔۔

وہ ربیقہ کی حیرت سے پھیلی آنکھیں دیکھ کر پھر سے بولا

"مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس چاند کی چمک ماند پڑ گئ ہے وہ ویسی ہی ہے ساری زندگی ویسی ہی رہے گی اس کی محبت میرے دل میں،،، اگر تمہیں اس محبت کی شراکت پسند ہے تو ٹھیک ہے "

وہ اسے باور کراتا ہوا پھر اس کی خواہش پوچھ رہا تھا۔۔۔

"میں آپ سے محبت کرتی ہوں اور شرک پسند نہیں ہوں اس لیے منظور ہے مجھے" ربیقہ جھٹکے سے سنبھلتے ہوئے بولی تھی۔۔۔خوشی کے مارے پاگل ہونے کے قریب ہی تھی آج۔۔۔

"میں نے سوچا اپنی محبت مجھے تو نہیں ملی لیکن کسی اور کو اس کی محبت مل جائے تو اچھا ہو گا اس لیے تمہارے آگے سر خم کر دیا" وہ دل سے نہیں مسکرایا تھا اس کی مسکراہٹ پھیکی سی تھی۔۔۔بالکل بے جان۔۔۔اس کا دل آج سے مردہ ہو گیا تھا یہ فیصلہ اس کے لیے بہت مشکل تا لیکن ربیقہ کی زندگی بچانے کو اس نے یہ کڑوا گھونٹ پی لیا تھا۔۔۔۔۔

****

آج وہ ایک آخری تحریر لکھ رہا تھا آخری لفظ آخری محبت۔۔۔۔اس کا دل خالی ہو گیا تھا جب نکاح نامے پر سائن کیے تو دل پر چھریاں چلنے لگی تھی بہت ہمت کے بعد اس نے ہامی بھری اور پھر پیچھے نہ ہٹنے کا عہد کر لیا ۔۔۔۔

۔۔۔"آج یہ میرا آخری خط میری محبت کے نام ازناشاہ میرے دل کا چین روح کا سکون،،، آنکھوں کی بینائی ،،، آج اعتراف جرم کر رہا ہوں۔۔۔رسم ورواج کے بندھن میں قید ہو گیا ہوں میں۔۔ تمہیں پالینے کی خواہش نہ تھی لیکن تمہارے بغیر تنہا زندگی گزارنے کا عہد تھا۔۔۔ لیکن آج سمجھو خود کو کسی اور کے نام کر آیا ہوں۔۔ کسی معصوم کی زندگی خراب نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔اس لے اپنے دل کی دنیا برباد کر لی ۔۔۔۔تم نہیں جانتی میں کون ہوں۔۔۔اور اب میں چاہوں گا کہ تم کبھی نہ جانوں کہ میں کون ہوں۔۔۔ا ،،، میں تمہیں نہیں بھول سکتا۔۔۔ تم مجھے یاد رکھنے کی کوشش کرنا۔۔۔رشوان شاہ کو میری طرف سے دعائے خیر۔۔۔اس پر تمہارے ساتھ کا غرور جچتا ہے یہ غرور کسی اور پر نہ جچتا کبھی۔۔۔"ازناشاہ ہاتھ میں یہ خط لیے بیٹھی تھی۔۔۔ کسی ایک کی کہانی ان کی زندگی میں آج یہی ختم ہو گئ تھی۔۔۔۔

"جب سے کھویا ہے تجھے

میں خود کہیں کھو گیا ہوں

اب ملنا دشوار ہے میرا

میں اپنی ذات میں گمشدہ ہو گیا ہوں۔۔ "

۔۔۔"تم جہاں رہو خوش رہو،، تم جس کے ہو گئے ہو اسے دل سے چاہو" از نا نے دھیمے لہجے میں دعا کی تھی

۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

****

وہ کمرے کے وسط میں کھڑا تھا حقیقت سامنے آتے ہی

وہ آگ بگولہ ہو گیا تھا تمام ملازم اور طوبی رمشہ سمیت بیوی کو اپنی عدالت میں بلالیا۔۔۔۔

یہ کیسی حیوانیت دکھائی تھی ان لوگوں نے اس پھول جیسے شخص کے ساتھ جسے ہوا بھی نرمی سے چھوتی ہے جس کا جسم روئی کہ طرح ملائم ہے۔۔۔اس کے ساتھ ایسا ظلم۔۔۔۔وہ دنگ رہ گیا تھا۔۔سب سے زیادہ ظلم تو وہ خود کر بیٹھا تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

سب کو عدالت میں کھڑا کیے وہ غصے اور صدمے کے ملے جلے جذبات سے یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا ۔۔۔وہ تینوں ارداشیر کے غضب ناک چہرے کو تک رہی تھیں۔۔۔۔ربیقہ کا دل ہولنے لگا لیکن ارداشیر نے ایک لفظ بھی ادا نہ کیا تھا۔۔۔کافی دیر وہ ٹہل کر اپنا غصہ کو قابو کرتا رہا۔۔۔پھر پہلا چابک سے اس نے قاسم کی کھال ادھیڑی تھیجو کمرے کا پہرے دار تھا۔۔۔پھر دوبارہ ہاتھ ربیقہ کی طرف اٹھا تھا لیکن۔۔۔ اس نے اس چابک کو دیوار پر لگی تصویر پر دے مارا تھا لاشاری بلوچ زمین بوس ہوا تھا۔۔۔۔۔پھر ربیقہ کے چہرے پر اپنی لہو رنگ آنکھیں گاڑ کر بولا

"اب اگر ونی پر کسی بھی طرح کا ظلم ہوا تو یاد رکھنا جتنی تکلیف اسے دی جائے گی اس سے دوگناہ زیادہ میں تمہیں دوں گا" ارداشیر نے ربیقہ کو نظروں کے گھیرے میں لیا تھا۔۔۔ربیقہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا ان آنکھوں میں آج کئی سال بعد وہی پرانی سی سرد مہری دیکھی تھی اس نے۔۔۔۔ مگر کیوں وہ سرد مہری تو نکاح کے بعد ان کے بیچ کبھی نہ آئی ارداشیر نے ہمیشہ محبت سے دیکھا تھا اسے۔۔۔۔

۔۔۔"طوبیٰ اور رمشہ میرے ساتھ جائے گی۔۔۔" ارداشیر کا دوسرا حکم ان دونوں کی سٹی گم ہو گئی تھی

۔۔۔۔

وہ ان دونوں کو لے کر چھت پر آ گیا تھا شام کا وقت تھا۔۔۔ ملازمہ کو حکم دیا کہ ان کے سوئیٹر اور چپل اتار دو۔۔۔

۔۔"ادا یہ آپ اچھا نہیں کر رہے" طوبیٰ بولی تھی

۔۔۔"علی میرا ہونے والا شوہر تھا میں شادی سے پہلے ہی اجڑ گئی اور آپ اس کے قاتلوں کی خاطر ہمیں سزا دے رہے ہیں" وہ غصے سے پھنکاری تھی۔۔۔ ارداشیر نے طوبیٰ پر قہر آلود نظر ڈالی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"طوبیٰ اچھا کیا آج مجھے یہ یاد دلا دیا تم تو میرے بھائی کی منگ ہو،،، تمہیں تو میں آج ہی زندہ در گور کروں گا،،، تم آج سے پاک بیبیوں والی زندگی گزارو گی۔۔۔۔کلثوم اس کے چار جوڑے اٹھاؤ اور پیچھے کسی بھی ایک کمرے میں قرآن پاک کے ساتھ رکھ آؤ"وہ وحشی ہو گیا تھا اس وقت سفاکی سے حکم صادر کیا تھا ۔۔۔۔طوبیٰ کو غش آنے لگے۔۔۔وہ سن سی کھڑی رہ گئ۔۔۔رمشہ کی ٹانگیں کانپنے لگی تھیں۔۔۔

۔"میں نے کہا چار جوڑے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں اس کا موبائل میرے پاس ہو پانچ منٹ بعد"وہ کلثوم کو سختی سے باور کرا رہا تھا۔۔۔۔

۔۔"ارداشیر کیا ہو رہا ہے یہ سب"لاشاری بلوچ وہاں پہنچ گیا تھا ایک دم دھاڑا تھا۔۔۔

۔۔۔"حویلی کے حصول اور قانون کے مطابق سزا منتخب کی جا رہی ہے۔۔۔یہی تو ہوتا آیا ہے اگر کوئی مر جائے تو اس کی منگ پاک بی بی کہلاتی ہے دنیا سے اس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔۔۔چاچا سائیں بوڑھے ہو گئے ہیں آپ،،، بھول گئے لیکن مجھے یاد ہے میں ارداشیر بلوچ،،،، اس حویلی کا سردار،، ہونے کے ناتے اپنے بھائی کی منگ کی زندگی کا فیصلہ کر رہا ہوں،، کسی کو اعتراض ہے تو جرگہ بلوا لیتے ہیں۔۔۔"وہ آج سفاکی کی ہر حد پار کر رہا تھا طوبیٰ کی انکھیں صدمے سے پھٹ گئ لاشاری بلوچ کی حالت بھی کچھ الگ نہیں تھی۔۔۔

۔۔۔"آپ بھول گئے چاچا سائیں میرا نام ارداشیر رکھا گیا،، یعنی۔۔۔۔شیر۔۔۔۔اور آج میں آپ سب کو پھاڑ کھاوں گا۔۔۔۔"وہ غصے سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔۔۔۔

۔۔"حویلی کے سارے گندے کپڑے اٹھا لاو،، چلو رمشہ تم کپڑے دھو گی۔۔۔"وہ کلثوم کو کہتا رمشہ سے مخاطب ہوا

اور پھر آگے بڑھا اور طوبیٰ کا ہاتھ سختی سے پکڑ کر اسے گھسیٹنے لگا۔۔۔

۔۔۔"ارداشیر چھوڑو اسے پاگل ہو گئے ہو تم۔۔ تم کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے،، ابھی ہم زندہ ہیں" لاشاری گرج کر بولا تھا لیکن اب اس گرج میں وہ بات نہ تھی۔۔۔

۔۔"آپ جرگے میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو بہت آسانی ہو جائے گی مجھے۔۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا تھا۔۔۔

لاشاری بلوچ جانتا تھا جرگے تک بات پہنچی تو اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہو گی اس لیے چپ ہو گیا ۔۔۔ارداشیر تو آج وحشی بن گیا تھا۔۔۔ یہ ازنا کی محبت تھی۔۔ جو وہ آج انسانیت کے درجے سے گر گیا تھا ۔۔۔وہ طوبیٰ کو صرف کچھ دن سزا دینا چاہتا تھا۔۔۔۔ اس نے طوبیٰ کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔۔ رمشا سے سارے کپڑے دھلوائے گئے۔۔۔ دو دن کے لیے کھانا پینا بند کر دیا گیا۔۔۔

****

اس کا جنون دیکھ ربیقہ لرز گئ تھی وہ چھت پر گیا تھا اور وہ اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔۔۔ارداشیر کی الماری کی چابی نکال کر وہ اس کے پرانے کمرے میں پہنچی تھی۔۔۔۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔دل شدت سے دعا کر رہا تھا۔۔۔میرے خدشوں کو حقیقت کا روپ نہ ملے۔۔۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے اس کی الماری کھولی تھی۔۔۔۔اس نے ارداشیر سے عہد کیا تھا کہ وہ کبھی اس لڑکی کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کرے گی اور پچھلے دو سالوں سے وہ عہد نبھا رہی تھی۔۔۔لیکن آج ارداشیر کی دہاڑ نے جو سنسنی اس کے وجود میں دوڑائی تھی وہ سچ جانے بغیر سکون میں نہیں آتی۔۔۔۔وہ لاکر کھولتی۔۔۔کچھ ڈھونڈ رہی تھی پہلے اسکے ہاتھ میں مخملی ڈبہ آیا تھا اور پھر کئ تصویریں۔۔۔۔جنہیں اسنے پلٹ کر دیکھا تھا اور ٹانگوں نے ساتھ چھوڑ دیا وہ نیچے بیٹھتی چلی گئ۔۔۔۔

پھر اٹھی تو رقیہ کو ونی کو کوٹھری میں بند کرنے کا حکم سنایا تھا۔۔۔۔ارداشیر تک یہ بات نہ پہنچے اس نے انتظام کر لیا تھا۔۔۔۔

******

وہ بڑی پریشانی کے عالم میں حویلی سے نکلا تھا اپنی بیوی کو ایک نظر دیکھ کر ہی دل دہل گیا تھا نا جانے یہ گناہ اس سے کیسے سرزد ہو ھیا تھا

قسمت کی ستم ظریفی دیکھی ہے۔۔

ہاتھوں کی اوک کو بڑی گہری نظروں سے دیکھا گیا تھا جس میں آج وہ بھی قسمت بن کر ٹھہرا دی گئ تھی

Urdu Novels Ghar

"یا اللہ" حیرت کے زلزلوں میں گھرا وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا.....

دو دن سے اس کے اندر لگی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی آج صبح ہی لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس منحوس حویلی سے باہر نکل آیا تھا اسے اس حویلی میں گھٹن کا احساس ہونے لگا تھا اس حویلی کی بوسیدہ اور درندہ صفت رسومات کی بھینٹ آج اس کی اپنی زندگی چڑھ گئی تھی وہ لڑکی زندگی ہی تو تھی اس کی پر وہ زندگی کے پیچھے بھاگنے والا نہ تھا اس لیے اس کا پیچھا کب کا چھوڑ گیا تھا

اس نے تو کبھی دل میں بھی اسے پانے کی خواہش نہ کی تھی پھر نا جانے اللہ نے اس کی یہ خاموش فریاد کب سن لی تھی آج وہ اس کی دسترس میں تھی وہ آج جتنی اس کی تھی اتنی کسی کی بھی نہ تھی۔۔۔۔رشوان شاہ تو کہیں بھی نہ تھا۔۔۔ازنا کی قسمت ازنا کا نام ارداشیر سے جڑ گیا تھا۔۔۔

دل ایک پل میں عجیب سرائیت سے دھڑکا تھا وہ میری ہو گئی ہے تو کیا میں اب اس پر اپنی محبت نچاور کر دوں اسے اپنی دیوانگی دکھادوں اسے پیار کی بارش میں بھگو دوں۔۔۔

لیکن ایک پل میں ہی گرے آنکھیں دھندلا گئی اور کالی شرارتی آنکھیں چھم سے نظر کے پردے پر لہرائی تھیں ربیقہ ارداشیر جو اس کی محبت میں دیوانی تھی اس کا کیا قصور مجھے بس اس سے وفا کرنی ہے فیصلہ ہو گیا تھا وہ وفا کو وفا سے نبھائے گا وہ محبت کو محبت سے نہ نبھا پائے گا

وہ جیپ میں بیٹھا کچھ دور نکلا تھا جب اسے احساس ہوا کہ وہ عجلت میں جو وہاں سے نکلا کسی کا خیال بھی نہ رہا وہ موبائل رکھنا بھی بھول گیا وہ دوبارہ گاڑی موڑ گیا تھا

وہ حویلی میں داخل ہوا تو دل دہلانے والی چیخ اس نے سنی تھی

Urdu Novels Ghar

وہ آواز کی سمت بڑھا تھا دردناک چیخوں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا وہ بھاگا تھا سٹور کے قریب پہنچا اور دروازہ وا کیا تو ایک آگ کا گولہ باہر کی طرف بھاگا تھا وہ اس کے پیچھے بھاگتا اسے بچانے کو لیکن اس کی نظر اندر پڑے وجود پر پڑی وہ تیر کی تیزی سے اس کی طرف لپکا تھا برہنہ وجود میں سکت باقی نہ تھی

******

اسے یہاں اندھیرے کمرے میں پڑے پڑے دو دن گزر گئے تھے وہ۔۔نہ جانے اسے اس کمرے کیوں بند کیا گیا ہے اس کا شوہر اسے دیکھ نہ جانے کیوں پتھر کا ہو گیا تھا۔۔۔وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا ۔۔۔۔اور پھر ملازمہ کو بھی وہاں سے غائب کر دیا گیا اور اب وہ اکیلی تھی بالکل دو دن سے کچھ نہ کھایا تھا ابھی ایک نئ شکل کی عورت اس کے لیے کھانا لائی تھی دو دن سے اسے کھانا نہیں دیا گیا تھا آج اسے بس جھکنے

جتنا کھانا دیا گیا تھا جسے اس نے ہاتھ بھی نہ لگایا تھا صرف پانی کا گلاس لبوں سے لگا گئ تھی شام کے وقت اس کے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تھا وہ جو ایک کونے میں بیٹھی تھی جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔۔۔۔کوئی چلتا ہوا کمرے کے وسط میں آ کھڑا ہوا تھا

سامنے کھڑے شخص کی غلیظ نظریں اس کے جسم کے آر پار ہونے لگی تو اس نے پہلے سے لپٹی چادر کو مزید اپنے گرد تنگ کیا اور کھڑی ہو گئ آہستہ آہستہ کھسک کے دروازے کے قریب ہو گئ اب تک اس نے اپنے حواس نہ کھوئے تھے۔۔۔

وہ مسکرا کر کینہ توز نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگا از ناشاہ کا دل لرزنے لگا وہ جو بھی تھا اس کا شوہر نہ تھا اس نے اپنے شوہر کی ایک جھلک دیکھی تھی اور وہ اسے پہچان سکتی تھی اس شخص کے بال لمبے تھے مگر اس کے شوہر کے بال سلیقے سے کٹے ہوئے تھے۔۔۔۔

"تو تولائی گئی ہے خون بہا میں،،،سائیں نے تو کمال ہی کر دیا چاند پر ہاتھ ڈالا ہے مگر بے داغ چاند اور چاند ہمیشہ داغ کے ساتھ اچھا لگتا ہے چل آج تجھے داغدار کر دوں" اس کا دھیمہ رگوں کو منجمند کر دینے والا لہجہ ازنا کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد سی لہر دوڑا گیا تھا بے اختیار ہی اس کے قدم پیچھے کی طرف بڑھے تھے اب وہ تیزی سے بھاگنا چاہتی تھی اس سے پہلے ہی دلاور نے اسے دبوچ لیا اور اس کے منہ سے ایک چیخ آزاد ہوئی تھی جسے اگلے ہی پل اس کے منہ پر دلاور کا بھاری ہاتھ پڑتے ہی گھونٹ دیا گیا تھا

وہ اپنے ہاتھ پاوں مسلسل چلا رہی تھی وہ بلیک بیلٹ تھی پر اس وقت اس کے ہاتھ پاوں سب اس حیوان کے قید میں تھے وہ دیو قامت شخص اس ننھی سی پری کو دبوچا ہوا تھا

"یااللہ مدد یارسول اللہ مدد" وہ کراہی تھی صرف ایک بار اس کی قید سے نکل جاتی تو ہاتھ پاوں چلا کر اسے پل میں ڈھیر کر دیتی پر اس وقت اس کے ہاتھ پیر بے جان ہو رہے تھے ناجانے کیوں کھڑے ہونے کی سکت نہ تھی ہاتھ پاوں کہاں چلاتی وہ ایک دم اس کے ہاتھوں میں ڈھے گئ پر آنکھیں ابھی بھی وا تھیں دلاور نے نشہ آور دوائی (جو اس کے کھانے اور پانی میں ملائی گئ تھی تاکہ وہ کسی کو پہچان نہ سکے) کا کام شروع ہوتے دیکھا تو اسے چھوڑ دیا وہ منہ کے بل زمین بوس ہوئی تھی اب وہ اس کے بال اپنی جناتی ہتھیلی میں دبوچ گیا تھا پھر اسے راہداری میں گھسیٹنے لگا

"رحم رحم کرو مجھ پر۔۔۔ جس کے نکاح میں مجھے لایا گیا ہے خدارا مجھے اس کے رحم وکرم پر چھوڑ دو خدارا مجھے پامال نہ کرو" وہ گھسیٹتی ہوئی کراہ رہی تھی کھینچتی چلی جارہی تھی فریاد کر رہی تھی کہ شاید نیکی کا فرشتہ برائی پر قابض آجائے

اس نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کیا تھا اس کا جسم بے جان ہو رہا تھا

وہ اسے گھسیٹتا ہوا حویلی کی پچھلی طرف بنے اسٹور نما کمر میں لے آیا تھا

لاشاری بلوچ نے زہر خند مسکراہٹ لیے اس کے وجود کو دیکھا تھا پھر اپنے ملازم کو لاشاری کے جلتے ہوئے دل پر ٹھنڈی سی پھوار پڑی تھی خوشی انگ انگ سے ناچ رہی تھی بدلے کی آگ میں چور فتح کا جشن مناتا اس وقت یہ بھول گیا تھا کہ بس پندرہ دن پہلے اپنے لخت جگر کو قبر میں سلا آیا ہے۔۔۔اس کے اندر تو آگ جل رہی تھی ارداشیر سے بدلہ لینے کی۔۔۔طوبی کا بدلہ رمشہ پر ظلم کرنے کا بدلہ۔۔۔

وہ گناہ کا ہر کام اپنے نوکروں سے کرواتا تھا خود کبھی ملوث نہ ہوتا تھا آج بھی ایسا ہی دن تھا جب اس نے دلاور کے ذریعے خون بہا میں آئی کمسن کو روندنے کا منصوبہ بنا ڈالا تھا تا کہ اس کے دل کو کچھ سکون ملے ورنہ وہ جس کے نکاح میں آگئی تھی وہ کبھی ایسا ہونے نہ دیتا۔۔۔یہاں ارداشیر حویلی سے نکلا اور وہاں دلاور نے کام دکھایا

اسے ہڈی کی طرح پہلے دلاور کے آگے پھینکا تھا پھر دینو سے معاہدہ تھا اور پھر فراخدلی کی حدوں کو چھوتا اپنے مالی کو بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کا موقع دینے والا تھا۔۔۔۔۔ صرف ارداشیر کو نیچا دکھانے کو وہ خود گناہ کی پاتال مین گرتا جارہا تھا۔۔۔۔

واہ رے انسان تیرے فیصلے اور اختیارات قدرت کے آگے نہیں چلتے جس رب نے مچھلی کے پیٹ میں یونس کو کھانا فراہم کیا جو سزا کے مرتکب ٹھہرائے گئے تھے تو اس اسٹور نما کمرے میں جہاں چھپنے کو صرف چھت تھی وہاں کیسے کسی بے ضرر کے ساتھ زیادتی ہونے دیتا اختیار صرف میرے رب کے ہاتھ میں ہے اور وہی ہے جس نے اسماعیل کی جگہ

دنبہ حاضر کیا تھا وہ اسی رب کو پکار رہی تھی جس رب نے وعدہ کیا ہے نیک مردوں کے لیے نیک عورتیں اور گناہ گار مردوں کے لیے گناہ گار عورتیں

تو پھر وہ کیسے پامال ہو جاتی جب اسے نیک صابر خیانتدار انسان کے نصیب میں لکھا جا چکا تھا۔۔۔وہ کیسے پامال ہو جاتی جب ہر پل کوئی اس کے لیے دعا گو رہتا تھا۔۔۔۔

دلاور نے ایک نظر لاشاری پر ڈالی جو مسکرا رہا تھا پھر اس نے

ناپاک مشروب کی بوتل سائیڈ سے اٹھا کر منہ کو لگائی تھی

وہ بے جان زمیں پر پڑی ہوئی تھی ہونٹ اور ناک سے خون رس رہا تھا

دلاور نے آگے بڑھ کر مشروب اس پر انڈیل دیا تھا جو اس کے کپڑوں پر پھیلتا گیا تھا بخت پھنور نے بھی شراب کی بوتل بڑے ہی مدہوش ہوتے انداز میں چڑھکی تھی اس کے دونوں نوکر اس کے پاوں میں بیٹھے تھے

اس نے اس طرح شراب اچھالی تھی کہ کھڑکی پر دو پر دیوار اور فرش کو بھگو گئ تھی اب وہ اٹھ کر باہر چلا گیا تھا دلاور نے سگریٹ جلا کر ہونٹوں میں دبائی ایک بڑا کش لیا دینو نے بھی باہر کی طرف قدم برھائے اور دروازہ بند کر دیا اور خود سائیں کے پیچھے چل پڑا۔۔۔

دلاور نے ایک دو کش سگریٹ کے لے کر اچھال دی تھی جو کہ پردوں کے پاس جا گری اب وہ درندہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا وہ آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی اس نے کھینچ کر اس کی چادر اس کے جسم سے الگ کی تھی وہ کھسکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی پر وہ ہل بھی نہ پائی تھی وجود بے جان سا ہو رہا تھا،، چیخ رہی تھی رحم کی بھیگ مانگ رہی تھی پر وہ حیوانی مسکراہٹ کے ساتھ اس پر جھکا تھا بس قدرت کو اس سے زیادہ ظلم اس پاکباز پر برداشت نہ تھا

پردوں نے تیزی سے آگ پکڑی تھی اور اسی تیزی سے موٹے دبیز پردے جلنے لگے ریلنگ ٹوٹ کر اس پر آگری تھی اس کے کپڑے تو شراب سے تر تھے پلک جھپکتے میں وہ آگ کی لپیٹ میں آجاتی اگر دلاور اس پر جھکا نہ ہوتا آگ نے پہلے دلاور کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا جو تڑپ کر پیچھے ہوا تھا اور دردناک چیخوں سے حویلی کو لرزا گیا تھا

ازناشاہ کا وجود بھی آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا اس کی چیخوں میں تکلیف تھی۔۔۔ پر وہ پرسکون تھی کہ اس کی عزت بچ گئی ہے۔۔۔ اس کے کپڑوں نے تیزی سے آگ پکڑی تھی۔۔۔ وہ ہمت کر کے اپنے برہنہ جسم کو چھپانے کو اوندھی ہوئی تھی کہ آگ نے پیچھے کا پورا حصہ اپنی لپیٹ لیا اور بس اس نے اپنی سکت کھو دی تھی۔۔۔

دلاور آگ میں لپٹا باہر کی طرف بھاگا تھا اردشیر جو ابھی حویلی میں داخل ہوا تھا چیخوں کی صداوں سے حویلی کے پچھلے حصے کی طرف بھاگا تھا اردشیر کو لگا آگ کا گولہ کسی طرف بھاگ رہا ہو وہ اس کی طرف لپکا بھاگ کر اسٹور روم میں داخل ہوا تھا جہاں سے نسوانی چیخ کی آواز سنائی دی تھی کسی لڑکی کا برہنہ وجود آگ میں لپٹا تھا

اردشیر نے اس کے وجود کو آگ کے شعلوں میں لپٹا دیکھ آس پاس کوئی چیز ڈھونڈنی چاہی اس کی نظر صندوق پر پڑی اس نے تیزی سے اسے کھول کر کمبل لے کر اس کی طرف بھاگا وجود میں کوئی ہلچل نہیں تھی کمبل اس کے وجود پر ڈالا تھا اس کے اوندھے پڑے وجود کو سیدھا کیا تو خود کی ذات زلزلوں کی زد میں گھر گئ وہ وہی تھی وہی چہرہ وہی خوشبو۔۔۔اس کے لب ہلے تھے۔۔۔پر آواز نہیں تھی وہ اس کے چہرے پر جھکا کہ جان سکے وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔۔۔

رش۔۔۔۔

اس کا پکارا نام سن کے اردشیر کے تاثرات سخت چٹان جیسے ہو گئے نام سن کے اس کی آنکھوں میں انگارے دوڑنے لگے تھے دل چاہا اس لڑکی کو جھنجھوڑے اور پوچھے

Urdu Novels Ghar

تم کیسے اس کا نام لے سکتی ہو کیوں تم کسی غیر محرم کو پکار رہی ہو جب کہ تم میرے نکاح میں ہو تمہارا مجازی خدا یہاں موجود ہے مجھے پکارو بس "

رشوان شاہ کہیں نہیں تھا لیکن اس کے دل میں آج بھی تا اب بھی تھا ہمیشہ رہتا۔۔۔ کتنی سخت دل ہے یہ لڑکی ایک بار جس کو دل میں بسا لیا بس اسی کو دل میں رکھا۔۔۔ یہ کیوں اپنے دل کو بدل نہیں سکتی۔۔۔۔

وہ اس کو دیکھ رہا تھا کہ ازنا نے ایک گہری سانس لی اور پھر بس دوبارہ سانس نہ لی تھی۔۔۔۔

پر خود پر کنٹرول کرتا اسے بانہوں میں بھرا تھا اور باہر کی طرف بھاگا تھا گاڑی میں اس کے وجود کو ڈالا تھا جلنے والا آدمی بھی اب تک غائب ہو گیا تھا

******

Urdu Novels Ghar

وہ وارڈ کے باہر کھڑا تھا کئی گھنٹے گزر گئے تھے ازنا کا پورا جسم جل گیا تھا سوائے چہرے کے سب کچھ مسخ ہو گیا تھا۔۔۔اس نے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اسے کسی بڑے ہسپتال شفٹ کروایا تھا

۔۔۔"تم اس کے ساتھ جاؤ گے" وہ ڈاکٹر سے بولا تھا ڈاکٹر نے سر ہلا دیا خود وہ حویلی پہنچ گیا تھا۔۔۔

۔۔"ونی کے کمرے میں کون گیا تھا اور کس کی اجازت سے" وہ رقیہ سے پوچھ رہا تھا رقیہ خوف سے کانپ رہی تھی۔۔۔

۔۔۔"وہ سائیں ونی کو تہہ خانے میں بند کیا تھا۔۔۔" وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

۔۔"کس کے حکم سے" وہ طیش سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"ادی ربیق۔۔۔" وہ زمین پر پاؤں دھرتا حویلی میں داخل ہوا تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔غصہ کی شدت سے سر کی نسیں پھٹنے کو تھیں۔۔۔۔ربیقہ سامنے ہی صوفے پر بڑے آرام سے بیٹھی تھی۔۔۔وہ اس کی طرف بڑھا جارحانہ انداز میں اس کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا۔۔۔

۔۔"ونی کو تہہ خانے میں تم نے بند کیا تھا،،" وہ اس کا بازو دبوچے پوچھ رہا تھا۔۔۔ربیقہ کی آنکھوں میں خوف سمٹ آیا۔۔۔اور اسی خوف نے سارا راز کھول دیا۔۔ایک زوردار طمانچہ اس کے چودہ طبق روشن کر

گیا تھا۔۔۔پھر دوسرے گال پر پڑا تھا اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گری تھی اردشیر اپنے آپے سے باہر تھا ۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا سب نیست و نابود کر دوں تباہ کر دوں۔۔۔۔ربیقہ کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔

۔۔۔"ہاں میں نے بند کیا تھا اسے،،،"اب کے وہ بے خوف سی بولی تھی اردشیر نے اسے گلے سے پکڑ کر دیوار سے لگایا تھا۔۔۔

۔۔"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔جب میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔۔۔تم نے کیوں کیا ایسا۔۔۔"وہ دہاڑا تھا۔۔

۔۔۔"کون بے غیرت راضی ہوا تھا یہ کام کرنے کے لیے،،کس کی جراءت ہوئی کہ حویلی کی عزت پر ہاتھ ڈالے"وہ اس کا گلہ دبوچے پوچھ رہا تھا۔۔۔

۔۔"ک۔۔۔ک۔۔کون سا کام"ربیقہ کی سمجھ کچھ نہ آیا۔۔۔اس کی سمجھ آتا بھی کیسے وہ تو جانتی ہی نہ تھی ۔۔اس کے باپ نے کیا کھیل کھیلا ہے۔۔۔۔

۔۔۔"تم عورت ہو کر کیسے کسی عورت کی عزت کو تار تار کر سکتی ہو۔۔۔"وہ اس کے گلے پر دباو ڈالتا چیخا تھا ۔۔۔۔

ربیقہ کا سانس لینا مشکل ہو گیا۔۔۔اس کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔لاشاری بلوچ جو ابھی حویلی میں داخل ہوا تھا اس منظر پر مچل کر آگے بڑھا تھا۔۔اور ربیقہ کو آزاد کرانے لگا۔۔۔ارداشیر نے اس کا ہاتھ زور سے جھٹکا تھا۔۔اور لاشاری بلوچ صوفے پر جا گرا تھا ۔۔۔ربیقہ پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئ تھی اور وہ جلدی سے دوسری طرف ہو گئ تھی۔۔۔۔وہ نرم طبیعت،، کم گو،،، محبت لٹانے والا ارداشیر تو لگ ہی نہیں رہا تھا وہ تو اس وقت وحشی جانور لگ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔"تم نے اس کی عزت کی بازی کتنے میں لگائی تھی ربیقہ"۔۔۔وہ پھر سے دھاڑا تھا۔۔۔لاشاری بلوچ صوفے پر پڑا تھا۔۔

۔۔۔"ارداشیر تم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔میں نے بس اسے تہہ خانے میں بند کروایا تھا۔۔میں کیوں۔۔۔"ارداشیر کی آنکھوں میں اپنے لیے شدید نفرت دیکھ باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔۔

۔

۔۔"مر گئ ہے وہ مار دیا اسے،،، وہ زندگی تھی میری۔۔۔ارداشیر لاشاری مرتا تھا اس پر۔۔۔تم نے آج مجھے مار دیا ہے تم نے آج مجھے مار دیا ہے"وہ روتا ہوا ہذیانی انداز میں چیخ رہا تھا۔۔۔لاشاری بلوچ کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔

۔۔"۔۔۔وہ تمہاری دنیا میں کافی عرصہ پہلے مر چکی ہے ارداشیر سائیں۔۔۔اس وقت تو خالی روح پرواز کر گئی"وہ نفرت سے پھنکاری تھی۔۔۔۔

۔۔۔"کیا تماشہ لگایا ہوا ہے ایک معمولی سی ونی کے پیچھے"لاشاری بلوچ نخوت سے بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"وہ معمولی نہیں تھی سن رہے ہیں آپ"ارداشیر جھٹکے سے پلٹا تھا اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اتنی زور سے گرجا تھا کہ لاشاری بلوچ کا دل سہم گیا تھا۔۔۔

۔۔۔"آج محبت اور نفرت کی اس کہانی کو ختم کرتے ہیں۔۔۔آج میں یہاں سے سب چھوڑ کر جا رہا ہوں ۔۔۔آپ کی گدی،، آپ کی حویلی اور اس حویلی سے جڑی تمام بد دعائیں آپ کو مبارک۔۔۔۔میں یہاں سے تلخ یادوں کے علاوہ کچھ نہیں لے جا سکتا۔۔۔"وہ تند و تیز لہجے میں بولا تھا۔۔۔وہ کمرے کے وسط میں کھڑا تھا۔۔۔پھر پلٹ کر رخ ربیقہ کہ طرف کیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔"میں ارداشیر بلوچ اپنے پورے ہوش و حواس میں ربیقہ لاشاری۔۔۔"ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا کہ ربیقہ اس کے قدموں میں ہی لہرا کے زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔اور ارداشہر کے آگے کے لفظ کھو گئے ۔۔۔۔۔لیکن آج ارداشیر رکنے والا نہیں تھا۔۔۔وہ حویلی سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔

****

رشوان کو کراچی لائے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔۔۔۔۔ارداشیر ایک پل کو یہاں سے ہلا نہیں تھا۔۔۔۔۔لیکن وہ ایک ہفتے تک اسٹیبل نہ ہوا تھا۔۔۔۔اس کی حالت کریٹیکل تھی۔۔۔۔۔اس کا نروس بریک ڈاون ہوا تھا۔۔۔۔اور باقی تمام جسمانی چوٹیں ایکسیڈنٹ کے دوران آئی تھیں۔۔۔۔اس کے دل نے کام کرنا چھوڑ دیا ۔۔۔ازناشاہ کی موت کی خبر اس کے لیے موت کا پیغام لے آئی۔۔۔۔کارڈک اریسٹ اس بھری جوانی میں۔۔۔۔۔ارداشیر صدمے میں تھا۔۔۔۔

ارداشیر نے ہر طرح کوشش کرلی تھی مگر کسی کا نمبر ایڈرس اسے نہ ملا تھا۔۔۔ پھر ایک دوست کا خیال آیا اس نے اسے ازنا شاہ کے گھر بھیج دیا۔۔۔۔ تھا آخری حل یہی لگا تھا۔۔۔ وہاں گارڈ سے مل کر اس کے دوست نے ازنا کے دونوں بھائیوں کے نمبر لیے۔۔۔۔ اور اسے میسج کر دیے اس نے کال ملائی اور خبر پہنچا دی۔۔۔

صرف دس منٹ بعد اسے زیان شاہ گھبرایا ہوا سا کوریڈور میں داخل ہوتا نظر آیا۔۔۔۔ اتنی جلدی وہ کیسے آگیا ارداشیر سمجھ نہیں پایا۔۔۔۔۔ ارداشیر ستون کے پیچھے ہو گیا۔۔۔

زیان۔۔ آئی سی یو کے باہر کھڑا تھا۔۔۔ ڈاکٹر سے اجازت لے کے اندر آیا تو اس کی حالت دیکھ کر بری طرح تڑپ تڑپ کر رویا تھا آئی سی یو کے باہر نکل کر اپنے آنسو پونچھنے لگا۔۔۔۔ ارداشیر اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔ زیان نے ہمت کی اور سب سے پہلی کال اس نے شاہ پیلس کی وہاں اسفندیہ سنتے ہی صدمے میں گھر گئے تھے دوسری کال اس نے بخاری ولا ملائی اور۔۔۔۔ قیامت کی خبر پہنچا دی تھی۔۔۔۔۔۔ بخاری ولا والے تو ایک ہفتے سے پریشان تھے کیونکہ ان کے اکلوتے لخت جگر کا کہیں کچھ پتا نہ تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔فریال نے آئی سی یو میں پڑے شخص پر نظر کی۔۔۔۔قیامت کا روح خیز منظر اوسان خطا ہونے لگے مگر ہمت سے کام لینا تھا انہیں۔۔۔۔فریال شاہ نے ایک آنسو نہ بہایا تھا اپنے بیٹے کو تو وہ آج سے آٹھ ماہ پہلے رو چکی تھیں جو ازناشاہ کے ساتھ رخصت ہو گیا تھا۔۔۔مگر سلمان اپنا ضبط کھو رہے تھے۔۔۔

"بھا حوصلہ رکھے وہ ٹھیک ہو جائے گا" اسفندان کا کندھا سہلا رہے تھے فریال کو تو چپ لگی تھی نہ رو رہی تھیں نہ کچھ بول رہی تھیں بس سر جھکائے بیٹھی تھیں۔۔۔رشوان شاہ زندگی اور موت سے لڑ رہا تھا۔۔۔زیان اس کی حالت کا ذمہ دار خود کو سمجھ رہا تھا۔۔۔

دو دن بعد زیان کو ایک میسج آیا تھا جس میں ازنا کا نمبر اسے موصول ہوا تھا۔۔۔کس نے بھیجا تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔اس وقت تو بہن سے بات کرنے کو دل مچل گیا تھا۔۔۔اس نے کسی کو بھی بتائے بغیر تنہائی ملتے ہی اس نمبر پر کال کی تھی۔۔۔ناجانے وہ نہ ہوتی تو سب کی امید ٹوٹ جاتی۔۔۔اس لیے عافیت اسی میں جانی۔۔۔۔۔

****

وہ کہیں کھوئی ہوئی بالکنی میں کھڑی ڈوبتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اس ڈوبتے سورج کے ساتھ اس کا اپنا دل بھی ڈوب رہا تھا۔۔سائے گہرے ہو گئے تو پلٹ کر اندر آ گئی۔۔۔یہ تین کمروں کا فلیٹ دیار غیر میں اس کی پناہ گاہ تھا۔۔یہاں وقت پر کھانا ملتا تھا۔۔ظلم کرنے والا کوئی نہ تھا سکون تھا لیکن کچھ بھی سکون بخش نہ تھا۔۔۔یہاں دو اجنبی لوگ رہتے تھے۔۔۔ایک صبح کا جا تا رات میں آتا اور کمرے میں بند ہو جاتا اور ایک سارا دن دیواروں کو دیکھتی رہتی۔۔ایک عدد فلپائن میڈ ہر وقت اس کے آس پاس رہتی۔۔۔۔۔

وہ کچن میں آ گئی پانی کا گلاس لے کے پانی بھرنے کو جھکی تو کلائی کا نشان نا جانے کس دنیا میں لے گیا۔۔۔

ارداشیر کچن میں داخل ہوا تو اسے شیشے کا گلاس ہاتھ میں تھامے بت بنے پایا۔۔۔۔ارداشیر نے ایک دو بار زور زور سے کیبینٹ کھولے اور بند کیے لیکن وہ تو شاید وہاں تھی ہی نہیں بڑی بڑی آنکھیں کھولے نہ جانے کیا دیکھ رہی تھی وہ اس کے قریب آ گیا۔۔۔اس کے خوبصورت چہرے پر درد نمایا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں جھلکنے کو تیار تھی۔۔ہونٹ لرز رہے تھے۔۔۔ارداشیر نے ہلکا سا چھو کر ہلایا اور وہ جو دوسرے ہاتھ میں گلاس پکڑے سامنے دیوار پر نہ جانے کس نکتے پر غور و فکر کر رہی تھی آنکھیں ایسے کھل گئی تھی جیسے

کوئی بہت بھیانک چیز دیکھ لی ہو۔۔۔ہاتھ لگانے سے ایک دم ہوش کی دنیا میں لوٹی اور بدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔تو گلاس چھوٹ گیا۔۔۔نیچے گرتے ہی کرچی کرچی ہو گیا۔۔۔

۔۔"کہاں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔جاگتے میں خواب دیکھنا نقصان دہ ہوتا ہے"اردشیر جانتا تھا وہ رشوان کے خواب میں کھوئی ہے وہ اس کی آنکھوں میں اس کا عکس صاف دیکھ سکتا تھا اسی لیے لہجے میں تلخی در آئی تھی ۔۔۔وہ جب سے یہاں آئے تھے ایک دو باتوں کے علاوہ کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔آج بھی کئی ہفتوں بعد سامنا ہوا تھا۔۔۔

۔۔۔"جی۔۔۔وہ میں بس۔۔۔"وہ ایک دم بوکھلا گئی۔۔۔خوف سے نیچے جھکی اور کانچ ہاتھوں سے اٹھانے لگی۔۔۔۔دل اور دماغ تو یہاں پر تھا ہی نہیں دل تو دور کسی شخص کے اندر دھڑک رہا تھا اور دماغ کی سماعتیں بالکل سن ہو چکی تھی تیزی سے کانچ اٹھاتے ہاتھ میں گھپ گیا۔۔۔خون کا فوارہ چھوٹ گیا سفید فرش پر سرخ نشان پھیلنے لگے تو اردیشیر آگے بڑھا اور جھٹ سے اس کے ہاتھ تھام گیا۔۔۔۔فرسٹ ایڈ اٹھا کر اس کی بینڈیج کرنے لگا۔۔۔۔وہ ابھی بھی بت بنی ہوئی تھی۔۔۔گرے آنکھیں اب بھی جھکی تھیں۔۔۔

وہ سرد مزاج والی لڑکی کے دل تک رسائی کبھی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔۔وہ آج بھی ہر پل اسے یاد کرتی تھی۔۔۔

تمہارے وجود کی حدت میرا دل پگھلا رہی ہے میں اس تپش سے موم کی طرح ڈھے رہا ہوں ازناشاہ تم کیوں پتھر بنی ہوئی ہو۔۔۔۔تم کیوں اسے بھول نہیں جاتی کیوں اپنے دل میں مجھے نہیں بساتی" وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑے سوچ رہا تھا۔۔۔وہ بینڈج ہوتے ہی اس سے ہاتھ چھڑاتی اپنے کمرے میں قید ہو گئی تھی۔۔۔۔

*****

آج ایک پورے بیس دن گزر چکے تھے لیکن اس کی حالت ویسی ہی تھی بہت کریٹیکل ڈاکٹرز پر امید نہ تھے ۔۔۔اس کے اندر جینے کی خواہش ختم ہو گئ تھی ۔۔۔ڈاکٹرز اپنی سی کوشش کر رہے تھے ۔۔۔۔ مگر فریال شاہ نے ہمت نہیں ہاری تھی وہ دعامیں مشغول تھیں ۔۔۔ سلمان شاہ نے امید چھوڑ دی تھی کیونکہ اس کی حالت بہت زیادہ ابتر تھی ۔۔۔اسی ہاسپٹل کے ایک وارڈ میں ان کی ماں تھی اور ایک میں بیٹا ۔۔۔ان کی ہمت ٹوٹ گئ تھی ۔۔۔۔اسفند بے جان سے کھڑے رہ گئے پہلے ازنا اور اب رشوان ۔۔۔

****

آج کئ مہینوں بعد اس نے رقیہ کو کال کی تھی حویلی کی خیریت پوچھنے اور وہاں سے جو خبر اسے سننے کو ملی اس احساس پتھرا گئ تھی ۔۔۔۔وہ فون تھامے بیٹھا تھا ۔۔۔۔ربیقہ کی طبیعت اچھی نہ تھی ۔۔۔وہ امید سے تھی اور یہ بات اسے خوشی نہیں دے رہی تھی ۔۔۔

۔۔"ارداشیر سائیں واپس آجاو ہم سے غلطی ہوئی ۔۔۔ تم ہمیں معاف کر دو" لاشاری بلوچ فون پکڑے بولے تھے ۔۔۔

۔۔۔"کس کس کا خون معاف کروں میں آپ کو اپنے باپ کا اپنی پھپھو کا اپنے بھائی کا اپنی محبت کا،،، آپ بتائے مجھے۔۔۔ آپ نے کتنا خون بہایا بد دعائیں سمیٹی چاچا سائیں۔۔۔۔ آپ نے دلاور کے ذریعے میری عزت پر ہاتھ ڈالا" وہ تڑخ کر بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"ربیقہ کی خاطر آجاو،، اپنے ہونے والے بچے کی خاطر آجاو اس حویلی کو تمہاری ضرورت ہے ہم بوڑھے ہو گئے ہیں،، مرنے سے پہلے تم سے معافی مانگنا چاہتے ہیں۔۔" وہ روتے ہوئے بولا رہا تھا وہ شرمسار تھا اور اب لاچار بھی تھا۔۔۔۔ پچھلے دنوں فالج کے اٹیک نے اسے محتاج کر دیا تھا۔۔۔ ارداشیر کا دل بدلنے لگا اور وہ ہامی بھر گیا۔۔۔۔ اور جب وہ ادھر پہنچا تو پہنچنے سے پہلے ہی اسے رشوان شاہ پژمردہ حالت میں مل گیا تھا۔۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

وہ یاسیت سے رشوان کے بے جان وجود پر نظریں گاڑے کھڑا تھا وہ خود کو اس کی حالت کا ذمہ دار سمجھتا تھا نہ وہ اسے حقیقت سے آشکار کرتا نہ وہ اس حال کو پہنچتا اب اس کا تو دن رات یہی گزر رہا تھا کتنے دن سے وہ گھر نہ گیا تھا اس کی محویت کو موبائل کی وائبریشن نے توڑا تھا اس نے جھٹ موبائل کان سے لگایا تھا

"ہیلو کیسا ہے وہ" بے چینی سے کال اٹھاتے ہی سوال کیا گیا تھا

"دعا کرے بس" آزدگی سے جواب دیا تھا

آپ۔۔۔واپس آجائے" وہ ضبط کھوتا بولا

"ششش ایسا کچھ نہ کہو جو ممکن نہیں کسی صورت نہیں تم کسی کو نہیں بتاؤ گے کہ تمہارا مجھ سے کانٹیکٹ ہے تمہیں میری قسم اگر قسم توڑو تو مرا منہ دیکھو میرا" وہ سخت لہجے میں اسے ٹوک گئی تھی

"آپی" وہ ضبط سے چیخ ہی تو اٹھا تھا

"یہ ہاسپٹل ہے آپ پیشنٹ کے پاس کھڑے ہو کر چیخ رہے ہیں باہر جائے "نرس رشوان کی ڈرپ چینج کرنے آئی تھی اسے دیکھتے غصے سے جھاڑ گئی تھی اسے احساس ہوا کہ واقع وہ جذبات میں آواز نادانستہ ہی اونچی کر گیا ہے وہ نرس کو سوری بول کر اسے سسنے لگا

"کیا تم اس کے پاس ہو "اس کا بے چین دل بے قرار ہو گیا تھا

"جی "مختصر جواب دیا گیا

"کیا اس کی سانسوں کی آواز سنا سکتے ہو "آنسوؤں کے درمیان وہ آنکھیں میچتی بولی تھی

"جی "اس نے نرس کے غائب ہوتے ہی موبائل بیڈ پر پڑے مریض کے کان سے لگا دیا تھا

"رشوان "بڑی آس سے اس کا نام پکارا تھا وہ اس کی سانس کی آواز سن کر بولی تھی کیا وقت اور کیا ضبط تھا اس کا دل پھڑ پھڑا رہا تھا مچل رہا تھا مگر خود پر لگامیں ڈالی ہوئی تھیں جب دل بے لگام ہونے لگتا تو بھائی کے نام کا چابک بڑے زور سے ذہن کو آ لگتا تھا۔۔۔۔

وہ سسکی تھی بیڈ پر پڑا وجود بالکل ساکن تھا لیکن اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو گئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اس تاریکی میں اسے ایک سوئی کی نوک جتنی روشنی نظر آئی تھی ۔۔۔بس پھر ایک ایسی آواز سنائی دی جسے وہ سننا چاہتا تھا۔۔۔اس کے کانوں کے پردے پر آواز گر رہی تھی لیکن اسے سمجھ کچھ نہ آیا۔۔۔وہ دماغ چلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن تھک ہار کے اسی تاریکی میں کھو گیا۔۔۔

"رشوان اٹھ جاو سب تڑپ رہے ہیں رشوان تم پہاڑ توڑ گئے ہو مجھ پر۔۔۔تم ہمت نہ ہارنا تمہاری ہمت سے بہت لوگوں کی زندگی جڑی ہے رشوان تم میرے چیتے ہو ہم تمہیں دعا سے مانگے گے اور تم اپنی ہمت سے واپس آجانا تمہارا غم سہہ نہیں پائے گے ہم" وہ بول رہی تھی اور رشوان کا ساکت وجود سن رہا تھا۔۔اس نے سیاہ اندھیرے میں تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔۔۔وہ سوئی جتنی روشنی پھر سے نظر آئی تھی۔۔۔وہ اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔۔دھڑکن تیز ہوتی گئ

اور زیان مانیٹر دیکھتا ہوا پریشان ہونے لگا۔۔۔۔

-

Urdu Novels Ghar

آہل آئی سی یو میں داخل ہوا تو زیان شاہ کو رشوان پر جھکا پایا کچھ آگے ہو کر دیکھا تو وہ رشوان کے کان سے موبائل لگائے کھڑا تھا آہل کو حیرت ہوئی یہ کس کی کال ہو سکتی ہے جو بے جان وجود سے بات کرنا چاہتا ہو دماغ میں جھماکہ سا ہوا آگے بڑھا اور

فون زیان کے ہاتھ سے اچک لیا گیا سامنے والے کی آواز سن کر آہل کا لہجہ کرخت ہو گیا تھا

"اوہ تو یہ تم ہو کیا چاہتی ہو اب، کیوں کیا ہے فون" اس کی آواز سن کر اس کے اندر شدید غصے کی لہر اٹھی تھی۔۔۔۔زیان کی نظر مانیٹر پر تھی رشوان کی دھڑکن اب بھی تیز تھی۔۔۔۔

"کو۔۔کون" لڑکھڑائی آواز میں وہ پوچھ رہی تھی

"یہ بتانا ضروری نہیں سمجھتا اس کا یہ حال تمہاری وجہ سے ہوا ہے تم ذمہ دار ہو اس سب کی ازنا شاہ سمجھی تم" وہ زیان پر ایک سخت نظر ڈالتا موبائل کان سے لگائے باہر چلا گیا تھا دبے دبے لہجے میں چیخا تھا

"آہل ملک" ازنا نے بڑی حیرت سے اس کا نام لیا تھا

"ہاں میں ہی ہوں تمہیں کیا لگا تمہاری آواز سنتے ہی کوئی موءجزہ ہو جائے گا تم نے جو کچھ کیا ہے تمہیں کیا لگتا ہے اب بھی کوئی تمہارے انتظار میں بیٹھا ہے،،،میں پھپھو کو بتاتا ہوں کہ تم چوری چھپکے رشوان سے کھیل رہی ہو ابھی بھی" وہ غصے سے بپھر رہا تھا اگر یہ لڑکی سامنے ہوتی تو اپنے دوست کے گناہ گار کا خود گلا دبا دیتا

"رک جاو آہل میں اتنے سارے محاظ پر نہیں لڑ پاوں گی پلیز یہ غضب نہ کرنا" وہ التجائیہ انداز میں بولی تھی فریال سب جانتی تھیں مگر ان سے بات کر کے صفائیاں کون دیتا انہیں،،وہ واپس آنے کو کہتی تو کیسے جاتی واپس۔۔۔واپسی کے تمام راستے کھو چکے تھے۔۔۔

"کونسے محاظ تم تو اپنی زندگی میں مگن ہو بھئی،، محاظ تو یہ تمہارا عاشق لڑ تا رہا ہے ہر دن ہر لمحہ اپنی محبت سے اور دیکھو محبت جیت رہی ہے اور زندگی ہار رہی ہے وہ کہتا تھا نا کہ محبت کے بغیر زندگی نہیں تو وہی تو ہو رہا ہے اس کے ساتھ میری بد دعا ہے تم کبھی خوش نہ رہو تمہاری ساری خوشیاں روٹھ جائیں تم سے۔۔۔تم بھی اسی طرح تڑپو "

وہ دہائیاں دیتا بولا تھا پھر بد دعاوں پر اتر آیا تھا کیونکہ ابھی حقیقت آشکار نہ تھی اس پر وہ تو ابھی یہی سمجھ رہا تھا کہ ایک بے وفا نے دغابازی کا خنجر بڑی بے دردی سے محبوب کی پیٹھ میں گھونپ دیا ہے۔۔۔۔۔اور وہ یہ غلط فہمی دور نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ازنا کو وہ غلط نہ لگا وہ حق پر تھا

تم بس میری بد دعا کے لائق ہو کسی کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہو" وہ زہر خند لہجے میں پھر سے بولا تھا

"میں بھی تڑپ رہی ہوں آہل ہر پل موت سے قریب ہوتی جا رہی ہوں" وہ ہراساں سی بولی تھی

"کاش تم مر گئ ہوتی تو تو صبر آ جاتا تمہاری موت کے ساتھ اس محبت امید کی موت بھی ہو جاتی" وہ اسے کوستے ہوئے بولا تھا

"کاش یہ سچ ہو جائے" وہ آنکھیں بند کر صدق دل سے بولی تھی

"وہ مر جائے گا ازنا اپنی دل پر جمی گرد جھاڑو اور سب چھوڑ کر آ جاو وہ محبت کا پجاری ہے" دل کا غبار نکال کر ایک دم ہی اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا آہل کی آنکھوں میں ستارے ٹمٹمانا شروع ہو گئے تھے اس کے دوست کی زندگی یہی لڑکی تو تھی بڑی آس سے بولا تھا شاید اس کا دل پگھل جائے اور وہ واپس آ جائے

"کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا،،، زندگی چلتی رہتی ہے دل بھی دھڑکتا ہے مجھے دیکھو زندہ ہوں سانس لیتی ہوں کھاتی پیتی ہوں میں دعا کروں گی وہ ٹھیک ہو جائے گا" بڑے ضبط سے لہجے کو سخت کرتی بولی تھی

اسلام علیکم!
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی وٹس اپ کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"کم سے کم تم تو نہ کہو ایسا دیوانگی جانتی ہو نا تم اس کی" احساس دلاتا ہوا لہجہ امید کی ایک کرن جاگی تھی کیسے اس در کو بند کر دیتا آہل نے اس در کو دونوں ہاتھوں سے تھامنا چاہا تھا مگر اس در میں لگی آخری کیل نے اس کے ہاتھوں کو زخمی کر دیا تھا اور تکلیف کی شدت سے وہ در چھوٹنے لگا تھا۔۔۔

"وقت رہتے سنبھل جائے گا" وہ آنسو پونچھتے بولی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے نفرت ہے" آہل نے اشتعال زدہ لہجے میں کہا تھا

"میں جانتی ہوں۔۔۔ میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تم پر غصہ ہے مجھے کیونکہ اسے تم سے محبت ہے اور اس سے جڑے ہر رشتے کا احترام مجھ پر لاگو ہے" وہ زخمی مسکراہٹ لیے بولی تھی

"تم نے کیوں کیا ایسا" وہی سوال جس سے وہ بچ رہی تھی

"اف آہل وقت اور حالات کی کوئی دہائی نہیں دے سکتی میں تمہیں۔۔۔ ایسا میں نے اپنے ہوش و حواس میں کیا تھا وجہ میں نہیں بتا سکتی دلائل دے کے قائل نہیں کر سکتی تمہیں میرا دل تڑپ رہا ہے" وہ ضبط کرتی بولی تھی۔۔۔

"اب تڑپ کیوں رہی ہو" طنزیہ لب و لہجہ۔۔۔

"شاید یہی مقدر ہے" کرب سے آنکھیں میچ لی۔۔۔

"اگر پچھتا رہی ہو تو سب چھوڑو واپس آجاو" وہ منتوں سماجت بھرے لہجے میں بولا تھا

"کس کے لیے آو واپس کیوں آو میں سب کشتیاں جلا آئی ہوں،، تم سچ نہیں جانتے" وہ زچ ہوتے ہوئے بولی

"اس کے لیے آجاو اس نے خود تک آنے کی کشتی جلنے نہیں دی تم آجاو" وہی اصرار۔۔۔

"وہ مجھے ایسے دیکھ کر خود بکھر جائے گا "

"وہ جانتا ہے تمہیں۔۔۔وہ سنبھال لے گا سب وہ سمیٹ لے گا سب کچھ نہیں بکھرنے دے گا،،، تم آجاو" وہ اب ترلو پر اتر آیا تھا

"میں خود کو نہیں جانتی اب مجھے دیکھے گا تو خود کو نہیں سنبھال پائے گا" وہ سخت لہجے میں بولی۔۔۔

"ایسی کونسی مجبوری ہے جو تم تڑپ رہی ہو اس کے لیے پر آو گی نہیں کیا محبت سے بڑھ کر ہے مجبوری "

"نہیں نہیں محبت سے بڑھ کر کچھ نہیں پر یہ مجبوری راکھ کر رہی ہے مجھے۔۔۔۔ تم نہیں جانتے کچھ مجبوری کی زنجیریں میرے پیروں میں بندھی ہیں جن کے زنگ آلود تالے میں نہیں کھول سکتی" اس نے بات ہی ختم کر دی آہل پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔۔۔ کوئی ترلے منتیں کام۔نہ آئی تھیں وہ اپنے دوست کے لیے اس کے پیروں میں بھی پڑ جاتا تو کم تھا۔۔۔۔

****

آج اس کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی ڈاکٹر بھی پر امید نظر آرہے تھے۔۔۔اس کا جسم کافی زخمی تھا ۔۔۔اندرونی چوٹیں بھی زیادہ تھیں دماغ میں بلڈ کلاٹ کر گیا تھا۔۔۔۔جس کی وجہ سے ناامیدی بڑھ گئ تھی۔۔۔لیکن کل سے ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ شاید آپ کے پیشنٹ میں ٹھیک ہونے کی ول پاور پیدا ہو گئ ہے ۔۔۔۔باقی سب اللہ کی ذات جانتی ہے۔۔۔

رشوان شاہ کو اندھیرے اور تاریکی میں کہی دور ایک جانی پہچانی آواز سنائی دے رہی تھی

"میرے چیتے "بس یہ دو لفظ تھے جو اسے سنائی دیے تھے یہ آواز اس کی زندگی کی تھی لیکن وہ نظر نہیں آرہی۔۔۔اس کا چہرا اس سیاہ اندھیرے میں کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔اب ایک اور آواز آئی تھی اسے۔۔۔وہ نیند میں تھا یا وہ مر چکا ہے۔وہ کون ہے کس کی آواز ہے یہ پر شفقت سی ۔۔۔کافی دیر وہ سوئے ہوئے اپنے ذہن پر زور ڈالتا رہا۔۔۔

۔۔۔"میرے بچے بہت دن گزر گئے تم آئے نہیں،،، ہم یاد کر رہے ہیں تمہیں" یہ مولوی صاحب کی آواز تھی

۔۔۔۔وہ بے چین ہوا اٹھا۔۔۔۔۔آنکھیں کھولنا چاہی مگر ناکام رہا۔۔۔۔۔وہ ہاتھ ہلانے کی کوشش کرتا رہا ۔۔۔۔۔مگر جسم ۔میں اٹھنے والی درد کی ٹھیسوں نے یہ ممکن نہ ہونے دیا۔۔۔۔

اسے لگا شاید وہ مر چکا ہے اور اب اندھیری قبر میں ہے جہاں فرشتے اس کا حساب لے رہے اس کے جسم کو بچھو سانپ ڈس رہے ہیں۔۔۔۔اتنی تکلیف اور اذیت تھی اس کے جسم میں اسے یقین ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے ۔۔۔۔۔درد تکلیف اتنی تھی کہ اس نے اب کی بار بے بسی سے اپنے رب کو پکارا تھا اندھیری قبر کا ساتھی کوئی بھی نہ تھا سوائے اس ذات کے۔۔۔۔یا اللہ یا اللہ میری نماز نماز بچا پائے گی مجھے وہ اس اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔لیکن نماز کہی نظر نہ آئی۔۔۔۔درد مزید بڑھتا گیا۔۔۔۔۔میری کوئی نیکی ہے جو مجھے اس قبر کے عذاب سے بچا لے۔۔۔۔۔نہیں کوئی نہیں۔۔۔۔اس اندھیرے میں میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔۔۔وہ تیز تیز سانس لینے لگا۔۔۔۔۔قبر کی پہلی رات سب پر بھاری ہوتی ہے وہ بھی یہی سوچ رہا تھا۔۔۔شاید آج پہلی رات تھی اور اس کے ماں باپ اس کی قبر پر بیٹھے رو رہے ہیں۔۔۔۔لیکن مجھے ہوا کیا ہے میں کیسے مر گیا۔۔۔۔وہ دماغ پر زور ڈالنے لگا مگر دماغ کا پراسیس بند تھا

۔۔"یہ لو میرے بچے اسے مضبوطی سے تھام لو یہ تمہیں روشنی تک لے جائے گا،،، کسی بھی حال میں اسے نہ چھوڑنا" مولوی صاحب کی اب کے آواز ہی نہ آئی تھی ان کا چہرا ابھی اسے صاف دکھائی دے رہا تھا وہ اس کے ہاتھ میں ایک جگنو پکڑا رہے تھے۔۔۔ جسے اس نے مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔

ایک دم ہی اسے اپنے کانوں میں مختلف آوازیں سنائی دینے لگی۔۔۔۔ اپنے نام کی درد بھری پکارے۔۔۔ ۔۔۔آہ گریہ۔۔۔۔

"رشوان رشوان میرے بچے۔۔۔ہمت نہیں ہارنا۔۔۔" می بول رہی تھیں بس یہ آخری جملہ تھا جو اس نے بہت دور سے

سنا تھا۔۔۔۔۔اور اس کے ای سی جی مانیٹر پر سیدھی لائن نمایا ہو گئی

رشوان دیکھو تم نہ جانا چھوڑ کے رشوان" اسفند اس کے قدموں کو چھوتے بلبلائے تھے۔۔۔

فریال شاہ کی آہ وزاری بڑھ گئی انہوں نے اس کے بے جان وجود کو جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔ سلمان شاہ پتھر کے بت بنے کھڑے جوان بیٹے کی لاش کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔۔ آہل جو ابھی اندر داخل ہوا تھا اس کے

مانیٹر پر نمایا سیدھی لائن دیکھ کر صدمے میں گھر گیا تھا۔۔۔ پھر اپنی پھپھو کو بازو سے تھام کر اس سے الگ کرنے لگا۔۔۔ اور نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔

"آپ ہمت کرے وہ چلا گیا ہے ہمیں چھوڑ کے" آہل رنج و غم سے بولا تھا اس کا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

****

نرس بھاگی بھاگی ڈاکٹر کو بلا لائی

"آپ لوگ باہر جائے" نرس ڈاکٹر جمع ہونے لگے۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے ای سی جی کی سیدھی لائن دیکھ کر....

"ڈیفیبریلیٹر" اس کو بجلی کے جھٹکے دینا شروع کیے۔۔۔ ہر جھٹکے کے ساتھ اس کا جسم اوپر کو اچھلا تھا۔۔۔۔ لیکن لائن ابھی بھی سیدھی تھی۔۔۔۔

فریال شاہ سلمان شاہ اسفند سب باہر کی طرف جاتے جاتے پلٹے تھے جب ڈاکٹر نے اسے شاک دیا تھا ۔۔۔ فریال کو یقین ہو گیا تھا۔۔۔ کہ اب وہ اپنے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھ پائے گی۔۔۔ سلمان بے بس سے بیٹھے تھے۔۔۔۔ان کی کل پونجی لٹ گئی تھی۔

آہل نے محبت کو جیتتے دیکھا۔۔۔اور زندگی کو ہارتے،،،،۔۔آہل پھٹی پھٹی آنکھوں سے دعا کر رہا تھا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے تیسرا شاک رشوان شاہ کے سینے پر تکبیر پڑھتے ہوئے لگایا تھا اور اس کا جسم اوپر کو اچھل کے نیچے گرا تھا.... اور مشین سائیڈ کرتے بہت پھرتی سے نرس سے انجیکشن لے کر سیدھا کر کے اس کے سینے میں لگا دیا اور مانیٹر میں سے ٹی ٹی کی آواز دوبارہ شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔ دھڑکن بحال ہوتے ہی۔۔۔۔اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور اس کی سانسیں بحال ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ڈاکٹر مشین سائیڈ کر کے ۔۔۔اس کے ڈرپ میں نرس کو کوئی انجیکشن ڈالنے کی ہدایت دے رہے تھے۔۔۔

وہ جو تکلیف کی شدت اور سانس کی کمی کی وجہ سے بلبلا رہا تھا۔۔۔اس نے بہت کوشش کے بعد اپنی جڑی ہوئی پلکیں کھولنے کی کوشش کی تھی اور اس بار وہ کامیاب رہا۔۔۔ایک تیز روشنی کی دھار اس کے پھیلی ہوئی آنکھوں کی پتلیوں پر پڑی تھی۔اور۔۔۔ آنکھیں سکڑنا شروع ہو گئی۔۔۔۔اتنی تیز روشنی برداشت نہیں کر پایا اور پلکیں دوبارا بند کر لی۔۔۔۔بہت دکت سے اپنے خشک ہونٹوں کو ہلایا تھا اس نے

"ازنا"۔۔۔اس کی جان اب بھی اسی میں اٹکی تھی۔۔۔۔آواز بہت نقاہت زدہ تھی بامشکل نرس نے اس کی آواز سنی تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کامیاب ہو گئے تھے وہ ہوش میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔نرس بھاگی بھاگی باہر آئی تھی

"ازنا کون ہے پیشنٹ کو ہوش آ گیا ہے۔۔۔" فریال شاہ بت بن گئ تھیں۔۔۔۔ازنا کو کہاں سے لاتی اب ....خود بھاگی بھاگی اندر آئی پیچھے سلمان اور آہل اسفند بھی آئے تھے۔۔۔۔۔فریال اس کا ہاتھ تھام کر چومنے لگی

"رشوان میرے بچے "ان کی آواز رندھی ہوئی تھی ڈاکٹر سلمان شاہ کا کندھا تھپتھپا کر مبارک باد دینے لگا ۔۔۔۔۔وہ اس وقت غنودگی میں تھا۔۔۔۔آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہی تھیں۔۔۔۔کچھ ملی جھلی آوازیں آ رہی تھی۔۔۔۔۔

"اس نے اللہ کے بعد ایک بار پھر اسے پکارا تھا۔۔۔۔فریال نے اس کا ہاتھ دبا کر کہا

"سب یہاں ہیں میری جان "وہ ماں تھیں اپنے بیٹے کو کب سے تڑپتا ہوا دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔اس کا دماغ غنودگی میں تھا مکمل بیدار نہ ہوا تھا ماں کی آواز سنی ضرور تھی اور پھر دنیا سے بیگانہ ہو گیا تھا۔۔۔۔

****

ایکسیڈنٹ کے 25 دن بعد رشوان شاہ نے مکمل طور پر اپنی آنکھیں کھولی اور مکمل بیدار ہو گیا۔۔۔اس کی آنکھوں نے پہلا منظر صرف سفید دیوار پر لگی گھڑی میں 6 کا ہندسے پر رکی سوئیاں دیکھی تھیں ۔۔۔ناجانے صبح کے چھ تھے یا شام کے۔۔۔پھر آہستہ آستہ اس نے نظریں گھمانا شروع کی تو کمرہ خالی تھا ۔۔۔وہ کہاں تھا نہ جان سکا کونسی جگہ ہے یہ۔۔۔اس کا کمرہ نہیں ہے اس کے گھر کا کوئی حصہ نہیں ہے ۔۔۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم کا کوئی حصہ اسے محسوس نہ ہوا سوائے اپنی گردن کے پھر اس نے اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔۔۔اور کچھ فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھے وجود پر نظر پڑی۔۔۔

فریال شاہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ناجانے کب سو گئ تھیں۔۔۔گردن ایک طرف لڑھکی ہوئی تھی دوپٹہ سر سے جھلک کر گردن کے گرد لٹکا تھا۔۔۔اس نے بہت غور سے انہیں دیکھا کیونکہ اسے سب دھندلا نظر آرہا تھا

یہ کون ہے" وہ دیکھتا رہا اور پھر وہ دھندلا عکس صاف ہوتا گیا۔۔۔

"مما" اس نے آہستہ سے پکارا تھا لیکن فریال شاہ ہڑبڑا کر اٹھ گئ تھی اور جلدی سے اس پر جھک گئ تھی

"ہاں رشوان یہ رہی میں میری جان کیسی طبیعت ہے تمہاری "

وہ ہذیانی سی بول رہی تھیں اس کا ماتھا چوم رہی تھیں۔۔۔ کبھی ہاتھ چومنے لگی وہ ان کے والہانہ انداز کو دیکھنے لگا۔۔۔اسے ابھی تک یہ یاد نہ تھا کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔۔۔

"مجھے کیا ہوا ہے مما" وہ ان سے پوچھ رہا تھا

"تمہیں کچھ نہیں اب تو دیکھو تم بالکل ٹھیک ہو بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ تھا" وہ آنسوؤں کے ساتھ مسکرا رہی تھیں۔۔۔

"ایکسیڈنٹ۔۔۔۔مجھے کچھ یاد نہیں مما" وہ اپنے دماغ پر زور ڈالنے لگا وہ اس کا ہاتھ سہلانے لگی۔۔۔

"ازنا کہاں ہیں۔۔۔۔" وہ ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ فریال ایک دم گڑبڑا گئی۔۔۔۔ازنا ایک ایسی یاد ہے جو کبھی اس کے ذہن میں پردہ نشین نہیں ہو سکتی۔۔۔۔

تم یہ بھول گئے کے موت کا فرشتہ کب نازل ہوا تھا۔۔۔ مگر یہ نہ بھولے کہ کوئی ازنا نامی محبت کی دیوی بھی تھی" وہ دل میں آہ کر کے رہ گئی۔۔۔۔

"رشی تم ابھی سو جاو میری جان وہ آئے گی تو تمہیں جگا دوں گی" وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر بولی تھیں نظریں چرا رہی تھیں۔۔۔۔۔

رشوان یاد کرتا رہا اپنے دماغ پر زور ڈالتا رہا کہ اس کا ایکسیڈنٹ کیسے ہوا کہاں ہوا اور کب ہوا اور بلاآخر دو دن بعد دوپہر کے تین بجے اسے سب یاد آ گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے لیکن اب کی بار آہ وزاری نہ کی تھی اس نے بس اپنے آنسوؤں کو بہہ جانے دیا۔۔۔ اسے یاد آیا۔۔ کہ اس کا دل بند ہو رہا تھا سانس لینے کی جدوجہد میں تھا وہ اور گاڑی لڑکھڑا گئی۔۔۔ اور سامنے سے آتی بس سے اس کی گاڑی جا لگی۔۔۔ اس نے سانس کی کمی کی وجہ سے شدت سے ہاتھ اپنے دل پر مارے تھے۔۔۔ لیکن ناکام رہا زندگی ٹھینگا دکھا رہی تھی جس زندگی کو ختم کرنے پر تلا ہوا تھا آج وہی زندگی اسے منہ چڑا رہی تھی۔۔۔۔ موت کی تکلیف سے گزر آیا تھا وہ

"کیا ہوا رشوان کیوں رو رہے ہو" فریال نماز پڑھ کر آئی سی یو میں داخل ہوئی تھیں اسے روتا دیکھ اس کے آنسو پوچھنے لگی۔۔۔ اور رشوان نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔ وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن وہ بالکل خاموش رہا۔۔۔ آہل کتنی دیر اس کے پاس بیٹھ کر چلا گیا لیکن اس کی چپ نہ ٹوٹی ۔۔۔۔ سلمان شاہ نے بھی بہت کوشش کی بات کرنے کی لیکن اس کے پاس الفاظ نہیں تھے وہ کیا کہتا کیا بولتا کیا بات کرتا۔۔۔۔۔۔

سلمان شاہ پریشان سے ڈاکٹر کے پاس پہنچ گئے کہی اس کی گویائی صلب تو نہیں ہو گئ

******

آج پورے ایک مہینے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا اب وہ ٹھیک تھا جسم پر بندھے پلستر اتر چکے تھے سی ٹی سکین بھی سہی آیا تھا اس کے جسمانی زخم بھر گئے تھے چوٹوں کے نشان صاف ہو چکے تھے لیکن ابھی وہ پہلے کی طرح چل پھر نہیں سکتا تھا بہت آہستہ آہستہ کسی کی مدد سے چلتا تھا۔۔اور جسم میں درد رہتا تھا۔۔وہ بس 25 سال کا تھا اور وہ موت کو قریب سے دیکھ آیا تھا۔۔۔ جسم کے زخم بھر گئے تھے لیکن دل کے زخم وہ تو اب کبھی نہ بھرنے تھے...... دل پر ایک شگاف سا پڑ گیا تھا۔۔۔۔اس ایک مہینے میں سب نے بے انتہا کوشش کی کہ وہ بات کرے کچھ بولے لیکن وہ چند ایک لفظ کے علاوہ کچھ نہ بولا تھا۔۔۔۔۔

فریال اپنے ممتا بھرے لمس کی آغوش میں لیے رکھتی ہر پل اسے۔۔۔۔۔۔آج اس کے سر میں بہت درد تھا درد کی شدت بہت زیادہ تھی پین کلر سے آرام نہیں آیا تھا برداشت ختم ہو گئی ہمیشہ کی طرح سلمان اور فریال اس کے پاس بیٹھے تھے۔۔۔۔جسمانی تکلیف کے ساتھ دل کا درد بھی بڑھ گیا تو اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک گیا۔۔اور شکوہ لبوں سے پھسل گیا۔۔۔

"مما آپ نے اتنے جھوٹ کیوں بولے مجھ سے۔۔۔۔۔کاش آپ سچ بتا دیتی مجھے "

"کیسا سچ" فریال کے اندر خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔۔۔۔۔

"آج بھی آپ انجان بن رہی ہیں مما۔۔۔" وہ تمسخرانہ ہنسا تھا۔۔۔۔

فریال کا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔

"جانتی ہیں آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا ہوا تھا.... نہیں جانتی کیسے جانتی آپ نے کبھی سمجھا ہی کہاں مجھے میری محبت کو۔۔۔۔وہ سچ آ گیا ہے میرے سامنے جسے آپ نے ساتھ پردوں میں چھپایا، سب کی زبانوں پر کفل لگائے۔۔۔۔۔۔ آج ایک بڑے سچ سے آشنا میں بھی کرتا ہوں آپ کو۔۔۔۔ آپکو میں کراچی کے ہسپتال میں مردہ حالت میں ملا مگر جانتی ہیں میں مردہ کہاں ہوا اسی گاؤں اسی حویلی کی سڑک پر جہاں اس کی خوشبو تھی۔۔۔۔ میں وہاں پہنچ گیا تھا سب جان گیا تھا۔۔۔۔ جانتی ہیں محبت میں مجبور تھا۔۔۔ جہاں خوشبو کو پایا وہاں ہو لیا۔۔۔۔ اور پھر مردہ ہو گیا نہ کچھ سونگھ سکا اور نہ دیکھ۔۔۔۔۔ اب مردہ ہونے کی باری آپ سب کی ہے۔۔۔۔ "

وہ سخت الفاظ استعمال کر رہا تھا۔۔۔۔ماں سے یہ کونسا طریقہ تھا بات کرنے کا سلمان بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے یہ لڑکا تو بالکل ہی دماغ گواہ بیٹھا ہے۔۔۔۔

"تم تو ایکسیڈنٹ سے مردہ ہوئے تھے ہمیں تو باتیں سنا سنا کر مردہ کرنے کی ٹھانی ہے تم نے شاید "وہ فریال شاہ تھیں اس سے کب دبتی تھیں۔۔۔۔دوبدو جواب دیا تھا۔۔۔اولاد اکلوتی ہو تو مائیں ڈر جاتی ہیں لیکن وہ ۔۔۔۔۔

"وہ مر چکی ہے مما شادی کے بعد ہی اسے جلا کر مار دیا گیا۔۔۔شاہ میر کی کوتاہی کی سزا اسے ملی۔۔۔یہی تو المیہ ہے ہمارے معاشرے کا۔۔۔باپ بھائی بے فکر ہو کر گناہ کرے اور جب سزا کا وقت آتا ہے تو گھر کی عورتیں ہیں نا،وہ سزا بھگتے گی،،،،وہ مر گئی ہے تبھی اس دل نے ساتھ چھوڑ دیا تھا میرا "وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگا۔۔۔اور فریال شاہ اور سلمان اس انکشاف پر بت بن گئے۔۔۔۔لیکن اس کی دھاڑیں آج پھر کوئی تین مہینے بعد اس گھر میں گونجی تھیں

"دماغ پر اثر ہو گیا ہے تمہارے۔۔۔فراخات بک رہے ہو،،،پاس بیٹھ کر سمجھاواسے۔۔بہلاواسے,دلاسے دو،اسے مگر اس کا منہ بند کر دو" سلمان شاہ غصے سے اٹھ گئے تھے فریال کو لتاڑا جو کب سے اس کی آواز سننے کو ترس رہے تھے آج وہ بولا تھا تو ان کے دل ہلا گیا تھا۔۔۔

"اب دلاسے کی ضرورت مجھے نہیں آپ کو ہے ڈیڈ" وہ پیچھے سے بولا تھا ان کے قدم کانپے تھے مگر رکے نہیں تھے،،،ازنا نہیں مر سکتی اس کی موت کہ خبر سلمان شاہ کے لیے انہونی تھی۔۔۔۔

"دماغی حالت ٹھیک نہیں تمہاری رشوان شاہ۔۔اس کی جدائی نے پاگل کر دیا ہے تمہیں،،،تمہارا ذہن اس کی جدائی اب بھی برداشت نہیں کر پا رہا جب کہ تم قبر کا منظر تک دیکھ آئے ہو" وہ غصے سے بولی تھیں اور اٹھ کر باہر چلی گئی تھیں۔۔۔۔رشوان شاہ زاروقطار رو رہا تھا۔۔۔اگر وہ اس وقت رو لیتا تو شاید مر تا نہیں لیکن آج وہ محبت کی میت پر رو رہا تھا۔۔۔۔

****

وہ جب سے ہوش میں آیا تھا اللہ کا شکر کرتا تھا زندگی کی ناقدری نہیں کرتا تھا اب اس زندگی میں وہ نہیں تھی لیکن جب اللہ نے زندگی دے دی تو اس کی ناشکری کیوں کرتا۔۔۔۔ہاں اب ہنستا نہیں تھا مسکراتا نہیں تھا بولتا نہیں تھا جیتا نہیں تھا بس زندگی گزار رہا تھا

اس میں بھی دنیا کو چین نہیں تھا وہ اکساتے تھے اسے بولنے پر۔۔۔ہنسنے پر مجبور کرتے تھے ان سے یہ برداشت ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ چپ رہے۔۔۔۔

۔۔"آپ نے میری بہت مدد کی مولوی صاحب "وہ آج تین مہینے بعد ان کے پاس آیا تھا۔۔۔ان کا ہاتھ چومتا بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"مدد گار تو میرا رب ہے،،،، تم پریشانی میں تھے مسلسل ہمارے خواب میں آتے رہے ہم نے تمہیں رب سے مانگا،،، اور اللہ نے تمہاری مدد کی تمہاری تکلیفیں کم کر دی "

وہ مسکرا کر بولے تھے۔۔۔

۔۔۔"اب مجھے صبر کرنا آگیا ہے مولوی صاحب موت کو اپنے سامنے دیکھا تو زندگی کے معنی سمجھ آگئے،،،" وہ جھر جھری لیتا بولا تھا

۔۔۔"اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" انہوں نے اس کی ڈھارس بندھائی تھی۔۔۔ صبر کے راستے میں چلتے ہوئے ہمت و حوصلے کی بڑی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔۔

۔۔"وہ مر گئی اس دنیا سے ہی چلی گئی۔۔۔ میں نا جانے کیسے بچ گیا" وہ یاسیت و نا امیدی سے بولا

۔۔"جس کا جتنا وقت لکھا ہوتا ہے اتنا ہی کاٹنا ہے اس دجل میں،،، نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے رسانیت سے بولے اور پھر اٹھ کر اپنے حجرے میں چلے گئے۔۔۔۔

❊❊❊❊❊❊❊

Urdu Novels Ghar

"ممی میں آپ کے پاس لیٹ جاوں" وہ مسکرا کر ان کے پاس آیا تھا صبح صادق کا وقت تھا وہ نماز سے فارغ ہو کر قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں جب وہ سیڑھیاں اترتا ہوا چلا آیا۔۔۔شاید نیند نہیں آ رہی تھی آنکھین سرخ تھیں۔۔۔انھوں نے آنکھ سے اشارہ کیا تو وہ ان کے سمٹے ہوئے پاوں پر سر رکھ کر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لی اور قرآن سننے لگا جب ترجمے میں حضرت یوسف کے خواب کا ذکر ہوا تو وہ ٹھٹک گیا اور ماں سے کہنے لگا

"میں کچھ روز سے پریشان ہو کیا آپ سے کہہ سکتا ہوں" وہ آنکھیں بند کیا بولا تھا انھوں نے بیٹے کے چہرے کو غور سے دیکھا پھر قرآن بند کر دیا

"کیا ہوا ہے بولو" وہ محبت سے اسے دیکھنے لگی وہ پریشان رہتا تھا اب بھی جانتی تھیں وہ پر اب دکھاتا نہیں تھا کچھ عرصے سے وہ بدل گیا تھا خود کو چھپانے کا ہنر سیکھ گیا تھا اپنے خول میں بند ہو گیا تھا اور وہ بھی مطمئن تھیں کہ اب کم سے کم وہ ٹوٹتا بکھرتا تو نہیں ہے ہمت اور حوصلے سے کام لے رہا ہے

"ممی میں روز ایک خواب دیکھتا ہوں کافی دن سے یہ خواب میری نیند اڑا رہا ہے مجھ پر عجیب کیفیت طاری کر رہا ہے یہ خواب "وہ مضطرب سا بولا تھا

""کیسا خواب میرے لال "

۔۔"میں روز دیکھتا ہوں کہ میں ایک ریگستان میں ہوں ویران اور تپتی دھوپ میں تنہا ہوں۔۔۔۔میں چیخ رہا ہوں اسے کھوج رہا ہوں ذیشا ذیشا کہاں ہوں تم۔۔۔"وہ لحظ کو رکا تھا

"پھر "ان کے ماتھے پر پسینہ ابھرا تھا بیٹے کا خواب سنتی ان کا دل پسیجنے لگا تھا

"پھر اس کی آواز آتی ہے

۔۔"میں یہی ہوں رشوان تم دیکھو تو۔۔۔۔تب میں اور زور سے چیخ کر کہتا ہوں کہاں ہو تم مجھے نظر نہیں آ رہی ذیشا تم کہا چھپی ہو۔۔۔۔

"میں کیوں نظر نہیں آ رہی تمہیں۔۔۔۔یہ رہی میں پیچھے دیکھو تمہارے پیچھے ہی تو کھڑی ہوں ازل سے ہمیشہ سے تمہارے ساتھ تمہارے پیچھے پیچھے۔۔۔"وہ بول رہی ہے

اور پھر میں لرزتے دھڑکتے دل کے ساتھ مڑ کے دیکھتا ہوں تو وہ وہی کھڑی ہوتی ہے جہاں میں کئی دفعہ کئی بار اسے ڈھونڈ چکا ہوں پہلے۔۔۔

میں آہستہ سے اس کی طرف بڑھتا ہوں تو ٹھٹک کر رک جاتا ہوں یہ کیا اس کے پاؤں ریت میں دھنسے ہوئے ہیں۔۔۔اتنے اتنے "

وہ اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بتا رہا تھا اب اس کے چہرے سے صاف اس کی بے چینی جھلک رہی تھی

"رشوان وہ نہیں رہی" وہ دکھ سے بوجھل ہوتے لہجے میں تلخ سچائی بیان کر رہی تھیں رشوان کا چہرا ایک پل میں سفید ہو گیا تھا لیکن اگلے ہی پل اپنے تاثرات نارمل کرنے لگا اور پھر جذب سے بولا تھا

"جانتا ہوں پر مانتا نہیں ہوں۔۔۔ خیر آپ سنے نا "

میں تمھاری مدد کروں تمہیں نکالوں یہاں سے میں اس سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔

اور وہ کہہ رہی ہے کیا تمہیں اجازت کی ضرورت ہے ہاتھ بڑھاو رشوان شاہ اور حاصل کر لو مجھے۔۔۔۔

میں ہاتھ بڑھاتا ہوں اور وہ اپنا نازک سفید ہاتھ میری اس چوڑی ہتھیلی پر رکھتی ہے" وہ اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھنے لگا اس کا لمس وہ ابھی بھی محسوس کر رہا تھا

"میں تھوڑی جدوجہد کے بعد اسے اس ریت میں سے نکال لیتا ہوں جھک کر اس کے کپڑے جھاڑتا ہوں اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھتا ہوں تو وہ مسکراتی ہے

کہتی ہے کہاں رہ گئے تھے کب سے انتظار کر رہی تھی میں تم نے اتنا وقت لگا دیا۔۔ میں تو انتظار کی چکی میں پس کر مر ہی جاتی اور میں مسکراتا ہوں مجھے زندگی مل گئی ممی لیکن بس اسی پل سب دھندلا جاتا ہے اور پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔۔۔ "

اس کا چہرا پسینے سے تر تھا۔۔اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔۔۔ آنکھوں میں اضطرابی کیفیت تھی۔۔۔

۔۔"ایسی کونسی جگہ ہے ممی جہاں پر ریت ہو۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ زندہ ہے اور مجھے وہاں پر مل بھی جائے تو کیا اسے ڈھونڈنے جاؤ بتائے۔۔۔ میری مدد کون کریگا" وہ اب بے چین سا اٹھ بیٹھا تھا

" اور کتنا ڈھونڈو گے رشوان اسے۔۔۔۔کیا تم اب تک نہیں سمجھے محبت میں ڈھونڈنا نہیں پڑتا میری جان محبت میں بھی اگر ڈھونڈنا پڑے تو محبت کس کام کی۔۔۔۔محبت میں تو محبوب خود ہی عطا ہو جاتا ہے اور تم ڈھونڈنے کی بات کر رہے ہو" وہ تھوڑی تلخی سے بولی تھیں

"وہ تو عطا ہو چکی تھی مجھے ممی۔۔۔بس کہیں کھو گئی شاید میری کسی کوتاہی کی وجہ سے۔۔۔اب ڈھونڈ رہا ہوں تو مل نہیں رہی۔۔۔ایک بار مل جائے تو پوچھوں گا اس سے محبت میں ڈھونڈلو تو عاشق کہلاتے ہیں کیا" وہ کرب سے بولا تھا پر وہ اب روتا دھوتا نہیں تھا صبر کرتا تھا اس لیے ضبط سے پوچھ رہا تھا

"تم سے بڑھ کر بھی کوئی عاشق ہو گا کیا رشوان۔۔تم نے محبت کی وہ سند پالی ہے جو کسی کسی کو نصیب ہوا کرتی ہے،،،تم نے تو اب صبر کرنا بھی سیکھ لیا ہے،،،بس یہ خواب بس خواب تھا زیادہ نہ سوچو" وہ تخت سے کھڑی ہوتی قرآن پاک اٹھانے لگی وہ انہیں دیکھنے لگا پھر آنکھیں بند کر کے تکیے پر سر رکھ گیا اور سونے کی

کوشش کرنے لگا ایک یہ خواب ہی تو تھے جو اس سے ملاقات کا شرف بخشتے تھے ورنہ حقیقت تو بہت تلخ تھی
وہ چہرے پر گہری مسکراہٹ سجائے سونے کی کوشش کر رہا تھا

کچھ خاص دلوں کو عشق کے الہام ہوا کرتے ہیں

محبت معجزہ ہے اور معجزے کب عام ہوا کرتے ہیں

جب فریال شاہ نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ یہ ازنا کا سیر اب اس کا پیچھا نہیں چھوڑ تا۔۔۔۔اس کی
مسکراہٹ دیکھ کر وہ تاسف زدہ سی اپنے کمرے میں چلی گئ اس کی کسی بھی بات کا ان کے پاس جواب نہیں

ہوتا تھا اس لیے خاموشی کی چادر اوڑھ لیتی تھیں انسان بڑا وقت بالی ہوا کرتا ہے آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ بدل جاتا ہے

****

آج وہ اپنے خوابوں سے پریشان ہو کر مولوی صاحب کے در پر آگیا تھا۔۔۔

۔۔"کوئی ایسا وظیفہ یا تعویز مل جائے گا کہ پتہ چل جائے وہ کہاں ہے" دیوانے کا ایک ہی سوال تھا۔۔۔

۔۔"میاں ایسا کوئی طریقہ نہیں" مولوی صاحب نے ہاتھ ہلا کر انکار کر دیا۔۔۔

۔۔"کیوں نہیں وہ کیسی ہے کس حال میں ہے کیا یہ معلوم نہیں ہو سکتا استخارہ بھی تو کرتے ہیں آپ۔۔" وہ پر امید سا پوچھ رہا تھا۔۔اس کا دل مانتا ہی نہیں تھا کہ وہ مر گئی ہے۔۔۔

۔۔"استخارہ سے پتہ لگ سکتا ہے پر مرے ہوئے کا استخارہ نہیں نکلتا" مولوی صاحب نے امید کی کرن بند کر دی۔۔۔

۔۔"مولوی صاحب وہ زندہ ہے میں روز دیکھتا ہوں اسے خواب میں۔۔۔کیا میرا ہر خواب بے سبب ہے اس میں کوئی بشارت نہیں" آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی۔۔۔زخمی سا لہجہ تھا۔۔۔

۔۔"کچھ خواب بے سبب ہی آتے ہیں میرے بچے پر عشق حقیقی رکھنے والوں کے خواب سچے ہوتے ہیں" وہ افسردہ سے بولے تھے۔۔۔

۔۔"وہ زندہ ہے میرا دل پتہ دیتا ہے۔۔۔میں نے بے ہوشی میں آواز سنی ہے اس کی میں تو کالے سیاہ اندھیرے میں تھا اس کی آواز نے ہی تو روشنی دکھائی مجھے،،اور اس کے بعد آپ ملے مجھے "وہ انہیں بتا رہا تھا یقین دلا رہا تھا۔۔۔۔

۔۔"یہ تم نہیں محبت کا بھوت بول رہا ہے کوئی نہیں چاہتا کہ اپنے پیارے کو مرا ہوا جانے پر کیا کرے جو ایک بار چلا گیا تو واپس نہیں آتا میرے بچے صبر کرو بس "وہ اس کا کندھا تھپتھپانے لگے۔۔۔ان کا لہجہ ٹھوس تھا ۔۔۔کیا کرتے اسے یقین ہی نہ تھا

"ذرہ استخارہ نکالیں اگر نکل گیا تو مطلب زندہ ہے وہ" عجیب ضد باندھ لی تھی اس نے،،، بے یقین تھا پر امید تھا

۔۔"ارے لڑکے یہ پانی پی تھوڑا غم ہلکا ہو جائے گا" وہ اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھا کر بولے تو وہ رونے لگا،،،جیلانی صاحب نے گہری سانس لی

۔۔"لیجیے ہو گیا غم ہلکا آپ بس استخارہ نکالے۔۔۔"وہ آنسو رولتا بولا تھا غم ہلکا کرنے کو بس آنسو بہانا تھے ۔۔۔۔

۔۔"پریشانی کے عالم میں سب سے اہم ہوتا ہے اللہ کی مرضی سمجھنا اور فیصلہ کرنا تم تو دماغ بند کر بیٹھے ہو بیٹا حوصلہ کرو صبر کرو اپنے رب کی طرف نگاہ کرو اپنا دل اس طرف لگاو پھر تمہیں ہر چیز میں میرے رب کی مصلحت نظر آئے گی"وہ مخصوص متانت بھرے لہجے میں بولے تھے۔۔۔

****

آج پھر خواب دیکھا ہے میں نے وہ رو رہی ہے زار و قطار نیچے بیٹھی ہے فرش پر۔۔۔۔ نہیں فرش نہیں کسی ریت کے ٹیلہ پر بیٹھی ہے۔۔۔

میں بھاگ رہا ہوں اور جا کے اس کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا ہوں۔۔۔

میں بھی رو رہا ہوں وہ بھی رو رہی ہے میں اسے آواز دے رہا ہوں وہ نظر اٹھا کے دیکھ رہی ہے مجھے

"دیکھو میرے ہاتھ توڑ ڈالو گے ان کے اوپر لگے موٹے زنگ آلود تالے کھول سکتے ہو ہاں تم ہی کھول سکتے ہو" وہ پر امید پریقین سی کہہ رہی ہے۔۔۔

"میں میں کیسے کھول سکتا ہوں" میں پریشانی سے بولا۔۔۔۔

ہاں میں ہی کھول سکتا ہوں ہو" میں یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں ہوں اور میں اس کی طرف بڑھتا ہوں تالے کھولتا ہوں اس کی زنجیریں توڑ دیتا ہوں ہو اور وہ غائب ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ کیوں غائب ہو جاتی ہے اسے تو میرا ہاتھ تھام لینا چاہیے تھا۔۔۔ کیا وہ مجھے یاد کرتی ہے کیا کوئی مر کر بھی آپ کو یاد کر سکتا ہے ۔۔۔۔

****

وہ دیوانہ آج پھر ان کے در پر آ گیا تھا وہ مصر تھا استخارہ نکالے۔۔۔ مولوی صاحب نے ناگواری سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

۔۔۔"وہ خواب میں آتی ہے میرا رب بشارت دیتا ہے آپ کیوں نہیں سمجھتے "وہ مضر تھا مولوی صاحب نے

اپنے پاس بیٹھے اپنے شاگرد کو اشارہ کیا وہ اسے گھسیٹتا ہوا لے کر باہر آ گیا پھر کچھ پڑھنے لگا۔۔۔۔

"کیا ہوا" وہ بے چینی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"رکو حساب لگانے دو مجھے "وہ منہ بگاڑ تا بولا تھا۔۔۔

۔۔"وہ جہاں کہیں بھی ہے خیریت سے ہے اب جاو یہاں سے "اس نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

۔۔"میں کہتا تھا ناوہ زندہ ہے جب یہ پتہ لگا لیا تو اب یہ معلوم کر دیں کہ وہ کہاں ہے۔۔۔"وہ جوش سے بولا تھا۔۔۔خوشی سے اس کی انکھیں جگمگا گئی۔۔۔

۔۔۔"اتنا ہی معلوم ہو سکتا ہے اور نہیں" اس نے بے زاریت سے جواب دیا۔۔۔۔

"کیوں نہیں" وہ پھر سے اندر بھاگا تھا جیلانی صاحب کے پاس۔۔۔

۔۔"کیا آپ سے بڑے کوئی عالم فاضل ہیں جس کے پاس میں جاسکوں جو یہ بتا سکے کہ وہ کہاں ملے گی ۔۔۔"وہ جیلانی صاحب کے علم پر شک کرتا بولا تھا

۔۔۔"میں کوئی عالم فاضل نہیں میں تو اپنے اللہ کا ادنیٰ سا بندہ ہوں۔۔۔ تم جذباتی ہو رہے ہو بیٹا ایسا کوئی حساب کوئی پڑھائی نہیں جس کے ذریعے یہ معلوم ہو سکے غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔۔۔ مرے ہوئے دوبارہ نہیں ملا کرتے حقیقت یہ ہے کہ وہ مر گئی ہے۔۔۔" وہ اسے رسانیت سے سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔ لیکن اس نے تو بات سنی ہی نہ تھی عجیب کیفیت طاری تھی عجیب بے چینی،، ازناشاہ روز آواز دیتی تھی اسے بلاتی تھی خوابوں میں مل کر اپنے ہونے کا یقین دلاتی تھی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"بس آپ سے بڑے کسی عالم کا پتہ دے دے میں ابھی وہاں جاتا ہوں مجھے لگ رہا ہے آپ مجھے تسلی دے رہے ہیں دل رکھنے کو جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔یہ جو محبوب آپ کے قدموں والے اشتہار لگے ہوتے ہیں کیا ان سے پتہ لگ جائے گا وہ کہاں ہے" وہ ہذیانی سا ہو رہا تھا

۔۔"استغفر اللہ ایمان کمزور ہو گیا ہے تمہارا" وہ اب کے کھردرے لہجے میں بولے۔۔۔۔

۔۔"ایمان کمزور نہیں ہوا۔۔۔کبھی ہو ہی نہیں سکتا میں بے بس ہوں میں کیا کروں کہ میرے پاس کلیم اللہ سا علم نہیں جو میں اپنے خدا سے کلام کر سکوں۔۔۔۔" وہ افسردہ تھا اس کی آنکھوں میں گلہ ابھرا تھا ۔۔۔وہ مسلسل کرب میں مبتلا تھا۔۔۔۔

۔۔"کیا کفر بک رہے ہو تم۔بس دعا سے کام لو دیکھو اگر رب مہربان ہو گیا تو نواز دے گا" جیلانی صاحب کچھ خفا ہوئے تھے اس کی بات سے کہاں ہم عام بشر اور کہاں اللہ کے پیغمبر۔۔۔یہ لڑکا تو توازن ہی گواہ بیٹھا ہے

"رب کب مہربان ہوتا ہے مولوی صاحب" ہمیشہ کا پوچھا سوال پھر سے دہرا رہا تھا جیلانی صاحب اس سے پریشان نہ ہوتے تھے بڑے تحمل سے اس کے سوالوں کے جواب دیا کرتے تھے۔۔۔۔

۔۔"وہ تو رحمن ہے رحیم ہے تم بس اس سے لو لگا لو وہ تمہیں ہر چیز سے نواز دے گا بس سچے دل سے توبہ کر لو ہر گناہ معاف اپنے اندر عاجزی پیدا کر لو تمہارے حق میں وہ بہتر ہوئی تو ضرور مل جائے گی نہیں تو تمہارا دل پھر جائے گا" ہمیشہ کا کہا جملہ آج پھر دہرایا گیا۔۔

۔۔"بھلا ایسا کیوں سوچتے ہیں آپ میرا دل اب تک نہ پھرا اس سے وہ میرے حق میں بہتر ہی تھی۔۔۔وہی تو دنیا تھی میری وہ گئی تو لگتا ہے دنیا ریزہ ریزہ ہو گئی ہے۔۔۔اب جی کہ کیا فائدہ لیکن مجھے اللہ نے زندگی دی ہے۔۔۔"وہی دیوانگی،،وہی کھویا کھویا نا امیدی بھرا لہجہ۔۔۔۔

"صبر کا دامن تھام لو پھر دیکھو میرا رب مہربان ہو جائے گا اب جاو مجھے قرآن پڑھنا ہے" ان کا پنائیت بھرا لہجہ پر شفقت انداز ہی تو اس کی ڈھارس بندھاتا تھا اسے حوصلہ دیتا تھا۔۔۔

"آپ کے پاس بیٹھتا یوں تو ڈھارس بندھ جاتی ہے لگتا ہے خدا مہربان ہو گیا ہے۔۔۔۔۔" عجیب منطق عجیب باتیں تھیں اس کی۔۔۔

****

رشوان یہ آواز یہ انداز کبھی بھول ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اب بھی بے یقین تھا۔۔۔۔ اپنی آنکھوں کو اس نے بارہا مل کر صاف کیا۔۔۔۔۔ مگر نہ منظر بدلا تھا اور نہ ہی آواز۔۔۔۔۔۔ رشوان نے اپنی آنکھوں کو سختی سے بند کیا اور پھر سے کھولا ہاں وہ وہی تھی۔۔۔۔ قسمت اور وقت کبھی کبھی ہم پر ایسے ہی مہربان ہو جاتے ہیں ابھی وہ اسٹیج سے اتری تھی کہ اینکر نے ٹی ٹائم کی اناونسمنٹ کر دی۔۔۔۔ سب اپنی

کرسیاں چھوڑنے لگے ان میں ایک دیوانہ وہ بھی تھا۔۔۔جو تیزی سے سامنے کی طرف بھاگ رہا تھا ۔۔۔۔اور کئی لوگوں سے ٹکرایا تھا۔۔ہال کا دروازہ کھول دیا گیا تھا سب لوگ باہر کی طرف بڑھ رہے تھے وہ بھی تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔۔پر وہ اسے نظر نہ آئی تھی۔۔۔وہ کافی دیر اسے ڈھونڈتا رہا وہ بے حال سا ہو رہا تھا۔۔۔بالآخر آیک بوفے ٹیبل پر وہ چائے کا کپ اٹھاتی نظر آئی۔۔۔رشوان کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔۔۔وہ آہستہ سے آگے بڑھ رہا تھا جب وہ بھی دوسری سمت بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔چائے کا کپ لبوں تک لے جاتا ہاتھ اس ایک صدا پر تھم گیا تھا۔۔۔

"ذیشا" رشوان نے آہستہ سے پکارا تھا۔۔۔۔رشوان شاہ کے دل کی رفتار بہت تیز تھی اور قدم جم گئے تھے۔۔۔۔اور ذیشا کے پاوں تھرتھرا گئے تھے چائے کا کپ ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا۔۔وہ پتھرا گئی تھی۔۔۔۔

******

ماضی

وہ بالکنی کے گلاس ڈور سے سر ٹکائے کھڑی تھی۔۔۔رات کے سائے گہرے ہو چکے تھے روڈ سے گزرتی گاڑیوں کا شور بھی ختم ہو چکا تھا۔۔۔دس پندرہ منٹ کے وقفے سے اکا دکا گاڑی کزرتی تھی لیکن اسے ہوش کی دنیا میں نہیں لا پائی تھی اسے وہاں کھڑے نا جانے کتنے پہر گزر چکے تھے اور نا جانے کتنی زندگی،،،ہاں زندگی اسے لگا وہ ایک زندگی جی آئی ہے کچھ گھنٹوں میں۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں جن میں ہر وقت زندگی کی رمق ہوتی تھی مسکراہٹ تیرتی تھی،روشنیاں جگمگاتی تھیں ان آنکھوں میں آج ویرانی تھی،،،وہ آنکھیں خوبصورت ترین ہونے کے باوجود اپنی چمک کھو گئی تھیں

ان آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے تھے اور گوری رنگت اب زرد ہو چکی تھی وہ آنکھیں پتھرا گئ تھیں۔۔۔۔وہ بچ گئ وہ کیسے بچ گئ وہ نہیں جانتی تھی لیکن جب آنکھ کھلی تو خود پر کسی مہربان کو جھکا پایا۔۔۔۔وہ کون تھا ۔۔۔۔وہ اس کا شوہر تھا۔۔۔۔۔جو کھڑا اس سے اس کی طبیعت معلوم کر رہا تھا۔۔۔۔

دو مہینے بعد وہ اٹھ کر چلنے کے قابل ہوئی تھی۔۔۔۔اتنے عرصے ارداشیر بلوچ کچھ نہ بولا تھا۔۔۔ایک لفظ بھی نہیں لیکن جیسے ہی ازناشاہ نے چلنے کے لیے قدم زمین پر رکھے وہ ہاتھ بڑھائے کھڑا تھا۔۔۔۔ازنا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔مگر صرف بیساکی کے طور پر۔۔۔۔

ارداشیر کی چال میں غرور اپنے آپ ہی آ گیا تھا۔۔ایک ہفتے کے اندر اندر وہ اسے لیے پاکستان کی سرحد عبور کر گیا تھا۔۔۔نہیں جانتا تھا کب تک کے لیے۔۔۔۔

یہ دیار غیر جو ارداشیر کے لیے اجنبی نہیں تھا سکون بخش تھا۔۔۔۔لیکن ازنا کے لیے بے سکونی ہی بے سکونی تھی۔۔۔ازناشاہ کی چپ یہاں بھی نہ ٹوٹی تھی۔۔۔۔

وہ ہر وقت اپنے کمرے میں رہتی تھی۔۔۔۔ارداشیر اپنے کمرے سے کبھی اس کے کمرے کا چند قدموں کا فاصلہ تہہ کر لیتا تو دروازے کی چوکٹ پار نہ کر پاتا اور کبھی وہ چند قدم ہی نہ اٹھا پاتا۔۔۔۔رشوان شاہ ایک ایسی دیوار تھا جس کو گرایا ہی نہیں جا سکتا۔۔۔۔رشوان شاہ کا دل ازنا میں دھڑکتا تھا۔۔۔ارداشیر بلوچ دیکھتا تھا اس کی آنکھوں میں رشوان کا ہر عکس۔۔۔۔مگر پھر بھی پتھر بنا رہتا۔۔۔۔وہ اس شہزادی کو اس قلعہ میں

قید رکھنا چاہتا تھا چاہے دل کا قلعہ برباد رہتا وہ بس آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنا چاہتا تھا چاہے دل میں کوئلے دہکتے رہے۔۔

****

۔۔۔"وہ جا چکی ہے،،، وہ اس دنیا میں نہیں یہ بات تسلیم نہیں کر پایا میں اب تک "رشوان آج نہ جانے کیوں بے چین تھا کام میں دل نہیں لگا تو گھر آ گیا مگر گھر پر آہل ملک پہلے ہی موجود تھا۔۔۔ آہل نہ جانے کیوں نفرت نبھا رہا تھا۔۔۔۔ ازنا شاہ سے نفرت۔۔۔جب محبت کی بات چل نکلتی آہل کے تن بدن میں آگ لگ جاتی اور وہ آگ بن جاتا۔۔۔

۔۔۔"رشوان شاہ تمہیں محبت لگ گئ ہے جیسے بد دعا لگ جاتی ہے نا ویسے ہی تمہیں محبت لگ گئ ہے ۔۔۔۔یہ محبت تمہارے دل پر ناگن کی طرح کنڈلی مار کر بیٹھ گئ ہے اور مسلسل ڈس رہی ہے۔۔۔" آہل نفرت سے پھنکارا تھا

۔۔۔"محبت۔۔۔آہ"رشوان نے ایک آہ بھری تھی۔۔۔۔

۔۔۔"محبت لگی نہیں مجھے آہل۔۔۔۔نہ جانے کب سے ہے محبت۔۔۔جب سے میں ہوں تب سے ۔۔۔۔جب سے ہوش سنبھالا ہے بلکہ جب سے ہوش نہیں سنبھالا تھا شاید تب سے جب سے مجھے محبت کا مطلب بھی نہیں معلوم تھا تب سے میرے شعور سے لیکر لاشعور تک کے سفر میں وہ میرے ساتھ ساتھ رہی تو محبت تو لازم عمل تھی نا۔۔۔وہ میرے اندر رہتی تھی

میں جانتا ہوں وہ زندہ ہے مانے یا نہ مانے۔۔۔وہ مل جائے گی، میرا دل نہیں مانتا کہ وہ مر گئی۔۔۔"رشوان شاہ پرامید تھا اس کا یقین کامل تھا۔۔۔کامل یقین والے ڈگمگاتے نہیں بس محبت کی راہ میں چلتے جاتے ہیں۔۔۔اور پھر اس راہ کی منزل ہمیشہ خوبصورت ہوتی ہے۔

۔۔"لیکن اب وہ تمہیں نہیں مل سکتی جانتے ہو نا سمجھ جاوں اب یہ وہ مر چکی ہے رشوان" آہل نے برا سا منہ بنایا۔۔۔کاش وہ اسے بتا سکتا کہ ازنا زندہ ہے زیان سے رابطے میں ہے مگر وہ یہ سچ اپنے اندر ہی رکھنا چاہتا تھا رشوان کو اور تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔وہ تو دیوانہ تھا سنتے ہی لپک پڑتا اس کی طرف اور وہ تو پتھر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ رشوان شاہ پتھر سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر جائے۔۔۔

یہ سوچتے ہوئے۔۔۔آہل یہ بھول گیا کہ ازنا پتھر ضرور تھی مگر اس پتھر کو رشوان شاہ نے خود تراشا ہے۔۔۔تو اس پتھر پر شگاف بھی رشوان شاہ ہی لگا سکتا ہے کوئی آہل اور زیان نہیں۔۔۔۔جنھوں نے اس کی کئی منتیں کی تھیں مگر وہ نہ مانی۔۔۔۔

۔۔"پہلے میں کہتا تھا وہ نہ ملی تو مر جاؤں گا لیکن دیکھو کیسے زندہ ہوں میں۔۔۔۔۔مجھے لگتا تھا اس کی محبت میرے اندر روح کی مانند رہتی ہے اگر وہ مجھ سے الگ ہوئی تو میں بے معنی ہو جاوں گا بیکار ہو جاؤں گا میری سانسیں تھم جائیں گی لیکن دیکھو۔۔نہ ہی میں مرا اور نہ ہی میری سانسیں رکی اور نہ ہی آنکھیں بند ہوئی وہ کہتے ہیں نہ مقدر میں نہ ہو تو موت بھی نہیں آتی۔۔"رشوان شاہ کا کرب بڑھ گیا تھا۔۔۔وہ بس آہل کے سامنے کھلتا تھا وہ بھی کئی دن بعد۔۔آج وہ اپنے دل کا درد بیان کر رہا تھا۔۔۔کاش وہ اس ایکسیڈنٹ میں مر جاتا یہی تو آخری دعا کی تھی اس نے اور یہ دعا رب کی بارگاہ میں مسترد ہو گئ تھی۔۔۔تو کوئی تو سبب تھا اس کے بچنے کا۔۔۔

۔۔"وقت سے پہلے اور نصیب سے زیادہ کس کو ملا ہے،،،موت لکھی ہوتی تو وہی آ جاتی لیکن تم نے بھی جینا تھا اس کے بغیر"آہل سر جھٹک کر بولا تھا۔۔۔۔

" ارے میرے لال کیا دِکھا رہے ہو کون کہتا ہے تم زندہ ہو تم تو چلتی پھرتی لاش ہو.....ہاں سانس لیتے ہو جینے کے لیے جتنا کھانے کی ضرورت ہے اتنا کھا پی بھی لیتے ہو۔۔۔۔۔

سانس لینے کی رفتار وہی ہے پر چاہ نہیں ہے۔۔۔۔

آنکھوں سے دیکھتے بھی ہو پر احساس سے خالی۔۔۔

ارے تمہیں تو ماں باپ کا احساس نہیں تم تو روز ہمیں سہاتے ہو میرے شہزادے

جب صبح نکلتے ہوں نا تو لگتا ہے پتا نہیں رات کو آؤ گے یا نہیں جب سوتے ہو تو دھڑکا لگا رہتا ہے صبح جاگو گے یا نہیں۔۔۔ کہیں تمہارا دل دغا نہ دے جائے۔۔۔۔

جب چپ ہوتے ہو تو ہم سوچتے ہیں کہ پھر سے بولے گا یا نہیں کاش صرف اُس (ازنا) کا نام ہی لے دے ایک لفظ تو نکال دے منہ سے اور تم کہتے ہو کہ جی رہا ہوں واقعی جی تو رہے ہو پر جینے میں وہ بات نہیں۔۔۔"

فریال شاہ نہ جانے کب سے اسے سن رہی تھیں۔۔۔۔ہاتھ میں تسبیح گھماتے اندر آئی۔۔۔

اور اسے چت کر گئ۔۔۔۔

آپ میرا احساب کر رہی ہیں کیا" رشوان سیدھا ہو بیٹھا ایک دم الرٹ۔۔۔ فریال شاہ جب بولتی تھیں تو رشوان کے دل پر کڑی ضرب لگاتی تھیں۔۔۔ وہ اف بھی نہیں کر پاتا تھا اور کراہا تا بھی بہت تھا۔۔۔۔

۔۔۔" کہاں اتنی اجازت دی ہے تم نے۔۔۔ کہ میں حساب کروں تمہارا۔۔۔۔ وہ تو تم نے کہا میں جی رہا ہوں تو سوچا بتا دو۔۔۔ جینا اسے نہیں کہتے۔۔۔ اسے گزارنا کہتے ہیں چاہے وہ زندگی ہو یا وقت۔۔۔" فریال شاہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑے بولی تھیں۔۔۔ ایک آہ تھی ان کی ہر بات میں ایک درد تکلیف جسے ان کی اولاد محسوس نہیں کر پاتی تھی۔۔۔ آہل اپنی جگہ پر بیٹھا پہلو بدل رہا تھا۔۔۔۔ ازنا کو قابل نفرت جانتا تھا۔۔۔ کاش وہ مل جاتی تو اسے کھڑے کھڑے آگ لگا دیتا۔۔۔۔

۔۔۔"محبت میں اتنی طاقت بھی ہوتی ہے معلوم نہ تھا کہ وہ ایک جیتے جاگتے انسان کو زندہ لاش بنا دے" فریال شاہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھیں

" لیکن اسی محبت میں اتنی طاقت بھی ہوتی ہے کہ وہ زندہ لاش کو پھر سے انسان بنا دے "رشوان آس سے بولا تھا یہ وہ آس تھی جو کبھی نہیں ٹوٹتی اس کے مل جانے کا یقین تھا امید تھی

۔۔"ارے ہٹو اب تم ایسے ہی جیو گے جانتی ہوں جب تک کوئی اور موت نہ ہو جائے اس گھر میں "فریال شاہ نے سر جھٹک کر بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"ممی "وہ چیخا تھا آہل خاموش تماشائی بنا بیٹھا تھا فریال جب بولتی تھیں تو ان کا درد ان کی آنکھوں میں صاف جھلکتا تھا۔۔۔۔

۔۔

".. تمہیں پتا ہے ماں باپ اپنی اولاد کی خوشی میں ڈھونڈتے ہیں اپنی خوشی۔۔۔۔اور ان کی تکلیف سے زیادہ خود درد محسوس کرتے ہیں

اور ہم آجکل درد میں ہیں لیکن تکلیف۔۔۔۔اب۔۔۔اب۔۔۔۔اب حد سے زیادہ ہے تو یہ گھڑا پھوٹا ہے ۔۔۔۔۔

جب تک زندہ ہوں مجھے خوشی دے دو پھر سے جینا شروع کر دو میرے لال یا تم چاہتے ہو ہم جلد ہی رخت سفر سر باندھ لیں "

فریال شاہ دل کڑا کرتے بولی اور اٹھ کر چل دی رشوان بالکل خاموش تھا کچھ نہ بولا۔۔۔بس خالی نظروں سے ماں کو دیکھتا رہا وہ کیا کرتا کہ از ناز زندگی ہی لے گئی تھی۔۔۔۔

وہ ہر روز اس کا انتظار کرتا تھا کبھی لاونج میں ٹہلتا تو کبھی کمرے کے باہر تو کبھی کچن کے آس پاس۔۔۔لیکن وہ کمرے سے باہر ہی نہیں آتی تھی۔۔۔۔ارداشیر اس کے دروازے تک آگیا تھا۔۔۔مگر دروازہ کھٹکھٹانے کی ہمت ہی نہ جتا رہا تھا۔۔۔۔کافی دیر وہی کھڑا رہا کہ۔۔۔خدا مہربان ہوگیا۔۔۔اور ازناشاہ نے دروازہ خود ہی کھول دیا شاید وہ باہر ہی آرہی تھی۔۔۔۔وہ ارداشیر کو دیکھ کر گھبرا گئی آنکھوں کو خوف نے آلیا۔۔۔۔

ارداشیر بلوچ اس ہرنی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اس کی خوبصورتی ویسی ہی تھی ہاں اس کا اعتماد کہیں چلا گیا تھا۔۔۔

۔۔۔"آ۔۔۔آپ یہاں۔۔۔"وہ ہکلا کر بولی تھی۔۔۔۔

۔۔"ہاں بات کرنی ہے"ارداشیر باہر ہال کی طرف بڑھ گیا۔۔۔وہ پیچھے پیچھے آگئی

۔۔"میں نے کچھ عرصہ پہلے تمہاری جاب کے لیے اپلائی کیا تھا اور وہاں سے لیٹر آگیا ہے دو دن بعد تم نے جوائن کرنا ہے"یہ ارداشیر بلوچ کی پہلی اتنی لمبی بات تھی اس سے۔۔۔۔

۔۔"جی" ازنا حیران سی کھڑی تھی۔۔۔جاب کیسے کیوں کہا۔۔۔میرے ڈاکیومنٹس یہ سوال دل میں مچل گئے لیکن لفظ ادا نہ کیے۔۔۔۔

۔۔۔"کب تک گھر بیٹھنے کا ارادہ ہے میڈم باہر نکلو زندگی انجوائے کرو جو ہو چکا اسے بھول جاو،،،" ارداشیر نے لاپرواہی سے کہا جیسے جو ہوا وہ کچھ نہ تھا...

۔۔۔"اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ جو لوگ ماضی ہوئے انہیں بھولو اور آگے قدم بڑھاو" ازنا نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔کیا مطلب تھا اس بات کا۔۔۔وہ کیسے ماضی کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہے اسے کیا پتہ ماضی میں جو تھا اس نے دل کی زمین سختی سے دبوچی ہوئی ہے،،،وہ آگے بڑھنے ہی نہیں دے گا ۔۔۔۔وہ یہی خاک کرے گا۔۔۔۔

دو دن بعد اس نے چپ چاپ جاب جوائن کر لی یہ کیسی جاب تھی سمجھ نہ پائی نہ کوئی انٹرویو ہوا تھا نہ کسی نے کوئی ڈاکیومنٹس مانگے۔۔۔۔بس جاب ہو گئی۔۔۔۔وہ ارداشیر کے رحم و کرم پر تھی جیسا اس نے کہا ویسا کر لیا ۔۔۔۔

****

اردشیر بلوچ رشوان شاہ کو پژمردہ حالت میں کراچی کے ایک ہسپتال میں چھوڑ کے

واپس پردیس آگیا تھا۔۔۔ لیکن بہت بے چین تھا اپنی زندگی کے حاصل سے دستبرداری کہاں آساں تھی ۔۔۔ فیصلہ وہ کب کا کر چکا تھا اب تو بس عمل پیرا ہونا تھا دو دن ہمت اور حوصلہ کرنے میں نکل گئے ۔۔۔۔۔ اور آج عمل کرنا تھا اس نے۔۔۔ وہ شام تک اپنی بیوی کا منتظر رہا شام کے پانچ بجے وہ گھر میں داخل ہوئی تھی آتے ہی ہمیشہ کی طرح اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔

لیکن آج اردشیر نے ہمت کی تھی رشوان شاہ اسے خوابوں میں سونے نہیں دیتا تھا۔۔۔ وہ اکثر آ کر پوچھتا تھا،،، ذیشا کب لٹاؤ گے مجھے۔۔۔۔ اب وہ ان خوابوں سے پریشان ہو گیا تھا اور حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔

ارداشیر نے میڈ کے ذریعے اسے پیغام بھیجا۔۔۔۔وہ حیران پریشان ہوتی ہال میں آگئ۔۔۔کیونکہ اسے یہاں آئے سات ماہ سے زائد ہو چکے تھے لیکن اسے کبھی بلایا نہیں گیا تھا ایک دو بار کے علاوہ وہ اس سے ہمکلام نہ ہوا تھا۔۔۔۔

"کیسی ہو" ارداشیر اسے بھرپور اپنی نظروں میں قید کر رہا تھا

"جی۔۔۔میں۔۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔" ازناشاہ نے کھڑے کھڑے ہی مختصر سا جواب دیا تھا اب جب سے وہ جاب کر رہی تھی کافی حد تک اپنے مرے ہوئے اعتماد کو بحال کر چکی تھی۔۔۔مورا کھانا لے آئی اور ٹیبل پر لگانے لگی۔۔۔اور ازنا اگلے حکم کے صادر ہونے تک کا انتظار کرنے لگی

Urdu Novels Ghar

"بیٹھ جاو ازنا اردشیر" اردشیر نے سنگل صوفے کی طرف اشارہ کیا تھا خود وہ ڈبل صوفے پر بیٹھا تھا ازنا نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا یہ شخص میرا نام ایسے کیوں پکار رہا ہے

یا اللہ تو رحم کرنا" ازنا سوچ میں پڑ گئ اس شخص نے کبھی اس کا نام نہیں لیا تھا پھر آج عجیب سا انداز۔۔۔۔ اس کے دل میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی وہ اس کی بیوی ضرور بن گئ تھی۔۔۔۔ مگر دل کی رسائی آج بھی کسی اور کے پاس تھی۔۔۔۔۔ اردشیر کے پکارنے پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹ آئی۔۔۔۔۔

"آج کھانا تم میرے ساتھ کھاو گی" وہ دھیمے لہجے میں بولا اور کھانا نکال کر پلیٹ اس کے سامنے کر دی ۔۔۔۔۔ ازنا سمجھ نہ پائی کہ کیوں لیکن اس کے لہجے میں ازنا کو التجا سی محسوس ہوئی تھی نہ انداز تحکمانا تھا اور نہ ظالمانہ۔۔۔۔۔۔ ازناز ہر مار چار پانچ نوالے لیے تھے۔۔۔۔۔ اور اردشیر نے صرف اس کھانے کو چھوا تھا ۔۔۔۔۔ آج کے دن اسے بھوک کیسے لگتی۔۔۔۔۔ مورا کھانے کے برتن سمیٹنے لگی ازنا بھی کھڑی ہو گئ جب اس نے پکارا تھا

"سنو ازنا اردا شیر بیٹھ جاو مجھے تم سے بات کرنی ہے" ازنا کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔۔ کہی وہ اس سے کوئی حق نہ مانگ لے۔۔۔وہ حق جو شوہر کا بیوی پر ہوتا ہے اگر وہ ایسا کچھ مانگ لے گا تو میرے رب میں گناہ گار کہلاوں گی میرے دل کا ہر حصہ اسی کے پاس رہ گیا۔۔۔۔وہ اپنے ہاتھ آپس میں مسل رہی تھی ۔۔۔۔دل کیا چیخ کر کہے میں ازنا اردا شیر نہیں ہوں میں ذیشا حسن ہوں رشوان کی ذیشا۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

ارداشیر نے ایک مخملی ڈبیہ اپنی جیب سے نکال کر ٹیبل پر رکھ دی پھر اٹھ کر اندر گیا اور ایک کاغذی لفافہ لا کر ٹیبل پر باکس کے پاس رکھ دیا ازنا اس کی حرکت دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"یہ تمہاری ایک امانت کئی سالوں سے میرے پاس تھی آج کے بعد یہ مجھ پر حرام ہو جائے گی۔۔۔" ارداشیر نے ڈبہ اس کی طرف بڑھایا

"میری امانت" وہ بڑبڑائی تھی سوالیہ نظریں اس پر مرکوز تھیں۔۔۔ کئی سالوں سے۔۔۔

Urdu Novels Ghar

وہ آج سے کچھ مہینے پہلے تو ملے ہیں کئ سال کہاں۔۔۔ہاں یہ کہا جا سکتا ہے یہ مہینے کئ سال کئ صدیوں جیسے گزر رہے ہیں۔۔۔وہ سامنے بیٹھے شخص کے چہرے کو نا سمجھی سے تکنے لگی.... آنکھیں پانیوں سے لبریز ہونے لگی

"مجھے ایسے نہ دیکھو تمہاری نظریں مجھے قید کرتی ہیں۔۔۔میں تو پہلے ہی ان کا غلام ہوں۔۔۔۔۔۔میں تمہارا مجرم ہوں اور اب میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ جو تمہارا حقدار ہے اسے تمہیں واپس لوٹا دوں "

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا بولا تھا اس کی صاف شفاف بڑی بڑی گرے آنکھیں جن میں اب ویرانیاں بستی تھیں،،،وہ دیے کی لو کی طرح چمکدار آنکھیں تو ذیشا حسن کی تھیں جو رشوان علی شاہ کی سنگت میں ستارہ بنی ہوتی تھیں۔۔۔۔

ان آنکھوں میں گہرے گہرے غم دیکھ کر ارداشیر شرمندہ ہونے لگا۔۔۔۔ازنا نے نظریں جھکا لی اور ارداشیر نے اس کے ہاتھ میں وہ ڈبی تھما دی۔۔۔ازنا سمجھ نہ پائی وہ اس کا اسیر کب ہو گیا۔۔۔کیونکہ جب سے وہ ارداشہر کی ہوئی تھی وہ تو ازنا ہی نہ رہی تھی بس ونی تھی۔۔۔وہ کیسے کسی ونی کا اسیر ہو گیا۔۔۔۔

ازنا نے کانپتے ہاتھوں سے اس ڈبے کو کھولا تھا۔۔۔اور اس میں اپنا چار سال پہلے کھویا ہوا جھمکا دیکھ کر ٹھٹھک گئ تھی جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔چہرے پر ایک سایہ لہرایا۔۔۔

"ک۔ک۔ک۔کون ہو تم" جھمکا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا اس کی آواز بہت دھیمی تھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

رشوان شاہ اب بہت بہتر ہو گیا تھا۔۔۔ آج کئی مہینوں بعد اس نے کار خود ڈرائیو کی تھی اب بھی اس کے سر میں کبھی شدید ٹھیسیں اٹھتی تھیں اور وہ درد سے بے حال ہو جاتا تھا۔۔۔۔ آج بھی ایک ایسا ہی دن تھا جب اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ ناک سے خون بہنے لگا تو۔۔۔ وہ ناک ٹشو سے صاف کرتا نیچے آگیا ۔۔۔۔ جہاں فریال شاہ سلمان شاہ کو کھانا سرو کر رہی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔"کیا حال ہے میرے بے حال بیٹے کا" سلمان شاہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ ہنس دیا۔۔۔۔ سلمان آفس کی باتیں کرنے لگے پھر کچھ یاد آنے پر بولے۔۔۔۔

۔۔"میں کچھ دن کے لیے ملک سے باہر جا رہا ہوں ایک کانفرنس میں اگلے ہفتے۔۔۔"سلمان اسے دیکھتے ہوئے بتانے لگے۔۔۔۔

۔۔۔"ڈیڈ کیا آپ کی جگہ میں جا سکتا ہوں۔"وہ آنکھوں میں عجیب سی بے چینی لیے پوچھ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"تم کیسے جا سکتے ہو رشوان"فریال تعجب سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔وہ ایک دم ہی پریشان ہو گئی۔۔۔۔

۔۔۔"میں جانا چاہتا ہوں کچھ دنوں کے لیے یہاں سے دور،،،تو اب بہانہ بھی ہے۔۔۔آپ کی جگہ کانفرنس میں اٹینڈ کر لوں گا"وہ پر امید سا باپ سے بولا۔۔۔۔

۔۔۔"ہمم لیکن تم اکیلے نہیں جاوگے تمہارے ساتھ ہمارا مینیجر جائے گا۔۔۔اسی کو ساری ڈیٹیل پتہ ہے پروجیکٹ کی"سلمان شاہ بولے تو رشوان نے زور زور سے سر ہلا دیا۔۔۔وہ پر سکون تھا وہ سب سے الگ رہنا چاہتا تھا بالکل تنہا اور اجنبی ملک میں تنہائی باخوبی میسر ہوتی۔۔۔۔

****

۔۔۔ازنا کے ہاتھ کپکپائے آنکھیں پھاڑے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔کون کون ہو تم۔۔ "

"ابھی بھی اس سوال کی گنجائش باقی ہے۔۔" اردشیر ضبط سے بولا تھا اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ تھی لیکن اس مسکراہٹ میں کوئی خوشی کی جھلک نہ تھی نہ جانے کیا تھا اس میں۔۔۔۔

۔۔۔"بس اپنا پہلا اور آخری حق لینا چاہتا ہوں "

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ازنا کی دھڑکن روک گیا تھا۔۔۔۔وہ اس کے بے حد قریب ہوا۔۔دھیمے سے اس کے ماتھے پر جھکا اور مہر ثبت کی۔۔۔پھر اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بڑی عقیدت سے اپنے لبوں سے لگا گیا۔۔۔اور وہ تو جیسے پتھر کی ہو گئ تھی۔۔۔یہ وہ شخص تھا جس کا تمسخر اس نے محفلوں میں اڑایا تھا ۔۔۔جس کے دل کو مسلتے ہوئے اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ اسے اس شخص کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا۔۔۔۔وہ اس کے ہاتھ چھوڑ کر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔لیکن اب مسکراہٹ غائب تھی۔۔۔اور آنکھیں سرخ تھیں بے چینی ہی بے چینی تھی وہ جو کرنے والا تھا اس کے بعد اب اسے سکون کہیں حاصل نہ تھا لیکن وہ جس سے محبت کرتا تھا اس کا سکون چاہتا تھا۔۔۔۔

"میں ارداشیر بلوچ اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں" وہ کرب سے آنکھیں میچ کر بڑے ضبط سے بولا تھا۔۔۔۔ازنا نے جھٹکے سے سر اٹھایا وہ پتھرا گئ تھی اسے دیکھتی رہ گئ ازنا کے ہونٹ کپکپانے لگے۔۔۔خوف بس اپنے بھائی کی جان کا تھا۔۔۔۔

"اپنی آنکھیں بند کر لو یہ میرے لیے مشکل ترین کام ہے۔۔۔میں اس وقت اذیت ناک مرحلے سے گزر رہا ہوں۔۔۔اور مشکل نہ کرو تم ایسے نہ دیکھو مجھے۔۔۔، تم میری چاہت ہو میں نے کبھی زندگی مانا تھا تمہیں، پر تم۔۔۔تمہاری جان کسی اور میں بستی ہے۔۔۔یہ جانتا ہوں بس اس لیے تم اس کو ملتی ہو جس کا تم پر ازل سے حق ہے۔۔۔۔میں تو ظالم رواج کے تہت تمہارے مقدر سے جڑ گیا تھا۔۔۔"وہ شدید رنج سے بول رہا تھا اور ازناشاہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"اب تم سوچو گی اتنے عرصے تمہیں اس زبردستی کے بندھن میں کیوں باندھے رکھا۔۔۔۔تو سنو ازناشاہ ہمت جمع کر رہا تھا،،،کچھ خود غرضی کی چادر اوڑھ کے میرا ضمیر کہیں سو گیا تھا۔۔۔اور

کچھ لوگوں کے انجام کا انتظار تھا۔۔۔اب کوئی بندھن نہیں جو تمہیں یہاں روک سکے۔۔نہ ہی کوئی جاہلانہ رسم ورواج جس کی بھینٹ چڑھ کر تم مجھے ملی تھیں۔۔۔۔سارے رسم ورواج، ظالم سماج کی زنجیریں ٹوٹ گئی ہیں" وہ ضبط کے کڑے مراحل پر تھا اس نے سارے رواج بدل ڈالے تھے ظالمیت اور حاکمیت ختم کر ڈالی تھی۔۔۔پہلی بار کوئی ونی ایسی تھی جو آزاد کی جا رہی تھی۔۔۔۔یہ دنیا کی ظالم رسمیں ہم ہی تو بناتے ہیں اور ہم ہی تو ہیں جو اسے بدل سکتے ہیں۔۔۔

"تم۔۔۔۔تم۔۔۔۔وہی ہو جس کے پھولوں کو کئی بار مسلا ہے میں نے۔۔۔جس کے خطوط کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے میرے ہاتھ نہیں کانپے تھے۔۔۔جس کا دل توڑتے میرا دل نہیں لرزا تھا۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے کپکپاتے ہوئے بولی تھی، شناسائی اس لمحے پائی تھی جب وہ اپنی شناسائی ہی کھو چکی تھی۔۔۔وہ کون تھی ازناشاہ اسفند شاہ کی بیٹی یا ازناشاہ میر کی بہن یا وہ صرف ذیشا تھی رشوان شاہ کی محبت یا وہ ازنا ہی نہ تھی رشوان بن گئی تھی یا پھر وہ کچھ بھی نہ تھی وہ ازنا اردشیر تھی۔۔۔

"یہ تو تمہارا حق تھا جیسا چاہتی سلوک کرتی میں جانتا تھا تم میری نہیں ہو سکتی کبھی۔۔۔ پھر بھی عشق کے مرض میں مبتلا ہو گیا" وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا اور پھر کچھ توقف کے بعد وہ پھر سے بولا اور ازنا کو اندر تک ہلا گیا۔۔۔۔

"میں بس وہی نہیں جس کے پھولوں کو مسل دیا کرتی تھیں میں وہ بھی ہوں جس نے روز کلاس میں تمہیں اپنے سامنے کھڑا کیا ہوتا تھا۔۔۔ تمہیں دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا۔۔۔۔ تم لیٹ ہو جاتی تو غصے سے پاگل ہو جاتا تھا۔۔۔۔" وہ آنکھوں کو کرب سے بند کرتا زخمی مسکراہٹ لیے بولا تھا۔۔۔ ازنا اس کے چہرے پر غور کرنے لگی۔۔۔ اور پھر وہ ان آنکھوں کو پہچان گئی۔۔۔ جن کو اکثر اس نے اپنی طرف اٹھتے پایا تھا۔۔۔۔ چوری چھپے دیکھتے پکڑا تھا۔۔۔۔

"سر بلوچ" ازنا کے لب ہلے تھے۔۔۔

"شکر ہے تم بھولی نہیں مجھے۔۔۔ہاں وہی ہوں میں تمہارے ساتھ کلاس میں کی ہر بد سلوکی کی معافی مانگتا ہوں۔۔جب جب تمہیں دیکھ بھکنے لگتا تھا تو تمہیں کلاس سے باہر نکال دیتا تھا۔۔۔" وہ بہت دھیمے لہجے میں بول رہا تھا جیسے خود ہی سے ہمکلام ہو۔۔۔۔

"تم محبت کرتے تھے نا مجھ سے تو اب طلاق۔۔۔" وہ سوالیہ نظریں گاڑے ہوئی تھی دل ایک دم خالی تھا ۔۔۔۔کیا اس شخص کی محبت میں اتنی طاقت تھی کہ اللہ نے مجھے اس کا نصیب ٹھہرا دیا۔۔۔۔وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔وہ اس کا سوال ختم ہونے سے پہلے ہی بول گیا تھا

"آہ محبت۔۔۔۔کیونکہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتی نا تم اس سے محبت کرتی ہو بس۔۔۔۔اس کی ہو" وہ ایک ٹھنڈی آہ بھر کے بولا تھا

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"کس کی بات کر رہے ہو" ازنا شاہ حیران تھی اس کے دل کا راز وہ کیسے پا گیا۔۔۔یہ بات تو آج تک اس نے کسی سے نہ کہی تھی۔۔۔۔اپنے دل کو سات پردوں میں رکھا تھا۔۔۔۔

"تم نہیں جانتی کس کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔وہ جو بالکل مجنوں ہو گیا ہے بالکل دیوانہ۔۔۔۔لوگ اسے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں تم کون ہو۔۔۔دیوانہ ازنا شاہ۔۔۔

۔اور تم بھی تو دیکھو بے ہوشی میں بھی اسے پکارتی ہو۔۔۔۔بس میں مزید گناہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔یہ گناہ ہی تو تھا کہ میں تم دونوں کے بیچ آ گیا۔۔۔۔

یا شاید کوئی نیکی تھی کہ مرنے والا بد قسمت میرا بھائی تھا۔۔۔اور اس کے نام کی ونی مجھے ملی۔۔۔۔یہ میری خوش قسمتی تھی کہ تم میرے نکاح میں آئی۔۔۔یا شاید رشوان شاہ کی محبت بہت پائیدار اور خالص تھی

رب نے تمہیں مجھے سونپا جس نے تمہیں چاہ کے بھی کبھی تمہاری خواہش نہ کی کیونکہ تم میری نہیں اس کی ہو۔۔۔۔۔معاف کر دینا مجھے جو سلوک تمہارے ساتھ ہوا۔۔۔۔۔تم ایسے دیکھو گی تو ہمت ڈگمگا جائے گی میری۔۔۔"وہ سرخ آنکھوں سے زخمی مسکراہٹ سے اسے دیکھتا بہت مشکل سے الفاظ ادا رہا تھا کہیں الفاظ بکھر رہے تھے اور کہیں ضبط کھو رہا تھا۔۔۔۔

"یہ طلاق کے کاغذات ہیں تم اس گھر میں جب تک چاہو رہ سکتی ہو۔۔۔۔میں اب یہاں کبھی واپس نہیں آوں گا یہ ٹکٹ ہے پاکستان کی چاہو تو کل ہی چلی جاو،،یہ حق مہر کی رقم۔۔۔۔"ٹیبل پر رکھے خاکی لفافے کو اٹھا کر اس کے آگے کر دیا اور پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔۔۔خود اپنی آنکھیں آنسووں سے لبریز تھیں۔۔۔۔لیکن ایک آنسو نے بھی اپنی زینت نہ کھوئی تھی وہ آنکھوں میں سجے رہے اگر آنسو بہہ نکلتے تو محبت پر حرف آجاتا۔۔۔۔اس لیے ضبط کا دامن تھامے رکھا۔۔۔۔

"میں اردشیر بلوچ تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں،،،ازنا شاہ میں اپنے دل کی دنیا برباد کر کے رشوان شاہ کو آباد کرتا ہوں۔۔۔۔میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔تم اس دل کے ایوںوں میں صدا زندہ رہو گی۔۔۔تمہیں بھول جانے کا ہنر کسی شخص میں بھی نہیں نہ میں کبھی تمہیں بھولوں گا اور نہ ہی وہ تمہیں بھولا۔"اس جملے کو ادا کرنے میں اس کے اندر نا جانے کتنی ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی وہ ہی جانتا تھا۔۔۔وہ وہاں

سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا اور ازنابت بنی وہی بیٹھی رہی۔۔۔ایک گلٹ اس کے اندر پیدا ہونے لگا جو اس نے اس شخص کی ناقدری کی۔۔۔

آج ارداشیر کے غم میں آسمان بھی برابر کا شریک تھا شدید بارش ہو رہی تھی باہر اور ارداشیر کے دل کے اندر۔۔۔۔

۔وہ نا جانے کس پہر دبے پاوں چلا گیا وہ نہیں جانتی تھی وہ وہی بیٹھی رہی۔۔۔۔پھر رات گہری ہوتی گئ ۔۔۔۔اور اس کے اندر ایک خلا پیدا کرتی گئ۔۔۔۔وہ ایک بار اس سے معافی مانگ لیتی کاش۔۔۔۔وہ اپنے کمرے میں آگئ۔۔۔باہر برستی موسلا دھار بارش کو دیکھنے لگی۔۔۔بس ایک شخص کی آواز تھی جو ہر پل اس کے کانوں میں گونجتی تھی۔۔۔آج بھی وہی آواز تھی جو بار بار آرہی تھی

جو بس اسے پکارتا تھا۔۔۔اب آگے کیا کرنا ہے وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔۔

******

Urdu Novels Ghar

وہ کمرے بالکنی کے دروازے سے لگی بت بنی ہوئی تھی۔۔۔۔زندگی کی کئی سال پیچھے سفر کر رہی تھی کئی باتیں کئی یادیں دماغ میں گھوم رہی تھیں۔۔۔۔

یہ ٹرین کی رفتار پکڑے کہاں بھاگ رہی ہو" ذیشا اور رشوان علی شاہ ڈیپارٹمنٹ کے باہر بیٹھے کسی اسائنمنٹ کو ڈسکس کر رہے تھے جب اندر سے گرتی سنبھلتی امبر بھاگی بھاگی نکل رہی تھی تب ذیشا نے اسے پکارا تھا

"وہ آپی آئی ہوئی ہیں کیفے ٹیریا جا رہی ہوں یمنہ کی کال آئی ہے چلنا ہے تم نے" وہ سانس بحال کرتے ہوئے بولی تھی

"ہاں چلو مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے" ذیشا نے پیپر رشوان کی گود میں ڈالے اور گرد جھاڑتی کھڑی ہو گئ تھی رشوان پیپر سنبھالتا اس کا بیگ پر لٹکتا بھالو تھام گیا تھا

"کدھر "وہ ابرو اچکائے بولا تھا جب اس نے بڑے کیوٹ انداز میں انگلیوں سے مصنوعی نوالہ بناتے منہ کی طرف لے گئ تھی وہ مسکرا دیا پیپر بیگ پیک میں ڈال کر گرد جھاڑتا کھڑا ہو گیا تھا مسکرا کر اس کے قدم سے قدم ملانے لگا

"تم کدھر "ذیشا نے مسکرا کر پوچھا تھا

"جہاں تم وہاں میں" وہ بڑی ادا سے جھک کر بولا تھا ذیشا نے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا امبر کے تیز چلتے قدم ایک پل کو تھمے تھے

پھر دھوپ کہ تیزی دیکھ دوبارہ سے رفتار پکڑ لی۔۔۔۔

"رشوان تم جانتے ہو یہ جو آپی ہیں نا لکیروں کے بھید پڑھنے میں ماہر ہیں جو بتاتی ہیں سب سچ ہوتا ہے کیوں نہ آج تمہارا اور اس کی قسمت کا بھید کھول لے" وہ ابرو اچکاتے ہوئے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتی رشوان سے پوچھ رہی تھی جانتی تھی ذیشا ان باتوں پر یقین نہیں رکھتی فضول گردانتی ہے۔۔۔ لیکن رشوان کے بارے میں جانا جا سکتا ہے۔۔۔۔

"کیا مطلب" رشوان بولا تھا

"بکواس بند کرو امبر کیوں اپنے ساتھ میرے دوست کو بھی شرک میں گھسیٹ رہی ہو لکیروں کے بھید صرف میرا رب جانتا ہے" ازنا تڑخ کر اسے جھاڑتی ہوئی بولی تھی

"ہم تو بس فن کے طور پر دکھا دیتے ہیں کون صدق دل سے ان کی بات مان جاتا ہے" وہ کندھے اچکا کر بولی تھی۔۔۔

۔۔۔"اپنا عقیدہ مضبوط کرو لڑکی اکثر ہی اپنی زندگی میں گزرے کسی واقعے کو تم آپی کے قول سے ملا دیتی ہو اور پھر کہتی ہو صدق دل سے کون مانتا ہے" ازنا نے اسے لتاڑ دیا تو امبر چپ ہو گئی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"وہ تینوں اوپر کیفے ٹیریا پہنچ گئے تھے رشوان ایک الگ ٹیبل پر جا بیٹھا اور ذیشا اور امبر آپی کی طرف ان سے سلام کر کے وہی بیٹھ گئے تب ذیشا کا دھیان موبائل پر آتی کال کی طرف ہو گیا گھر سے اس کے بابا کا فون تھا وہ اس میں مصروف ہو گئ رشوان کی نظر اس پر ہی جمی تھی اور وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی

"آپی اس کا ہاتھ دیکھے پلیز "امبر نے اس کا ہاتھ تھاما اور دھیمے لہجے میں آپی سے بولی تھی آپی نے اس کا ہاتھ دھیمے سے تھام لیا ان کے چہرے کی مسکراہٹ ایک پل کو غائب ہوئی تھی پھر مسکرانے لگی

یمنہ نے سامنے بیٹھے رشوان کو اشارہ کر کے اپنے پاس بلا لیا وہ چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا ازنا اپنے بابا سے محو گفتگو تھی اس نے دھیان ہی نہ دیا کہ اس کا ہاتھ آپی کے ہاتھ میں ہے

Urdu Novels Ghar

"آپی شادی کا بتائے "

امبر نے معنی خیز مسکراہٹ لیے بولا تھا۔۔رشوان بھی ان کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"شادی ہہہم اس کی دو شادیاں ہو گی،، دوستی کے معاملے کافی امیر دکھائی دیتی ہے مخلص دوستوں سے نوازا گیا ہے اسے "آپی تو اور نا جانے کیا کیا بول رہی تھی پر رشوان کی تو دنیا ہی گھوم گئ تھی دو شادیاں یہ کیا بکواس ہے

"جس سے محبت کرے گی اس سے اس کی شادی نہیں ہو گی اس کی شادی اس سے ہو گی جو اس سے محبت کرے گا اور دوسری شادی اس سے ہو گی جس سے یہ محبت کرے گی۔۔۔"آپی اور نا جانے کیا گل فشانی کرتی کہ ذیشانے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا کیونکہ کال ختم ہو چکی تھی اس نے ایک گھوری سے امبر کو نوازا تھا جو دونوں اترے افسردہ چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھیں

ذیشانے اپنے سر پر بت بنے رشوان کو دیکھا تو جھنجلائی تھی

"بیٹھ جاو تم بھی کیوں بت بنے ہوئے ہو" وہ اس کو گھور کر بولی تھی وہ بیٹھ گیا اور آہستہ سے اپنی ہتھیلی آپی کے آگے کر دی

"دیکھا ہو گیا سب کا انٹرسٹ پیدا" یمنہ بولی تھی

"رشوان یہ کیا نہیں یار ان فضولیات میں نہ پڑھو تم پلیز "

ازنا نے اس کو روکنا چاہا تھا لیکن اس وقت اس کا دل بے چین تھا اس لیے ازنا کو ٹوک گیا۔۔۔

"پلیز ذیشاچپ رہو" وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تھا

"آپی میری شادی کا بتائے کیا میں اپنی محبت کو پالوں گا" وہ بے چین سا بولا تھا دل میں گہری ضرب سی لگی تھی ذیشا کی دو شادیوں کا سن کے اس کا دل تڑپ گیا تھا اس لیے اس گناہ میں شامل ہو گیا تھا۔

آپی نے اس کی ہتھیلی کو تھاما نہیں تھا بس خود چہرا جھکا جھکا کے دیکھنے لگی

"تمہاری شادی اس سے ہو گی جس سے تم بے حد محبت کرو گے" وہ مسکرا کر بولی تھیں پھر ایک دم ہی سنجیدہ ہو گئ اور بولی۔۔۔

"سنو لڑکے اپنا صدقہ دیا کرو زیادہ بہت تکلیفیں نظر آرہی ہیں ان لکیروں میں مجھے "

"ابھی تو آپ نے کہا میں اپنی محبت کو پالوں گا تو جب اسے پالوں گا تو تکلیفیں کیسی" وہ ابرو اچکا کر پوچھ رہا تھا

"محبت کو پالینے میں اور دکھ تکلیف الگ الگ چیزیں ہے یہی علم ہوا ہے مجھے" وہ پیشانی پر سلوٹیں لاتی بولی تھیں

"تو پھر یہ ثابت ہوا کہ آپ کو ہاتھ دیکھنا نہیں آتا ایک طرف آپ مجھے کہہ رہی ہیں کہ میری شادی اپنی محبت سے ہوگی اور ایک طرف آپ میرے محبوب کو جدائی کا سندیسہ دے رہی ہیں" وہ تمسخر اڑاتے بولا تھا۔۔۔ آپی کبھی رشوان کو دیکھتی تو کبھی ازنا کو پھر گلا کھنکھار کر بولی۔۔۔

"میں نے وہی کہا جو میں نے پڑھا۔۔ تم نہ مانو پر یہی سچ ہے" وہ منہ بناتے ہوئے بولی تھیں انہیں اس سر پھرے کی بات سمجھ نہ آئی تھی

۔۔"آپ پیشن گوئیاں کر رہی ہیں آپی جی سینئیر ہونے کے ناتے عزت بہت ہے آپ کی پر آپ کی یہ باتیں میرا دماغ پل میں گھما گی ہیں۔۔۔"رشوان شاہ شدید غصے میں آ گیا تھا بد تمیزی کر گیا۔۔۔۔

"اٹھو ذیشا تمہیں کچھ کھلاوں" وہ ذیشا سے مخاطب ہوا جس کا چہرا دہک رہا تھا اس کی باتوں کی حدت سے ۔۔۔ازنا ماضی میں کھوئی تھی۔۔۔ آج آپی کی ایک پیشن گوئی سچ ہوئی تھی لیکن دوسری وہ چاہتی تھی کبھی

سچ نہ ہو۔۔۔۔ کبھی بھی نہیں اگر دوسری بھی سچ ہوتی تو زندگی بہت مشکل ہو جاتی رشوان کی وہ مجھے ایسے ۔۔۔۔ازنا کے دماغ میں کچھ الگ ہی چل رہا تھا۔۔۔۔۔

******

ارداشیر اپنے فلیٹ سے نکلا اور سیدھا ائیر پورٹ پہنچا تھا۔۔۔ جہاں آج اس کی واپسی کی فلائٹ تھی وہ واپس چلا گیا تھا۔۔۔ نہیں جانتا تھا کب تک کے لیے،،، کتنے دن،، کتنے مہینے کے لیے یا شاید ہمیشہ کے لیے ۔۔۔ وہ حویلی پہنچا تو ربیقہ ہمیشہ کی طرح سجی سنوری اس کا انتظار کر رہی تھی ۔۔۔ معافی تلافی تو کئی عرصہ پہلے ہو چکی تھی ۔۔۔ لیکن اس واقع کے بعد ملاقات پہلی دفعہ ہوئی تھی ۔۔۔

ارداشیر کی محبت نے ازنا کے دل پر اپنا تسلط نہیں جمایا تھا

۔ وہ آج تک ازنا کے دل تک رسائی نہ پاسکا تھا ۔۔ اور ربیقہ اس کے دل میں آج تک ازنا جیسا مقام نہ پاسکی تھی ۔۔۔ یہ ٹوٹا پھوٹا ضربیں لگا دل آج سے خالی ہو گیا تھا ۔۔۔ اس اجڑے ہوئے دل کو ربیقہ کی جھولی میں ڈال دیا گیا تھا ۔۔۔۔۔ اس کے سب گناہ معاف کر دیے تھے ۔۔۔ اسے دل سے قبول تو وہ کئی سالوں پہلے کر چکا تھا ۔۔ لیکن آج ازنا سے دستبرداری کر کے تو بالکل ہی اس کا ہو گیا تھا ۔۔۔ اب وہ اس حویلی میں نہیں رہنے والا تھا ۔۔۔ اس نے ربیقہ کو حکم دیا ۔۔۔ اور دیوانے کو کیا چاہیے محبوب کا ساتھ وہ فٹ سے تیار ہو گئ ۔۔۔۔۔1

****

ناجانے اور کتنا وقت وہ یونہی بت بنی رہتی کہ موبائل کی بیل نے اس کی توجہ خود پر مبذول کروا ہی لی آخر.... موبائل چیخ رہا تھا

اسے لگا تھا آج جو تین الفاظ اس نے سنے ہیں۔۔۔اس کے بعد وہ کچھ سن نہیں پائے گی پر اس نے سنا تھا اس کی سماعتوں پر

موبائل کی چنگاڑتی آواز گر رہی تھی اور وہ بیپ کافی تھی اسے ہوش کی دنیا میں لانے کے لیے۔۔۔وہ جو ماضی میں کھوئی تھی واپس ہوش میں لوٹ آئی۔۔۔۔جس کا مطلب تھا کہ زندگی ابھی ختم نہیں ہوئی جان باقی تھی اس نے نظریں گھما کر گھڑی کو دیکھا گھڑی رات کے دو بجا رہی تھی مطلب اسے یہاں ایک ہی زاویے میں کھڑے ایک پہر گزر چکا تھا۔۔۔اس نے قدم پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن مسلسل ایک ہی زاویے میں کھڑے رہنے کی وجہ سے پاؤں اکڑ گئے تھے اس نے قوت جمع کر کے قدم پیچھے کیے اور پردے

برابر کر دیے اور بیڈ کی طرف بڑھنے لگی پر ہر قدم پر اسے لگتا تھا جیسے وہ کسی ریتیلے پہاڑ پر چڑھ رہی ہو ہر قدم پر پاؤں دھنستا جا رہا ہو

بیڈ پر بیٹھی موبائل کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اب بند ہو چکا تھا انجان نمبر دیکھ پھر دس میسج نوٹیفیکشن آ رہی تھی اس نے انگلی سے انہیں سائیڈ کر دیا ابھی موبائل رکھا ہی تھا کہ دوبارہ بج اٹھا پاکستان کا نمبر دیکھ کر اس کی جان نکلی تھی رات کے تین بجے ایک دم کسی انہونی کے ہو جانے کا خدشہ لاحق ہوا جلدی سے کال آنسر کی کپکپاتی آواز میں ہیلو کہا تھا دوسری طرف سے جو آواز اس نے سنی وہ اس کے بھائی کی تھی بولنے والے کی آواز ایک پل میں پہچان گئی تھی پر جواب نہیں دے سکی

"ہیلو اپیا کیا آپ مجھے سن سکتی ہو پلیز جواب دو میں زیان بات کر رہا ہوں" نام لے کر اپنی پہچان کروائی گئی کیا پہچان کروانے کی ضرورت تھی وہ تو اس کی سانس سے اسے پہچان گئی تھی

اس نے پپڑی زدہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر ہاں بولا تھا لیکن اس ہاں کے بدلے جو خبر اسے سننے کو ملی تھی وہ اس کے اوسان خطا کرنے کے لیے کافی تھی آج جو وہ سن چکی تھی کیا اس کے بعد بھی کچھ برا سننا باقی تھا ۔۔۔۔رشوان شاہ کے ایکسیڈنٹ کی خبر اس پر قیامت بن کر گری تھی۔۔۔۔

ایک چیخ کے ساتھ ہی وہ زمین بوس ہو گئی تھی.....

اس کا بھائی ہیلو ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔۔۔

اور تب سے اب تک زبان کی ایک ہی رٹ تھی آپ واپس آجائے پلیز۔۔۔۔ لیکن اس کا انکار ہاں میں نہیں بدلا تھا۔۔۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

وہ آج پردیس لینڈ کر گیا تھا وہ یہاں آنے پر کیوں راضی ہو گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔۔۔فروری کے اوائل دن تھے۔۔۔اور یہاں دن تو گرم تھے مگر رات میں ہلکی سی خنکی ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ایک فروری پچھلے سال اس پر گزرا تھا جب اس کا سب کچھ لٹ گیا تھا۔۔۔تب بھی وہ ملک سے باہر گیا تھا۔۔۔۔اب نا جانے کیا لٹ جائے گا۔۔۔۔۔کانفرینس میں شامل ہونے والے لوگوں کو ہوٹل ملینیم میں ٹھہرایا گیا تھا ۔۔۔۔۔اس کو بھی ایک روم آلاٹ تھا اس نے چابی لی اور کمرے میں آ کر لیٹ گیا سامان پہلے ہی یہاں موجود تھا۔۔۔۔۔

عالیشان کمرہ خوبصورت آرائش سے آراستہ۔۔۔۔نرم و ملائم بستر پر لیٹتے ہی وہ دنیا سے بے گانا ہو گیا تھا ناجانے کیوں اس کے دل میں سکون ہی سکون اتر رہا تھا۔۔۔۔۔جب اس کی آنکھ کھلی تو رات ہو چکی تھی وہ فریش ہوا کچھ کھانے کو منگایا۔۔۔پھر لیپ ٹاپ پر کل ہونے والے سیمینار کی ڈیٹیلس چیک کرنے لگا۔۔۔۔ وہ دلجمعی سے ساری امپورٹنٹ پوائنٹس چیک کر رہا تھا۔۔۔۔کچھ دیر کام کر کے وہ کھڑکی میں آ کھڑا ہوا ۔۔۔۔بھاگتی دوڑتی زندگی کو دیکھتا رہا۔۔۔۔ایک پل کو اس کی نظر ایک لڑکی پر ٹھہر گئ جس نے حجاب لیا تھا ۔۔۔اس لڑکی کی جسامت اور چلنے کا اسٹائل اسے بالکل اس جیسا لگا تھا وہ خود تیسری منزل پر تھا۔اس لیے لڑکی تو صاف نظر نہ آئی لیکن اس کا انداز اس کی یاد دلا گیا۔۔۔۔۔اس نے اپنی عرق آلود پیشانی کو مسلا ۔۔اور گھبرا کر پردے برابر کر دیے۔۔۔۔۔

وہ شخص کبھی ملے مجھے

جسے تنہائی میں کھو جا ہے میں نے

جسے آبشاروں میں دیکھا ہے میں نے

جسے قوس قضا کے رنگوں سا پایا تھا میں نے

جسے ہتھیلی میں نصیب کی طرح سجایا تھا میں نے

جس کا رونگ وروپ لبھایا تھا

جس کو روح سے چاہا تھا میں نے

جس میں اپنا سکوں پایا تھا میں نے

جسے مقدر کے ہاتھوں کھویا ہے میں نے

Urdu Novels Ghar

وہ شخص کبھی ملے مجھے

وہ ملے تو سکون ملے مجھے

****

وہ کانفریس ہال میں پہنچے۔۔۔۔۔ جہاں مکمل اندھیرا تھا سب نے اپنی اپنی کرسیاں سنبھالی ہوئی تھی ۔۔۔اسٹیج پر صرف پراجیکٹر کی لائٹس تھیں۔۔۔۔ تمام کمپنیز باری باری اپنے پراجیکٹ شو کررہی تھی انہیں ایکسپلین کررہی تھیں۔۔۔۔ ابھی ان کی باری آنے میں کافی وقت تھا۔۔۔۔۔۔۔ دو تین گھنٹے تک ویسٹ کمپنیز اپنے پراجیکٹ شو کرتی رہی۔۔۔۔ پھر باری آئی دبئ کی ملٹی نیشنل کمپنی کی جہاں اینکر پرسن کمپنی کی ڈیٹیل بتانے کے بعد پراجیکٹ پرازینٹر کو مدعو کررہا تھا۔۔۔۔

رشوان جو اپنی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔ وہ نام اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔۔۔۔ لیکن ایک نام کے دنیا میں ہزاروں لوگ ہوتے ہیں اس نے آنکھیں کرب سے بند کی تھی جب کسی کی رس گھولنے والی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔۔ رشوان نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ یہ آواز پہچان گیا تھا۔۔۔۔

"یا اللہ" اس کے دل سے صدا نکلی تھی سامنے اسٹیج پر ایک لڑکی حجاب کیے کونفیڈنٹلی پراجیکٹ کو ایکسپلین کر رہی تھی،۔۔۔۔۔رشوان یہ آواز یہ انداز کبھی بھول ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن اب بھی بے یقین تھا۔۔۔۔اپنی آنکھوں کو اس نے بارہا مل کر صاف کیا۔۔۔۔مگر نہ منظر بدلا تھا اور نہ ہی آواز۔۔۔۔۔اس نے اپنا لیپ ٹاپ مینیجر کو تھمایا جس نے آج پراجیکٹ کو ایکسپلین کرنا تھا۔۔۔۔۔۔ رشوان نے اپنی آنکھوں کو سختی سے بند کیا اور پھر سے کھولا ہاں وہ وہی تھی۔۔۔۔قسمت اور وقت کبھی کبھی ہم پر ایسے ہی مہربان ہو جاتے ہیں ابھی وہ اسٹیج سے اتری تھی کہ اینکر نے ٹی ٹائم کی اناونسمنٹ کر دی۔۔۔۔۔سب اپنی کرسیاں چھوڑنے لگے ان میں ایک دیوانہ وہ بھی تھا۔۔۔۔جو تیزی سے سامنے کی طرف بھاگ رہا تھا۔۔۔۔۔اور کئی لوگوں سے ٹکرایا تھا۔۔۔ہال کا دروازہ کھول دیا گیا تھا سب لوگ باہر کی طرف بڑھ رہے تھے وہ بھی تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔۔پر وہ اسے نظر نہ آئی تھی۔۔۔وہ کافی دیر اسے ڈھونڈتا رہا بالآخر آیک بوفے ٹیبل پر وہ چائے کا کپ اٹھاتی نظر آئی۔۔۔۔رشوان کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئ۔۔۔۔وہ آہستہ سے آگے بڑھ رہا تھا جب وہ بھی دوسری سمت بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔۔چائے کا کپ لبوں تک لے جاتا ہاتھ اس ایک صدا پر تھم گیا تھا۔۔۔۔

"ذیشا" رشوان نے آہستہ سے پکارا تھا۔۔۔۔رشوان شاہ کے دل کی رفتار بہت تیز تھی اور قدم جم گئے تھے۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بے یقین تھی سماعت دعا گو تھی۔۔۔۔

اور ذیشا کے پاوں تھر تھرا گئے تھے چائے کا کپ ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا۔۔۔کئ لوگوں نے پلٹ کر عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا مگر وہ تو اس پکار پر کسی اور ہی دنیا میں پہنچی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں تواتر سے بہنے لگی تھیں۔۔۔۔وہ پتھر کی مورت نہیں بننا چاہتی تھی ایک بار اسے دیکھ لیتی تو دل اس شخص کے لیے ہمکنے لگتا وہ شخص اس کے سارے عہد سارے ارادے خاک کر جائے گا وہ پلٹ کر اسے دیکھنا چاہتی تھی مگر ڈر تھا کہ اسے ایک بار دیکھ لیا تو پتھر کی ہو جائے گی۔۔۔۔اس لیے تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گئ آنکھیں دھندلائے جا رہی تھی

۔۔۔اس نے اتنی تیزی سے باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے کہ رشوان ایک پل کو سمجھ ہی نہیں پایا تھا ۔۔۔۔اور جیسے ہی اس نے ذیشا کو دور ہوتے دیکھا۔۔۔وہ بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا لیکن وہ ہوٹل کا بیرونی گیٹ عبور کر گئ تھی رشوان تیزی سے باہر نکلا تھا اسے پکارنے لگا اور وہ اندھا دھند روڈ کی سائیڈ پر بھاگ رہی تھی رشوان اتنی ہی تیزی سے اس کے پیچھے تھا۔۔۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں بھاگ رہی تھی

ابھی زیبرا کروسنگ پر اس نے پاوں دھرا ہی تھا کہ کسی نے اس کا بازو دبوچ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔۔اور وہ اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔۔رشوان اگر اسے بازو سے پکڑ کے کھینچ نہ لیتا تو تیزی سے آتی گاڑی۔۔۔اس کے جسم کو کچل کر آگے نکل جاتی۔۔۔۔۔۔

ازناشاہ نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔اس کے سینے سے اٹھتی یہ مہک ازنا کے نتھنوں سے ٹکرائی اور

۔۔۔۔پلکیں اٹھا کر اس کو دیکھا۔۔۔اور پتھر کی ہو گئ تھی۔۔۔۔رشوان اس کا بازو تھامے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔غزالی آنکھیں اب خوف سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔گاڑیوں کا شور ختم ہو گیا تھا آس پاس کے لوگ غائب ہو گئے تھے چاند کی روشنی میں نہائے دو نفوس ایک دوسرے میں گم تھے

۔۔۔۔۔

رشوان شاہ کی آنکھوں میں شکوے ابھر رہے تھے۔۔۔ازنا شاہ کی اداس آنکھوں میں کچھ اور ہی داستان جھلک رہی تھی۔۔۔رشوان کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔۔ازنا پتھر کی مورت بنی تھی آنکھوں میں جہاں بھر کا درد سمٹ آیا تھا۔۔۔

میرے بکھرنے کے لیے بس

تیری ایک جھلک ہی کافی تھی

یہ جو عرصہ دراز سے سمٹا تھا میں

یہ تو بس ٹوٹ رہا تھا آنکھوں میں تیرا انتظار لیے

Urdu Novels Ghar

وہ صرف ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔نہ کچھ دکھائی دے رہا تھا اور نہ کچھ سنائی دے رہا تھا ۔۔۔۔۔بس رشوان شاہ تھا ازنا شاہ تھی اور دو معصوم شفاف دل تھے۔۔۔۔۔جو ایک دوسرے میں دھڑکتے تھے۔۔۔۔دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کا عکس ابھر رہا تھا۔۔۔دھڑکنوں کی رفتار بہت تیز تھی،،،ازنا کا ہاتھ رشوان کے سینے پر دھرا تھا۔۔۔۔۔اور ازنا کو لگا تھا رشوان کا دل اس کے اپنے پہلو میں دھڑک رہا ہے۔۔۔۔دلوں کا ایسا ملن تھا جو انہیں ہوش و حواس کی دنیا سے دور لے گیا تھا۔۔۔

وہ دونوں نہ جانے کب تک ایسے ہی ایک دوسرے میں کھوئے رہتے۔۔۔جب گاڑی کے ٹائر بڑی زور سے چرچرائے تھے۔۔۔۔اور رشوان کو ہوش کی دنیا میں لے آئے تھے۔۔۔اور ازنا کی آنکھوں سے لڑی بہہ نکلی۔۔۔۔

"ششش" وہ اپنے ہونٹ پر انگلی رکھ کر سر نفی میں ہلاتا بولا تھا۔۔۔۔ازناشاہ کے حواسوں پر چھایا سحر ٹوٹ گیا تھا وہ پتھر کا مجسمہ نہ بنی تھی موم ہو گئی تھی۔۔۔رشوان شاہ کی صدا پر اس کا دل موم کی طرح پگھل رہا تھا۔۔۔۔

"کہاں جا رہی تھیں مجھ سے بھاگ رہی تھیں تم" وہ اس کے آنسو صاف کرتا بولا تھا ازنا کے پاس الفاظ نہ تھے لب پھڑپھڑا کر رہ گئے

"کیوں چلی گئی تھیں۔۔۔۔" شکوہ کناں لہجہ۔۔۔اب کے رشوان کی آنکھوں میں سرخیاں تیر گئی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"آئی۔۔۔ای۔۔۔۔سور۔۔۔۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کر رہی تھی رشوان نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ کروا دیا اور اسے بازو سے تھامتا ہوٹل کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔اور ازنا شاہ اس کے ساتھ بندھی چلی آئی تھی۔۔۔۔

"رشوان" ہوٹل کے اندر داخل ہونے سے پہلے ازنا نے اسے پکارا تھا رشوان شاہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ اس سے اپنا ہاتھ چھوڑاتی نفی میں سر ہلا رہی تھی اب وہ میٹنگ ہال میں نہیں جانا چاہتی تھی جس طرح وہ وہاں سے نکلی تھی کتنے ہی لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔رشوان نے سر ہلا دیا اسے لے کر پارکنگ کی طرف آ گیا۔۔۔۔

****

میں تو تمہاری محبت کا چاند ماتھے پر سجائے تکبر سے بیٹھی تھی محبت میں ملنے والے خسارے کا تو حساب ہی نہیں کیا تھا رشوان جب تک حساب لگا تب تک مقدر، وقت، اور نصیب ہاتھ سے نک

چکا تھا.....رشی.... قدرت نے مقدر میں ایسی مجبوری لکھی کہ ماتھے پر سجا چاند ماند پڑ گیا سارا غرور چھن سے ارداشیر بلوچ کے قدموں میں آ گرا قدرت نے اسی کے در پر لا کر پھینکا جس کو ٹھکراتے ہوئے میرے دل میں ذرا احساس بھی نہ ہوا تھا" وہ آنکھیں کرب سے بند کرتی بولی تھی اور رشوان اس کی کرب زدہ چہرے کو دیکھتا رہ گیا یہ اس کی ذیشا نہیں تھی اتنی اداس اتنی افسردہ،،،، یہ اداسی اس کے چہرے پر بالکل نہیں جچ رہی تھی۔۔۔رشوان نے نظریں پھیر لی۔۔۔وہ کچھ توقف کو رکی اور پھر بولی۔۔۔

"پھر وقت نکل گیا اور تم بہت پیچھے رہ گئے اور جب دوبارہ اس چاند نے اپنی چمک پائی ہے تو کیسے خود غرض ہو کے دونوں ہاتھوں سے اس چاند کو دبوچ لوں،،، میں خود غرض نہیں ہوں۔۔۔

****

وہ صرف ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔نہ کچھ اور دکھائی دے رہا تھا اور نہ کچھ سنائی دے رہا تھا ۔۔۔۔۔بس رشوان شاہ تھا ازنا شاہ تھی اور دو معصوم شفاف دل تھے۔۔۔۔۔جو ایک دوسرے میں دھڑکتے تھے۔۔۔۔دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کا عکس ابھر رہا تھا۔۔۔دھڑکنوں کی رفتار بہت تیز تھی،،،ازنا کا ہاتھ رشوان کے سینے پر دھرا تھا۔۔۔۔۔اور ازنا کو لگا تھا رشوان کا دل اس کے اپنے پہلو میں دھڑک رہا ہے۔۔۔۔دلوں کا ایسا ملن تھا جو انہیں ہوش و حواس کی دنیا سے دور لے گیا تھا۔۔۔

وہ دونوں نہ جانے کب تک ایسے ہی ایک دوسرے میں کھوئے رہتے۔۔۔جب گاڑی کے ٹائر بڑی زور سے چرچرائے تھے۔۔۔۔اور رشوان کو ہوش کی دنیا میں لے آئے تھے۔۔۔اور ازنا کی آنکھوں سے لڑی بہہ نکلی۔۔۔۔۔

"ششش" وہ اپنے ہونٹ پر انگلی رکھ کر سر نفی میں ہلاتا بولا تھا۔۔۔۔ازناشاہ کے حواسوں پر چھایا سحر ٹوٹ گیا تھا وہ پتھر کا مجسمہ نہیں بنی تھی موم ہو گئی تھی۔۔۔رشوان شاہ کی صدا پر اس کا دل موم کی طرح پگھل رہا تھا۔۔۔

"کہاں جا رہی تھیں مجھ سے بھاگ رہی تھیں تم" وہ اس کے آنسو صاف کرتا بولا تھا ازنا کے پاس الفاظ نہ تھے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے

"کیوں چلی گئی تھیں۔۔۔۔" شکوہ کناں لہجہ۔۔۔اب کے رشوان کی آنکھوں میں سرخیاں تیر گئی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"آئی۔۔۔ای۔۔۔۔سور۔۔۔۔۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کر رہی تھی رشوان نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ کروا دیا،،،، خود اس کے اشک رک ہی نہیں رہے تھے ایک دم ہی نیچے جھکا اور اپنے رب کے آگے سجدہ زیر ہو گیا۔۔۔۔ آنسو بہے جا رہے تھے اور وہ سجدے میں گر ا زارو قطار رو رہا تھا ۔۔۔۔ یہ شکرانے کا سجدہ تھا۔۔۔۔ نہ اس نے جگہ دیکھی تھی نہ وقت اور نہ لوگ۔۔۔۔ اس نے تو یہ سجدہ ابھی ہی کرنا تھا۔۔۔ وہ فٹ پاتھ پر سجدے میں گرا رو رہا تھا۔۔۔ اس کے رب نے اسے نواز دیا تو وہ کیسے اس پل اس رب کو فراموش کر دیتا۔۔۔۔ وہ تو شکر گزار تھا،، اپنے رب کی رحمتوں کا قرض دار تھا۔۔۔۔ کئی لوگ اسے رک کر دیکھ رہے تھے لیکن اس وقت اسے کوئی پروا نہیں تھی۔۔۔۔

ازنا کی آنکھوں میں دکھ ناچ رہے تھے بس اسے دیکھے گئ۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے سیال بہہ رہے تھے ۔۔۔۔ پھر اپنے لب سے اس کا نام آزاد کیا تو وہ سیدھا ہو گیا اپنا چہرا صاف کرتا اسے بازو سے تھامتا ہوٹل کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔ اور ازنا شاہ اس کے ساتھ بندھی چلی آئی تھی۔۔۔۔ آج اس کے قدموں پر اپنے قدم جما جما کر رکھ رہی تھی۔۔۔ آج اس کی پیروی نہ کرتی تو کافر ٹھہرائی جاتی۔۔۔ عشق میں کافر کہلانے والا پل صراط کا سفر نہیں تہہ کر پائے گا چاہے وہ عشق مجازی ہو یا عشق حقیقی۔۔۔

"رشوان" ہوٹل کے اندر داخل ہونے سے پہلے ازنا نے اسے پکارا تھا رشوان شاہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑاتی نفی میں سر ہلا رہی تھی اب وہ میٹنگ ہال میں نہیں جانا چاہتی تھی جس طرح وہ وہاں سے نکلی تھی کتنے ہی لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔جانا تو وہ بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ بس تنہائی چاہتا تھا ایسی تنہائی جس میں ان دونوں کی خاموشی بات کرے۔۔۔۔۔رشوان نے سر ہلا دیا۔۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

"کافی پیو گے" وہ اب خود پر قابو پا چکی تھی....وہ اسے اپنے فلیٹ لے آئی تھی۔۔ جہاں وہ اپنی کسی دوست کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔اور قسمت کی مہربانی سے آج کل اس کی دوست اپنے ملک گئ ہوئی تھی ۔۔۔ارداشیر کا گھر تو وہ کب کا چھوڑ آئی تھی۔۔۔۔رشوان نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

"کونسی میری پسند کی یا تمہاری۔۔۔ چلو ایسا کرو میری والی پی لو۔۔۔۔کیونکہ حقیقت بہت تلخ اور کڑوی ہے تو کافی کی مٹھاس زندگی کی کڑواہٹ میں محسوس نہ کر پاؤ گے" وہ تلخی سے بولی تھی۔۔۔وہ ساری حقیقت اسے بتانے والی تھی اس کے ساتھ کیوں زیادتی کی از نانے۔۔۔۔پھر دوبارہ گویا ہوئی تھی۔۔۔

"اور ویسے بھی جب ایسے انکشافات کرنے بیٹھا جائے تو دل کڑا کر لینا چاہیے۔۔۔ پھر کافی کڑوی کسیلی ہو یا میٹھاس سے بھری پتہ نہیں چلتا" ازنا نظریں جھکائے ہی بول رہی تھی پر ہر جملے میں تلخی تھی آج اس کی ذات کی رکھائی اس کے کسی جملے میں وہ محسوس نہ کر پایا تھا۔۔۔۔

"حقیقت جو بھی ہو تم کہہ ڈالو میں نے دل کڑا کر لیا ہے۔۔۔ آج کڑوی کسیلی کافی بھی مجھے میٹھی لگے گی ۔۔۔۔ آج مجھے زندگی جو مل گئ ہے" وہ خود نہیں جانتا تھا کہ آج کتنے عرصے بعد مسکرایا ہے۔۔۔۔۔۔۔ آج اس نے دل کی وہ مراد پالی تھی۔۔۔ جس کو وہ روچکا تھا۔۔۔ جس کی میت تو نہ دیکھی تھی مگر خود میت ہو جانے کی چاہ کر لی تھی۔۔۔۔

جس کے خاک میں مل جانے کی خبر نے اسے خاک کر دیا تھا۔۔۔ آج وہ اس کے سامنے جیتی جاگتی بولتی سانس لیتی کھڑی تھی۔۔۔۔ تو مرتے کو اور کیا چاہیے تھا کچھ سانسیں اور وہ سانسیں اسے رب نے عطا کر دی تھیں۔۔۔۔ آج اس کی مانگی ہر دعا جس پر اسے کامل یقین تھا پوری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اور رشوان اپنے رب کے بعد جیلانی صاحب کی ہر دعا کا شکر گزار تھا.... آج دعا بارگاہ الٰہی میں قبول کر لی گئی تھی۔۔۔۔ اس کے لیے خدا نے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیے تھے وہ تو ہمیشہ سے ہی رشوان کو نوازتا آیا تھا۔۔۔ بس کچھ عرصہ آزمائش دے کر رب اسے پرکھ رہا تھا اور وہ رب کی عطا کی اس آزمائش کھرا اترا تھا۔۔۔ تو اس کی جھولی بھر دی گئی تھی۔۔۔

"ہہہمم حقیقت اتنی تلخ ہے رشوان شاہ تمہاری زندگی کیا ہمارے رشتے کی مٹھاس نہ چھین لے"

وہ سوچتی ہوئی بڑبڑائی۔۔۔ اور پھر کافی بنانے لگی۔۔۔۔ اور وہ ہال نما کمرے میں بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔۔ اوپن کچن تھا جس میں وہ تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا ہر انداز۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر چھائی

پریشانی۔۔۔اس کے ماتھے کی شکن اس کی آنکھوں کی عینک۔۔۔۔۔ایک بار دل چاہا جا کے پاس کھڑا ہو جائے لیکن ابھی اسے ایسا حق نہیں تھا اس لیے دل پر قابو پاتا رہا۔۔۔۔وہ کافی لائی اور خود رشوان شاہ کے مقابل بیٹھ گئ

وہ صوفے پر بیٹھا تھا اور ازنا سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئ۔۔۔رشوان کا بس ایک سوال تھا مجھ سے حقیقت کیوں چھپائی

اور ازنا نے سب کہہ سنایا کہیں کہیں لب کپکپائے بھی تھے کسی موقع پر ہاتھوں میں لرزش بھی پیدا ہوئی کپ چھوٹتے چھوٹتے بچا

۔۔۔جہاں مگ پر گرفت ڈھیلی پڑنے لگتی وہ مگ ٹیبل پر رکھ دیتی۔۔۔۔وہ سب کہہ گئ سوائے ایک آخری واقع کے جس کے بعد پاکستان کی سرزمین چھوڑ دی گئ تھی۔۔۔۔وہ کیسے اپنی عزت کو تار تار کرتی اپنی عزیز ترین ہستی کے سامنے۔۔۔

۔۔۔"تم چلی گئی تو لگا کہ زندگی تھم گئی ہو جیسے لیکن جب نظر ہٹائی تو.....وہ۔۔۔۔۔وہ تم کیا کہتی تھیں۔۔۔۔۔ نظر ہٹالو رشوان شاہ نہیں تو بڑی سبکی ہو جائے گی تمہاری۔۔۔۔۔تو جب نظر پھیر کر ادھر ادھر کا جائزہ لیا تو پتہ چلا زندگی نہیں تھمی ہے وہ تو چل رہی ہے اپنی رفتار سے بس میں تھم گیا ہوں کہیں۔۔۔۔"وہ ایک نظر کبھی ازنا کو دیکھتا اور کبھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو۔۔۔اس کی آنکھوں میں درد تھا۔۔۔جسے وہ لفظوں میں بیان کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔اگر ازنا اس وقت اسے دیکھ لیتی تو اس درد کو سہہ نہین پاتی لیکن وہ تو نظر نہ اٹھانے کی قسم کھا چکی تھی شاید۔۔۔۔۔

۔۔۔"کہاں" ازنا نے بے چینی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔"وہی جہاں تم سے وعدہ کیا تھا جہاں تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہی تمھارا زندگی بڑھی آگے پر میں نہیں تمہیں یہاں دیکھا تو وہیں اسی جگہ سے زندگی نے دوبارہ تھام لیا ہے مجھے،،، دیکھو آج دل کی دھڑکن میں ایک نئی ترنگ ہے۔۔۔ دیکھو سانس کی رفتار بھی تیز ہے اور مجھے یقین ہے آنکھوں میں جذبے بھی نمایا ہونگے۔۔ ممی کہتی تھیں تمہاری آنکھیں ویران ہو گئی ہیں رشوان شاہ احساس سے عاری۔۔۔۔ تم دیکھو بتاو ازناشاہ کیا میری آنکھوں میں آج محبت کے جگنو جگمگا نہیں رہے۔۔۔ کیا ان میں نئی زندگی سانس نہیں لے رہی" رشوان نے اپنے درد کو لفظوں میں سمیٹنے کی کوشش کی لیکن درد بکھر رہا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔پھر وہ بولنے لگا اپنا آپ کھولنے لگا تو ازنا نے نظریں پل کو اٹھائیں مگر اس کے چہرے پر نظر آتے کرب کو سہہ نہ پائی تھی فورا نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔وہ چپ ہوا تو کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں رشوان شاہ کی نظریں اپنی متاع کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔اور ازنا شاہ کی لرزتی پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔کافی دیر دونوں کے بیچ خاموشی بولتی رہی۔۔۔۔۔جب ازنا کو اس خاموشی سے وحشت ہوئی تو ایک دم بول پڑی کافی تو کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"سنور شوان شاہ تمہیں میری محبت میں کئی بار الہام ہوئے۔۔۔ کیا محبت میں ضروری ہے الہام ہوا کرے "وہ آج اس کے روبرو اپنے زخم کھولے بیٹھی تھی بس ایسے ہی انگلی کافی کے مگ پر پھیرتے ہوئے اس سے پوچھ بیٹھی۔۔۔اس خاموشی کو توڑنے کے لیے۔۔۔۔ جس سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔۔۔

"ہاں بالکل جس محبت میں الہام نہ ہوئے تو خاک عشق ہوا" وہ جذب سے بولا تھا آج تو قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا تھا آج تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔۔۔

"پھر مجھے تمہاری محبت میں کبھی الہام کیوں نہ ہوئے تو کیا میں نے خاک محبت کی تم سے" ازنا شاہ رنجیدہ شکل لیے بول رہی تھی اب اس کی نظر رشوان کے مضبوط ہاتھوں پر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ محبت کا اقرار بھی کیسے کیا گیا تھا۔۔۔ صاف شفاف اظہار بھی نہ تھا لیکن ڈھکا چھپا بھی نہ تھا۔۔۔ ازنا کو لگا اس نے آج خاک محبت کہ اصل عشق تو رشوان نے کیا۔۔۔۔

"تمہیں الہام ہوئے ہوگے بس تم سمجھ نہیں پائی ہوگی محبت کی باتیں ذرا دیر سے سمجھتی ہو" وہ مسکراتا ہوا بولا کافی کی یہ کڑواہٹ آج اس کے مزاج کو کڑوا نہیں کرسکی تھی۔۔۔۔ آج بات بے بات مسکراہٹ چہرے کا احاطہ کر رہی تھی۔۔۔ آہل اسے دیکھ لیتا تو شاید خوشی کے مارے بے ہوش ہو جاتا۔۔۔۔ فریال شاہ یہاں ہوتی تو مارے کی خوشی کے جھوم اٹھتی اور اگر دادو یہاں ہوتیں تو مصنوعی نیند سے جاگ جاتی

۔۔۔۔۔

"ہاں شاید تم سچ کہتے ہو ایک دن مجھے تم بہت یاد آئے تھے۔۔۔۔اور تمہاری یاد کا درد دل کے پہلو میں ایسا اٹھا کہ پھر مجھے ہوش ہی نہ رہا۔۔۔جانتے ہو کس دن۔۔۔وہ دن تھا تمہارے ایکسیڈنٹ والا۔۔۔اس کے بعد زیان شاہ نے مجھے بتایا۔۔"رشوان کے نفی میں سر ہلانے پر وہ سر جھٹکتے بولی تھی،،،

"کیا دھڑکن دھڑکنے کے لیے محبت کا دیدار ضروری ہے" آج اس سے مل کر وہ اپنے دل کی ہر کیفیت کو سوال کی صورت اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ہر راز پا لینا چاہتی تھی...محبت کا ہر بھید رشوان شاہ تو پا ہی چکا تھا اب ازنا کی باری تھی۔۔۔۔

"نہیں بالکل نہیں۔۔۔ صرف محبت کی آس ضروری ہے" وہ مسلسل مسکرا رہا تھا اس کے چہرے سے ایک پل کو نظر نہیں ہٹائی تھی۔۔۔۔ اور ازنا نے اسے دیکھنے کے بعد سے یہاں تک کے سفر تک ایک بار کے بعد نظر نہیں اٹھائی تھی اس کا دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا تھا۔۔۔

ازنا نے اٹھ کر اے سی آن کر دیا فروری کے اس مہینے میں بھی اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ پسینے سے شرابور ہونے لگی۔۔۔ محبت سے مل جانے کی خوشی ضرور تھی مگر غم زیادہ تھا کیونکہ اب وہ خود کو اس کے قابل نہیں سمجھتی تھی پھر کیوں قسمت نے اسے سامنے لا کھڑا کیا۔۔۔۔ اب اسے دیکھ لینے کے بعد وہ کبھی نہیں جائے گا اس کے بغیر۔۔۔

"کچھ اور رہ گیا ہے پوچھنے کو ازناشاہ" وہ اس کے پیچھے کھڑا پوچھ رہا تھا آج پہلی بار رشوان نے اس کا پورا نام لیا تھا وہ جھٹکے سے پلٹی تھی وہ اس کے دل کی ہر بات جان جاتا تھا۔۔۔دل میں مچلتا ایک سوال وہ پوچھنا چاہتی تھی لیکن زبان ادا کرنے پر آمادہ نہ تھی۔۔۔اگر جواب نفی میں ہوا تو ازنا کا دل بند ہو جاتا ۔۔۔۔۔ہونٹوں پر زبان پھیرتے بولی

"کیا اب بھی تم مجھ سے محبت کرتے ہو کیا اب بھی میں قابل ہوں تمہاری محبت کے" وہ ہاتھوں کو مسلتے بول رہی تھی رشوان نے ایک گہری سانس لی ہاتھ پینٹ کی پاکٹ سے نکالا۔۔اس کے دوپٹے کا سرا ہلکا سا تھاما۔۔کیونکہ ہاتھ تھامنے کا حق ابھی نہیں تھا۔۔اس لیے اس کے دوپٹے کا لٹکتا ہوا کونہ تھاما جو اس نے اچھے سے اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا اور ہلکا سا کھینچتا ہوا اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔وہ دوپٹہ کھل جانے کے ڈر سے روبوٹ کی طرح اس کے پیچھے چل دی تھی۔۔۔۔اور کرسی پر بیٹھ گئ۔۔۔۔

وہ اس سے بس اپنے اندر امڈتے سوالوں کے جواب لے رہی تھی اور رشوان شاہ اس کے قدموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔

"اس سوال کا جواب تم اپنے اندر تلاش کرو ازنا شاہ۔۔۔ کہ تمہاری قابلیت کیا ہے۔۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔۔۔۔۔ ازنا کی آنکھوں میں محبت کے دیے ایک پل کو جگمگائے تھے۔۔۔۔۔ دل شاد ہوا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔"میں نے بے لوث، بے غرض محبت کی تم نے۔۔۔ بالکل ویسی ہی مھبت جیسی تم نے مجھ سے کی ۔۔۔۔اب بھی کا سوال غلط ہے۔۔۔ کل بھی آج بھی اور کل بھی تم اس دل کو جھٹکتی نہیں ہو یہی رہتی ہو

Urdu Novels Ghar

اب تم بتاو" وہ اپنے دل پر انگشت رکھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ پھر اس کی طرف سوالیہ نظریں اٹھائی لیکن وہ اب کچھ بول نہیں رہی تھی۔۔۔۔

"تم کل ہی میرے ساتھ چلو گی بس" وہ حتمی انداز میں کھڑا ہوتا بولا تھا

"پر وہاں۔۔۔" وہ احتجاج کے لیے لب کھول رہی تھی جب وہ اس کی بات سختی سے کاٹ گیا تھا

Urdu Novels Ghar

"پرور کچھ نہیں۔۔کوئی بھی اب کچھ نہیں کر سکتا وہ طلاق دے گیا ہے تمہیں۔۔۔ویسے بھی وہاں سب کے لیے تم مر چکی ہو۔۔۔۔وہ محافظ بنا ہے تمہارے لیے شاید اس نے تمہاری موت کی خبر اڑا دی وہاں"

اس کی بات پر ازنا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئ وہ ایک دم چیخ پڑی

"کیا یہ کس نے کہا۔۔۔ہاں سہی کہا ہے مر تو چکی ہوں میں۔۔۔"وہ بے بس سی بولی تھی

"تم بکواس بند کرو اور پیکنگ کرو۔۔۔"رشوان نے اس کی بات کاٹ دی فیصلہ کن انداز میں بولا پہلی بار تھا کہ رشوان نے اس سے اس طرح بات کی تھی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"تم ہمیشہ ہی ایسے کرتے ہو۔۔خود ہی سارے فیصلے کر لیتے ہو اور مجھ پر تھوپ دیتے ہو" وہ چڑ کر بولی تھی وہ واپس جانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔اسے ڈر تھا کہ لاشاری بلوچ پھر سے بدلے لینے نہ پہنچ جائے۔۔۔کہیں اس کے بھائی کو نقصان نہ پہنچا دے۔۔۔۔۔یہ بہنوں کے دل بھی ناوسوسوں سے بھرے ہوتے ہیں۔۔یہ بھائیوں کو زندگی سمجھ لیتی ہیں عزت کا محافظ،،،سایہ دار شجر،،باپ کے بعد ایک بھائی ہی تو ہوتے ہیں جو بہنوں کو شہزادی بنا دیتے ہیں۔۔۔اور ازنا تو تھی ہی شاہ میر کی شہزادی پھر ایک شہزادی کیسے اپنے بھائی کو تکلیف دے سکتی تھی۔۔۔۔۔

"میں کب ایسا کرتا ہوں۔۔۔۔ذیشا۔۔۔۔ہمیشہ تمہاری مانتا ہوں تمہاری سنتا ہوں۔۔۔تم جو کہہ دو اس کے خلاف نہیں جاتا۔۔۔بس بات کچھ یوں ہے کہ جو تمہارے دل میں ہوتا ہے وہ میری زبان پر اور فیصلہ کر کے بس کر گزرتا ہوں تمہاری طرح پر یا لیکن کی جنگ میں نہیں پڑتا۔۔۔۔تم چلو میرے ساتھ تمہارے

قدموں کی چاپ سن کر دادو جی اٹھے گی پھر سے "وہ پر امید نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا دادو کا نام سن کر وہ ایک پل میں ڈگمگا گئ تھی اور رشوان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر گئ تھی وہ اس وقت نہ خوش تھی نہ افسردہ لیکن پریشان بہت تھی۔۔۔۔۔

******* ،

آج ایک ہفتے بعد رشوان شاہ واپس جا رہا تھا لیکن آج وہ اداس یا تنہا نہیں تھا آج اپنی زندگی اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔۔۔ آج اس کی اپنی آنکھوں میں زندگی کی رمق تھی آج اس کی چال میں وہی مضبوطی تھی وہی رکھائی تھی جو آج سے سال پہلے ہوا کرتی تھی اس کا ساتھ اس کو بولائے دے رہا تھا۔۔۔۔ آج وہ بھی اس کے ساتھ تھی اس کی آنکھوں میں بے یقینی سی تھی۔۔۔۔

فلائٹ میں بیٹھنے تک رشوان شاہ کو یقین نہ تھا کہ یہ سب خواب نہیں حقیقت ہے۔۔۔جب جہاز نے پرواز بھری تو اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

"رشی مجھے آنے والے وقت سے بہت ڈر لگ رہا ہے،،،،"وہ آنکھیں بند کیے بول رہی تھی

"کچھ نہیں ہو گا اب کے میں ہوں نا تمہارے ساتھ "

وہ اعتماد سے بولا تھا

۔۔"اللہ کتنا مہربان اور کارساز ہے وہ ہماری دعا دل سے نکلنے سے پہلے ہی ہماری دعا قبول کر لیتا ہے۔۔۔اور یہ تو پھر ہر پل مانگی گئی مراد تھی اسے کیسے رد کر دیتا۔۔۔۔رشوان شاہ کی ہر دعا رب نے قبول کر لی تھی ہر دعا کو قبولیت کا شرف مل گیا تھا وہ جتنا اپنے رب کا شکر گزار ہوتا۔۔۔اتنا کم تھا۔۔۔۔"رشوان نے مسکراتے ہوئے آنکھیں موند لی۔۔۔۔۔

وہ دونوں کراچی ائیر پورٹ لینڈ کر چکے تھے رشوان نے کال کر کے فریال شاہ کو ہسپتال پہنچنے کا بولا تھا ۔۔۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں"رشوان کو لوکل ٹیکسی کو روکتے دیکھ ازنا نے پوچھا تھا

Urdu Novels Ghar

"دادو کے پاس۔۔۔ آج دیکھنا ذیشا دادو کو ہوش آجائے گا۔۔۔ تمہاری خوشبو ان کے حواسوں سے ٹکرائے گی تو وہ اٹھ جائے گی جب سے تم گئی ہو بے خبر سو رہی ہیں" وہ مسکرا کر بولا تھا۔۔۔۔ ازنا گھبرا گئی تھی اس کی دادو کو کیا ہوا تھا نہیں جانتی تھی۔۔۔ ہسپتال پہنچ کر وہ اسے دادو کے کمرے میں لے آیا تھا۔۔۔ آج ویٹنگ میں کوئی بھی موجود نہ تھا۔۔۔۔۔

"اسلام و علیکم دادو دیکھے میں کسے لے آیا ہوں۔۔۔ دادو آپ کی ازنا لوٹ آئی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے،،، دیکھے دادو آپ سے وعدہ کیا تھا نا میں نے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا،، میں بالکل نہیں ڈگمگایا دادو یقین کی پختگی نے ازنا شاہ سے میری جھولی بھر دی اب آپ جلدی سے اٹھ جائیں" وہ خوشی سے چہکتا بولا تھا اور ازنا صدمے میں گھری اپنی دادی کو دیکھ رہی تھی

"دادو" وہ ان سے لپٹ گئ اور بے تحاشہ رونے لگی۔۔۔جب اپنی پشت پر اسے کسی کے ہاتھ کا دباو محسوس ہوا تھا اس نے ہلکا سا سر اٹھایا دادو کا ہاتھ اس کی پشت پر تھا۔۔۔ مگر آنکھیں اب بھی بند تھیں

"میں نے کہا تھا نا ازنا تمہاری محبت چھو کر زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے" وہ تیقن سے بول رہا تھا ۔۔۔۔انہیں آئے کچھ وقت گزر گیا تھا جب اس کا موبائل بج اٹھا اس کا نمبر دیکھ کر وہ فورا باہر کی طرف بڑھا تھا

فریال شاہ کوریڈور میں داخل ہوتے رشوان شاہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں۔۔۔وہ چال کا غرور۔۔۔وہ لبوں کی مسکراہٹ وہ آنکھوں کی جگمگاہٹ وہ اس کی ذات کا تنتنا لوٹ آیا تھا۔۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے اپنے گبرو جوان کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ رہی تھی بلکہ یوں کہنا چاہیئے اس کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔۔۔فریال پہلے حیران ہوئی پھر خوش ہو گئ۔۔۔

"کونسا خزانہ ڈھونڈ لائے ہو دبئی سے۔۔برخودار۔۔۔جس مقصد کے لیے گئے تھے وہ تو سنا ہے آدھے میں ہی چھوڑ فرار ہو گئے تھے۔۔۔کسی شیخ نے کوئی تیل کا کنوا تو تمہارے نام نہیں کر دیا۔۔۔ "

وہ ابرو اچکائے پوچھ رہی تھیں رشوان شاہ نے ماں کو کندھوں سے تھام کے گھما ڈالا تھا۔۔۔وہ اس کے انداز پر گرتے گرتے سنبھلی تھیں۔۔۔۔

"ممی کوئی تیل کا کنواں میری زندگی کے دیے جلانے میں کام نہ آتا مجھے جو مل گیا وہاں کیا بتاو۔۔۔۔۔

زندگی مل گئ وہاں۔۔۔۔روشنی مل گئ میرے مقدر کا ستارہ مل گیا" وہ خوشی سے چہک رہا تھا اور فریال اپنے دیوانے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں ایک پل کو ان کو اس کی دماغ حالت پر شک گزرا تھا۔۔۔ کہاں وہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھنے کو ترس گئ تھیں اور آج چہرا ہی کیا آنکھیں بھی کھکھلا رہی ہیں۔۔ کاش وہ اسے پہلے ہی دبئ بھیج دیتی ایسا کیا ملتا ہے وہاں جہاں ان کا بیٹا یکسر بدل گیا۔۔۔۔۔

لیکن اس کے پیچھے نظر آتے عکس پر نظر پڑتے ہی ساری گھتی سلجھ گئ

مگر اس ہستی کے یہاں موجودگی پر اپنی آنکھوں پر شک گزرا تھا۔۔۔ حیرت کے جھٹکے سے ان کی آنکھیں اس پر جم گئ تھیں رشوان کے ہاتھ جھٹک کر اس عکس کی طرف بڑھی جو آنکھوں میں اداسی لیے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

فریال شاہ نے ہلکے سے اسے چھوا تھا کہ جیسے چھوتے ہی غائب ہو جانے کا خوف ہو۔۔۔۔۔ لیکن ازنا ان کے گلے لگ گئ تو وہ مارے حیرت کے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ رشوان نے آنکھیں میچ کر پر جوش انداز میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ تو ان کے آنسو بہنے لگے ازنا کو دیوانہ وار چومنے لگی کبھی اس کے ہاتھ کبھی ماتھا۔۔۔ کبھی

اس کا چہرا اپنے ہاتھوں میں تھام کر دیکھ رہی تھی ان کا یہ والہانہ انداز ان کی محبت کی انتہا کی گواہی دے رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

“اللہ کتنا مہربان ہے ازنا دیکھو اس رحمان کا رحم میرے رشوان پر ہو گیا۔۔۔اس کی زندگی کی پریشانیاں ختم ہوئی۔۔۔۔"وہ اس کے چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامتی بولی تھیں۔۔۔۔

اب باری تھی شاہ پیلیس والوں کو خبر دینے کی وہاں کال نہیں کی گئ۔۔۔بلکہ ازنا اور رشوان شاہ خود وہاں پہنچ گئے تھے۔۔۔۔

آج بھی وہی گارڈ موجود تھا جس نے دروازہ کھولنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔ازنا گاڑی سے اتری تو گارڈ ہکا بکا رہ گیا۔۔۔

اور دروازہ وا کر دیا۔۔۔ آج رشوان کی چال میں الگ ہی غرور تھا۔۔۔وہ لاونج میں اکیلا داخل ہوا تھا ۔۔۔جہاں تقریباً سب موجود تھے خاموشی سے رات کا کھانا کھایا جارہا تھا۔۔۔۔رشوان پر سب سے پہلی نظر زینب کی پڑی تھی۔۔۔

۔۔۔"ارے آج تو میرا بیٹا آیا ہے،،،"وہ حیرت سے بولی تھیں پچھلے ایک سال سے اسے دیکھنے کو ترس گئ تھیں اسے اجازت ہی نہ تھی یہاں آنے کی۔۔۔اسفند کھانے سے ہاتھ روکے اسے دیکھنے لگے۔۔۔آگے بڑھے اور آگے بڑھ کر اسے بانہوں میں بھینچ لیا جب سے وہ ہوش میں آیا تھا اس نے اسفند سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔وہ ان سے ناراض جو تھا۔۔۔ مگر آج ازنا کو ساتھ لیے آیا تھا کیسی ناراضگی،، کیسا غصہ ازنا مل گئ سب مل گیا۔۔۔۔

۔۔۔"آجاو میرے لاڈلے بیٹے بہت دیر کر دی کتنے عرصے سے انتظار تھا تمہارا"اسفند اس کا کندھا تھپتھپاتے بولے تھے۔۔۔

۔۔۔"کیا میں اپنے ایک مہمان کو اندر لا سکتا ہوں" وہ اجازت طلب کر رہا تھا اسفند کو بچپن کا رشوان علی یاد آ گیا جو اکثر ان سے پوچھتا تھا میں ازنا کو اپنے ساتھ لے جاو۔۔۔وہ افسردگی سے مسکرا دیے اور سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

رشوان نے پلٹ لاونج کا دروازہ پورا کھول دیا جس کے پیچھے ازنا شاہ کھڑی تھی۔۔۔اسفند کی آنکھیں بے یقین ہوئی اور پھر بہنے لگی۔۔۔۔وہ آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ سے اسے چھونے لگے۔۔۔تو ازنا ہنس دی ۔۔۔اور ان کے سینے میں منہ چھپالیا

شاہ پیلیس میں خوشیوں کی بارات امڈ آئی تھی دن پھر سے گنگنانے لگے تھے۔۔

Urdu Novels Ghar

چہرے مسکرانے لگے تھے۔۔۔چاند پھر سے اس آنگن میں اتر آیا تھا۔۔۔۔اسفند نے تو بیٹی کو ایک پل بھی اپنی آنکھوں سے دور نہ کیا تھا۔۔۔زیان بہن کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا اور زینب بیٹی کی اداس آنکھیں دیکھ رہی تھیں اسفند کے سینے سے لگی وہ بالکل چپ تھی اب تک سلام کے بعد سے اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔۔۔۔

"اس لڑکے کی محبت نے تو سب کچھ ہی بدل ڈالا۔۔۔آخر لے ہی آیا تمہیں" اسفند آج ایک سال بعد مسکرا رہے تھے۔۔۔۔ازنا نے باپ کی شفقت پاتے ہی سکون سے آنکھیں موندلی تھیں۔۔۔اور

ناجانے کب باپ کے سینے سے لگی ہی اس کی آنکھ لگ گئ تھی

۔۔۔" آپ کے پاس امانت چھوڑے جارہاہوں بھا،، اب کی بار امانت میں خیانت نہیں کرنا" رشوان نے ازنا کو دنیا سے بے خبر پایا تو اسفند کے کان میں سرگوشی کرتا باہر چلا گیا۔۔۔۔

ا

۔۔۔ناجانے کب تک سوتی رہی۔۔۔۔جب اس کی آنکھ کھلی تو ایک دم انجانے خوف سے سر اٹھایا تھا لیکن ماں باپ بھائی سب حقیقت بنے اس کے سامنے تھے۔۔۔۔۔۔

"سوری بابا مجھے پتہ نہیں چلا کب آنکھ لگ گئ آپ تھک گئے ہونگے" وہ شرمندہ سی ہو گئ تھی

"میری ساری تھکن کہیں دور جاسوئی ہے ازنا" وہ مسکرا کر بولے تھے آج تو ان میں الگ ہی جوش نظر آرہا تھا۔۔۔۔ازنا ادھر ادھر رشوان کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔"وہ تمہیں منزل تک چھوڑنے آیا تھا چلا گیا ہے" زینب نے دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔۔بیٹی کی بے چینی سے خوب واقف تھیں۔۔۔۔

****

وہ آج پورے دو ہفتے بعد نماز پڑھنے اسی مسجد میں آیا تھا۔۔۔یہاں جو سکون اسے ملتا تھا وہ کہیں نہیں ملتا تھا ۔۔۔۔وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا قرآن اٹھالایا اور مولوی صاحب کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔وہ ان کے پاس جا بیٹھا۔۔۔وہ قرآن بند کرتے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

۔۔۔"مبارک ہو۔۔۔متاع حیات لے آئے ہو تم" وہ اس کی آنکھوں کی جگمگاہٹ دیکھ کر بولے تھے رشوان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔پھر مسکرا کر بولا۔۔۔۔

۔۔"۔۔۔آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔آپ کہتے تھے کہ مرے ہوئے واپس نہیں آتے" وہ ان کے سامنے بیٹھا پوچھ رہا تھا مولوی صاحب نے سر ہلا کر جواب دیا۔۔۔

۔۔۔"بالکل مرے ہوئے واپس نہیں آتے۔۔جو اس دنیا سے چلے گئے۔۔۔وہ بھی بھلا واپس آئے ہیں۔۔ مگر جس کو میرا رب چاہے"جیلانی صاحب کی پر شفقت آواز اس کے اندر ہمیشہ کی طرح طمانیت بھر گئ تھی ۔۔

۔۔۔"بس پھر مولوی صاحب میرے رب نے چاہا اور وہ مجھے مل گئ۔۔۔میں کہتا تھا وہ ریگستان میں ہے کسی ایسے نخلستان میں ہے جہاں ریت ہی ریت ہے دیکھے وہ مل گئ مجھے۔۔۔وہ وہی ملی جہاں جاتے ہوئے میں نے آپ سے کہا تھا۔۔۔ناجانے کیوں میرا دل چاہتا میں وہاں جاوں۔۔۔لیکن میں جانا نہیں چاہتا۔۔ "

وہ ان کا ہاتھ تھامتے بولا تھا آج اس کے چہرے پر سکون تھا ہمیشہ کی طرح وحشت نہ تھی۔۔۔۔ویرانی نہ تھی آج آنکھوں میں نئے رنگ تھے۔۔۔مولوی صاحب مسکرا دیے۔۔۔

۔۔۔"بالکل مجھے یاد ہے"وہ بولے۔۔۔

۔۔۔"آپ کی دعا مجھے لگ گئ مولوی صاحب آپ نے میرے لیے جتنی دعائیں کی وہ ساری مجھے لگ گئ
۔۔۔رب مہربان ہو گیا ہے مولوی صاحب۔۔۔اس نے رحمت کے دروازے کھول دیے"وہ پر مسرت سا
بول رہا تھا۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔۔آنکھوں میں خوشی جگمگا رہی تھی۔۔۔

۔۔"یہ تمہارے صبر کا صلہ ہے میرے بچے کبھی کبھی ہماری قیمتی چیز اللہ سات پردوں میں چھپا دیتا ہے
۔۔۔اور پھر صبر کے عوض وہ ہمیں بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔دیکھو تمہارے صبر کا پھل مل گیا تمہیں۔"
وہ اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے بولے۔

۔۔۔"میں چاہتا ہوں میرا نکاح آپ پڑھائے۔۔۔آپ کی موجودگی باعث برکت ہوگی" وہ ان کا ہاتھ چومتا گزارش کر رہا تھا مولوی صاحب نے سر ہلا دیا۔۔۔اور وہ اٹھ کر اب شاہ پیلیس کی طرف گامزن تھا ۔۔۔مولوی صاحب رشوان شاہ کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔۔۔۔

******

رشوان کے دن رات اب شاہ پیلیس کے چکر لگاتے کٹتے تھے۔۔

۔۔"کیسی ہو ذیشا" وہ آج پھر یہاں موجود تھا ایک ہی ضد ایک ہی بات ایک ہی تسخرہ وہ لاونج میں بیٹھے تھے دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"میں ٹھیک ہوں" ازناب مسکراتی نہیں تھی بس جواب دیتی خوش ہونے کا اظہار نہیں کرتی تھی ۔۔۔۔ورنہ رشوان علی شاہ آئے اور ازنا مسکرائے نہیں۔۔۔۔ایسا بھلا ہوتا تھا کبھی۔۔۔۔

۔۔۔"لیکن تم بہت کمزور ہو گئے ہو تمہاری آنکھوں کے گرد ہلکے پڑ گئے ہیں" وہ کچھ توقف کے بعد بولی

۔۔۔"میری دنیا تو تمہارے اشارے پر چلتی تھی ذیشا حسن تم چلی گئی تو دنیا ہی الٹ گئی۔۔۔تم۔ جسامت کی بات کرتی ہو" اس کے چہرے پر ایک پل کو درد نمایا ہوا پھر بڑی مہارت سے اس نے چہرے پر مسکراہٹ سجا لی۔۔۔۔وہ ازنا کو بس ہنستا مسکراتے دیکھنا چاہتا تھا۔۔وہ اپنے مقدر کا دکھ سہہ آئی تھی۔۔اب اسے دکھ تکلیف نہیں بس خوشیاں دینی تھی

۔۔۔"میں نے ایک سوال ڈالا ہے اسفند بھا کے پاس لیکن اس کا جواب اب تک نہیں آیا" وہ بہت چاہ سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"تم جانتے ہو اس سوال کا کوئی جواب نہیں "

ازنا نے نظریں چرا کر انگلیاں چٹخانا شروع کر دی۔۔۔۔رشوان نے ایک آہ بھری سانس لی پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"...تم ہمیشہ کہا کرتی تھیں کسی کی سبکی ہونا بڑی ہی شرمندگی کی بات ہوتی ہے۔۔۔۔تم جانتی ہو میری سبکی کب ہوئی" وہ پوچھ رہا تھا لیکن اس کے انداز میں کوئی طنز نہیں تھا اس میں درد سنائی دیتا تھا تکلیف کا ہر پہلو دکھائی دیتا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"کب" وہ پوچھنے لگی آج نظر رشوان کے صاف شفاف پاوں کے انگھوٹے پر جمی تھی۔۔۔۔اس انگھوٹے پر پڑا چوٹ کا نشان ازنا کو بہت کچھ یاد دلاتا تھا۔۔۔۔

"جب زندگی نے ٹھینگا دکھا کر کہا میاں اب تک تم مرے نہیں تھے زندہ تھے میری رفتار وہی تھی لیکن تم نے ہی چلنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ "

وہ اپنا ہی تمسخر اڑاتا بولا تھا یا شاید زندگی کا۔۔۔وہ سمجھ نہ پائی تاسف سے سر ہلاتی ہوئی بولی تکلیف دونوں کی ایک جیسی تھی بس محاذ الگ الگ تھے۔۔۔رشوان محبت کے کانٹوں بھرے راستے پر چلا تھا اور از نار سم و رواج کے۔۔۔

"تمہیں کب کیسے اور کیوں محبت ہو گئی مجھ سے رشی۔۔۔اتنی دیوانگی اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو" وہ دہل کر بولی تھی۔۔۔اور اب نظر بھی رشوان کے چہرے پر جمالی تھی وہ بس اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔اس کا چہرا اس کا ہر نقش اسے ویسے ہی ازبر تھا مگر انسان بہت حرص پسند ہوتا ہے جس چیز کی خواہش ہو وہ مل بھی جائے پھر بھی مزید کی چاہ میں رہتا ہے۔۔۔

۔۔۔"میں تو ہمیشہ سے تمہارا دیوانہ تھا۔۔۔۔اشیر تمہارے آنکھ کے آنسو کا ہو گیا۔۔۔۔تمہاری گرے آنکھوں سے گرا وہ آنسو سات سالہ رشوان کے دل پر گرا تھا۔۔۔۔۔۔

محبت اور عشق کے جذبوں سے بلکل انجان رشوان کو گرے آنکھوں میں بھرا پانی پسند نہ آیا تھا۔۔۔

اسے اس ٹوٹی ہوئی پونی پر غصہ آنے لگا اس نے صرف ان آنسو کو روکنے کے لیے۔۔۔۔۔

اپنی فیورٹ بٹر فلائی والی کیچین تمہارے آگے رکھ دی۔۔ "

اس نے آج پہلی بار بتایا تھا کب کہاں کیسے محبت کے دام میں پھنسا تھا وہ۔۔۔لوگ محبت میں زلفوں کے اثیر ہوتے ہیں۔۔۔کوئی چہرے کا۔۔۔کوئی رنگ وروپ کا۔۔۔لیکن رشوان شاہ اثیر ہوا بھی تھا تو اس کے آنسو کا آج بھی وہ منظر یاد تھا اسے۔۔۔۔

وہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھے جب ازنا کی پونی کسی بچے کی شرارت سے ٹوٹ گئ وہ اپنے بھورے بالوں کو بکھرتا دیکھ ایک دم رو پڑی۔۔۔تورشوان نے اس کو چپ کروانے کے لیے۔۔۔اپنی قیمتی چیز اس کو دے دی تھی اور ازنا کی آنکھیں جگنو بن گئ۔ تھیں۔۔۔۔ازنا بھی کئ سال پیچھے چلی گئ۔۔۔اور ہونٹ مسکرا گئے ۔۔۔رشوان نے بڑے غور سے یہ مسکراہٹ دیکھی پھر اس نے وہ مسکراہٹ سمٹتی دیکھی پھر وہ لب کھلے اور کچھ لفظ ادا ہوئے۔۔۔۔۔وہ بولی۔۔۔

۔۔۔"ہاں اور تب سے یہ دھنک رنگ تتلیاں میرے مقدر سے جڑ گئ مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ تتلیوں کے رنگ سے جڑا یہ مقدر ایک دم بس ایک رنگ میں کیسے ڈھل گیا سیاہ رنگ۔۔۔کالا سیاہ۔۔۔۔

میں تو تمہاری محبت کا چاند ماتھے پر سجائے تکبر سے بیٹھی تھی محبت میں ملنے والے خسارے کا تو حساب ہی نہیں کیا تھا۔۔۔۔

رشوان جب تک حساب لگاتب تک مقدر، وقت، اور نصیب ہاتھ سے نکل گیا۔۔۔۔

رشی۔۔۔قدرت نے مقدر میں ایسی مجبوری لکھی کہ ماتھے پر سجا چاند ماند پڑ گیا۔۔۔۔۔ سارا غرور چھن سے ارداشیر بلوچ کے قدموں میں آ گرا۔۔۔۔۔۔

قدرت نے اسی کے در پر لا کر پھینکا جس کو ٹھکراتے ہوئے میرے دل میں ذرا احساس بھی نہ ہوا تھا،،،

میں مغرور تو کبھی نہیں تھی بس اصول پسند تھی۔۔۔ تمہارے ساتھ چلتی تو لوگ کہتے بہت غرور ہے اسے ۔۔۔میری چال میں بھی تم سے غرور تھا۔۔۔اور میں نے اپنی چال کا وہ غرور دھول ہوتے دیکھا ۔۔۔۔۔۔خیر۔۔۔۔۔" اس نے ایک سرد آہ بھری۔۔۔ آنکھوں کو کرب سے بند کر کے کھولا رشوان کی حالت بھی کچھ اس سے کم نہ تھی۔۔۔ ذیشانے اپنی آواز پر بمشکل قابو پایا۔۔۔۔

۔۔۔" پھر وقت نکل گیا اور تم بہت پیچھے رہ گئے۔۔۔۔ اور اب جب دوبارہ اس چاند نے اپنی چمک پائی ہے تو کیسے خود غرض ہو کے دونوں ہاتھوں سے اس چاند کو دبوچ لوں" وہ سوال کر رہی تھی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کرب سے بند کی اور رشوان اس کے کرب زدہ چہرے کو دیکھتا رہ گیا یہ اس کی ذیشا نہیں تھی اتنی اداس اتنی افسردہ،،،،یہ اداسی اس کے چہرے پر بالکل نہیں جچ رہی تھی۔۔۔۔رشوان نے نظریں پھیر لی۔۔۔۔

۔۔۔"میں تو مردہ ہو گیا تھا ذیشا۔۔۔اب تم مان جاؤ تو یقین کرو جیسے جینے لگو گا میں پھر سے"رشوان اس کے دکھ سمیٹنا چاہتا تھا مگر جب وہ بولتی تھی رشوان کو اپنا ہر دکھ چھوٹا لگتا تھا۔۔۔اس کا لہجہ مایوس سا تھا۔۔۔

"میں تو کب کی مانی ہوئی ہوں اس بار رشوان لیکن۔۔۔۔سوچتی ہو تم کہاں گناہ گار تھے کہ تمہیں ایسی لڑکی کا ساتھ ملے"ازناشاہ کا زخمی لہجہ وہ ایک طلاق یافتہ تھی رشوان کے لیے بہترین چاہتی تھی۔۔۔اور خود کو اب بہترین نہیں سمجھتی تھی۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔" کیسی لڑکی۔۔۔۔میری نظر سے شاید تم کبھی خود کو نہ دیکھ پاؤ جس دن دیکھ لو گی اس دن خود سے زیادہ معتبر ہستی نظر نہیں آئے گی تمہیں "

رشوان نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔اس کی گھمبیر آواز ازنا کے دل میں ارتعاش پیدا کر گئ۔۔۔۔جب کچھ نہیں سمجھ آیا تو پھر سے وہی سوال کر گئ۔۔۔۔

" تم مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہو "

"میرے عشق کو محبت کا نام دے کر بے عزت نہ کرو محبت چھوٹی ہے میرے عشق کے آگے۔۔۔۔۔ عشق کرتا ہوں میں تم سے۔۔۔۔۔ عشق عبادت ہوتا ہے بس تمہاری عبادت نہیں کر سکتا نہیں تو کافر کہلاؤں گا۔۔۔۔۔"

رشوان شاہ نے عشق پر زور دے کر کہا تھا۔۔۔ازنا کی آنکھیں پھیل گئ پھر بولی یوں۔۔۔

۔۔۔"مات دے گئے ہو تم مجھے تمہاری محبت راکھ کر رہی ہے مجھے "ازنا کا لہجہ میں شکست کا عنصر تھا اس کی محبت کے آگے دل سرینڈر کب کا کر چکا تھا۔۔۔بس وہ اس کے لیے بہترین چاہتی تھی۔۔۔۔

" تمہارے عشق نے خاک کیا ہے مجھے۔۔بس مٹی میں ملنا ہی باقی تھا۔۔۔اب تم بتاؤ کون بڑھ کر ہے محبت یا عشق۔۔۔مات تو مجھے ہوئی ہے کیسے زیر کیا ہے تم نے مجھے "رشوان شاہ بوجھل سی مسکراہٹ لیے بولا تھا

۔۔۔۔"تمہارا عاشق معتبر ٹھہرا ہر طرح سے رشوان شاہ "توصیفی انداز میں کہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"تو پھر میں ہاں سمجھ لوں "رشوان کی پر امید سی آواز ابھری تھئ۔۔۔۔بڑی چاہ سے پوچھا گیا تھا۔۔۔
ازناہڑبڑا گئ۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں دیکھا پھر بولی

۔"نہیں میں ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچی ہوں۔۔۔۔"ازنا کا ٹالنے والا انداز رشوان شاہ خوب سمجھا تھا۔۔۔وہ سر ہلا کر چلا گیا۔۔۔اور ازنا اس کی پشت دیکھتی رہی۔۔۔۔جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا

۔۔۔۔

****

رشوان روز اس پر دباو ڈالتا تھا اور وہ روز اسے اس معالے میں خاموشی کا تحفہ اسے تھادیتی تھی نہ ہاں کرتی تھی نہ نہ مگر کل رات اس نے بابا کو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اسے رشوان شاہ سے شادی نہیں کرنی۔۔۔بابا تو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتے رہے۔۔۔وہ صدمے میں گھر گئے۔۔۔۔

۔۔"لیکن کیوں میری جان ازنا یہ ظلم ہے تم جانتی ہو اسے۔۔۔"وہ لرز کر بولے تھے۔۔۔

۔۔"بابا میں جانتی ہوں اسے،،،اس دنیا میں ایک بس اسے ہی تو جانتی ہوں،،،اسی لیے کہہ رہی ہوں کہ وہ اب میرے ساتھ خوش نہیں رہے گا"ازنا اپنے ہاتھ مسل رہی تھی انگلیاں چٹخانے کی عادت تو کبھی نہ تھی اس کی ذات میں کوئی کمی کبھی تھی ہی نہیں وہ کبھی نہیں ڈرتی تھی۔۔

لیکن آج اس کے مسلسل ہاتھوں کو مسلنا،،کبھی انگلی کو چٹخانا اسفند شاہ کا دل پسیج رہے تھے۔۔۔وہ آگے بڑھے اور اپنی لاڈلی کے ہاتھ تھام لیے جو برف کی طرح سرد تھے۔۔۔۔

۔۔"میری لاڈلی بیٹی،،میری دنیا،،،ساری زندگی اس گھر میں تمہارا فیصلہ چلا لیکن اس بار تم مجھے رشوان شاہ کے ساتھ کھڑا پاؤ گی۔۔۔اس بار تمہارے کسی غلط فیصلے میں تمہارا ساتھ دینے سے میں معذرت خواہوں ۔۔۔"اسفند نے اس کا ماتھا چوما اس کے سرد ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر گرم کیا۔۔۔اسے بانہوں میں بھر لیا لیکن آج اس کے کسی فیصلے کو سراہا نہیں تھا آج اس کی مخالفت کرتے ان کے دل میں کوئی رنج نہ تھا ازنا کی آنکھوں سے سیال بہنے لگے۔۔۔انکار کی وجہ وہ کس کو بتاتی سمجھ نہیں پاتی تھی رشوان کو اور باقی سب کو کس طرح اپنی عزت کو روندنے کی داستان سناتی۔۔۔۔

وہ اٹھی اور سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔اسفند تاسف سے سر ہلاتے ہوئے ایک کال ملانے لگے

****

۔۔۔"تم مجھ سے اپنے دل کی بات کہہ سکتی ہو تم کیا چاہتی ہو"

Urdu Novels Ghar

فریال شاہ آج صبح ہی اس کے پاس حاضر ہو گئ تھیں انکار کا معلوم تو رات کو ہی ہو چکا تھا اس لیے آج صبح ناشتے میں وہ ازنا کے انکار کی وجہ لینے آئی تھیں۔۔۔

۔۔۔"پتہ نہیں ممانی" وہ نظریں چراتی ہوئی بولی۔۔۔۔

۔۔۔"کیا وہ جانتا ہے میں نے انکار کیا ہے۔۔۔ جانتا ہی ہو گا ڈھول جب پیٹا جاتا ہے تو محلے بھر میں آواز گونجتی ہے" ازنا خود ہی سوال کر رہی تھی اور خود ہی جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

۔۔" صحیح کہا تم نے جب خبر پھیلی ہے تو اس تک پہنچ گئی ہے اڑتی اڑتی" انہوں سر ہلا کر جواب دیا تھا ۔۔۔۔ازنا کی آنکھوں میں خوف نمایا ہوا ایک پل کو۔۔۔۔وہ اسے کھونا بھی نہیں چاہتی تھی اور پانا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"یہ تو نہیں سمجھتا کہ انکار کر کے بے عزتی کر رہی ہوں اس کی محبت کی" ازنا کا دل تو اسی میں اٹکا تھا مگر اب بے مول ہونے کے بعد وہ رشوان کی زندگی میں داخل نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔

۔۔ارے نہیں تم سے محبت کا معیار بہت بہت اونچا ہے،،،لوگ جان ہتھیلی پر لے کر گھومتے ہیں نا جیسے ۔۔۔۔وہ تمھاری محبت میں اپنی عزت نفس" فریال شاہ کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔۔۔کہاں ان کی اولاد خوار ہو رہی تھی ازنا کے پیچھے اور ازنا کا انکار ان کے غصے کو ہوا دے گیا تھا۔۔۔۔

" آپ مجھ پر چوٹ کر گئی ہیں" ازنا نے مسکرا کر ان کا تلخ لہجہ اپنے اندر اتارا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

" نہیں تم تو میری اولاد ہو میں تم پر چوٹ نہیں کر سکتی،،ہاں غصہ کر سکتی ہوں" وہ فریال شاہ تھیں وہ بھی ہاری ہیں کبھی کسی سے چاہے وہ محبت کا دیوانہ رشوان شاہ ہو یا محبت کی دیوی ازنا شاہ۔۔۔۔

۔۔"سوری" ازنا افسردہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

۔۔"کوئی بات نہیں تم سے محبت کا معیار میرا ابھی کچھ کم اونچے مقام پر نہیں۔۔۔ "

۔۔۔"کیا چاہتی ہیں آپ پتا نہیں ہے طلاق شدہ ہوں اور زیادتی۔۔۔۔"ازنا نے اپنے لب زور سے بھینچے تھے۔۔۔۔لہجہ میں جو تکلیف تھی فریال شاہ سے نہ چھپی رہ سکی تھی۔۔۔۔۔

۔۔"اس میں وہ کہاں کا قصوروار ہے جو مجھے اپنائے "ازنا کی الگ ہی منطق الگ ہی سوچ تھی یہ فریال شاہ تھیں ان کے آگے نہ ازنا نہ رشوان دونوں نے ہی کبھی کوئی بات نہیں چھپائی تھی۔۔۔ آج بھی دل کی ہر بات کہہ سنائی۔۔۔

۔۔"تم لاہور پشاور سب چھوڑو میری جان تم بس اپنے دل کی کہو" فریال اس کی بات ہوا میں اڑاتی ہوئی بولی ۔۔۔جیسے انہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا

۔۔۔"دل کی۔۔۔"اس نے ایک سرد آہ لی۔۔پھر بولی۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"دل تو مانا ہوا ہے کب کا بس میں اسے ڈانٹ کی چپ کرا دیتی ہوں" از نا نے زخمی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا تھا۔۔

۔۔۔"تو بس اب کے انتظار اور انکار ہمارے مقدر میں نہ ڈالو۔۔ "

۔۔"آپ یہ کیوں بھول رہی ہیں طلاق یافتہ ہوں میں۔،،،بلکہ عزت بھی۔ تار تار۔۔۔" یہ بات زبان پر آتے ہی لفظ گڈ مڈ ہو جاتے تھے سمجھ نہیں پاتی کہ اپنے جسم پر پڑے گندے گندے داغ دھبوں کا ذکر کیسے کرے۔۔۔۔

۔۔۔"اس میں تم کہا قصوروار ہوا اگر تم کسی کی غلاظت کا شکار بنی ہو تو۔۔۔۔ گناہگار وہ ٹھہرا جس نے کیا اور وہ بھی جو تمہیں اپنی عزت بنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن تمہاری عزت کی پاسداری نہیں کر سکا "

Urdu Novels Ghar

فریال شاہ کے لہجے میں اب بھی وہی سکون شامل تھا۔۔۔۔

وہ اسے رسانیت سے سمجھا رہی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔"میرا مقدر بہت زیادہ سیاہ ہے وہ بھی اس سیاہی میں رنگ جائے گا" ازنا کی آنکھیں اب ضبط سے سرخ ہو گئ تھیں جب انہیں کسی بات سے بھی ٹلتا نہیں دیکھا تو نصیب کا رونا رو دیا۔۔۔۔

۔۔"پاگل ہو تم تمہارا مقدر بہت روشن ہے تمہارے ساتھ میرے بیٹے کا نصیب بھی روشن ستارے سا چمکے گا" انہوں نے ہلکی سی چپت اس کے سر پر لگائی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"آپ کو مجھ سے گھن نہیں آتی نفرت محسوس نہیں کرتی آپ"

ازنا ان کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔ان کا بیٹا ازنا کا دیوانہ تھا جس نے محبت کے پیچھے ماں باپ کی بھی نہیں سنی تھی پھر وہ کیوں اس سے نفرت نہیں کرتی تھیں۔۔۔وہ کون سی اس کی ماں تھیں۔۔وہ چاہتی تو دھتکار دیتی اسے اپنے کنوارے قابل بیٹے کے لیے کون ماں چاہتی ہے ایک طلاق یافتہ لڑکی۔۔۔۔لیکن ان کی محبت بہت صاف شفاف پاک تھی بالکل ماں کی محبت جیسی۔۔۔

"...ابھی تو بتایا میں نے تمہیں۔۔۔تم سے محبت کا مقام اونچا ہے بہت۔۔بلندی پر ہے۔۔گھن اور نفرت۔۔۔تمہیں کوڑ کی بیماری نہیں ہے اور نہ ہی تم بد فعل ہو۔۔۔۔۔۔پھر بتاؤ ہاں سمجھوں تمہاری یا مقدر میں انتظار کی گھڑیاں باقی ہیں ہمارے"وہ مسکرا کر اس کا ماتھا چومتی بولی تھیں۔۔۔ازنا کا یقین ڈگمگا رہا تھا۔۔۔اور فریال نے اس کو اپنی بانہوں میں بھر کر محبت کا یقین دلا دیا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"مجھے کچھ وقت دے دیں میں آپ اپنے آپ کو منالوں" وہ التجائیہ انداز میں بولی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"مطلب انتظار باقی ہے ابھی چلو میں انتظار کے دامن کو تھام لیتی ہوں تم اقرار کے موتی چن کر اس کے ہاتھ میں رکھ دینا اپنی سانس تک کی مہلت دیتی ہوں تمہیں پر اس کی سانس بند ہونے سے پہلے ہاں کر دینا بس یہ گزارش ہے میری "

وہ بے حد مایوسی سے بولی تھیں۔۔۔۔۔

۔۔۔"ایسے نہیں کہیں جلد ہاں کر دوں گی" وہ بس انہیں ناامید دیکھ کر امید دلا رہی تھی یقین اب بھی نہ تھا خود پر۔۔۔۔

۔۔۔"ارے انشاء اللہ بھی لگاؤ لڑکی ساتھ میں چلو پھر اللہ حافظ نظریں جمائے بیٹھا ہو گا پر آج بھی مایوس ہی لوٹے گا "

فریال شاہ ضبط کرتی بولی تھی اور پلٹ گئ ان کی چال میں تھکن تھی۔۔۔شکست خوردہ سی چال چلتی کمرے سے چلی گئ۔۔۔۔۔

وہ آج کل اپنی دادو کے پاس رہ رہی تھی ان کی طبیعت اب بہتر تھی۔۔۔وہ ان کے پاس بیٹھ کر گھنٹوں سورہ رحمن کا ورد کرتی تھی۔۔۔لیکن نیند اب بھی نہ ٹوٹی تھی۔۔۔۔

اب اس کو ہسپتال سے وحشت ہوتی تھی۔۔۔۔دادو بس سوئی ہوئی تھیں ان کا دل بھی سہی تھا اور شوگر بھی ۔۔۔۔

وہ دادو کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئ۔۔

۔۔۔"دادو وہ مجھ سے شادی کرنے کو باضد ہے دادو اٹھ جائے نا اور اسے کہے کہ وہ یہ ضد چھوڑ دے ۔۔۔ آپ جانتی ہیں۔۔۔سب اس کی طرف ہو گئے ہیں۔۔۔میں بالکل اکیلی ہو گئی ہوں۔۔۔نہ بابا بات سننے کو تیار ہیں نہ ممانی۔۔۔اور وہ تو سمجھے اندھا گونگا بہرا ہو گیا ہے انکار کو انکار نہیں سمجھتا ہاں سمجھتا ہے۔۔۔وہ اب مجھے تنگ کرتا ہے۔۔۔آپ تو اس کے لیے روشن بخت والی چاہتی تھیں۔۔۔لیکن میں روشن بخت والی نہیں ہوں۔۔۔میں سیاہی ہوں دادو۔۔۔۔آپ اٹھ جائے نہیں تو ازنا مر جائے گی اس محاذ پر لڑتے لڑتے ۔۔۔وہاں میں مسلسل جنگ کی حالت میں تھی اس حویلی میں لیکن مری نہیں۔۔۔۔لیکن اب لڑائی اپنے دل اور روح سے اب میں مر جاوں گی دادو اٹھ بیٹھے مجھے تنہا نہ کرے" اس کے آنسو ان کے دل پر جذب ہو رہے تھے ازنا شاہ روئے اور دادو سوتی رہے نہیں ان کا دل بے چین ہوا انہوں نے پوری طاقت سے اپنے دونوں ہاتھ ہلا کر اسے سمیٹ لیا تھا۔۔۔ازنا کے آنسو تھم گئے۔۔۔۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔۔اس نے سر اٹھایا تو دادو کے لب پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔

۔۔"از۔۔نا" کوئی آواز نہیں تھی صرف لب ہل رہے تھے۔۔۔

۔۔۔"تمہاری محبت چھو کر زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے" رشوان کا کہا ہوا جملہ اس کے کانوں میں گونجا تھا ۔۔۔

اس کی آنکھیں ٹھٹھر گئی۔۔۔۔دادو وہ آج مسکرائی تھی۔۔۔اتنے عرصے میں اس کی آنکھیں جگمگا اٹھی ۔۔۔۔

۔۔"دادو"وہ انہیں پکار رہی تھی۔۔۔انہوں نے آنکھیں کھولی۔۔۔۔لیکن نقاہت طاری تھی۔۔۔۔وہ ڈاکٹر کو بلا لائی۔۔۔دادو کو ہوش آ گیا تھا۔۔۔۔اور ازنا کی مسکراہٹ واپس آ گئ۔۔۔۔

رشوان شاہ معمول کے مطابق آیا تھا دادو سے ملنے اور جب اس نے کمرے میں قدم رکھا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔۔۔۔دادو کے پاوں چومنے لگا۔۔۔۔ان کا ایک ہاتھ تھامے ازنا بیٹھی تھی۔۔۔اور دوسرا ہاتھ رشوان تھامے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔ان کا دل شاد ہو گیا۔۔۔

۔**********

ازنا کار شوان شاہ کو انکار سن کروانیہ کی امید جاگی تھی انہوں نے فٹ سے کال شاہ ذین کو ملا دی اور اسے واپس آنے کو کہہ دیا پہلے تو وہ ٹال مٹول کرتا رہا پھر ازنا پر ہیئے ظلم وستم کا سن کر وہ واپس آنے کو راضی ہو گیا تھا۔۔۔اور آج وہ واپس آگیا تھا۔۔۔۔

کھانے کی میز پر وانیہ نے بات چھیڑ دی۔۔۔۔تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔۔۔۔

"...جس شخص نے آج تک کبھی جھوٹی پلیٹ میں کھانا نہیں کھایا آپ اس کو کسی جھوٹی چھوڑی ہوئی لڑکی سے شادی کرنے کا کہہ رہی ہیں" یہ شاہ ذین تھا جو ازنا سے محبت کا دعویدار تھا اس کا ہتک آمیز لہجہ دیکھ وانیہ کی آنکھیں پھٹ گئیں۔۔۔۔مرد کی انا پر چوٹ آجائے تو کبھی کبھی غصہ میں اول فول بک ہی دیتا ہے اس لیے ہمت باندھتی پھر سے بولی۔۔۔۔

۔۔۔"محبت کرتے تھے نہ تم اس سے اب وہ چھوڑی ہوئی ہو یا کنواری۔۔۔۔شادی تو تم اس سے کرنا ہی چاہتے تھے" وہ استفسار کر رہی تھیں۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"بالکل شادی میں اس سے کرنا چاہتا تھا تب جب وہ کنواری تھی جب وہ پاک صاف تھی۔۔۔"شاہ ذین نخوت سے بولا تھا۔۔۔

۔"اور محبت کا جو دعوی کیا کرتے تھے اس کا کیا"وانیہ بھونچکی سی ہو چھ رہی تھیں انہیں بالکل ہی اس جواب کی توقع نہ تھی۔۔۔۔

۔۔۔"اب کوئی محبت باقی نہیں رہی ہے"وہ سر جھٹک کر اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔۔۔۔وانیہ کھانے سے ہاتھ روکے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"ایسا نہیں ہو تا میرے لال محبت تو وہیں رہتی ہے جہاں ہو۔۔۔اگر محبت باقی نہیں رہی تو اس کا مطلب ہے محبت ہی نہیں تھی وہ تو صرف عیاشی کا سامان تھا تمہاری۔۔۔"انہوں نے کاٹ دار لہجے میں پوچھا تھا دل پر چوٹ لگی تھی ان کا بیٹا ایسا نہیں تھا پھر کیا ہوا۔۔شاید ازنا کے انکار کی وجہ سے۔۔۔وہ دل کو تسلی دے رہی تھیں اب بھی آنکھیں موندرہی تھیں اس کی خباثت سے۔۔۔۔

۔۔"نہیں ماما میں محبت کرتا تھا اس سے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ایک چھوڑی ہوئی لڑکی سے شادی ہی کر لوں"وہ اب بھی اپنی محبت کا یقین انہیں دلا رہا تھا لیکن اب بھی اسے اپنانے کو تیار نہ تھا۔۔۔

۔۔"تو یوں کہو نا محبت نہیں کرتے تھے صرف دل لگی کر رہے تھے محبت تو روح سے کی جاتی ہے،،، تمہیں تو خوشی سے پاگل ہو جانا چاہیے تھا کہ تمہاری محبت تمہیں واپس مل جائے گی لیکن تم تو "

وہ آج اپنے بیٹے کی خصلت پہچان گئی تھیں وہ آنکھوں والی اندھی تھیں جو اب تک اسے سمجھ نہ پائی تھیں

۔۔۔۔

۔۔"بس کر دے ماما مجھ پر وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے،،، آپ رشوان شاہ سے بات کرے" وہ ہاتھ اٹھاتا انہیں روک گیا۔۔۔وہ ہکا بکا رہ گئ کچھ دیر لیکن پھر خود کو سنبھالتی بولی۔۔۔

۔۔"ارے کم بخت۔۔۔۔وہ تو مان ہی گیا تھا لیکن میں نے ہی سوچا۔۔۔کیوں نہ تمہارا دل ٹٹول لوں۔۔۔۔میرے لال کی محبت ہے کیا پتہ میرے بیٹے کا دل ابھی بھی اس کے لیے دھڑکتا ہو تو.... نصیب میں اگر ایسے ہی لکھا ہے تو کیوں نہ تمہاری جھولی میں ہی اسے ڈال دیا جائے لیکن تم تو بد بخت ہی نکلے میری غلطی ہوئی جو میں نے ایسا سوچا" وہ غصہ اور برہمی سے بولی تھیں۔۔

۔۔۔"مانگا تو اسے ہم نے تب تھا۔۔۔تب کیسے نانو نے غرور سے سر اٹھا کر نہ کر دی تھی۔۔۔تو اب اسی شہزادے سے بیاہ دے اسے۔۔۔۔اب بے وقار ہو کر آئی ہے تو میرے پلے باندھ رہے ہیں" وہ نفرت سے بول رہا تھا بس تھوکنا ہی باقی رہ گیا تھا اور تو کچھ کسر نہ چھوڑی تھی اس نے۔۔۔وانیہ طیش سے میں بولی تھیں۔۔۔

۔۔۔"ناہنجاز چپ کر جا بڑوں کا احترام بھول گیا ہے۔۔۔۔چپ ہو جا چپ۔۔۔۔۔نہیں تو نکال باہر کھڑا کروں گی۔۔۔اور دودھ نہیں بخشوں گی۔۔۔"وہ طیش سے چیختی اسے خبر دار کر رہی تھیں۔۔۔لیکن اس کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہ تھی۔۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

۔۔۔"واہ میرے شہزادے تو نے کبھی جھوٹی پلیٹ میں نہیں کھایا۔۔۔تو اس میں تیرا کیا کمال ہوا۔۔۔۔

کمال تو تیرے ماموں کا ہے جو تجھے سونے کا نوالہ کھلاتے رہے پر تجھے شیر کی نظر سے دیکھ نہ سکے "

وانیہ نے اس کا تمسخر اڑایا تھا۔۔۔اس کو جو غرور تھا نا جانے کس بات کا تھا ساری زندگی ماموں کے ٹکڑے پر پلا بڑھا اور غرور اتنا کہ ان کی ہی اولاد کو بے وقار کہہ رہا ہے۔۔۔وانیہ نے اسے آئینہ دکھایا تھا۔۔۔وہ منہ کھولے ماں کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"یہ جو سر اٹھا کر کہہ رہے ہو نا کہ کبھی جھوٹی پلیٹ میں نہیں کھایا پتہ نہیں کتنی جھوٹی پلیٹوں میں کھانا کھانا پڑتا تمہیں اور کتنوں کا جھوٹا کھانا پڑتا تمہیں اگر یہی ماموں نہ ہوتے تمہارے۔۔۔تمہارا باپ نہیں تھا لیکن پھر بھی ساری زندگی راج کیا تم نے اسی ماموں کی وجہ سے "انہوں نے اس کی عزت دو کوڑی کی کر دی تھی۔۔۔وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا

۔۔۔

۔۔۔"مطلب یتیمی اور مفلسی میں جو سر پہ ہاتھ رکھا انہوں نے اس احسان کا قرض اس طرح جھکانا پڑے گا مجھے "وہ سانپ کی طرح پھنکار رہا تھا سمجھ بوجھ بند کر چکا تھا۔۔۔وانیہ کو دھچکا لگا تھا۔۔۔

۔۔۔"نہیں اب ضرورت ہی نہیں احسان جھکانے کی میرے لال۔۔۔عزت سے آئے ہو دو دن رہو اور یہاں سے چلتے بنو "وانیہ دوٹوک انداز میں فیصلہ سناتی چلی گئی تھیں۔۔۔وہ سر جھٹک کر ماں کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

****

دادو کو ہوش آ گیا تھا ازناان کے پاس ہی رہتی تھی۔۔۔ لیکن انہیں ابھی ڈسچارج نہیں ملا تھا۔۔رشوان شاہ تو ایک دن چھوڑ کر روز دادو سے ملنے آتا تھا۔۔۔ لیکن یہاں وہ کوئی بات نہ چھیڑتا تھا۔۔ایک مہینے سے خاموشی تھی۔۔۔۔ آج وہ پورے مہینے بعد گھر آئی تھی وہ بھی بابا کے بے حد اصرار پر۔۔۔اور یہ موقع فریال شاہ ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔انہیں جیسے ہی معلوم ہوا ازنا گھر آ گئی ہے وہ بھی وہاں پہنچ گئی ۔۔۔۔پھر وہی اصرار وہی بحث۔۔۔۔

۔۔۔"کیا آپ آج اس کی وکیل بن کر آئی ہیں۔۔۔"ازنازچ آکر بولی۔۔۔۔ آنکھوں میں شکوہ لیے کھڑی تھی۔۔۔فریال صرف رشوان کی ماں تو نہیں تھیں پھر وہ بس اس کے سائیڈ کیوں تھیں انہوں نے تو اسے بھی پالا تھا پھر وہ اس کا ساتھ کیوں نہیں دیتی۔۔۔۔

۔۔۔،"نہیں نہیں میں تو فقیر بن کر آئی ہوں تمہارے دروازے پر دیکھو۔۔۔۔۔دامن بھی پھیلایا ہوا ہے تمہارے آگے۔۔۔۔۔اب تمہاری مرضی ہے کہ تم اس دامن میں کیا ڈالتی ہو۔۔۔۔۔ہاں یا نہ خالی دامن بھیجوں گی مجھے۔۔۔۔۔یا کہ خوشیوں سے بھر دو گی اس دامن کو بس اب یہ تمہارے ہاتھ میں ہے" فریال شاہ نے دوپٹہ پھیلا کر اس کے آگے کیا تھا۔۔۔ان کے لہجے میں آس تھی۔۔۔لیکن آجکل صرف رشوان کے لیے ازنا پتھر بن گئ تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔"اس نے بھیجا ہے آپ کو" اس نے گلہ کیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں میں اسے لے کر خود آئی ہوں۔۔۔۔۔کیا میرا تم پر کوئی حق نہیں اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے بھیک مانگنے کی اجازت لے کر آتی اس کی۔۔۔کیا پھر لے کر آتا وہ مجھے" ان کے لہجے میں آج رعب نہیں تھا ان کی آواز میں التجا ہی سنائی دیتی تھی ازنا کو لیکن کان بند کر لیے تھے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔منت سماجت والا انداز تھا آج فریال شاہ کا۔

۔۔۔"وہ کیوں نہیں سمجھتا" ازنا بے بسی سے چیخی تھی۔۔۔۔

فریال نے دوٹوک انداز میں اس کی بات کاٹ دی

۔۔۔"تم کیوں نہیں سمجھتی اس بار ہر بار وہی تو سمجھتا ہے ہر بار وہی مانتا ہے وہی سمجھتا ہے۔۔۔ کبھی تم بھی تو مان جاؤ کبھی تم بھی تو سمجھ جاؤ" وہ اس سے تیز آواز میں بولی تھیں انداز بے لچک تھا ایک دم کھردارا سا۔۔ ناگواری عود آئی تھی۔۔۔۔۔ازنا نے انہیں دیکھا آنکھیں سرخ ہونے لگی۔۔۔۔۔

۔۔۔" کبھی کبھی سوچتی ہوں خود غرض ہو جاوں ہاتھ بڑھاو اور اپنی محبت کو دونوں ہاتھوں سے تھام لوں۔۔۔۔۔پر پھر سوچتی ہوں کہ۔۔۔۔۔زندگی بھر خود غرض نہ بنی۔۔۔ کبھی کسی معاملے میں خود غرضی

نہ دکھائی۔۔۔آج بنوں بھی تو دیکھو کس کے آگے۔۔۔سامنے کھڑا شخص بے لوث محبت کرتا ہے مجھ سے ۔۔۔۔زندگی میں پہلی بار خود غرضی دکھاوں۔۔۔۔

وہ بھی اس سے جس نے ہر بار نوازا ہے مجھے اور میں اپنا داغ چھپانے کو اس کے نام کا لباس خود پر ڈال لوں ۔۔۔۔"

ازنا شاہ اپنا دل کھولا اور فریال شاہ کے سامنے رکھ دیا وہ جو اتنے دن سے پریشان تھی کہ اپنا دل کس کے سامنے رکھے دادو سے اس وقت کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔۔۔اس کے بعد وہ بابا کے قریب تھی جو اس کی سننے کو راضی نہ تھے،،،پھر فریال شاہ تھیں اپنی ماں سے زیادہ وہ ان کے قریب تھی دل کا ہر پہلو دکھا دیا۔۔۔جسم کے داغ دکھانے کی اب بھی ہمت نہ تھی۔۔فریال منہ کھولے کھڑی تھیں۔۔۔رشوان نہ جانے کب سے دروازے میں جمع ان دونوں کی بات سن رہا تھا وہ آگے بڑھا ازنا کی پشت اس کی طرف تھی۔۔۔فریال ناامید سی پلٹی تو سامنے رشوان کو دیکھ کر تھم گئ۔۔۔رشوان نے انہیں جانے کا اشارہ کیا۔۔تو وہ باہر چلی گئ۔۔۔

*****

فریال کے قدموں کی چاپ ختم ہوئی تو وہ سسک پڑی۔۔۔

۔۔۔"اف رشوان شاہ میں سمجھ ہی نہ پائی کیوں تم میرے پیچھے اتنا خوار ہوئے" وہ آنسو صاف کرتی دھیمے لہجے میں خود سے ہمکلام تھی اس بات سے بے خبر کہ رشوان شاہ اس کی پشت پر کھڑا ہے۔۔۔

غیر متوقع سوال تھا عجیب سا یہ بھی بھلا پوچھنے والی بات تھی۔۔۔وہ بھی اپنے آپ سے۔۔۔۔رشوان سے بھی نہیں۔۔۔وہ ہنس پڑا۔۔۔ازنا جس کا دل خود اس کے پیچھے خوار ہوا تھا جس کے دل نے نکاح میں ہی ہامی نہ بھری تھی یہ سوال اس کا تھا بے بسی سے ہونٹوں سے پھسل گیا تھا۔۔۔بے خبری میں ہی بول گئ تھی۔۔۔اگر جان جاتی وہ پیچھے کھڑا ہے تو اپنی آنکھ کا ایک آنسو بھی گال کی زینت نہ بننے دیتی انہیں اپنے اندر ہی کہیں اتار لیتی اس سیلاب کو لیکن انہیں گالوں اور ہونٹوں تک نہ آنے دیتی جب آنسو سرک کر ہونٹوں پر آجاتا ہے نا تو وہ سسکی بن جاتا ہے۔۔۔اور آج یہ سسکی رشوان نے سن لی تھی۔۔۔

"خوار کر کے کہتی ہو خوار کیوں ہوئے،،، کیا تمہارے سوا زندگی کا حاصل تھا کچھ۔۔۔" وہ تلخی سے ہنس دیا۔۔۔وہ بولا تو ازنا جھٹکے سے پلٹی تھی سرخ آنکھیں لیے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

رشوان سر جھٹکتا مزید تلخی سے گویا ہوا۔۔۔

۔۔۔"تمہارے پیچھے کہاں کہاں خوار ہوا ہوں جاننا چاہو گی

کبھی لاڑکانہ کی کچی سڑکوں

پر کبھی کراچی کے ہسپتال میں

کبھی یونیورسٹی کی ہواؤں میں

اور کبھی تپتی ریت پر

اور اس ریت میں اٹا ہوا جب اپنا چہرا دیکھتا تھا۔۔۔تو ڈر جاتا تھا پھر سوچتا تھا یہ ساری مٹی مجھ پر مل دے ۔۔۔میرے رب میرا جسم کا ہر حصہ گرد آلود کر دے پر اس چہرے کو سنوارے رکھنا اس پر ریت کا ذرہ

بھی نہ آئے۔۔۔ لیکن دیکھو یہ دعا قبول نہ ہوئی میری۔۔۔۔ تم تو خاک ہوتی جا رہی ہو۔۔۔" وہ اس کی طرف انگشت سے اشارہ کرتا رنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"بس کر دو رشوان،،، مجھے کچھ نہیں سننا جاو یہاں سے" ازنا نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخ کر کہا تھا ۔۔۔۔ وہ آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ کانون سے ہٹا دیے۔۔۔

۔۔۔"نہیں اب سنو نا جان لو کہ میں کتنا خوار ہوا ہوں۔۔۔۔

تم اس خواری سے تب روکتی نا مجھے۔۔۔۔ جب تمہاری معمولی سا چیز جوڑنے کے لیے سات سالہ رشوان نے دو گھنٹے جتن کیا تھا۔۔۔ اور جب وہ جڑی تو بھاگا بھاگا تم تک آیا تھا لیکن تمہارے ہاتھ میں نئ پازیب دیکھ کر ٹھٹھک گیا تھا۔۔۔ اس دن سے یہ خواری نصیب میں لکھی جا چکی ہے میرے" اس نے شکوہ کیا تھا ازنا کو لگا تھا آج دونوں ماں بیٹے اسے زیر کرنے آئے ہیں۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"جب سے محبت کی ہے تم نے بڑی بڑی باتیں کرتے ہو" وہ سر جھٹک کر رخ پھیر کر منمنائی۔۔۔

۔۔"محبت ایسی ہی تو ہوتی ہے معتبر کر دیتی ہے اور

انسان محبوب کو بت کی طرح پوجتا ہے۔۔۔تم نہیں سمجھو گی۔۔۔ کبھی نہیں سمجھو گی۔۔۔اب آج کے بعد میں تمہارے در پر کشکول اٹھائے نہیں آوں گا۔۔۔ تم نے کئی بار دھتکارا ہے مجھے بس اب اور نہیں "رشوان شاہ غصے سے گرجا تھا۔۔۔ازنا جھٹکے سے پلٹی تھی اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھی رشوان باہر قدم بڑھا چکا تھا اب وہ پلٹا نہیں تھا۔۔۔اب وہ چاہتا تھا کہ وہ خود پلٹے۔۔۔خود بلائے اسے۔۔۔

****

وہ اس کو تو کہہ آیا تھا۔۔۔ کہ اب نہیں آوں گا مگر دل کا کیا کرتا۔۔۔۔ دل بے چین تھا۔۔۔ اضطرابی کیفیت طاری تھی۔۔۔ وہ سیدھا ہسپتال پہنچا جہاں دادو کے پاس آجکل زیان شاہ تھا۔۔۔۔ زیان کو اس نے باہر بھیج دیا خود دادو کے پاس آگیا۔۔۔

۔۔۔"دادو وہ پتھر بن گئی ہے وہ آپ کے رشوان کے لیے پتھر بن گئی ہے آج میں اس کو سخت لفظ کہہ آیا ہوں" وہ زخم خوردہ سا بول رہا تھا۔۔۔ دادو مسکرا دی۔۔۔۔۔

۔۔۔"اونہہ آج کہہ آئے ہو آئندہ ایسا نہ کرنا۔۔۔ میں نے تمہیں کہا تھا تم نے نہیں ہٹنا پیچھے ایسے ڈگمگاو گے تو ساتھ چل نہیں پاو گے" وہ سر جھٹک کر بولی تھیں۔۔۔ رشوان ان کا ہاتھ تھامے چپ چاپ بیٹھا رہا۔۔۔

---"یاد ہے رشوان شاہ بچپن میں پازیب پہن کر کیسے بھاگا کرتی تھی---اور تم اس کے پیچھے پیچھے ---تمہیں بہت پسند تھی ناپازیب کی چھن چھن،،اور چوڑیوں کی کھنک،"وہ کہیں کھوئی ہوئی اس کا ہاتھ سہلاتے بول رہی تھیں----

--"وہ کہتی تھی مجھے پازیب بہت پسند ہے مگر اس موجود جھنکار نہیں---دادو بنا چھن چھن والی پازیب لایا کرے میرے لیے---لیکن مین جب بھی پازیب منگواتی ایک پتھر ضرور ڈلواتی کیونکہ تمہیں وہ چھن چھن پسند تھی-----

،، "،یاد ہے جب ایک بار تم اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے---کتناڈر گئ تھی تمہاراخون دیکھ کر ----وہ رورو کر آنکھیں سجالی تھیں اس نے---دکھاو کہاں لگی تھی---"وہ اس کو اپنے قریب کرتے اس کے ماتھے کو دیکھنے لگیں---پھر اس کا پاوں کا انگھوٹا جھک کر دیکھنے لگی جہاں آج بھی ایک لمبا سانشان تھا---

---"ایسے زخم یاد رکھنے چاہیے جو محبت میں ملے ہوں---جو چھوٹی چھوٹی شرارتوں میں لگے ہوں---اور داغ چھوڑ گئے ہوں---دیکھوں نا محبت کا داغ کتنا جچتا ہے تمہارے ماتھے پر" دادو اس کا ماتھا چومتی بولی تھیں وہ اکثر ہی اس زخم کو چومتی تھیں----

۔۔۔"دادو میرا تو جسم ہی چور چور ہے زخموں سے آپ جانتی ہی کیا ہیں ابھی۔۔۔۔ میرے زخموں کو چھوڑیں۔۔۔۔ لیکن اب جو اس کے دل پر داغ لگا ہے دادو اس کا کیا بنے گا" وہ بے ربط سا بولا۔۔۔

۔۔۔"ہاں دل پر جب زخم لگ جاتا ہے نا تو تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے۔۔۔ ایک اس زخم کی۔۔۔ اور ایک کہ وہ زخم آپ کسی کو دکھا نہیں سکتے۔۔۔۔ کوئی مرہم نہیں لگا سکتا۔۔۔۔ لیکن تم۔۔۔۔ تم تو خود اس کے دل کا حصہ ہو تم کوشش کرو گے تو سمیٹ لو گے اسے،،، تمہاری ذات ہی تو مرہم ہے اس کے لیے" وہ اپنے مخصوص متانت بھرے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔

۔۔۔"دادو بکھری ہوئی چیزوں کو دوبارہ سمیٹنا مشکل ہوتا ہے۔۔ یہاں تو بکھرا ہوا وجود سمیٹنا ہے،،، وقت لگے گا پر وعدہ کرتا ہوں سمیٹ لوں گا" وہ پر امید تھا۔۔۔۔ لیکن لہجہ آج پست تھا۔۔۔۔ وہ جوش غائب ہو گیا تھا۔۔۔

۔۔۔"رشوان میرے بچے اب اس کو کبھی نہ چھوڑنا کبھی نہ کھونا" وہ رشوان کا ہاتھ تھامتے اسے تنبیہہ کر رہی تھیں۔۔۔

۔۔"دادو وہ مانتی نہیں ہے" اس کے لہجے میں شکستگی کا نوحہ تھا۔۔۔

۔۔"مان جائے گی فکر نہ کرو" وہ اس کی دھاڑس بندھاتے بولی تھیں۔۔۔

*****

رشوان کو ناراض ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔۔۔اس پورے ہفتے میں رشوان نہ آیا تھا۔۔نہ کال کی تھی۔ازنا کا دل وسوسوں میں گھرا تھا۔۔۔دل بھی بے حد ضدی تھا۔۔۔

آج ایک ہفتے بعد اس نے مجبور ہو کر جوں ہی اسے کال ملائی تو۔۔۔ایک آواز اس کے پیچھے سے ابھری تھی ۔۔۔کان سے فون لگائے وہ پلٹی تھی۔۔۔۔۔

۔۔"کیسی ہو ازنا" شاہذین اس کے پیچھے کھڑا مسکرا رہا تھا

۔۔"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو کب آئے واپس" ازنا نے پلٹ کر اسے دیکھا ایک پل کو ٹھٹھک گئ۔۔۔ پھر دھیمی آواز میں جواب دیا۔۔۔۔۔اس کا حلیہ یکسر بدلہ ہوا تھا۔۔وہ جیسا گیا تھا اب بالکل بھی ویسا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ تو اب کوئی بگڑا ہوا انگریز لگ رہا تھا کان میں بالی ڈالے۔۔۔بالوں کو ہیزل کلر کرائے۔۔۔اس کے آگے کھڑا تھا۔۔۔وہ کہتے ہیں نا کنوا چلا ہنس کی چال اور اپنی بھی بھول گیا۔۔ازنا کو اسے دیکھ اس وقت یہی کہاوت یاد آئی تھی۔۔۔۔۔

۔۔"میں دو دن ہوئے۔۔۔۔آنے کا ارادہ تو نہ تھا لیکن جیسے ہی کچھ دن پہلے ممی کی کال آئی اور انہوں نے تم پر بیتی مجھے کہہ سنائی تو آنا پڑا۔۔"وہ تاسف سے سر ہلاتا بول رہا تھا ازنا لب کاٹنے لگی۔۔۔تو وہ صوفے پر پاوں پر پاوں جما کر بیٹھ گیا۔۔۔ازنا واپس پلٹی تو۔۔۔وہ پھر سے بولنے لگا۔۔۔ازنا کے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر کال اب بھی چل رہی تھی۔۔۔ازنا نے شاہذین کو دیکھا جس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی ۔۔۔۔

۔۔۔"سوچا چل کر ازنا حسن شاہ کا چکنا چور ہوا غرور دیکھو کیسا لگتا ہے تمہارا چہرا اس غرور کے ٹوٹنے کے بعد ۔۔۔یقین جانوں آج بھی ویسی ہی خوبصورتی ہے مگر۔۔ آج تم میں وہ بات نہیں جس رکھائی سے تم نے مجھے انکار کیا تھا۔۔ آج وہ طنطنہ باقی نہ رہا تم میں دیکھو۔۔ آج تم بالکل عام سی لڑکی ہو۔۔۔بالکل بے مول

،،،،بے دام۔۔۔بہت مغرور ہوا کرتی تھیں نا بات بے بات کاٹ کھانے کو دوڑتی تھیں۔۔۔آج دیکھو کیسے ڈھول ڈھول ہوئی تم"

وہ تند و تیز لہجے مین کہتا اس کی ذات کے پرخچے اڑا گیا تھا۔۔۔ازنا سپاٹ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی ۔۔اس کے چہرے پر ماتم سا چھا گیا تھا۔۔ہاتھ میں فون اب بھی تھاما تھا۔۔۔کال اب بھی چل رہی تھی۔۔۔اور دوسری طرف وہ جو آج یہی آ رہا تھا کان سے موبائل لگائے سب سن رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"جب ممی نے کال کر کے مجھے سب بتایا تو کہا تھا میں نے انہیں"

وہ تنفر سے بولا۔۔۔۔

"اب نانو کے وہ دعوے کہاں گئے جو انہوں نے میری دفع کیے تھے اب کہاں گئے ان کے فیصلے اب دیکھیں۔۔۔کیسی منہ کی کھائی ہے انہوں نے۔۔۔قدرت نے کیسا فیصلہ کیا ہے ان کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے،،،منہ کی تو رشوان شاہ کو بھی کھانی پڑی،،،

Urdu Novels Ghar

میری باری تو کتنی حقارت سے نانو نے دھتکارا تھا مجھے اب قسمت نے کیسے دھتکارا ان کے فیصلے کو مزہ آ گیا،،

اب ضرور سوال کروں گا نانو سے کہ کیا ہوا انا نور شوان شاہ کی چیز کسی اور کو کیسے مل گئ۔۔۔مجھے تو خوشی اس بات کی ہے کہ ازنا شاہ۔۔۔۔رشوان کو بھی نہ ملی دل تو چاہ رہا ہے لڈیاں پاو بہت اچھا ہوا آج میرے دل میں سکون ہی سکون اتر گیا ہے۔۔۔۔

محبت کا دکھ اپنی جگہ مگر رقیب کی شکست کی خوشی اپنی جگہ"

وہ استہزائیہ ہنسی ہنسا تھا وہ مزا لے رہا تھا۔۔۔اس کے اندر کی حسد پر ٹھنڈی پھوار ہو رہی تھی وہ خوشی سے سرشار تھا بنا یہ جانے کہ مقابل کے وجود پر زلزلے طاری ہو گئے ہیں وہ اپنی ہی ہانکتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ بتارہا تھا اپنا کہا ایک ایک لفظ دہرا رہا تھا جو ماں سے کہا تھا۔۔وانیہ بھی بس شاہ پیلیس میں داخل ہوئی ہی تھیں لیکن بیٹے کو نفرت سے پھنکارتے دیکھ پاوں لرز گئے تھے۔۔۔

وانیہ کے کان سائے سائے کرنے لگے یہ ان کی اپنی اولاد تھی جس کو وہ نہ جان پائی تھیں پر جنت بی بی اسی وقت اس کی کمینگی کو بھانپ گئ تھیں اس کا مکرو چہرہ ان کے سامنے تھا پتہ نہیں کہاں کمی رہ گئ جو ان کی اولاد کسی کے دکھ پر خوش ہو رہی تھی مزے لے رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"تمہیں کس نے کہا کہ ازنار شوان شاہ کو نہیں ملی" نا جانے رشوان کب کا آیا کھڑا تھا اس کی بات مکمل ہوتے ہی چٹان بنا پوچھ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"میں منہ کے بل نہیں گرا۔۔۔ لیکن ہاں تم ضرور اپنے رتبے سے گر گئے ہو۔۔۔ دادو کا ہر دعوی سچا تھا۔۔۔ کھرا تھا ازنا شاہ ازل سے رشوان شاہ کی تھی اور رہے گی یہ ایسا کنول کا پھول ہے جو صاف شفاف دل میں اگتا ہے یہ کیچڑ میں اگنے والا کنول نہیں "

وہ حقارت بھرے لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔۔۔

۔۔۔"جب تک ازنا کا ساتھ ہے رشوان شکست کھا ہی نہیں سکتا کم سے کم تم جیسے لوفر سے تو نہیں،،، ازنا کل بھی میری تھی اور آج بھی۔۔۔ اور میری ہی رہے گی،،، یہ الگ بات ہے کہ تمہیں مات ہوئی ہے لیکن بچپن کہ طرح اب بھی مان نہیں رہے ہو۔۔۔"رشوان کف اڑاتا بول رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"تم بیمار ہو گئے ہو ذین۔۔۔ اس سے پہلے کہ یہ بیماری تمہارا اندر کھوکھلا کر دے اور تم مر جاو۔۔۔۔ علاج کرواو اپنا اور دفع ہو جاو یہاں سے یہ میرا گھر ہے یہاں تمہیں آنے کی اجازت نہیں۔۔۔"رشوان طیش میں دھاڑا تھا،، سرزنش کرتا لہجہ۔۔۔ دل تو چاہا تھا کہ منہ ہی توڑ دے اس کا۔۔۔ لیکن برداشت کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

۔۔۔"یہ گھر کب سے تمہارا ہو گیا" مارے اہانت کے اس کا رواں رواں جل اٹھا تھا۔۔۔۔ آگے سے گرج کر بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"ہمیشہ سے گھر کے ولی وارث پوتے ہوا کرتے ہیں نواسے نہیں۔۔۔۔" اس کو منہ توڑ جواب دیا تھا

۔۔۔ابھی وہ پھر سے پھنکارتا کہ وانیہ آگے بڑھی اور اس کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ مارا تھا۔۔۔۔کاش یہ تھپڑ وہ اسے بچپن میں مارتی جب وہ رشوان سے ضد لگایا کرتا تھا۔۔۔۔ لیکن تب وہ اسے بچہ کہہ کر ٹال دیتی

تھیں۔۔۔بچپنے میں کی گئی غلطیاں گناہ نہیں ہوتی لیکن وہی غلطی اگر جوانی میں کی جائے تو وہ جرم ہوتی ہے گناہ ہوتی ہے۔۔۔۔

شاہ ذین پاوں پٹختا باہر چلا گیا تھا۔۔۔اور ازنالہرا کر زمین پر آ گری تھی۔۔۔۔

******

وہ اس کو لیے ہسپتال پہنچا تھا۔۔۔وہ بہت کمزور ہو گئی تھی۔۔۔ڈاکٹر کا کہنا تھا۔۔۔کہ کسی بات کی ٹینشن لی ہے اس نے۔۔۔۔اور رشوان تو یہ دیکھ دیکھ ہی گھل رہا تھا کہ یہ مضبوط اعصاب والی لڑکی کسی بھی ایرے غیرے کی بات پر اپنے حواس کھو دے گی۔۔۔۔

وہ اس کے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔جو اب آنکھیں کھولے چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

۔۔"ذیشا حسن "ہمیشہ کی طرح آج بھی خوبصورتی سے اس کا نام پکارا تھا۔۔۔

ازنا نے آنکھیں اس کے چہرے پر جمالی۔۔۔۔

۔۔۔"تم جانتی ہو آج مجھے ایسا لگ رہا ہے میں ٹوٹ رہا ہوں بکھر رہا ہوں۔۔۔ذیشا حسن۔۔تم ایسی تو نہ تھیں ۔۔۔اتنی کمزور۔۔اتنی بزدل" رشوان کا لہجہ غم واندہ سے چور تھا۔۔۔۔

۔۔"لیکن میں اب ایسی ہی ہوں رشوان علی شاہ اسی لیے تو ہاں کا طوغ تمہارے گلے میں نہیں ڈالتی کیونکہ میں اب وہ نہیں ہوں تمہیں جس سے عشق تھا۔۔۔میں ذیشا حسن نہیں ہوں میں ازنا شاہ بھی نہ رہی ۔۔۔۔میں کھوکھلی ہو گئی ہوں۔۔۔۔جو بھی ہوا وہ میرا فیصلہ تھا پھر میں کیوں بکھر سی گئی میری ذات دھول سی ہو گئی۔۔۔۔"وہ زخمی لہجے مین بول رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"فیصلہ ہی کیا تھا تم نے۔۔۔ عمل تو نہیں کیا تھا نا۔۔۔۔روک لیتی بدلیتی فیصلہ۔۔۔میں تمہیں ایسے تو نہ دیکھتا۔۔۔۔

فیصلے کے راستے میں مجھ سے ملاقات کر لیتی تو۔۔۔"وہ ابھی بول رہا تھا کہ ازنا نے اس کی بات کاٹ دی اور بولی

۔۔۔"کی تھی،۔ملاقات تم سے۔۔۔کئ بار کی تھی۔۔۔تمہاری نظروں نے جکڑ لیا تھا۔۔مجھے۔،فیصلہ کرتے وقت،،،تم ہی تو تھے جس نے دل کو مٹھی میں لیا ہوا تھا۔۔۔لیکن

میں مجبور تھی۔۔۔کیا کرتی بھائی کو مر جانے دیتی" کرچی کرچی لہجہ۔۔۔۔

۔۔"پہلے مجبور تھیں تم۔۔۔۔۔اور اب کیا ہو۔۔۔اب مجبور ہو یا باضد ہو۔۔۔۔پہلے

مجبوری نے پاوں پکڑ لیے تھے۔۔۔زنجیر ڈال دی تھی تمہارے پاوں میں۔۔۔اور میرے پاوں میں محبت کی بیڑیاں ہیں اب تم بتاو کون زیادہ بے بس ہے کون زیادہ لاچار ہے تم یا میں۔۔۔"وہ چیخ کر بولا تھا۔۔

۔۔"ہم تمہارے لیے کوئی اور ڈھونڈ لے گے از ناشاہ جیسی۔۔"وہ نظریں چراتے ہوئے بولی تھی ۔۔عجیب بے التفات لہجہ تھا۔۔۔

۔۔"میرے دل میں تو تم بستی ہو بس۔۔۔۔میرا دل جاگیر ہے تمہاری تم راج کرتی ہو۔۔

کسی اور کی جگہ نہیں ہے اس میں اگر دل کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے تو دھڑکتا نہیں مر جاتا ہے بس

اور تم کہتی ہو تمہاری جیسی ڈھونڈ لاؤ گی

مجھے بس تم سے محبت ہے تمہاری جیسی ہزاروں بھی ہوں تو دل زندہ نہیں ہو گا

اب بولو ہاں کرتی ہو تو اس جمعہ کو بارات لاؤں گا اور نکاح کروں گا تم سے اگر نہ کرو گی تو اس جمعہ کو جنازہ اٹھے گا میرا۔۔۔ "

اسے اپنے فیصلے سے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر اب وہ ایموشنل بلیک میلنگ پر اتر آیا تھا۔۔۔

۔۔۔"مرنا اتنا آسان نہیں اگر اتنا آسان ہوتا تو میں کب کی مر جاتی۔۔۔ مجھ پر تو غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا رشوان شاہ۔۔۔ پہاڑ ٹوٹ جائے یا آسمان گر جائے موت نہیں آتی رشوان "وہ آبدیدہ لہجے مین بول رہی تھی اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر رخ پھیر لیا تھا۔۔۔

۔۔"واقعی مرنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔۔۔تم میرے لئے زندہ رہی کیوں کہ تمہارے پیچھے ایک دیوانہ تھا جس کے لیے رب نے تمہیں زندہ رکھا تمہاری سانسیں چلتی رہی لیکن میرے پیچھے کوئی دیوانی نہیں ہے میرے مرنے سے دوسرا کوئی دل بند نہیں ہو جائے گا۔۔۔اس لیے میں مر سکتا ہوں ازناشاہ۔۔۔"وہ کرب آمیز مسکراہٹ لیے بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"میرا دل بند ہو جائے گا اگر تمہیں کچھ ہوا تو۔۔۔"وہ بے اختیاری مین بول گئ تھی۔۔۔

۔۔۔"پھر محبت کے آگے ہتھیار ڈال دو نا اب بس، کرو یہ بھاگم بھاگ۔۔۔۔چلو تم ہتھیار نہ ڈالو۔۔۔نہ ہار مانو بس آنکھوں سے اثبات میں اشارہ کر دو میں جمعے کو نکاح کے لیے پہنچ جاؤں گا "

رشوان نے اس کے لیے ہر راستہ آسان کر دیا۔۔۔رشوان کی گھمبیر آواز اس کے دل میں ارتعاش پیدا کر گئ تھی۔۔۔۔

وہ ہار گئ تھی اس چوہے بلی کے کھیل سے۔۔۔اب وہ تھک گئ تھی اور تھکن اتارنے کے لیے محبوب سے زیادہ خوبصورت پناہ گاہ کیا ہوتی اس لیے آج اپنی شکست تسلیم کرتی محبت کے آگے سر خم کر گئ تھی۔۔۔۔

"تو آج میں خود غرض بن جاتی ہوں اپنے لیے نہیں تمہارے لیے۔۔۔" اس نے بس مختصر سا جواب دیا تھا جب انسان شکست کھا جاتا ہے تو بولنے کو کچھ نہیں رہتا۔۔اس کے لفظ بھی کھو گئے تھے۔۔۔دل اب بھی بے چین تھا لیکن اب وہ زبان دے گئ تھی اسے۔۔۔

۔۔"اب اجازت دے دی ہے تو نماز جمعہ کے بعد نکاح ہو گا ہمارا اور پھر تم سے ملاقات ہو گی اور پھر پورے حق سے ملوں گا تم سے۔۔۔۔۔۔" وہ خوشگوار لہجے میں بولا سر ساری کی کیفیت طاری ہو گئ تھی۔۔۔

۔۔۔"بیوی کے روپ میں جب تم میرے سامنے ہو گی تب ملاقات کی کیا ہی بات ہو گی۔۔۔۔ پھر تم سے کچھ مانگوں گا تو نہیں حکم دوں گا ایک پہلا اور آخری بس۔۔۔وہ مان لینا اور پھر ساری زندگی حکم چلانا اپنا۔۔۔۔
"

وہ خوشی کے بے پایاں احساس سے بولا۔۔۔۔اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ چپک گئی تھی ازنا کا چہرا سپاٹ تھا۔۔۔دل عجیب ترنگ پر دھڑک رہا تھا۔۔ لیکن اسے چپ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

******

۔۔"میں کچھ دن کے لیے باہر کیا گیا یہاں تو دنیا ہی بدل گئی" آہل آج اسلام آباد سے آیا تھا۔۔۔رشوان نے اسے ایک کال نہ کی تھی کیونکہ وہ چاہتا تھا جب وہ آئے تو اسے سرپرائز دے۔۔۔آہل آج اس کے گھر آیا تو وہاں عجیب ہی ہڑبونگ مچی تھی۔۔۔صفائیاں عروج پر تھیں۔۔۔گھر سجا ہوا تھا۔۔۔فریال شاہ مسکرا رہی تھیں اور آہل شاد ہو گیا ان کا ہاتھ چوم کر بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"ہاں بس تم یہی سمجھو دنیا بدلی نہیں ہے نئی ہو گئ ہے رشوان شاہ نکاح کر رہا ہے اس جمعہ کو"

فریال خوشی سے نہال ہوتی بولی تھیں پھر اس کا ماتھا چوم لیا۔۔۔ آہل کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔۔۔ کہاں وہ ازنا کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔ اور کہا چار دن بعد نکاح زبان پر سوال دھرے تھے ۔۔۔وہ پوچھ بھی لیتا لیکن فریال شاہ اس کا ہاتھ تھامے کہیں کھو سی گئیں۔۔۔۔

۔۔۔"تم میرے بھتیجے ہونے کے ناتے میرے بہت قریب رہے،،وہ۔۔۔مجھے محبت بھی بہت تھی تم سے لیکن۔۔۔ تم نے اس وقت ساتھ دیا ہمارا۔۔ جب ہمارے سارے راستے کانٹوں سے بھر گئے تھے ۔۔۔جہاں قدم دھرتے خون رسنے لگ جاتا۔۔۔اور تم کسی طبیب کی طرح مرہم پٹی کرنے پہنچ جاتے۔۔۔۔۔

تمہارے اپنے ہاتھ زخمی ہوتے تھے ان کانٹوں کو نکالتے ہوئے لیکن تم کبھی پیچھے نہ ہٹے کبھی ساتھ نہ چھوڑا

"

،رشوان جب جب گرتا تم اسے سہارا دیتے۔۔۔ میں تمہاری احسان مند ہوں شکر گزار ہو میرے بچے

۔۔۔اللہ تمہاری ہر خواہش پوری کرے۔۔۔ تمہیں دنیا کی ہر نعمت سے نوازے اور اپنی خاص رحمت تم پر برسائے۔۔۔۔

تم بس خوشیاں سمیٹو" وہ اس کو دعائیں دیتے نہیں تھک رہی تھیں اور آہل انہیں دیکھے گیا۔۔۔ان کی انکھیں نم تھیں اس نے انہیں بانہوں میں بھر لیا۔۔۔۔

۔۔۔"بس کر دے پھپھو۔۔۔میں نے جو کیا آپ کی محبت میں رشوان کی محبت میں کیا۔۔۔اس میں احسان کیسا۔۔۔۔یہ تو میرا فرض تھا۔۔۔کچھ محبتیں انسان فرض کی طرح نبھاتا ہے۔۔۔حالانکہ یہ دنیاوی محبتیں ہم پر اللہ کی طرف سی فرض نہیں ہوتیں پھر بھی ہم انہیں چھوڑ نہیں پاتے۔۔۔"وہ عاجزی سے بول رہا تھا ۔۔۔فریال شاہ اس کا چہرا تکنے لگی۔۔۔کہ اتنی گہری بات۔۔۔۔تو ہنس دیا۔۔۔

۔۔۔"فکر نہ کرے محبت نہیں ہوئی ابھی مجھے۔۔۔بس رشوان شاہ کا اثر ہو گیا ہے مجھ پر۔۔۔"وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تو کسی نے اسے گردن سے دبوچ لیا وہ کراہ گیا۔۔۔رشوان صوفے کے پیچھے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"کدھر جا کر مر گئے تھے،،اتنے دن ہو گئے"رشوان اسے دیکھ گلہ کر رہا تھا پھر آگے آیا اور اسے ساتھ بھینچ لیا۔۔۔۔آہل فریال کو اشارہ کرنے لگا۔۔

۔وہ یہ گھتی سلجھا ہی نہیں پا رہا تھا۔۔کہ رشوان شاہ ازنا کو بھول گیا۔۔۔۔چلو بھول بھی گیا تو یہ بات ہضم ہو جاتی مگر شادی۔۔۔۔یہ بات ہضم ہو ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

۔۔۔"میری چھوڑ تو اپنی بتا کس نے جادو کر دیا۔۔۔کسی شیخ کی بیٹی تو نہیں پھنسا آیا۔۔۔ "

آہل اس سے الگ ہوتے پوچھ رہا تھا اس کو خوش دیکھ کر وہ خوش ہو گیا تھا۔۔۔لیکن انسان تھا نا تجسس سے بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"آج ویسے یہ معلوم ہو گیا مجھے آپ دونوں کی سوچ ایک جیسی ہے ممی نے بھی مجھ سے ایسا ہی سوال پوچھا تھا،،،"وہ ماں اور آہل کی طرف اشارہ کرتے بولا۔۔۔۔پھر نفی مین سر ہلاتے بولا

۔۔۔"میں ایک ساحرہ کی قید میں ہوں میرے یار۔۔۔۔اس لیے مجھ پر کسی اور کا جادو کام نہیں کرتا ۔۔۔مجھ پر بس ایک کا سحر ہی چلتا ہے۔۔۔"وہ ابرو اچکا کر مسکرا رہا تھا۔۔۔آہل ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔سر جھٹکتا پوچھنے لگا۔۔۔

۔۔"کس سے شادی کر رہے ہو "

۔۔"اب یہ تو تمہیں نکاح والے دن بتاوں گا"وہ اسے زچ کرنے لگا فریال تو اٹھ کر کب کی جا چکی تھیں۔۔۔۔

۔۔"جب تک نام نہیں بتاوگے نکاح میں شرکت نہیں کروں گا" آہل ضدی لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"مرضی ہے تمہاری۔۔۔اگر جانا چاہو تو بتانا وینیو ٹیکسٹ کردوں گا۔۔۔اور اگر ساتھ چلنا چاہو تو بھی بتانا ۔۔۔۔اپنی گاڑی میں جگہ رکھوں گا تمہاری۔۔۔۔"۔۔وہ کندھے اچکاتا۔۔۔۔اسے مزید تنگ کر رہا تھا۔۔۔اور آہل فریال کے پاس پہنچا لیکن ان کا جواب بھی وہی تھا پھر اس نے سلمان شاہ کو کال ملائی اور انہوں نے بھی لاعلمی کا مظاہرہ کر دیا تو وہ جھنجلا گیا۔۔۔

❊❊❊❊❊❊❊❊

ازنا نے ہاں کیا کی گھر میں نیا ہنگامہ چھا گیا۔۔۔ہر کوئی مصروف

نظر آتا ایسے جیسے دنیا جہان کا کام ان کو سونپ دیا ہو۔۔دادو نے ازنا کی ہاں سنی تو گھر آنے کو بضد ہو گئیں۔۔۔پھر ایک نرس ہائر کی گئ اور وہ آج گھر آ گئ۔۔۔۔دادو کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خوشی سے جھوم جھوم جائے۔۔۔اپنا زیور نکلوا کر پالش کروا دیا۔۔اور ازنا کی جھولی میں ڈال دیا۔۔۔

آج رشوان شاہ اور فریال۔۔۔۔شاہ پیلیس میں موجود تھے۔۔وہ نکاح کا جوڑا لے کر آئے تھے۔۔۔۔ رشوان کی نظریں اسے ڈھونڈ رہی تھیں لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔۔وہ بے زار ہوتا اٹھا اور دادو کے کمرے میں آ گیا جہاں ازنا شاہ دادو کی گود میں سر رکھے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔۔

رشوان نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔۔ازنا نے آنکھیں کھولیں۔۔دونوں کی نظریں ملی۔۔وہ سیدھی ہوتی رخ پھیر گئ تھی۔۔اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ ابھری تھی۔۔وہ دادو کو سلام کرتا۔۔ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ازنا کا ہاتھ دادو نے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔۔اس نے ایک دوبار کوشش کی ہاتھ چھڑانے کی لیکن دادو تیار ہی نہ تھیں۔۔۔۔

۔۔"دادو دیکھ لے ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی ہے ابھی سے نخرے دکھا رہی ہے نہ سلام کیا ہے نہ میری طرف دیکھ رہی ہے" وہ منہ بسورتا بولا تھا۔۔۔دادو جی بھر کر مسکرائی۔۔۔دادو نے سئیڈ ٹیبل سے اپنا چھوٹا سا بٹوا نکالا پھر بولی۔۔۔

۔۔۔"رشوان۔۔۔۔ذرہ میں تمہارا صدقہ نکال دوں۔۔۔ کہیں نظر ا ہی نہ جاو تم۔۔۔ تمہارے چہرے پر آج کئی رنگ ہیں۔۔۔ یہ رنگ میرے دل کی دھڑکن تیز کر گئے ہیں۔۔۔۔وہ تو پھر تمہاری ہونے والی بیوی ۔۔۔اس نے اگر تمہیں دیکھ لیا تو یقین جانوں دل ایک پل کو دھڑکنا بھول جائے گا۔۔۔اللہ تا عمران رنگوں کو تمہارے چہرے پر سجائے رکھے۔۔۔۔۔"دادو پرستائش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔پھر اس پر کچھ پڑھ کر پھونک دیا۔۔۔۔وہ اس کی پشت دیکھتا رہا تھا۔۔۔لیکن آج از نا یہاں تھی ہی نہیں۔۔۔۔۔وہ تو یہی سوچ رہی تھی کہ رشوان کو سچ سے آگاہ کیسے کرے۔۔۔

*****

آج نکاح تھا صبح سے ہی سب تیاریوں میں لگے تھے۔۔۔۔۔۔ صبح صبح اسے بھی پارلر بھیج دیا گیا۔۔۔۔اس کے ہاتھ بے حد سرد تھے۔۔۔۔دل کی دھڑکن کبھی تیز ہوتی تو کبھی بہت دھیمی ہو جاتی۔۔۔۔وہ سلون میں بیٹھی بیوٹیشن کو مہارت سے ہاتھ چلاتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔"کیا آپ خوش نہیں ہیں "پارلر والی اسے شیڈز لگاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔"جی"ازنا نے آنکھیں کھول کر اسے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

تو وہ مزید گویا ہوئی۔۔۔

۔۔۔"شادی والے دن لڑکیاں گھبرائی ہوئی ضرور ہوتی ہیں۔۔۔لیکن خوشی ان کے چہرے سے جھلک رہی ہوتی ہے۔۔۔بات بے بات مسکراتی ہیں۔۔۔آنکھیں کھول کھول کے یقین کرتی ہیں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہی۔۔۔۔جب کہ آپ بالکل سنجیدہ بیٹھی ہیں۔۔۔۔لگتا ہے زبردستی کی شادی ہے،،،"وہ لڑکی کچھ زیادہ ہی باتونی تھی بولنے پر آئی تو شروع ہی ہو گئی اور ازنا آنکھیں کھولے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

۔۔۔"میں خوش ہوں یہ الگ بات ہے کہ چہرے سے خوشی جھلک نہیں رہی۔۔۔محبت کی شادی ہو رہی ہو تب بھی کبھی کبھی چہرا سب کچھ عیاں نہیں کرتا۔۔۔۔کچھ لڑکیاں۔۔۔۔بار بار آنکھیں کھول کر خواب ہونے کے گمان کو توڑ نہیں دیتی۔۔۔وہ اسے خواب کی طرح ہی جیتی ہیں۔۔۔۔مسکراہٹ کو سمیٹ لیتی ہیں۔۔۔۔آنے والی نئی زندگی کا سوچ سوچ کر ہلکان ہو جاتی ہیں۔۔۔کچھ لڑکیاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔۔۔۔جان چھڑکنے والا ہمسفر سب کی خواہش ہوتی ہے،،مگر جان دینے والا ملتا کسی کسی کو ہے...اور مجھے ناجانے کس کی دعا لگ گئی ہے۔۔۔"اس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا کچھ چھن جانے کا ڈر تھا۔۔۔۔اگر

رشوان شاہ آج اسے چھوڑ دیتا تو کیا وہ زندہ رہتی۔۔۔۔وہ اسی پریشانی میں گھری تھی ذہن لا متنا سوچوں کا گھر بنا ہوا تھا۔۔۔وہ لڑکی حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

شاہ میر اسے پارلر سے لینے آ گیا۔۔آج اس کی بہن کسی جہاں کی شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔شاہ میر نے اس کا ماتھا چوم لیا۔۔۔اور ازنا کی آنکھیں نم ہونے لگی۔۔۔۔

۔۔"شش نہیں میری جان آج رونے کا دن تو نہیں ہے آج تو خوشی کا دن ہے۔۔آج سے تمہارے سارے حقوق تمہارے دیوانے کے نام ہو جائے گے" وہ دل سے مسکرایا تھا اس ایک سال میں صرف وہ رویا تھا پچھتایا تھا۔۔نہ وہ اپنے دوست کی شادی میں جاتا اور نہ وہ حادثہ ہوتا۔۔۔جہاں دو لڑکے نشے کی حالت میں پستول تھامے جھگڑ رہے تھے۔۔وہ بھاگ کر وہاں گیا تھا ان دونوں کو الگ کرتا ایک کے ہاتھ سے پستول چھین رہا تھا۔۔اور بد قسمتی سے پستول کی چھینا جھپٹی میں ایک فائر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔اور گولی سیدھی علی شر کے دل میں جا لگی تھی۔۔۔وہ وہی ڈھیر ہو گیا تھا۔۔اور پستول شاہ میر کے ہاتھ میں رہ گئ تھی ۔۔وہ شاہ میر کی گولی سے نہیں بھی مرتا تو وہ مخالف کی گولی سے مر جاتا کیونکہ وہ نشے میں دھت تھا اس کے قدم ہی نہیں سنبھل رہے تھے۔۔۔لیکن شاہ میر کی بد بختی یہی سے شروع ہو گئ تھی۔۔۔بہن کے جانے کے بعد وہ ایک دن بھی سکون سے نہیں رہا تھا۔۔صرف پچھتاوا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

دریہ بھی کسی پل سکون میں نہ تھی بہن جیسی پیاری نند کو زندہ درگور کر وہ خود مر گئی تھی۔۔۔۔

لیکن آج اسے رشوان کی دلہن بنے دیکھ وہ طمانیت سے مسکرا رہی تھی۔۔۔دریہ کی آنکھیں جھلملا گئیں۔۔۔ازنا سجی سنوری اپنے کمرے میں بیٹھی تھی ہاتھ پاوں کپکپا رہے تھے۔۔۔پھر اس نے فیصلہ کر لیا جو کرنا ہے نکاح سے پہلے کرنا ہے اس نے فون نکال اور کال ملائی۔۔۔لیکن دوسری طرف کوئی جواب دے ہی نہیں رہا تھا۔۔۔اس نے جھنجھلا کر فون پٹخ دیا۔۔۔۔

******

فریال شاہ آج خوشی سے بیحال تھیں ان کے تو پاوں ہی زمین پر نہیں ٹھہر رہے تھے۔۔۔دل کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔۔وہ شکرانے کے نفل ادا کرتی اٹھی۔۔۔

۔رشوان کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔اسے جگانے۔۔۔لیکن وہ آج رات سویا ہی کہاں تھا۔۔۔ ایک غم کی حالت میں انسان نہیں سو پاتا اور جب خوشی مل جاتی ہے ناتب بھی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔۔۔

Urdu Novels Ghar

آج رات جتنی بار اس نے آنکھیں بند کی اتنی بار ازناشاہ چھم سے اس کے سامنے آ گئ۔۔۔ مسکراتی کھکھلاتی ،،اس کی پوری رات اس خوش آئند خواب کے نظر ہو گئ۔۔۔۔

فریال شاہ نے دروازہ کھولا تو وہ بھی کوئی نفل ہی ادا کر رہا تھا وہ مسکرا دی۔۔۔

۔۔"میں تو آئی تھی تمہیں جگانے۔۔۔ لیکن تم تو آج بڑے ہی چاق و چوبند نظر آ رہے ہو"وہ فریش سے لہجے میں بول رہی تھیں۔۔۔۔وہ دعا مانگتا اٹھ کھڑا ہوا اور فریال شاہ کے ہاتھ عقیدت سے چوم لیے۔۔۔۔

۔۔"آج ساری رات جاگ کر بھی میں آپ کو چاق و چوبند نظر آ رہا ہوں۔۔۔ تو یقین جانے اس میں میرا نہیں ازناشاہ کا کمال ہے۔۔۔"وہ سر ہلاتے ہوئے آنکھیں میچ کر بولا تو وہ ہنس دی اور اس کے سر پر ایک چپت لگا دی۔۔۔۔نوکرانی ایک نیا پیغام لیے آئی۔۔۔ وہ دونوں نیچے پہنچے تو رشوان کا قہقہ نکل گیا۔۔۔۔

آہل منہ پھلائے بیٹھا تھا۔۔نک سک سے تیار تھا۔۔۔ لیکن منہ پھولا ہوا غبارہ بنا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔"کیا بات ہے اتنی صبح ہی آ گئے ہو جہاں تک مجھے یاد ہے تم تو شرکت ہی نہیں کرنے والے تھے"
رشوان اس کا مذاق اڑاتا بولا تھا۔۔۔

۔۔۔"اونہہ شرم تو آتی نہیں ایک تو بتا نہیں رہے ہو کہ لڑکی کون ہے۔۔۔اور پھر طنز کے تیر بھی چلا رہے ہو یہ تو میں ہوں جو بن بلائے آ بھی گیا ہوں" وہ منہ بسور کے بولا تھا۔۔۔سلمان شاہ بھی ہنس رہے تھے اس کی درگت بنتے دیکھ۔۔۔

رشوان تیار ہو کر آیا تو فریال اس کی نظر اتارنے لگی۔۔

رشوان شاہ نے جیل لگا کر بالوں کو سیٹ کیا۔۔سادی سی کالے رنگ کی شیروانی تھی کالا رنگ۔۔۔ازنا کا پسندیدہ۔۔۔نیچے عام سے سینڈل ڈالے۔۔۔وہ بالکل ریڈی کھڑا تھا لیکن آج وہ کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا ۔۔۔آج تو اس کی شان ہی الگ تھی شاید ازنا کی چاہت تھی۔۔۔۔

آہل کی مسکراہٹ تھم ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔اور سلمان شاہ وہ تو آج پھولے نہیں سما رہے تھے۔۔ان تینوں کی ایک خواہش ہوا کرتی تھی سال پہلے ازنا اور آج وہ خواہش رب نے پوری کر دی تھی۔۔ سلمان شاہ تو بیٹے کو ہنستا مسکراتا دیکھ پھر سے جی اٹھے تھے۔۔۔۔

آہل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔رشوان فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔ پیچھے فریال شاہ تھیں۔۔۔ سلمان دوسری گاڑی میں تھے۔۔۔۔

۔۔۔"کہاں جانا ہے" آہل نروٹھے پن سے پوچھ رہا تھا۔۔وہ ہائی وے پر گاڑی ڈالتا اس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

۔۔"سیدھے چلو ایک دم سیدھے،،،بس چلتے جاو ایک گھنٹے بعد بتاوں گا کہاں مڑنا ہے" رشوان مسکراہٹ چھپاتا بولا تھا اسے مزہ آرہا تھا آہل کو چڑانے میں۔۔۔ آہل نے زوردار ہاتھ اسٹیرنگ پر مارا تھا۔۔۔۔

ایک گھنٹے بعد جب منزل قریب آتی گئی۔۔۔۔تو آہل کا دماغ جھنا گیا۔۔۔اس شہر میں صرف ایک ہستی کا ہی گھر تھا جو اب یہاں نہیں تھی۔۔۔۔

لیکن جیسے جیسے رشوان نے راستہ بتایا اس کی آنکھیں پھیلتی گئی۔۔۔۔اور پھر جب شاہ پیلیس کے آگے اس نے بریک لگوایا تو اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا اسے لگا شاید رشوان شاہ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ لیکن فریال اور سلمان وہ کیوں اس دیوانے کے پاگل پن میں ساتھ دینے لگے۔۔۔۔وہ اس وقت حیرت کی تصویر بنا ہوا تھا۔۔۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔۔۔ چہرا بھونچکا تھا۔۔۔۔رشوان نے اس کا کھلا منہ بند کیا۔۔۔۔

۔۔۔"چلو اندر سب ویٹ کر رہے ہیں" رشوان شاہ اس کو اترنے کا اشارہ کرتا بولا تھا۔۔۔

۔۔"تم کس سے شادی کر رہے ہو رشی۔۔۔کون ہے" وہ صدمے سے اتنا ہی کہہ پایا تھا۔۔۔

۔۔"تم اتنے گھامڑ تو نہیں تھے۔۔۔کیا تم اب بھی نہیں سمجھے" فریال شاہ پیچھے سے بولی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔"میں سمجھ تو رہا ہوں مگر یہ بات میرے سر پر سے گزر رہی ہے۔۔میرے ہاتھ ایک سرا بھی نہیں آ رہا

۔۔۔اس سے پہلے میں چکرا کر گر جاؤں سچ بتا دو" وہ رشوان کو سوالیہ انداز میں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"ازنا شاہ کے علاوہ کوئی نہیں جو رشوان کی زندگی میں شامل ہو سکے۔۔۔۔۔۔باقی کی کہانی بعد میں

بتاؤں گا۔۔اپنا چہرا ٹھیک کر وورنہ تصویروں میں وہ جو ناراض داماد ہوتے ہیں نا۔۔۔۔جو سارے فنکشن منہ

پھلائے پھرتے ہیں کہ مجھے سلام نہیں کیا مجھے پانی نہیں پوچھا۔۔۔مجھے دیکھا نہیں۔۔۔بالکل وہ لگو گے تم"

رشوان قہقہ لگاتے بولا تھا لیکن آہل اب بھی بے یقین تھا۔۔۔۔

****

بارات کے آنے کا شور مچا تو ازنا نے زیان کو پاس بلا لیا پھر ایک حکم دیا جس نے نیچے ہال میں جمع مہمانوں کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔۔

دادو نے اب تک ازنا کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔ان کا کہنا تھا کہ آج وہ غضب ڈھا رہی ہو گی۔۔۔اس لیے میں اسے رشوان شاہ کے ساتھ جی بھر کر دیکھوں گی۔۔ لیکن سب سے پہلے اپنے رشوان کو دولہے کے روپ میں دیکھوں گی۔۔۔

دادو نے رشوان کو دیکھا تو نہال ہو گئیں۔۔۔جو دولہا بنا سامنے کھڑا تھا۔۔دادو کی آنکھوں میں ٹھنڈک اتر گئی۔۔۔انہوں مٹھی بھر پیسے اس پر سے وار دیے۔۔۔اس پر دعاوں کا ورد کر کے پھونک دیا۔۔۔خوشی کے بے پایاں احساس نے رشوان کی آنکھیں جگنو بنا دی تھیں اس کے لبوں کا ساتھ دیتی اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔۔۔نیچے ہال کمرے میں انہیں بٹھایا گیا۔۔جیلانی صاحب پہنچ چکے تھے۔۔۔اسفند شاہ کے ان کے پاس بیٹھے نکاح نامہ فل کروا رہے تھے۔۔۔رشوان دادو کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔سب کے چہروں پر آج گہری مسکراہٹیں تھیں۔۔۔

زیان نیچے ہال کمرے میں کھڑا تھا۔۔جہاں پورا خاندان موجود تھا

۔۔"رشوان بھائی نکاح سے پہلے۔۔۔آپی آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔"وہ رشوان کے پاس آکر دھیمے سے بولا تھا۔۔لیکن دادو جو رشوان کے ساتھ بیٹھی اس کی بلائیں لے رہی

تھیں ان کے ہاتھ تھم گئے اور چہرے پر عجیب سی وحشت طاری ہو گئ تھی۔۔۔وحشت تو رشوان کے چہرے پر بھی چھا گئ تھی۔۔۔۔

۔۔۔"میں پتہ کرتی ہوں" دادو زیان کا ہاتھ تھامنے لگی اٹھنے کے لیے تو رشوان نے نفی میں سر ہلا دیا

۔۔۔فریال شاہ کی مسکراہٹ سمٹ گئ۔۔۔آنکھوں میں بے چینی ابھر گئ۔۔۔۔آہل تو پہلے ہی روٹھا بیٹھا تھا

۔۔۔۔اس نے دھیان ہی نہ دیا۔۔۔۔۔

۔۔"نہیں دادو۔۔۔جو اسنے مجھ سے کہنا ہے وہ وہ مجھ سے ہی کہے گی۔۔۔آپ بے فکر ہو جائے۔۔"وہ مسکرا کرانہیں تسلی دیتا کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔جب کے خود کا ہر قدم من من بھر کا ہو رہا تھا۔۔۔۔دل میں عجیب سے وسوسے تھے مسکراہٹ غائب تھی ایسی کیا بات ہے جو اس وقت بلا رہی ہے۔۔۔

******

وہ مضبوط قدموں کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ہاتھ میں پازیب تھامی تھی پاوں کرسی پر جما کر پازیب کو پاوں میں ڈال دیا۔۔۔۔پھر سیدھی ہوتی نظریں اپنے ہاتھوں پر جمائی تھیں۔۔۔اسکائی کلر کے فراک میں۔۔۔گلے میں نازک سا سیٹ پہنے،،،کانوں میں رشوان کے دیے آویزے ڈالے۔۔۔۔اپنی چوڑی پیشانی پر چاند جیسا ٹیکا سجائے رشوان کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔وہ سجہ سنوری رشوان کے سامنے تھی۔۔۔۔آئینے مین اس کا عکس ابھر رہا تھا۔۔۔۔آج دل کے دھڑکنے کی رفتار وہی تھی جو اس کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں میں کھوئی تھی۔۔۔جب رشوان نے گلا کھنکھار کے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔وہ پلٹی لیکن نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا۔۔۔آج اپنی لکیریں دیکھ رہی تھی کہ رشوان شاہ ان لکیروں میں چاند بن کر چمکے گا یا ان میں سیاہی رچی رہے گی۔۔۔۔

رشوان نے دو قدم آگے بڑھائے تو اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔۔۔رشوان اس کے سپاٹ چہرے کو تکنے لگا۔۔۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اور وہ بنا نظریں اٹھائے کھڑی تھی۔۔۔

۔۔"میں چاہتی ہوں نکاح سے پہلے تم میرے داغوں سے ملاقات کر لو" ازنا شاہ نے ہمت کی لرزتے لبوں کے ساتھ بولی تھی۔۔۔۔لہجہ پست تھا۔۔۔۔

رشوان کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔کونسے داغ کیسے داغ۔۔۔۔لیکن اس وقت اسے کسی بھی چیز کی پرواہ نہ تھی۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں اس کی ضرورت نہیں" رشوان شاہ نفی میں سر ہلاتے بولا تھا۔۔۔کمرے میں

Valentino

کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔۔رشوان کو یہ مہک بہت پسند تھی اور یہ مہک تو جب وہ نہیں تھی تب بھی اس کے ہواسوں پر چھائی رہتی تھی۔۔۔ آج بھی وہ اس مہک کو گہرا سانس لے کر اتار رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"کیوں ڈر رہے ہو... کہ میرے ماضی میں کچھ ایسا نہ نکل آئے کہ اس کے بعد مجھے قبول کرنا دشوار ہو جائے تم سے" وہ استہزائیہ مسکرائی۔۔۔ نظریں اب رشوان کے قدموں پر جمی تھیں۔۔۔وہ دیکھنا چاہتی تھی یہ قدم سب سن کے پلٹتے ہیں یا لڑکھڑاتے ہیں۔۔۔یا وہ اسی ثابت قدمی سے کھڑا رہے گا۔۔۔۔نہ پلٹے گا اور نہ لڑکھڑائے گا۔۔۔۔اسی لیے اسے بیٹھنے کو نہیں کہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں بالکل نہیں میں تو صرف اس لیے منع کر رہا ہوں کہ۔۔۔زخم بڑی مشکل سے سیئے ہیں تمہارے ۔۔۔۔اگر دوبارہ ان زخموں کو چھیڑوں گا تو ناسور بن جائیں گے" وہ فکر مند تھا پریشان تھا اور اب اس کو نہ کر کے کچھ کچھ شرمندہ بھی۔۔۔۔

۔۔"تم بے فکر رہو اس بار ناسور نہیں بنیں گے" وہ سر ہلاتی اسے یقین دلا رہی تھی۔۔۔وہ لب کاٹنے لگی ۔۔۔۔پھر لفظوں کا توڑ جوڑ کرنے لگی۔۔۔ بمشکل آواز پر قابو پاتے ہوئے بولی۔۔۔

۔۔۔"بہت بدنما داغ ہیں میرے جسم پر۔۔۔ جنہیں تم۔۔۔۔برداشت نہیں کر پاؤ گے۔۔۔۔تم تو دھول مٹی سہہ نہیں پاتے کہاں ایسے بدنما داغوں کو برداشت کرو گے۔۔۔شادی ساری زندگی کا ساتھ ہوتی ہے ۔۔۔۔ایک دو دن کی بات نہیں۔۔۔۔میرے جسم پر لگا ہر داغ مجھ پر ہوئے ظلم کی داستان سناتا ہے۔۔۔۔۔ کہیں داغوں کی بدصورتی محبت کی خوبصورتی نہ چھین لے۔۔۔پھر سوچ لو۔۔۔۔۔

جسم کے داغ چاہو تو اپنی ممی کو بھیج دو وہ دیکھ سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور روح کے داغ تم۔۔۔۔۔۔کیونکہ تمہارا تعلق میری روح سے ہے چاہتی ہوں روح کا ہر زخم بس تم دیکھو" وہ مضبوط لہجے میں بول رہی تھی

Urdu Novels Ghar

۔۔۔ابھی تک اسے یہ ہی خوف تھا کہ اگر رشوان ہاتھ کی لکیر میں نہیں سجا تو یہ ہاتھ زخم زخم ہو جائے گے ۔۔۔۔

لیکن ہاتھوں کی لکیروں میں سجنے کے بعد اسے کھرچنا بیت مشکل عمل ہو گا۔۔۔۔اس لیے حوصلے سے کام لیا۔۔۔

۔۔"تم میری آنکھوں میں نہیں جچتی ہو ازناشاہ تم تو میری روح میں بستی ہو میرے دل میں رہتی ہو۔۔۔

۔آنکھوں میں چچوں گی یہ معاہدہ تو کبھی ہوا ہی نہیں ہم میں۔۔۔۔جب روح میں رچ بس گئ ہو تو تمہارا ہر داغ میرے دل پر لگا ہے۔۔۔میرا دل بھی داغدار ہے۔۔۔۔۔

تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گی نہیں نا۔۔میرے دل میں گہرے گہرے زخم ہیں ازنا۔۔۔تمہاری جدائی نے مجھے توڑ دیا تھا۔۔"وہ تاسف سے سر ہلا تا رنجیدہ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔وہ ایک لحظ چپ ہوا لیکن پھر نظر اس کے کپکپاتے ہونٹوں پر پڑی تھی جسے وہ دانتوں میں دبا کر قابو پا رہی تھی۔۔۔

۔۔"مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن پھر بھی تم بتانا چاہتی ہو تو کہہ ڈالو سب"وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔ازنا اپنے ہاتھ مسلنے لگی۔۔۔

۔۔۔"قسم خدا کی میں دعویٰ کرتا ہوں اگر۔۔۔ نظر اٹھا کر مجھے دیکھ لو گی آج۔۔۔۔ تو نظر ہٹانا بھول جاؤ گی اور انکار وہ تو کر ہی نہیں پاؤ گی۔۔۔۔ بولو کہنا کیا چاہتی ہو کیا بتانا چاہتی ہو" وہ دعوی کر رہا تھا اور اس کے دعوے سچ ہو جاتے ہیں۔۔۔ یہ جانتی تھی ازنا اس لیے دو قدم پیچھے ہوتی نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔. وہ دو قدم پیچھے ہوئی اور پازیب کا وہ واحد پتھر جھنجھنا گیا۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں۔۔۔۔ نہیں تمہیں دیکھنے کے بعد جو میں کہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ وہ میں کہہ نہیں پاؤں گی۔۔۔۔

اسے کہنے کی ہمت باقی نہیں بچے گی۔۔۔

دادو کہا کرتی تھیں کہ جب وہ دولہا بن کر آئے گا اس کا چارم ایسا ہو گا کہ تم انکار نہیں کر پاؤ گی۔۔۔

اور میں جانتی ہوں کہ نظر اٹھا کر تمہیں دیکھ لیا تو اپنے ترتیب دیے الفاظ بھول جاؤں گی۔۔۔۔ اس لئے چاہتی ہوں نظر ملائے بغیر اس وقت تمہیں بتا دوں۔۔۔ تمہارے فیصلے کے بعد ضرور نظر ملاؤ گی تم سے" وہ دلگرفتگی سے گویا تھی۔۔۔۔ غم واندہ سے چور لہجے میں بولی۔۔۔۔

اور پھر حویلی میں جو اس کے ساتھ ہوا اس نے وہ سب رشوان شاہ کو کہہ ڈالا۔۔ دلاور کی درندگی۔۔۔ آگ میں جھلسنا،،، جسم کے داغ،،، ارداشیر کا مرہم،، سب کچھ۔۔۔ بس یہی نہیں اس نے اپنی آستین اوپر کی اور اپنی کلائی پر پڑا بد نما داغ بھی اسے دکھا دیا۔۔۔ آنکھیں برسنے کو تیار تھی مگر ضبط دونوں کا کمال کا تھا اس نے ان آنسوؤں کو اجازت نہ دی تھی آنکھ سے باہر آنے کی اور رشوان کچھ پل تو بول ہی نہیں پایا۔۔ اس داغ نے دل پر گہرا زخم لگایا تھا۔۔ ازنا کی نظریں اس کے قدموں پر تھیں۔۔۔ وہ لڑکھڑائے نہیں۔۔۔ پلٹے نہیں ثابت قدم تھے۔۔۔ وہی جمے تھے۔۔۔ اور ازنا کے دل کی دھڑکن مس ہوئی تھی۔۔۔۔ بس خاموشی تھی رشوان نے اس کے کرب ناک چہرے کو دیکھا پھر بولا۔۔۔

۔۔" کہہ لیا۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔۔ اب بھی یہی کھڑا ہوں نہ کہیں بھاگا ہوں نہ ہی پیچھے ہٹا ہوں تم شاید جانتی نہیں اب تک۔۔۔۔۔ میرے جینے کا سبب ہو تم۔۔۔۔ میرے لیے آبِ حیات ہو تم۔۔۔۔ تمہارے ملنے کے بعد میں پھر سے جی اُٹھا ہوں لیکن ابھی دل نے اُس رفتار سے دھڑکنا شروع

نہیں کیا تم میرا ساتھ قبول کر لو تو دل بھی دھڑک اُٹھے گا" وہ مسکراتا ہوا جذب سے بولا تھا۔۔۔۔۔ پھر مزید گویا ہوا۔۔۔۔

۔۔"مجھے داغ دھبوں سے چڑ تھی لیکن اگر تم میری زندگی میں نہ ہو تو ایسی نفاست پسندی کا کیا فائدہ۔۔۔ تمہارے بغیر میری ذات میں کوئی پاکیزگی کوئی نفاست نہ رہے گی اس کی گواہی تو سب دے چکے ہیں تمہیں۔۔۔۔۔۔ میں جا رہا ہوں نکاح کے بعد ملاقات ہو گی۔۔۔۔" اس کا لہجہ ٹھوس تھا مضبوط تھا ۔۔۔کچھ بھی بے ربط نہ تھا۔۔۔۔ اس کے لہجے میں محبت کی سچائی تھی

ازنا نے نظر اٹھا کر رشوان کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر طمانیت کا بھرپور احساس تھا۔۔۔۔

واقع آج اس کا چارم ہی الگ تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

پہلے دیکھ لیتی تو کچھ بھی نہ کہہ پاتی وہ بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔آنکھوں میں روشن ستارے جگمگا رہے تھے
۔۔۔۔

۔۔رشوان شاہ نکاح کے لیے قاضی صاحب کو بھیج دو میں تیار ہوں" وہ دل سے مسکرائی تھی۔۔۔اب کے اس مسکراہٹ میں کوئی خوف نہ تھا۔۔۔۔کچھ حاصل کر لینے کا سکون تھا۔۔۔

۔۔"آج لگ رہا ہے کہ تم دل سے تیار ہو" وہ شوخی سے مسکرایا۔۔۔۔

ازنا شاہ نے ہاتھوں کی لکیروں کو غور سے دیکھا تو آنکھیں ڈب ڈبا گئ۔۔۔۔

جہاں اپنی پہلی محبت سے دوسری شادی کی لکیر رقم تھی،،،اس تک پہنچنے کا راستہ قسمت نے بہت کھٹن اور تکلیف دہ بنا دیا تھا۔۔اس کا پور پور زخمی ہو گیا تھا اور رشوان شاہ کا دل زخمی ہو گیا تھا۔۔۔

*****

رشوان کے جاتے ہی

اسفند اور زینب ازنا کے کمرے میں موجود تھے ازنا کے سر پر سرخ چادر ڈالی۔۔۔جیلانی صاحب سنگل صوفے پر براجمان تھے۔۔۔ازنا کے ایک طرف اسفند شاہ تھے اور دوسری طرف سلمان شاہ زینب سائیڈ میں کھڑی تھیں دادو رشوان شاہ کے پاس تھیں۔۔۔

قاضی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔۔

۔۔"ازنا حسن شاہ کیا آپ کو رشوان علی شاہ ولد سلمان شاہ حق مہر سکہ رائج والوقت۔۔۔کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔"

اس وقت کا انتظار تو کب سے کر رہے تھے سب۔۔۔ازنا کے ہونٹ مسکرائے تھے آج دل راضی تھا ۔۔۔رشوان شاہ کے نام پر دل کی دھڑکن اتھل پتھل ہو گئ۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"قبول ہے"وہ صدق دل سے بولی۔۔۔۔

۔۔۔"قبول ہے"

۔۔۔"قبول ہے" آج اس کے ہاتھ نہیں کپکپائے تھے آج مضبوطی سے قلم تھام کر سائن کیے تھے

۔۔۔۔۔جیلانی صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔اسفند نے اسے بازو میں بھر لیا اور شاہ میر نے اس کا ماتھا چوم لیا۔۔۔۔

۔۔"رشوان شاہ کیا آپ کو ازنا حسن شاہ ولد اسفند شاہ سکہ رائج الوقت آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ نے قبول کیا۔۔۔"جیلانی صاحب پوچھ رہے تھے۔۔۔

۔۔۔"قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔دل و جان سے قبول ہے"رشوان شاہ کی آوز میں خوشی جھلک رہی تھی

۔۔۔۔آہل کو تو اب جا کر یقین آیا تھا۔۔۔جب جیلانی صاحب نے نکاح پڑھایا اور لڑکی کا نام سن کر اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ رشوان کے گلے لگ گیا۔۔۔۔

۔۔۔"بہت بہت مبارک ہو رشوان شاہ تمہارا یقین کامل تمہارا ایمان پختہ۔۔۔ازنا کو رب نے تمہاری جھولی میں ڈال دیا۔۔۔"آہل اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔۔آج اسے اس بات کا یقین آ گیا تھا۔۔۔کہ اگر ثابت قدم رہا جائے تو ہفت قلیم کی دولت بھی مل جاتی ہے۔۔۔

اسے لگا وہ خواب دیکھ رہا ہے۔۔۔یہ کیسے ہوا۔۔۔لیکن بہت اچھا ہوا وہ دل کھول کر مسکرایا تھا۔۔۔

۔۔رشوان ہنس رہا تھا۔۔۔

۔زیان اس کے گلے لگا تو اس کا گال چوم گیا۔۔۔۔اسفند نے ماتھا چوما۔۔۔زینب نے سینہ چوما تھا ایک سال بعد اس گھر میں خوشی آئی تھی۔۔۔سب مسکرا رہے تھے

شاہ میر کچھ شرمندہ سا تھا۔۔۔جب وہ گلے ملنے آیا تو۔۔۔اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"کیا تم مجھے معاف کر دو گے رشی"رشوان نے اس کو اور زور سے بھینچ لیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔

۔۔۔"یا اللہ۔۔ان دونوں کے نکاح میں برکت ڈال۔۔۔ان کی جوڑی کو صدا اسلامت رکھ۔۔۔۔ان کی محبت صدا قائم رکھ۔ان کے دل ایمان سے بھرے رکھ۔۔۔۔"جیلانی صاحب دعا فرمارہے تھے۔۔رشوان شاہ کے پہلو میں بیٹھی ازنا نے زیر لب آمین کہا تھا۔۔۔تو۔رشوان شاہ نے اونچی آواز میں آمین کہا تھا ۔۔۔دادو کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

******

نکاح ہو چکا تھا۔۔۔۔ازنا کچھ دیر نیچے بیٹھ کر واپس اگئ تھی۔۔۔۔اب وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی ۔۔۔۔ذہنی تھکن جو اتنے دن سے تھی آج اس کا شائبہ تک نہ تھا۔۔۔۔رشوان شاہ دادو سے اجازت لے کر ۔۔۔اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا تھا۔۔۔

۔ازنا اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی آج اس کی آنکھوں میں وہی جگنو جگمگا رہے تھے۔۔۔۔۔جو ایک سال پہلے ہوا کرتے تھے۔۔۔چہرے پر روشن حویلہ سا بنا تھا۔۔۔۔وہ حیران نظروں سے خود کو ہی تکے جارہی تھی

Urdu Novels Ghar

۔۔"اف یہ آئینہ بھی نا کتنا حقیقت پسند ہوتا ہے سارے راز کھول کر سامنے رکھ دیتا" وہ اپنے عکس میں اپنے دل کا راز پا گئی تھی۔۔۔۔

جس میں رشوان روشن ستارہ بنا بیٹھا تھا۔۔۔۔

جب اپنی پشت پر کسی کے قدموں کی آواز سنی۔۔۔وہ اسی آہٹ کو تو پہچانتی تھی بچپن سے اب تک۔۔۔۔۔۔اسی آہٹ پر تو دل دھڑکتا تھا۔۔۔۔۔۔رنگ ایک پل میں گلابی ہو گیا اور پلکیں جھک گئی ۔۔۔دل نے ٹرین کی رفتار پکڑلی۔۔۔ہاتھوں میں پسینہ آنے لگا۔۔۔تو اس نے آنکھیں میچ کر اپنے دل کو سختی سے ڈانٹا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"یہ وہی رشوان شاہ ہے۔۔۔۔۔۔ بچپن سے اب تک جس کے ساتھ رہے ہو۔۔۔۔۔اپنی حد میں رہو" وہ اپنے دل سے مخاطب تھی۔۔۔دل نے جواب دیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔"ہاں وہ وہی رشوان شاہ ہے۔۔۔۔ لیکن آج تم ازنار شوان ہو۔۔۔ازناشاہ نہیں۔۔۔۔ آج تعلق بدل کر ملے گا پہلی بار وہ تم سے۔۔۔ آج تمہارے جملہ حقوق اپنے نام کروا چکا ہے۔۔۔۔میں اپنی حد میں کیسے رہوں۔۔رشوان کے نام پر کوئی حد مقرر کی ہی کب ہے "ازنا نے گھبرا کر آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔ ۔۔۔رشوان اس کی پشت دیکھتا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔وہ پلٹی نہیں تھی۔۔۔۔

رشوان نے اس کے شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنار خسار اس کے عارض سے مس کیا۔ تھا۔۔۔کچھ دیر ان میں بس خاموشی بولتی رہی

تھی۔۔۔رشوان آنکھیں بند کیے تھا۔۔۔اور ازنا نے آنکھیں کھولی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔وہ شیشے میں ابھرتے اس کے عکس کو دیکھ رہی تھی وہ اسے جی بھر کے دیکھنا چاہتی تھی جب رشوان مسحور کن لہجے میں بولا تھا ۔۔۔۔

۔۔۔"آنکھیں بند کرو"

۔۔۔"کیوں "ازنا کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئی۔۔۔آنکھیں مزید کھل گئی۔۔۔۔

۔۔۔"محبت کی شدت آنکھیں بند کر کے محسوس کی جاتی ہے "وہ بند آنکھوں سے اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے کھڑا تھا۔۔۔۔ازنا آنکھیں بند کرنے لگی۔۔۔۔تو وہ مزید گویا ہوا۔۔۔۔۔

۔۔۔"کہتے ہیں سب سے خوبصورت چیز دنیا میں احساس ہے۔۔۔۔۔محبت سے زیادہ خوبصورت جذبہ تو کوئی نہیں۔۔۔۔۔اسے محسوس کرنے کو آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔۔۔۔۔محبت کی شدت انہی آنکھوں کو بند کر کے ہی محسوس ہوتی ہے۔۔۔یہ ایک ایسا احساس ہے جو بغیر آنکھوں کے بھی محسوس ہوتا ہے "

وہ خمار آلود لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔۔ازنا کے ماتھے پر لکیریں نمودار ہوئیں۔۔۔پھر بہت دھیمے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

۔۔۔"اگر آنکھیں بند کر لی جائیں تو محبوب کے تاثرات کو کیسے جانچوں گے "

۔۔۔"محبوب کے تاثرات۔۔۔۔۔دل کی دھڑکن سے.... اگر اظہار محبت پر دھڑکن کی رفتار تیز ہو جائے تو محبت کی شدت ایک جیسی معلوم ہوتی ہے"رشوان شاہ مسکرایا تھا اس کا ڈمپل گہرا ہو گیا۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

۔۔"میں چاہتا ہوں تمہاری دھڑکنوں کا تسلسل بکھیر دوں۔۔۔انہیں بھی اس تال پر دھڑکاوں جس پر میرا دل دھڑکتا ہے"۔۔۔۔وہ خمار آلود لہجے میں بولتا۔۔اس کی شہہ رگ چوم گیا تھا۔۔۔

ازنا کے چہرے پر حیا کی لالی بکھر گئ۔۔۔۔ آنکھیں خود با خود ہی بند ہو گئ تھیں۔۔۔۔وہ بند آنکھوں سے اسے محسوس کرتی رہی اور وہ اسے تھامے کھڑا رہا۔۔۔جب دل کی دھڑکن قابو سے باہر ہو گئ تو ازنا نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔

۔۔۔"رشوان اب جاو یہاں سے" وہ اس کے بازو سے نکلتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔رشوان ہڑبڑا گیا۔۔۔مگر اس کے چہرے پر نظر پڑی جو شرم و حیا کا پیکر بنی تھی۔۔

رشوان شاہ نے سر ہلایا اس کے ہاتھوں کو تھاما کچھ پل اسے دیکھتا رہا اور پھر چلا گیا۔۔۔ازنا نے ہاتھوں میں چہرا چھپا لیا۔۔۔۔۔

****

وہ ابھی شاہ پیلیس میں موجود تھا،،دوپہر پہلے شام میں ڈھلی اور پھر شام رات میں ڈھل گئ۔۔۔۔۔۔۔ازنا شاہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں آئی تھی۔۔۔۔اور وہ دادو کے پہلو میں بیٹھا رہا۔۔۔۔

آج دادو کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو گئ تھی۔۔۔ان کے رشوان کا دل آباد ہو گیا تھا۔۔۔وہ آج تک سمجھ ہی نہ پائی ان دونوں میں سے انہیں کس سے زیادہ محبت تھی۔۔۔ازنا سے یا رشوان سے۔۔۔وہ ازنا کو دیکھتی تو دل کی دھڑکن قابو آجاتی۔۔۔وہ رشوان کو دیکھتی تو آنکھوں میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا۔۔۔

فریال شاہ بھی وہی براجمان تھیں اپنے بیٹے کو دادی سے لاڈ اٹھواتے دیکھ رہی تھیں۔۔۔آج ان کے دل میں سکون ہی سکون تھا۔۔انہوں نے جب ازنا کو رشوان کی دلہن بنے دیکھا۔۔۔تو روح میں سکون اتر گیا۔۔۔انہوں نے اگے بڑھ کر اس کی روشن پیشانی چوم لی۔۔۔وہ بختوں والی انہیں مل گئ تھی۔۔۔وہ بچپن سے اسے بختوں والی کہتی تھی۔۔۔کیونکہ جب سے وہ آئی تھی خوشیاں ہی خوشیاں تھی نا جانے پت جھڑ کا دور کیسے آگیا بیچ میں۔۔۔

۔۔۔"برخودار گھر نہیں چلنا آپ نے" فریال نے ابرو اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔

۔۔۔"دل نہیں چاہ رہا دادو اجازت دے تو اپنی امانت ساتھ لے جاوں" رشوان نے انکھیں کھول کر دادو کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"اونہہ ابھی نہیں کچھ وقت دے دو اسے۔۔۔۔۔ کہتی ہے بس کچھ دن اور۔۔۔ میرے سارے گمان ٹوٹ جائے کہ میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔ میں رشوان شاہ کے نکاح میں ہوں۔۔۔۔ وہ میری زندگی میں شامل ہو گیا ہے۔۔۔ اور میرے جملہ حقوق اس کے ہو گئے ہیں۔۔ اگر یہ خواب ہوا تو میں بکھر جاوں گی دادو۔ "

وہ ازناکا کہا ہر لفظ دہرا رہی تھیں۔۔۔۔ رشوان نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔۔۔ پھر دوبارہ آنکھیں بند کر لی جب سے ازنا ملی تھی تب سے آنکھیں زیادہ بند رکھتا تھا۔۔۔ کیونکہ خواب آنکھیں بند کر کے دیکھے جاتے ہیں اور وہ انہی خوابوں میں جی رہا تھا اب۔۔۔۔۔

جب باہر سے نوکرانی آئی۔۔۔۔ اور کچھ چیزیں رشوان شاہ کے آگے رکھ دی۔۔۔

رشوان شاہ جھٹکے سے سیدھا ہوا۔۔۔۔پھولوں کے گلدستے کو دیکھنے لگا ساتھ چاکلیٹس تھیں۔۔۔اور ایک کارڈ تھا۔۔

۔رشوان کو حیرت ہوئی۔۔۔اس نے کارڈ کھولا لیکن پڑھا نہیں تھا۔۔

۔۔یہ پھول ہمیشہ ایسے ہی آتے تھے۔۔۔وہ کہاں بھولا تھا اپنے اس رقیب کو۔۔۔

۔سفید پیلے اور سرخ گلاب جن میں سرخ زیادہ ہوتے تو پیلے بھی کم نہ دکھتے ان کی چمک مزید ابھرتی نظر آتی ۔۔۔ہاں بس سفید کچھ دبے دبے سے لگتے۔۔۔۔۔کیونکہ وہ کہتا تھا یہ سفید پھول میں ہوں سرخ ازنا اور پیلا رشوان شاہ۔۔۔۔

رشوان کو کئی سال پہلے پڑھا اس کے خط مین پھولوں کے رنگوں کا مفہوم جو اس نے بیان کیا تھا۔۔۔یاد آگیا ۔۔۔۔

۔۔۔۔آج کارڈ پر تو سم ون اسپیشل نہیں لکھا تھا۔۔۔آج بیسٹ وشز کا کارڈ آیا تھا۔۔۔۔رشوان کتنی ہی دیر کارڈ ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا۔۔۔۔مگر پڑھنے کی ہمت نہ تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔"کس نے بھیجا ہے" دادو پوچھ رہی تھیں فریال شاہ بھی سوالیہ نظریں اس پر گاڑھی ہوئی تھیں

اس نے نفی میں سر ہلایا اور سب اٹھا کر سید ھا ازنا کے دروازے پر آ گیا تھا۔۔

۔دروازہ بجا کر اندر آنے کی اجازت لی۔

۔۔۔وہ ہاتھ میں تتلی والے آویزے لیے بیٹھی تھی۔۔۔وہ اب چینج کر چکی تھی۔۔۔۔اس نے رشوان کو دیکھا تو پلکیں لرز گئیں۔۔۔

تتلیاں اس کے قدموں میں آ گری۔۔۔۔

رشوان نے وہ سب اس کے آگے رکھ دیا۔۔۔اور تتلیاں واپس اس کے ہاتھوں میں تھما دی۔۔۔۔

توازنا نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اس پر ایک پل میں خوف طاری ہو گیا تھا۔۔۔وہ سب صرف ایک شخص ہی بھیجتا تھا۔۔۔ارداشیر۔۔۔اور اس نے تو کہا تھا اب وہ کبھی اس کی زندگی میں نہیں ائے گا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"تمہاری اجازت ہو تو پڑھوں "رشوان پوچھ رہا تھا۔۔ازنا نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔اس نے کارڈ کھولا۔۔اور تحریر پڑھنا شروع کی۔۔۔۔

۔۔"اسلام و علیکم۔۔۔۔

"تو رشوان شاہ تم نے اپنی محبت پا ہی لی آج... حال احوال نہیں پوچھوں گا۔۔جسے چاند مل جائے۔۔اس کا حال کیا پوچھنا۔۔۔ہاں اپنا حال ضرور بتاوں گا۔۔اپنا نام ضرور بتاوں گا۔۔۔

میں ٹھہرا تمہارا رقیب۔۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے نام جاننے کا حق رکھتے ہو تم آج۔۔۔۔۔تو میں ہوں تمہارا رقیب اور ازنا کی محبت کا دعویدار۔۔۔۔۔اردشیر بلوچ نام سن کر ٹھٹھکے ہو گے تم میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

جب پہلی بار تمہیں اس کے ساتھ دیکھا تھانا۔۔۔۔۔۔اوہ۔۔۔۔۔

نہیں پہلی بار ازنا کو تمہارے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔پہلی بار کیا ہر بار تمہارے ساتھ دیکھا ازنا کو میں نے۔۔۔۔۔۔۔تو لگا میرا دل بنا ہی اس کے لیے ہے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جب جب تمہیں دیکھا تو دل کیا تمہیں تہس نہس کر دوں۔۔۔۔نیست و نابود کر دوں۔۔۔۔۔اور دیکھو بے خبری میں تمہیں نیست و نابود کر گیا میں۔۔

۔میں نے ایسا کبھی نہ چاہا تھا کہ تمہاری بربادی کا سبب میں بنوں لیکن انجانے میں ہی میں وجہ بن گیا۔۔۔۔

تم ہمیشہ اس کا سایہ بنے رہے نہ جانے جسم سے سایہ کیسے الگ ہوا۔۔۔۔

جب میں یہ سمجھ گیا۔۔۔۔۔میری محبت بہت چھوٹی ہے

تمہارے عشق کے آگے۔۔۔۔۔تو بس کبھی اسے حاصل کرنے کی جدوجہد نہ کی۔۔نہ ہی کبھی خواہش کی۔۔۔۔۔اور نہ ہی آرضو کی اپنے خدا سے،،،

پر پتہ نہیں خدا کو کیا منظور تھا۔۔۔۔۔کہ اسے میری جھولی میں بن مانگے ڈال دیا گیا۔۔۔۔۔۔وہ میری قسمت میں لکھ دی گئ۔۔۔خالی ہاتھوں کی لکیروں میں وہ چاند کی طرح نمایاہونے لگی۔۔۔

۔۔۔جس کے نام کے ساتھ 'میری' لگاتے ہوئے ڈرتا تھاوہ ازناشاہ سے ازنااردشیر بن گئ۔۔۔اس کا نام کیابدلہ وہ مکمل تبدیل ہو گئ۔۔۔وہ حاکم سے مظلوم بن گئ۔۔۔

۔کچھ پل کے لیے مجھے زندگی مل گئ۔۔۔۔لیکن پھر تمہاراچہرا نظروں میں گھوم گیا۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔ پھر اسے تمہاری امانت کی طرح رکھامیں نے خیانت کا خیال ہی نہیں آیا کبھی۔۔۔۔۔

وہ جیسی میرے پاس آئی تھی بالکل پاک صاف تمہارے پاس پہنچادی گئ ہے۔۔۔۔۔

امانت تھی نہ امانت میں خیانت نہیں کرتے۔۔۔۔کیونکہ اگر امانت میں خیانت ہو جاتی تو حساب بے حساب چکاناپڑتا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

جانتاہوں تمہاری محبت کو کسی گواہی کی ضرورت نہیں پر مرد ہونا فطرت میں شک کی گھٹی ملی ہوتی ہے

،۔۔۔۔

خیر

جب سوچ لیا وہ تمہاری ہے تو بس۔۔۔۔۔۔

خود کو کڑا کرنے میں کچھ وقت لگا۔۔۔۔۔۔

ایک ایک پل تڑپتا تھا۔۔۔۔سوچتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔آج چھوڑ دوں گا اسے پھر سوچتا نہیں کل چھوڑ دوں گا ۔۔۔۔۔۔آج کا دن نظر بھر کے دیکھ لوں اسے۔۔۔۔پر پھر جب کل آتا تو فیصلہ ڈگمگا جاتا۔۔۔

لیکن پھر ایک دن۔۔۔۔جب اپنے ہاتھ تمہارے خون سے رنگے دیکھے تو فیصلہ ہو گیا کہ اب بس۔۔۔۔۔۔ پھر نہ فیصلہ ڈگمگایا۔۔۔۔۔۔نہ لفظ تھرتھرائے۔۔۔۔۔۔اور میں نے اسے چھوڑ دیا تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

اس خط کا مطلب یہ نہیں۔۔۔ کہ کوئی احسان جتا رہا ہوں تم پر نہیں بالکل نہیں۔۔۔بس بتا رہا ہوں۔۔ کہ میں نے اسے،،، اس دنیا میں تمہارے لیے چھوڑ دیا۔۔،،، پر آخرت میں وہ صرف میری ہو گی۔۔۔

وہاں میں کسی رشوان شاہ کے لیے۔۔۔

ازانا حسن شاہ کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔،،

،اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے اسے کبھی نہ رلانا۔۔۔۔۔یقین ہے تم کبھی ایسا نہ کرو گے۔۔۔۔۔

وہ اپنی قسمت کے سارے آنسو میرے آنگن میں چھوڑ گئی ہے امید ہے کہ تمہارے آنگن میں اس کی کھکھلاہٹ اترے۔۔۔ ہنسی کی جھنکار ہو بس۔۔۔۔۔۔۔

I love her enough to let her go

۔۔۔"ارداشیر بلوچ "رشوان نے کارڈ بند کیا۔۔۔

رشوان کے ہاتھ کپکپائے۔۔۔وہ تو اس پر احسان عظیم کر گیا تھا۔۔۔۔اس پر آج انکشاف ہوا تھا کہ اس کی جان بچانے والا شخص ارداشیر تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ تھیں ان میں نمی تھی۔۔۔ازنا کی آنکھوں میں گلابی ڈورے تیرنے لگے۔۔۔۔لیکن آج بھی ان میں خوف نمایا تھا۔۔۔وحشت سی طاری تھی۔۔۔۔

۔رشوان کی آنکھوں میں نمی کیوں تھی۔۔۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا محبت سے دستبرداری تکلیف دہ عمل ہے ۔۔۔۔اس عمل میں خنجر سے اپنے دل کا لہو بہانا پڑتا ہے۔۔۔۔۔وہ اعلی ظرف انسان تھا جس نے ازنا کی خاطر ازنا کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔

۔رشوان شاہ تاعمر اس کا حسان مند رہتا۔تو بھی کم تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں خاموش تھے۔۔۔۔کافی دیر بعد رشوان نے اس خاموشی کو توڑا۔۔۔۔

۔۔"آج دیکھو خط تمہارے لیے نہیں۔۔۔میرے لیے آیا ہے۔۔۔اور یہ خط عقیدت کے قابل ہے ۔۔۔ایک محبوب نے اپنی محبت صرف اس کی محبت کی خاطر قربان کر دی۔۔۔۔"وہ ازنا کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔ازنا کے تاثرات سپاٹ تھے۔۔۔۔رشوان کے لہجے میں درد تھا۔۔۔۔رشوان نے کارڈ تھاما اور باہر چلا گیا۔۔۔۔

اس شخص کے بارے میں دونوں کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا پہلے بے بانگ اسے برا بھلا کہتے تھے اب وہ احترام کے قابل تھا۔۔۔آج ان دونوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اسے اس نکاح کے بارے میں کس نے بتایا ۔۔۔اور یہاں تک اس کا کارڈ کس نے پہنچایا۔۔۔وہ دونوں تو بس اس کے احسان مند تھے جس نے انہیں ملا دیا ایک دوسرے کے نام کر دیا تھا۔۔۔یا یہ رشوان کی دعاوں کا ثمر تھا کہ ارداشیر کا دل بدل گیا ۔۔۔نیت میں فتور نہ آیا۔۔۔۔

****

۔۔۔رشوان آج دو ہفتے بعد اس سے ملنے آیا تھا۔۔وہ دونوں صوفے پر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے تھے ایک ہاتھ کا فاصلہ تھا۔۔۔وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔پھر۔اس کو بالکل سنجیدہ دیکھ کر پوچھ بیٹھا۔۔۔

۔۔"پچھلی بار کب ہنسی تھیں تم "

ازنا نے شکن آلود پیشانی سے اسے دیکھا۔۔۔پھر آنکھیں چھندیا کر سوچنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔"بتاؤ نا "

۔۔۔"رکو۔۔۔زور توڑا لنے دو دماغ پر۔۔۔۔یاد تو کرنے دو۔۔۔۔ذرا معلوم نہیں کب ہنسی تھی ۔۔۔۔شاید جنوری کی بارش میں "وہ ایک سال پہلے کی بات کر رہی تھی۔۔۔واقع ایک سال پہلے جب اس نے قہقہے لگائے تھے۔۔۔تو اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ آخری بار ہنس رہی ہے۔۔۔

۔۔۔"ارے نہیں تب بھی روئی تھیں تم۔۔۔ہنسنے کی شدت سے انکھوں سے پانی بہہ نکلا تھا۔۔۔میں اسے ہنسی نہیں مانتا۔۔۔ "

رشوان نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا وہ کیوں گم صم رہتی ہے۔۔۔۔

ازنا کو وہ آخری خط پریشان کر رہا تھا۔۔۔وہ اس سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔۔۔صرف ایک بار ہر گستاخی کی ۔۔۔رشوان نے بہت ڈھونڈا تھا اسے۔۔۔۔ان دو ہفتوں میں مگر وہ ملا ہی نہیں۔۔۔۔۔اور وہ جانتا تھا۔ازنا کو تب تک سکون نہیں ملے گا۔۔۔۔وہ اس کی پریشان سی صورت دیکھتا رہا۔۔۔۔

۔۔پھر گہری مسکراہٹ لیے اسے تکتے ہوئے بولا۔۔۔وہ کہیں کھو گیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"جانتی ہو تمہارا چہرا کس وقت سب سے زیادہ حسین لگتا ہے۔۔۔"وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا تھا۔۔۔۔

ازنا نے صرف نظریں اٹھانے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔۔اور اسے کہیں کھویا ہوا دیکھ خود بھی کھونے لگی تھی۔۔۔۔

۔۔"جب تم۔ مسکراتی ہو،،، ہنستی ہو،،، کھکھلاتی ہو،، تمہاری آنکھوں کے نیچے گڑھے پڑتے ہیں۔۔۔تب لگتا ہے میرا دل ان میں ڈوب رہا ہے۔۔۔میں خود ان میں کھونے لگتا ہوں۔۔۔،،اس وقت تمہارا حسن مکمل لگتا ہے مجھے۔۔۔۔۔ساری دنیا کے چہرے پر ڈمپل ہونٹوں کے پاس پڑتے ہیں اور تمہارے یہاں آنکھوں کے نیچے۔۔۔۔"وہ ہاتھ بڑھا کر اس کے ڈمپل کو چھونے لگا۔۔۔ازنا تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔اس کی انگلی کی پور سے ازنا کا گال دہک اٹھا تھا۔۔۔

۔۔۔"پہلے تو ایسے کبھی تعریف نہیں کی تم نے"وہ لرزتی پلکوں کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔"پہلے میرا کوئی ایسا حق نہیں تھا۔۔۔۔اب حق بھی ہے اور مجھ پر فرض بھی ہے تمہاری تعریف کرنا۔۔۔۔اب میں تمہارا محرم جو ٹھہرا"وہ اسے لاجواب کر گیا تھا۔۔۔

وہ جب محبت کی بات کرتا تھا لاجواب کرتا تھا۔۔۔۔بلکہ کہنا چاہیے تھا وہ جب ازنا کی بات کرتا لاجواب کرتا ۔۔۔۔

۔۔۔"میں نے تم سے کہا تھا نکاح کے بعد پہلا اور آخری حکم کروں گا۔۔۔بس وہ مان لینا۔۔۔یاد ہے" وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی اس کے لہجے میں ایک مان تھا۔۔۔

۔۔۔"یاد ہے،" ازنا نے سر ہلا دیا

۔۔"اب جب میں دوبارہ ملنے آوں تم سے تو مجھے بس میری ذیشالوٹا دینا" یہ حاکمانہ انداز نہ تھا یہ تو التجائیہ انداز تھا۔۔۔۔وہ پر امید تو نہ تھا لیکن بے یقین بھی نہ تھا۔۔۔۔

۔۔۔"حکم کر کے اپنا حق جتا رہے ہو" ازنا نے ابرو اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔۔

۔۔"بالکل....ویسے حکم نہ بھی مانو تو گزارش سمجھ لینا۔۔۔اور مان کر معتبر کر دو مجھے" رشوان شاہ دل پر ہاتھ رکھتے ذرہ سا جھک کر بولا تھا ازنا کے ہونٹ پھیل گئے۔۔۔ سر اثبات میں ہلا گئ۔۔۔۔

*****

آج کئی دن گزر گئے رشوان نے رابطہ نہ کیا ازنا کو سکون نہیں تھا۔۔۔ کیا اس کا مقصد بس اسے حاصل کرنا تھا۔۔۔ وہ کیوں خود سے رابطہ نہیں کرتا اب۔۔۔ وہ سوچ رہی تھی۔۔۔ اس کا دل اب ہر پل وسوسوں میں گھرا رہتا تھا۔۔۔ آج صبح سے ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔۔۔ سکون ایک پل کو نہ تھا۔۔ وہ کیوں اپنے اور اس کے بیچ شک کی دیوار کھڑی کر رہی تھی وہ کیوں اب بدگمان رہتی تھی۔۔۔ وہ دادو سے بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔۔۔ اسے عجیب سے شک ہوتے تھے کہ رشوان شاید اب اس سے محبت نہیں کرتا ۔۔۔ وہ اضطرابی کیفیت میں گھری تھی خود اسے بلاتی نہیں تھی۔۔۔ اور چاہتی بھی تھی کہ وہ آئے ۔۔۔ اس کے پاس رہے۔۔۔ اس کے ساتھ رہے۔۔۔ وہ بے چین تھی۔۔۔۔۔ اور اس کے دل کی بے چینی رشوان شاہ کے دل تک پہنچ گئی تھی۔۔۔۔ اور

آج وہ پھر سے شاہ پیلیس میں موجود تھا۔۔۔۔۔ آج وہ ازنا کے لیے اس کا خواب لایا تھا حقیقت کے روپ میں۔۔۔۔ اب شاہ پیلیس کے دروازے اس کے لیے کھول دیے گئے تھے آج بھی اسے وہ وقت یاد آتا تھا جب اسے گھر میں جانے نہ دیا جاتا تھا۔۔۔ آج جب وہ اندر داخل ہوا تو لاونج میں صرف دریہ موجود تھی ۔۔

اسلام و علیکم "وہ سلام کرتا آگے بڑھا تھا

۔۔"و علیکم سلام۔۔۔۔ آج دادو کہہ رہی تھیں کہ میرا دل کہہ رہا ہے آج میرا رشوان آئے گا" وہ بڑے جوش سے بتا رہی تھیں

رشوان مسکراتا ہوا دادو کے کمرے میں چلا گیا۔۔۔وہ بے خبر سو رہی تھیں۔۔۔وہ ان کے پاس بیٹھا رہا لیکن ان کو ڈسٹرب نہ کیا۔۔۔

وہ تو بس ازنا کی آہٹ ہوتی تھی جس سے وہ اٹھ کر بیٹھ جاتی تھیں۔۔۔وہ ان کے ضعیف چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد بھابھی نے اشارے سے اسے بلا لیا۔۔وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

توسامنے اپنی متاع حیات کو دیکھ کر گہری مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آ گئی۔۔۔وہ صوفے کے پاس کھڑی تھی۔۔۔مگر آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر گئی تھی۔۔۔سکون امڈ آیا تھا۔۔۔رشوان کو بنا پلکیں جھپکائے دیکھنے لگی۔۔۔وہ نک سک سے تیار تھا شاید آفس سے آیا تھا۔۔۔

"اسلام وعلیکم"۔۔۔

"وعلیکم سلام" وہ اس کے سامنے سے گزر کر۔۔۔صوفے پر پھیل کر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

"رشوان میں کھانا لگاتی ہوں کھانا کھالو۔۔۔۔۔تب تک دادو بھی اٹھ جائے گی۔۔۔۔۔مجھے یقین ہے تم آج بھی کھانا کھا کے نہ آئے ہو گے،،،اور اپنی بیوی کو بھی کھلاو اسے دادو کے یقین پر یقین تھا اسی لیے کچھ نہیں کھایا تمہارے انتظار میں۔۔" دریہ شرارتی انداز میں بولتی کچن میں چلی گئ۔۔

۔۔رشوان بغور اسے دیکھنے لگا جو اب نظریں جھکائے اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔۔۔وہ ایسی نہ تھی لیکن نہ جانے اب اس کو کیا وہم رہتے تھے۔۔۔۔کہ وہ اتنی بے یقین سی رہتی تھی اب۔۔۔۔۔رشوان کھڑا ہوا اور اس کے قریب آگیا۔۔۔۔

پھر اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔۔

۔۔رشوان نے اتنی تیزی سے اس کا ہاتھ تھام کے بٹھایا تھا کہ وہ سمجھ ہی نہ پائی تھی۔۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر بیٹھ گیا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

"کیسی ہو جان رشوان" بہت دھیمے لہجے میں سرگوشی کی گئ تھی۔۔۔۔

ازنا کی پلکیں لرز گئی۔۔۔۔رشوان نے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا زور ڈالا۔۔تو وہ سر ہلا کر جواب دینے لگی
۔۔۔۔۔

"آج میں۔۔۔بس تمہیں یہ دینے۔۔آیا ہوں۔ہمارا خواب جسے پورا کرنے کے پیچھے۔۔۔ہر خواب رل گیا تھا میرا۔۔۔"وہ ٹیبل پر رکھا لفافہ اس کی طرف بڑھا کر بولا تھا۔۔۔یہ وہی خواب تھا جس کی وجہ سے بس دو دن کے لیے وہ اس سے دور ہوا تھا۔۔۔اور اس کی دنیا الٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

ازنا نے ہاتھ بڑھا کر لفافہ تھاما اور کھول کر دیکھا۔۔سامنے ہی موٹے حروف میں لکھا تھا

دس از ٹو انفارم مسز ازنا رشوان شاہ۔۔۔۔۔۔۔وہ تو آگے پڑھ ہی نہ پائی وہ بس اپنے نام میں ہی کھو گئی۔۔۔ازنا کے لب مسکرائے اور سمٹ گئے۔۔۔

اس کا دل تو اب حد میں رہتا ہی نہیں تھا وہ تو دل کی اتھل پتھل سے ہی پریشان ہو جاتی تھی۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

وہ اس کا خواب اس کے ہاتھ میں رکھ چکا تھا۔۔اور وہ اپنی قسمت کا ہر فیصلہ رشوان کے ہاتھ میں رکھ چکی تھی ۔۔وہ پھر سے اسکالرشپ اپلائی کر چکا تھا۔۔۔ان دونوں کا خواب تھا یہ جو کئی سال پہلے ازنا نے دیکھا اور اسے پورا کرنے کا جنون رشوان پر سوار تھا۔۔۔۔۔۔

خوش ہوا ازنا رشوان "وہ اس کا ہاتھ تھامتا پوچھ رہا تھا۔۔۔ازنا نے گہری مسکراہٹ لیے اسے دیکھا پھر سر زور سے ہلایا۔۔۔تو رشوان بھی مسکرا دیا۔۔۔

۔۔۔بھابھی نے ازنا کو آواز لگائی تو وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی ان کے پاس چلی گئ۔۔۔بھابھی نے کھانا گرم کر دیا۔۔۔بس ازنا کو میز پر سجانے کو کہا۔۔۔بھابھی خود کمرے میں چلی گئ۔۔۔

تو رشوان کچن کے دروازے پر آ جما اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔وہ کچن کے اندر بنے مشترکہ ڈائننگ ہال میں چلی گئ۔۔۔پھر دوبارہ آئی کچھ تذبذب کا شکار لگی۔۔۔لیکن پھر وہ دم بڑھائے اس کے پاس آئی۔۔۔اور اپنے سیدھے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھاما اور اسے میز تک لے آئی۔۔۔

اور وہ اس کی قدموں کے پیچھے چلتا گیا۔۔۔اس کا استحاق بھرا انداز دیکھ ہی خوش ہو گیا تھا۔۔۔اس کی ذیشا لوٹ رہی تھی۔۔۔دھیمے دھیمے ہی سہی۔۔۔

"بیٹھو تم یہاں،،میں آتی ہوں" وہ کھانے کی طرف اشارہ کرتی مڑ گئ تو رشوان نے تیزی سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔

"میرے ساتھ کھانا کھاو ذیشا،،جب دادو کے یقین پر یقین کر لیا۔۔۔تو اب کیوں کترا رہی ہو" وہ اس کا ہاتھ پکڑے متوحش سا بولا تھا۔۔۔

میرا دل۔۔۔"وہ نفی میں سر ہلانے ہی لگی تھی کہ رشوان اس کے ہونٹ پر انگلی رکھ گیا اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔۔۔پلیٹ میں کھانا نکالا اور نوالہ بنا کر اس کی طرف بڑھا دیا۔۔۔۔

وہ گھبرا رہی تھی۔۔۔ہاتھوں میں لرزش پیدا ہونے لگی۔۔۔۔رشوان نے دوسرے ہاتھ

سے اس کا ہاتھ دبایا تو اس نے منہ کھول کر نوالہ لے لیا۔۔۔

۔۔۔ازنا بیٹھی رہی بالکل چپ تھی نہ کچھ کھا رہی تھی نہ نظر اٹھا رہی تھی

رشوان وقفے وقفے سے اس کو بھی کھلا رہا تھا۔۔۔اور وہ چپ چاپ کھا رہی تھی۔۔۔۔وہ کیوں اداس تھی وہ جانتا تھا۔۔۔۔اس کے دل میں کیا ہلچل مچی تھی لیکن وہ اس وقت بس اسے دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔اس نے ایک بار پھر لقمہ اس کی طرف بڑھایا تو۔۔۔۔ازنا نے اس کا ہاتھ تھام کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"بس رشی "

"تم کھاو میں کافی بناتی ہوں "

وہ کافی لے کر آئی تب تک وہ کھا چکا تھا بلکہ ہاتھ بھی دھو آیا تھا ازنا نے ساری چیزیں سمیٹی اور کچن میں رکھ آئی۔۔۔پھر اپنی کافی کا کپ اٹھایا اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔

وہ اسے کچھ دیر اور تکنا چاہتی تھی۔۔۔اسے سننا چاہتی تھی اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنا چاہتی تھی ۔۔۔۔رشوان کی آنکھوں میں اپنے عکس کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی تو رشوان نے اس کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی پھر اپنا مگ سائیڈ پر رکھتا بالوں میں ہاتھ چلاتا ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا بولا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

""ہمم پریشانی کی وجہ جانتا ہوں تمہاری۔ اتنے دن بس اسی لیٹر کا انتظار تھا۔۔ اسی لیے نہیں آیا۔۔۔۔ لیکن تمہاری بدگمانیاں بھی عروج پر ہیں۔۔۔۔ "

وہ خفگی سے بولتا اس کو وجہ بتا رہا تھا۔۔۔ پھر آخر میں اسے گھورا تھا

ازنا کی آنکھیں پھیل گئی ان بدگمانیوں کا ذکر تو اس نے دل سے بھی نہیں کیا تھا پھر اس نے کیسے سن لیا ۔۔۔۔۔ اسے کبھی تعجب نہیں ہوتا تھا۔۔۔ لیکن آج ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ یہ تو اس نے خود سے بھی تنہائی میں کہیں تھیں۔۔۔۔۔

۔۔۔"تم نے میرے دل سے ائیر پیس کنیکٹ کیے ہوئے ہیں کیا" وہ ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔ اور ازنا اس قہقہے میں کھو گئی۔۔۔۔

۔۔" بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔ تم ساری الجھنیں چھوڑ دو ازنا شاہ تم بس مجھے دیکھو بلکہ " وہ اس کے ہاتھ سے مگ لے کر ٹیبل پر رکھتا اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھ گیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"تم یہاں ہاتھ رکھو یہ دیکھو میری دھڑکنیں کیا کہہ رہی ہیں"اس کے لہجے میں سرشاری تھی۔۔۔۔

۔۔۔"کیا کہہ رہی ہیں"ازنا نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔۔لیکن اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہی اس کی شوخی سمجھ گئی تھی وہ خود میں سمٹ گئی۔۔۔۔

۔۔۔"یہ تو تم بتاو گی نا"وہ بضد تھا۔۔۔ازنا کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا۔۔۔اس کو گھبراہٹ سی ہونے لگی ۔۔۔۔ابھی ابھی تو وہ اپنا اعتماد بحال کر پائی تھی کہ وہ اب اس کا اعتماد ہوا کر رہا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"مجھے نہیں معلوم" وہ اپنا ہاتھ کھینچنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ مگر رشوان کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔۔

۔۔۔"کوشش کرو گی تو پتہ چل جائے گا کوشش کے بغیر ہی کہہ رہی ہو معلوم نہیں" رشوان نے اسے گھورا تھا۔۔۔

اور وہ جو خوبصورتی اور معصومیت کا امتزاج بنی تھی۔۔۔ گھبرا گئی۔۔۔۔ دوسرے ہاتھ سے زور اس کے سینے پر ڈالا تھا مگر رشوان ہلنے کو آمادہ نہ تھا۔۔۔۔

۔۔۔"رشوان ہٹو پلیز کوئی آجائے گا "

اب وہ التجائیہ انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔ لیکن وہ کسی ڈراوے میں نہ آیا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"ششش شوہر ہوں تمہارا کوئی آتا ہے تو آنے دو" اب کے انداز حاکمانہ تھا۔۔۔

۔۔۔"تو بتاؤ کیا کہہ رہی ہیں دھڑکنیں اچھا ان کا شمار کرو تم" وہ عجیب ضد باندھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔جواب چاہتا تھا اور ازنا تو حیا کی لالی سے سرخ پڑ گئ تھی۔۔۔۔

۔۔۔"رشوان" وہ بے بس سی بولی تھی۔۔۔اس کے دل کا حال وہ جانتی تھی لیکن کہتی کیسے۔۔۔وہ گہری سانس لے کر بولا۔۔۔۔

۔۔۔"چلو میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری بدگمانیاں دیکھ ڈر گئ ہیں یہ۔۔۔ دھیمے دھیمے چل رہی ہیں۔۔۔۔ تم ایک ہاں کرو اور ان میں تلاطم برپا کر دو۔۔۔۔

یہ تمہاری جاگیر ہیں مگر مجھ میں دھڑکتی ہیں۔۔۔۔ جب دھیمی ہو جاتی ہیں نا تو ڈر لگتا ہے۔۔۔۔ کہیں مالکن کی بدگمانی سہہ نہ پائے اور بند ہی نہ ہو جائے۔۔۔

۔۔"جب تم نہیں تھی تو موت سے نہیں ڈرتا تھا اب ڈرتا ہوں۔۔۔ کیونکہ اب میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔۔۔۔ اس لیے اس دل کے بند ہونے سے پہلے رخصتی کے لیے مان جاو" وہ جذبات سے بھرپور لہجے مین بول رہا تھا۔۔۔۔ اس کو انکار کے لیے لب کھولتے دیکھ وہ پھر سے بول اٹھا تھا۔۔۔

۔

۔۔۔"ہر بار وقت نہیں دے سکتا اس بار میرے ایک بار کہنے پر تم مان جاو میں گزارش کرتا ہوں "

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔محبت محبت،،،بس محبت کوئی اور جذبہ تو تھا ہی نہیں ان میں۔۔۔۔ازنا نے پلکیں بند کی۔۔۔۔اپنے دل میں جھانکا جہاں سکون ہی سکون تھا۔۔۔۔رشوان اس کے لبوں پر دوڑتی مسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"جیسا تم چاہو آج تمہیں معتبر کر دیتی ہوں۔۔۔۔تمہارے مان کو مان بخش دیتی ہوں۔۔۔ "

وہ ہلکے سے مسکرائی۔۔۔۔اور اثبات میں سر ہلاتی بولی۔۔۔وہ نہال ہو گیا۔۔۔۔

****

اسلام علیکم!
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی وٹس اپ کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

آج وہ سجی سنوری اس کے کمرے میں براجمان تھی۔۔۔رشوان شاہ نے پورے استحاق سے قدم بڑھائے تھے۔۔۔وہ آج دلہن کے روپ میں قیامت ڈھا رہی تھی۔۔ازنا نے نظر اٹھا کر رشوان کو دیکھا جو دولہا بنا اس کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔۔۔یہ دل بھی عجیب تھا۔۔ کبھی بھاگنے لگتا ہے اور کبھی دھیمے رفتار سے دھڑک اٹھتا ہے۔۔۔

دونوں کی نظریں ملی تو آج عجب ہی داستان سنا رہی تھیں ایک دوسرے کو۔۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور اس کے مقابل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔پھر اس کا ہاتھ تھامتا گہری مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔۔۔

۔۔۔"تمہاری جستجو میں۔۔۔میں نے عشق حقیقی پالیا۔۔۔وہ محبت جو انسان دنیا کے جھمیلو میں پڑ کر بھول جاتا ہے۔۔۔اپنے اللہ کی محبت۔۔۔۔۔میں اپنے رب کے نزدیک ہو گیا۔۔۔۔۔تو ایسا کیسے ہو تا کہ تم مجھ سے دور ہو جاو۔۔۔۔۔جس کی چاہ میں میں سجدے میں گر کر رب کے قریب تر ہو تا گیا۔۔۔۔۔تو وہ چاہ تو میرے رب نے پوری کرنی تھی نا۔۔۔میرا ایمان پختہ ہو تا گیا۔۔۔میں اتنا سچا اور اچھا مسلمان نہ تھا ۔۔۔لیکن تمہاری جدائی میں مومن تو نہیں مگر اچھا عبادت گزار بن گیا ہوں۔۔۔اب بھٹکے بغیر نماز پڑھتا ہوں۔۔۔۔۔"وہ تیقن سے بول رہا تھا۔۔۔آج اس کی آواز میں خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔سکون ہی سکون تھا۔۔۔۔

۔۔۔ازنا کے چہرے پر طمانیت بھری مسکراہٹ دوڑ گئ۔۔۔۔

ان مع العسر یسرا "

ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے"وہ سورہ الم نشرح کی آیت پڑھ رہا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔۔"جب اس آیت پر کامل یقین آگیا تو سب کچھ آسان ہوتا گیا۔۔۔۔۔ایسا تو نہیں تھا کہ میں صابر ترین شخص ہوں۔۔۔۔ نہیں کئی بار صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹا۔۔۔۔۔پر یقین ہر پل رہا اور دیکھو رب کا خوبصورت تحفہ ہو تم"وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا اپنا درد ایک بار پھر اسے سنا رہا تھا۔۔۔

۔۔آج بھی وہ دونوں درد بانٹ رہے تھے۔۔۔

۔۔وہ جب محبت کی بات کرتے تھے دورِ ہجراں کے درد اپنے آپ ان میں بولنے لگتے تھے۔۔۔۔

ازنا نے اپنی آنکھیں میچی۔۔۔۔۔پھر خود کو سمیٹتی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔اور بیڈ پر سجے گلابوں کی لڑی کو ہاتھ سے چھوتی ہوئی اس سے رخ پھیرتے بولی تھی۔۔۔۔۔

وہ بھی دورِ ہجراں کے رتجگوں کی کہانی سنا رہی تھی۔۔۔رشوان بھی کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔اس کے وجود سے اٹھتی مہک مسحور کن تھی۔۔۔۔مہندی۔۔ابٹن۔۔

Valentino

کی خوشبو رشوان کے ہوش اڑا رہے تھے۔

۔۔۔پھر اس کی خوبصورت آواز نے اپنا طلسم بکھیر دیا۔۔وہ تو پہلے ہی سحر زدہ تھا۔۔۔بری طرح پھنستا گیا ۔۔۔۔

۔۔۔"تم تو میری آنکھوں میں کاجل کی طرح رہتے تھے۔۔۔۔۔ صبح صبح ان آنکھوں میں سج جاتے تھے ۔۔۔۔۔۔پھر رات گئے تک ساتھ رہتے۔۔۔۔۔اور رات کو ان ہی آنکھوں میں خوبصورت خواب سجا جاتے تھے۔۔۔۔۔۔"وہ کچھ پل کو چپ ہوئی۔۔۔پھر بولی۔۔۔

۔۔۔۔"پھر۔۔۔۔۔۔پھر۔۔۔۔تم عذاب سے بن گئے آنکھوں میں چبھنے لگے۔۔۔۔۔۔۔میرے دل کے ایوان تمہارا نام جھڑکنے کو تیار ہی نہ تھے۔۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

جبکہ زندگی کا ہر ناتہ ہر رشتہ ایک انجان شخص سے جڑ گیا۔۔۔۔۔۔

پر ان آنکھوں کا وہ کاجل نہ دھلا اور نہ ہی بہا آج بھی یہی سجے ہو تم اسی کاجل کی طرح۔۔۔ "

آج اس کی آواز میں ایک کھنک تھی۔۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔۔۔اپنا درد بیان کرنے کا بھی الگ ہی انداز تھا۔۔۔۔

۔۔"دیکھو میری آنکھوں میں یہ کاجل حسین لگتا ہے نا۔۔۔۔"وہ پلٹ کر اشتیاق سے پوچھنے لگی۔۔۔ اس کے پلٹنے سے جلترنگ بج اٹھی تھی۔۔

۔وہ اب براہ راست اس کی انکھوں میں جھانک رہی تھی۔۔۔اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر پوچھنے لگی۔۔۔

رشوان ذیشا کو دیکھتارہ گیا۔۔۔یہ اس کی ذیشا تھی وہ لوٹ آئی تھی جس حق سے اس نے آج رشوان کے چہرے کو چھوا تھا۔۔۔اس نے یقین کر لیا تھا کہ ازنا نے رشوان کا دیا حکم مان لیا ہے۔۔

رشوان نے سرہاں میں ہلا دیا۔۔۔۔

۔۔۔"دادو کہتی تھیں۔۔۔۔ازنا یہ کاجل تمہاری خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتا ہے۔۔۔۔۔اسے نہیں لگایا کرو۔۔۔۔اب اسے تب لگانا جب میرے رشوان کی دلہن بنو گی تم۔۔۔۔

۔۔۔۔ہر وہ چیز جو رشوان کو پسند ہے تم حجلہ عروسی میں اسے زیب کر کے جانا۔۔۔۔

۔۔اور دیکھو آج ان سے کیا ہر وعدہ پورا کیا ہے میں نے۔۔۔۔آج ہر آرائش سے سج کر تمہارے پاس آئی ہوں۔۔۔۔تمہاری پسند کی چوڑیاں بھی پہنی ہیں۔۔۔ایک پتھر والی پازیب بھی پہنی ہے۔۔۔۔اور یہ تتلیاں بھی۔۔۔۔"

وہ ہاتھ میں جکڑے تتلی والا بریسلیٹ اس کی آنکھوں کے سامنے کرتی بولی۔۔۔۔

۔۔۔"کیونکہ یہ میری دادو کی خواہش تھی۔۔۔۔۔۔ورنہ تمہیں تو میں ماسی والے حلیے میں بھی قبول تھی۔۔۔۔"اس کی رگ شرارت پھڑک اٹھی۔۔۔وہ اس کا مذاق اڑاتے بولی تھی۔۔۔۔

وہ قہقہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتا لبوں سے لگا گیا۔۔۔

۔۔"جانتی ہو تم میری منزل تھیں۔۔۔منزل خوبصورت ہو تو راہ کتنی ہی کٹھن ہو انسان پرواہ نہیں کرتا۔۔۔۔اور تم تک آنے کا راستہ تم سے بھی زیادہ حسین تھا۔۔۔

۔پل پل کر کے گزر رہا تھا ہم ساتھ تھے پھول،،خوشبو سے بھرا یہ راستہ۔۔۔۔میں بہت سہل کر طے کر رہا تھا۔۔

۔۔۔بس پھر یہی تو چوٹ کھا گیا میں۔۔۔۔۔پل میں راستہ کانٹوں بھرا ہو گیا۔۔۔۔

خاکستر راہ پر گرتے سنبھلتے بھی میں اپنی منزل نہیں بھولا۔۔۔۔میرے قدموں میں کانٹے بھرے تھے۔۔۔

۔میں ان زخموں سے چور ہو گیا پر منزل کو دھندلا نہیں ہونے دیا میں نے۔۔۔اس لیے تو تم میرے پاس ہو۔۔۔

اسی لیے تو مجھے نوازا گیا۔۔۔۔جیلانی صاحب کہا کرتے تھے۔۔۔

۔یقین ڈگمگا جائے تو خدا نہیں ملتا۔۔۔اور دیکھو ایمان پختہ ہو تو خدا مردے کو زندہ کر کے آپ کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔۔۔بس شرط اس کی ایک کن ہے۔۔اسی ایک کن کا انتظار تھا مجھے۔۔۔ "

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بول رہا تھا آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔۔اور ہونٹ مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔"جانتی ہو۔۔۔۔خضر حیات کو جس نے پالیا وہی تو زندہ رہے گا۔۔۔۔اور تم۔۔۔تم میری خضر حیات ہو"

رشوان شاہ پر سرشاری کی کیفیت طاری تھی۔۔۔۔

۔۔۔"مجھے تمہارے یقین پر یقین تھا رشوان۔۔۔۔۔۔میں جانتی تھی تم سے کبھی نہیں مل سکتی۔۔۔۔۔ لیکن دل مانتا ہی نہ تھا۔۔۔۔رشوان اس ہاتھ کو تا عمر تھامے رکھنا۔۔۔

اب ہمارے بیچ دور ہجراں نہیں آنا چاہیے۔۔۔

۔اب ان تتلیوں کے رنگ نہیں اڑنے چاہیے۔۔۔یہ ہجراں کا دور میں کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔۔

یہ دور ہجراں ہی تو ہے جو ہماری محبت کی شدت کو کم نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔۔اسے مزید پروان چڑھائے گا۔۔۔۔۔۔۔یہ کرب ہمیں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔۔بلکہ۔ہماری محبت کی شدت اور وصل کی تڑپ کو زندہ رکھے گا۔۔۔۔۔۔۔"وہ دل کھول کر مسکرائی اور رشوان کا چہرا تھام کر نیچے کیا اور اس کی چوڑی پیشانی پر محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔۔۔

اور پھر اس کے سینے میں منہ چھپا دیا،،،رشوان نے اس کے گرد گھیرا تنگ کیا تھا۔۔۔۔اور اس کے سر پر اپنے لب رکھ دیے۔۔۔۔

****

ایک سال بعد۔۔۔۔

وہ دونوں لندن کی سڑکوں پر گھوم رہے تھے۔۔۔ آج ازنا کا دل تھا چہل قدمی کا تھا۔۔۔ اور رشوان اتنی ٹھنڈ میں باہر نکلنے راضی نہ تھا۔۔۔۔ مگر ازنا کا حکم تھا اور اسے ماننا پڑا۔۔۔۔۔ وہ تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھی۔۔۔ آج کل بات بے بات موڈ خراب ہو جاتا۔۔۔۔ آدھی رات کو اٹھ کر اس طوفانی سردی میں آئسکریم کھانے کا دل کرتا۔۔۔۔ تو کبھی نوڈلز۔۔۔ رشوان کی اچھی شامت آئی ہوئی تھی۔۔۔۔ بیچارہ سونے کو آنکھ بند کرتا تو کچھ ہی دیر بعد اس کا دل باتیں کرنے کو چاہتا تھا۔۔۔۔ اور وہ زبردستی آنکھیں کھولے۔۔۔۔ اس کی سنتا رہتا کبھی اپنی سنا دیتا۔۔۔۔ تو آج ازنا کا دل چہل قدمی کا تھا اور وہ اس برفانی سردی میں اسے لیے گھوم رہا تھا۔۔۔۔ حالانکہ آج گھومنے کا دن نہیں تھا شدید سنو فال کے امکان تھے۔۔۔۔

رشوان شاہ براون لیدر جیکٹ،، جینز،، اور بوٹ پہنے گلے میں مفلر ڈالے ازنا کا ہاتھ تھامے چل رہا تھا۔۔۔۔

ازنا نے لونگ کوٹ پہنا ہوا تھا سر پر ہم رنگ حجاب تھا۔۔۔ وہ اس کے ساتھ قدم ملا رہی تھی۔۔۔۔

رشوان کے ہر قدم پر اپنا قدم رکھتی تھی۔۔۔ساری زندگی وہ ازنا کے قدموں کے نشان پر چلا تھا اب ازنا کی باری تھی۔۔۔۔۔وہ رشوان شاہ کی سنگت میں مزید نکھر گئ تھی۔۔۔۔

کچھ ٹھنڈ کی شدت نے اس کے سفید گالوں کو گلنار کیا ہوا تھا۔۔۔کچھ رشوان کی باتوں نے۔۔۔۔اور کچھ تخلیق کے عمل نے۔۔۔۔۔

ان کی شادی کو ایک سال ہو گیا تھا اور اس ایک سال میں کوئی ایک دن بھی نہ تھا۔۔۔۔جب وہ کھکھلائی نہ ہو۔۔۔جب سے رشوان ملا تھا۔۔۔سب کچھ بدل گیا تھا۔۔۔وہ ہنستی تھی مسکراتی تھی۔۔۔اس کا ہر خواب پورا ہو گیا تھا۔۔۔اور وہ دونوں پچھلے چھ ماہ سے لندن میں اپنا ماسٹرز کا خواب پورا کر رہے تھے۔۔

۔۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے چل رہے تھے۔۔۔۔جب رشوان کا موبائل بج اٹھا۔۔۔۔رشوان نے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔اور دادو غصہ میں شروع ہو گئ تھیں۔۔۔۔۔وہ انہیں جواب دے رہا تھا آج کال جو کرنا بھول گیا تھا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

۔۔"جی دادو۔۔۔بالکل۔۔۔ازناشاہ کو حاصل کر کے میں ساتویں آسمان پر رہتا ہوں زمین والوں کا خیال نہیں آتا اسی لیے بھول گیا تھا کال کرنا۔۔۔۔"

وہ شہانہ انداز میں بولتا وجہ بیان کر رہا تھا۔۔۔ازنا کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔اس نے ایک مکا اس کے بازو پر لگایا اور اس کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا۔۔۔۔اور کان پر لگاتے بولی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"جی دادو۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔

۔۔۔۔آپ کا رشوان بھی زبردست ہے۔۔۔۔" دادو سوال کر رہی تھیں اور وہ جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

۔۔"آج زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔۔۔۔بڑا اسٹائلش بنا ہوا ہے آج۔۔۔

حالانکہ رات بھر جاگ کر اپنا اسائنمنٹ کمپلیٹ کیا ہے۔۔ مگر اس کا چارم یہاں سے وہاں نہیں ہوا۔۔۔"وہ اس کو آنکھ مارتے شرارت سے بولی تھی رشوان نے منہ بنایا تھا۔۔۔۔ساری رات اسائنمنٹ نے نہیں ازنا نے جگایا تھا کیونکہ اسے باتیں کرنی تھیں پھر باتیں کی تو بھوک لگ گئی۔۔۔اور وہ بیچارہ رات کو اس کے لیے کھانا پکا کر لایا تو وہ بیڈ پر دراز خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔"نہیں اس کی مجال یہ مجھے تنگ کرے۔۔۔ بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔۔ آپ بے فکر رہے دب کر ہی رہتا ہے۔۔۔۔" دادو نے یقیناً ان پوچھ لیا تھا کہ تمہارے رعب میں ہے نا۔۔۔ دادو نے نہ جانے کیا کہا تھا کہ وہ نفی میں سر ہلاتی ان کی تردید کرنے لگی۔۔۔۔

۔۔۔ نہیں دادو بلکہ۔۔۔۔۔ اس کی چمک نے آپ کی ازنا کو مزید روشن کر دیا ہے۔۔۔ آپ اپنا خیال"۔۔۔ وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ ایک شخص پر اس کی نظر پڑی اور اس کے الفاظ کہیں کھو گئے۔۔۔ اس کی چلتی زبان پتھرا گئی وہ بت بن گئی۔۔

۔رشوان جو اس سے آگے نکل گیا تھا۔۔۔ پلٹ کر واپس آیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"اے کیا ہوا" وہ فکر مندی سے اس کی پھٹی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ ازنا نے کال کٹ کر دی۔۔۔

۔۔۔"رشوان۔۔۔وہ سر بلوچ"اس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔اس کی انگلی لرز رہی تھی۔۔۔۔ہاتھ کپکپا گئے۔۔۔ہونٹ تھرتھرائے۔۔۔

آنکھوں میں سرخی تیر گئی۔۔۔

رشوان نے اس کی انگلی کے اشارے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔وہ وہی تھا

سرار داشیر بلوچ۔۔۔لونگ بلیک کوٹ پہنے۔۔۔ایک ننھی سی بچی کو گود میں لیے کھڑا تھا۔۔۔

وہ کافی شاپ کے باہر تنہا کھڑا تھا۔۔۔رشوان اور ازنا اس سے بس دس قدم کے فاصلے پر تھے۔۔۔

ازنا نے اس کی گود میں سردی کی شدت سے سرخ ہوتی بچی کو دیکھا تھا۔۔۔

پنک کلر کی جیکٹ پہنے پنک ہی ٹوپا پہنے وہ خود بھی پنک ہو رہی تھی۔۔۔

وہ بالکل باپ جیسی تھی۔۔۔بھوری آنکھیں گورا رنگ بھورے بال،،،

Urdu Novels Ghar

ازنا کا دل کیا ان دس قدم کے فاصلے کو پار کرے اور اس سے وہ آخری معافی مانگ لے جو وہ مانگ نہیں سکی تھی۔۔۔۔

۔۔۔ازنا کے دل میں کچھ آئے اور رشوان شاہ سن نہ سکے ایسا کبھی نہیں ہوا تو آج بھی نہیں ہوا تھا

رشوان نے ازنا کا ہاتھ تھاما اور ارداشیر کے مقابل آگیا۔۔۔ارداشیر جو بچی کے ساتھ مصروف تھا۔۔۔اس نے اپنے سامنے کسی کے ہونے کا احساس پایا۔۔

۔۔دل کی دھڑکن اتھل پتھل ہوئی اور وہ جان گیا کون ہے۔۔۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔۔۔ازنا کی آہٹ اس کے دل پر ہوئی تھی۔۔۔ان قدموں کی چاپ کو وہ پا گیا تھا۔۔۔آج بھی پہچان گیا تھا۔۔۔

۔۔۔"کیسے ہیں سر آپ" رشوان شاہ نے آج جتنے احترام سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔اتنا تو کبھی اس دور میں بھی عزت نہ دی تھی جب وہ ان کا استاد تھا۔۔۔۔

ارداشیر نے رشوان کے خوشی سے دمکتے چہرے کو دیکھا۔۔تو مسکرا کر رہ گیا اس کے ساتھ کھڑی ہستی پر تو نظر بھی نہ ڈالی تھی۔۔۔

۔۔"کیسے ہیں آپ۔۔"ازناشاہ نے دھیمے لہجے میں پوچھا تھا ارداشیر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

وہ تو رشوان سے بھی زیادہ دمک رہی تھی اس کا چہرا گلابی ہو رہا تھا۔۔۔سکون اس کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔۔رشوان شاہ نے اسے مزید نکھار دیا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بھی اب ویران نہ تھی۔۔۔ان میں محبت کا سمندر آباد تھا۔۔۔ارداشیر نے اس سے نظریں چرا لی۔۔۔پھر بولا

۔۔"میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ دونوں کیسے ہیں"وہ پوچھ رہا تھا لیکن نظر اب رشوان کے چہرے پر تھی ۔۔۔رشوان نے بہت غور سے اس بڑے دل والے شخص کے پر سکون چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔

۔۔"سر آپ کے دو منٹ لے سکتی ہوں" وہ اجازت مانگ رہی تھی جسے اجازت کی ضرورت ہی نہ تھی وہ ایک بار کہتی مجھے اپنی طویل زندگی میں سے دو منٹ دے دو تو اردا شیر اپنی زندگی کو بس ان دو منٹ پر مختص کر دیتا۔۔۔یہ دو منٹ ہی تو تھے جس میں اس نے زندگی جینی تھی۔۔۔جو ازنا شاہ نے اس سے مانگے تھے ۔۔۔۔

اردا شیر نے سر ہلا دیا۔۔اور اسی کافی شاپ کے اندر وہ تینوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

وہ دھیمے لہجے میں نظریں جھکائے بولی تھی

۔۔۔"نا جانے کب اور کیسے میں نہیں جانتی آپ کو مجھ سے محبت ہوئی،،،

لیکن مجھے آپ سے کبھی محبت نہ ہوئی۔۔۔۔ہاں محبت کا احترام بہت کیا۔۔

میری زندگی میں رشوان شاہ نے تب قدم جمائے تھے۔۔۔۔جب مجھے خود کا بھی ہوش نہیں تھا۔۔۔جب ہم مٹی کھایا کرتے تھے۔۔۔۔تو اس کی محبت تو ایسا تناور درخت تھی جس کی جڑیں میرے دل کی زمین میں بہت اندر تک پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔۔ "

رشوان کے ذکر پر اس کے لب پھیلے تھے۔۔۔۔رشوان شاہ نے اسے پھر سے وہی ازناشاہ بنادیا تھا۔جو کہین کھو گئ تھی۔۔۔آج اس کا اعتماد کمال کا تھا۔۔کیونکہ آج وہ ازنا اردا شیر نہیں تھی۔۔۔ازنا رشوان شاہ تھی۔۔

۔۔۔"محبت کا درخت بہت پرانا اور بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔۔۔اس دل میں جسے اکھاڑ کر پھینکا نہیں جا سکتا اور اگر کوئی اسے اکھاڑ بھی لیتا تب بھی اس کی جڑیں دل کی زمین میں گڑھی رہتی کبھی نہ نکلتی۔۔۔

درخت بوڑھا بھی ہو جائے تب بھی درخت سایہ دیتا ہے پھل دیتا۔۔وہ پھل کہتے ہیں بہت میٹھا ہوتا ہے ۔۔۔جب کہ نئے لگے درخت کو تناور ہونے میں وقت لگ جاتا۔۔

۔۔اس کے پھل میں وہ مٹھاس نہیں ہوتی۔۔۔آپ یقین جانے پھیکا پھل کسی کو پسند نہیں آتا۔۔"وہ سر ہلاتے بول رہی تھی نظریں اٹھا کر کبھی اس کے چہرے کو دیکھتی تو کبھی اپنے رشوان کو....۔دھواں اڑاتی کافی پر اب ایک تہہ جم چکی تھی لیکن ان تینوں نے مگ کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا۔۔۔

۔۔"لیکن آپ کے ایک عمل نے۔۔۔۔ میرے دل میں آپ کا ایک مقام ضرور بنا دیا۔۔۔۔۔ عزت کا احترام کا۔۔۔ آپ نے مجھے میری زندگی لوٹا دی۔۔۔۔ آپ چاہتے تو ساری زندگی مجھے قید رکھتے ۔۔۔میرے پاس حق بھی نہ تھا انکار کا۔۔۔

۔لیکن آپ جیسے لوگ کم ہوا کرتے ہیں۔۔۔۔ جو اپنی محبت کسی اور کی جھولی میں ڈال دے۔۔۔ جو خود غرض نہیں ہوتے۔۔۔۔ جو اللہ کے پسندیدہ ہوتے ہیں۔۔۔۔ آپ اللہ کے پسندیدہ شخص ہیں جو اپنی خواہش سے۔۔۔۔ کسی کی خوشی کے لیے دستبردار ہوئے۔۔۔ آپ بے غرض انسان ہیں سر "

ازنا کے لہجے میں اس کی آنکھوں میں احترام تھا۔۔۔ لیکن محبت آج بھی نہیں تھی۔۔۔ کیونکہ وہ محبت صرف رشوان کے لیے وقف تھی اردشیر پہلی بار مسکرایا۔۔۔ اور دل سے مسکرایا۔۔

۔۔جس اعتماد کے ساتھ وہ آج بات کر رہی تھی آج لگ رہا تھا کہ وہ ذیشا حسن ہے۔۔ رشوان شاہ کی ذیشا۔۔ وہ گلا کھنکھار کر بولا۔۔۔

۔۔۔"میں خود غرض نہ بنا کیونکہ تم خود غرض نہ تھیں۔۔۔ تم نے اپنی محبت قربان کر کے بھائی پر نچھاور کر دی۔۔۔ تو پھر میں کیسے خود غرض ہوتا،،، انسان کو قید کرنا بہت آسان ہوتا ہے ازنا لیکن دل۔۔۔ دل ۔۔۔ کو قید کرنا بہت مشکل،، ناممکن۔۔۔

اللہ نے جب تمہارے جسم میں دل بنایا تھانا۔۔۔ تو اس میں رشوان شاہ کو ڈال دیا۔۔۔ پھر بتاؤ میں کیسے اسے وہاں سے نکال کر پھینک سکتا تھا۔۔۔ زبردستی کے تعلق صرف جسمانی ہوسکتے ہیں۔۔۔ روح کے تعلق بھی زبردستی بنتے ہیں بھلا۔۔۔" وہ کمال ضبط رکھتا تھا اپنے لہجے پر کہیں بھی اس کا لہجہ نہ لڑکھڑایا۔۔ بہت مضبوط اور ٹھوس لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔ ازنا نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

۔۔۔"میں تاعمر آپ کی شکر گزار رہوں گی سر،،، اللہ آپ کو زندگی کی ہر خوشی سے نوازے" وہ صدق دل سے اسے دعا دے رہی تھی۔۔۔ ارداشیر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔۔

۔۔۔"میری ہر خوشی ایک ہستی سے جڑی ہے۔۔۔۔ مس ازنار شوان شاہ۔۔۔ آج بھی جب تک تم خوش رہو گی۔۔۔ سمجھنا میں خوش ہوں۔۔۔"

وہ اٹھنے لگا۔۔۔ رشوان ایک لفظ بھی نہ بولا تھا وہ تو بس بچی کے ساتھ مصروف رہا۔۔۔

رشوان بچی کو لیے بیٹھا تھا۔۔جو اب رشوان شاہ کے سینے پر بے خبر سو گئ تھی۔۔۔۔اور رشوان اس کے ہاتھ چوم رہا تھا۔۔۔اردا شیر کو تعجب ہوا۔۔

۔عنایا کسی اجنبی کے پاس نہ جاتی تھی مگر رشوان شاہ کے پاس باآسانی چلی گئ۔۔۔اور سکون سے سو بھی گئ ۔۔۔۔وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔کچھ لوگ سراپا محبت۔۔۔سراپا سکون ہوتے ہیں۔۔۔جو اپنی ذات سے دوسروں کو بس محبت دیتے ہیں۔۔۔سکون بخشتے ہیں۔۔۔رشوان شاہ بھی ایک ایسا انسان تھا۔۔۔۔

عنایا اس کے سینے سے لپٹی تھی دوسرے ہاتھ سے اس کی جیکٹ جکڑی ہوئی تھی۔۔۔رشوان اب اس کے سر پر لب رکھ رہا تھا۔۔۔۔

اردا شیر جو رشوان کو دیکھ رہا تھا ازنا کی پکار پر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

ازنا نے اسے اب کی بار پکارا تھا۔۔۔۔

۔۔۔"اردا شیر مجھے معاف کر دینا آپ کے دل کو اگر کبھی ٹھیس پہنچی ہو تو بس مجھے معاف کر دینا "

اس کی آنکھوں میں التجا تھی۔۔۔۔

۔۔"ازنار شوان شاہ۔۔۔ تم میرے دل کو طاقت دیتی ہو ضرب نہیں لگاتی۔۔۔"وہ مسکرایا تھا

۔۔۔ازنا کی آنکھیں بڑی ہو گئی تھیں۔۔۔ حیرت سے۔۔۔۔رشوان نے بھی جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ارداشیر نے عنایا کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے۔

۔تو رشوان نے اس کے ہاتھوں کو نظر انداز کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

۔۔۔"سر آپ کے دل میں میرے لیے کوئی خلش تو باقی نہیں"رشوان پوچھ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔"بالکل نہیں،،، تم سے خلش ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔اپنے محبوب کے محبوب سے بھی محبت ہو جاتی ہے "

ارداشیر نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔۔۔رشوان شاہ نے ساری زندگی لوگوں کو لاجواب کیا تھا لیکن اب اس کے پاس کچھ کہنے کو نہ تھا۔۔۔۔۔۔رشوان بھی کھڑا ہو گیا۔۔۔اور عنایا کو اسے تھما دیا۔۔۔

۔۔۔ارداشیر اپنی زندگی میں آگے نکل گیا تھا۔۔۔ربیقہ اس کی اسیر تھی اور وہ اب اپنی بیٹی کا دیوانہ تھا

۔۔۔ازنا اسے پر سکون دیکھ کر خود بھی پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔

اس نے بچی کو گود میں اٹھایا۔۔۔اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔۔رشوان نے ازنا کو دیکھا تھا جو مسکرا رہی تھی۔۔۔

۔۔"کچھ لوگ دنیا میں خوشیاں باٹنے آتے ہیں رشی"وہ مسکرا کر بول رہی تھی۔۔۔رشوان بھی مسکرا دیا

۔۔۔ازنا کے آگے اپنی ہتھیلی کر دی۔۔ازنا نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔اور اس کے بازو سے سر ٹکا لیا۔۔۔۔

****

یہ کہانی ایک ایسے عاشق کی ہے جس نے محبت کھودی تو۔۔۔ دنیا ہی ترک کر گیا۔۔۔ خدا کے آگے سجدہ زیر ہو گیا۔۔۔۔ خود گر تا گیا سجدے میں اور اپنی محبت کو اٹھا گیا۔۔۔

رشوان شاہ۔۔۔۔ کی دعاوں نے قدرت کے سفاک اور اٹل فیصلے بدل ڈالے۔۔۔ دلوں کو نرم کر ڈالا ۔۔۔رسم ورواج کی دیواریں گرا ڈالی۔۔۔ محبت میں الہام کا مقام بہت خاص لوگوں کو حاصل ہو تا ہے رشوان شاہ ان ہی میں سے ایک تھا۔۔۔۔ جس نے ہار نہیں مانی تھی بس اپنے رب کے آگے جھک گیا تھا ۔۔۔۔اور الہام ہونے کے مقام تک پہنچا۔۔۔۔

یہ کہانی ہے روشن بخت اور چہرے والی لڑکی کی۔۔۔۔ جس کو محبت کے ٹھاٹے مارتے سمندر سے نوازا گیا تھا ۔۔۔۔محبت،،،دوستی۔۔۔، قسمت کے معاملے میں روشن چمکدار۔۔۔۔

ازنا شاہ۔۔۔۔ جس نے اپنی چمک کو خونی رشتوں کے سودے ماند کر لیا تھا۔۔۔ قدرت کے سفاک فیصلوں پر سر خم کر دیا تھا اور اپنا بخت اپنے ہاتھوں ماند کر بیٹھی۔۔۔ لیکن محبت نے اسے ماند نہ ہونے دیا۔۔۔ اس کی چمک مزید تابناک ہو گئی۔۔۔۔۔

یہ کہانی ہے اس شخص کی جس نے ایک لڑکی سے محبت کی مگر اسے پانے کی خواہش کبھی نہ کی۔۔۔ خود کو اتنا حقیر سمجھا کے کبھی خواب میں بھی حصول محبت کا نام نہ لیا۔۔۔۔ جو بڑے ظرف والا تھا کسی کی خاص چمک پا کر مسحور سا ہو گیا تھا۔۔۔

۔۔۔ارداشیر بلوچ پھر اسی خاص چمک کو بر قرار رکھنے کو اس چمک سے دور ہو گیا۔۔۔۔ اور اپنا دل خالی کر گیا۔۔۔

***** ختم شد ********

Urdu Novels Ghar